اعلیحضرت امام احمد رضا کا ۷۵ واں سالانہ عرس ۲۵ صفر ۱۴۱۵ھ ـ رضا اکیڈمی بمبئی ۳

RAZA OFFSET, Bombay-3 • Tel: 371 23 13

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

امابعد! مجدد مائۃ رابع عشر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی برد اللہ مضجعہٗ وحید عصر فقیہ اور بے حد طباع اور ذہین ائمہ دین میں سے تھے ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ ہجری مکمل چون سال تک آپ نے فتاوی تحریر فرماتے [۱]

پورے عالم اسلام سے خواص وعوام ،خواندہ وناخواندہ ، رائی ورعایا ،سبھی طبقوں کے کثیر التعداد سوالات آپ کی خدمت میں آتے [۲] آپ خود فرماتے ہیں" ایک وقت میں چار چار سو فتاوے جمع ہوجاتے ہیں [۳]

ابتدائی بارہ سال کے فتاوی کی نقل آپ نے محفوظ نہیں رکھی بعد کے فتاویٰ کا بھی دسواں حصہ محفوظ رہ سکا جو ۱۳۲۷ھ تک سات خریطوں میں جمع ہوا تھا ۔ سائز ۲۶ × ۲۰ کے چار صفحہ اور ہر خریطہ کے کل صفحات کی تعداد چودہ سو سے سولہ سو تک تھی ۔ جلدوں کی ضخامت کا خیال کرکے احباب اور علماء کے مشورہ سے اس کو بارہ جلدوں میں تقسیم کیا ۔ اس کے بعد بھی آپ نے تیرہ سال تک فتاویٰ تحریر فرمائے [۴]

اس فقید المثال فتاویٰ کی اشاعت ۱۳۲۷ھ میں ہی شروع ہوئی ۔ چنانچہ پہلی جلد آپ کی زندگی ہی میں ۱۳۳۵ھ کے لگ بھگ مکمل ہوگئی [۵] تقریبًا نو سال کے بعد ۱۳۴۴ھ میں صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسری جلد بھی مطبع اہلسنت بریلی شریف سے شائع کی [۶]

علماء اور احباب کی ترتیب کے اعتبار سے جلد چہارم کا آخری حصہ اور شائع شدہ جلدوں کے لحاظ سے جلد پنجم کا ابتدائی حصہ یعنی کتاب النکاح ۱۳۴۵ھ سے شروع ہوکر ۱۳۴۶ھ یا ۱۳۴۷ھ تک مکمل ہوا [۷]

اس کے بعد مکمل انتیس ۲۹ سال تک سناٹا رہا ۔ سب سے پہلے حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کو اس کا خیال آیا آپ نے مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفٰے رضا صاحب قدس سرہٗ سے اشاعت کی اجازت لی اور حصہ سوم سے حصہ ہشتم تک کا مسودہ حاصل کیا ۔ اور مبارکپور ہی میں

---

[۱] حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۸۰ [۲] سلامۃ اللہ لاہل السنۃ ص ۵۴ [۳] فتاویٰ رضویہ چہارم ص ۲۳ کتاب النکاح [۴] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد اول [۵] اشتہار آئینہ قیامت [۶] روایت حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب بلیاوی یا حضرت مولانا عبد المصطفٰے صاحب ازہری رحمہما اللہ [۷] فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص ۲۱۴ رضا دار الاشاعت بریلی شریف ۔

سنی دارالاشاعت کی بنیاد رکھی اور ان کے علاوہ مزید تین افراد بھی ان کے اس کام میں ہمدم اور ہم قدم رہے۔ مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم نائب ناظم دارالعلوم اشرفیہ مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب ناظم دارالعلوم اشرفیہ راقم عبدالمنان اعظمی [1]

محرم ١٣٧٩ھ سے تیسری جلد کا اہتمام شروع ہوا اور ١٣٨١ھ کو کتاب منظر عام پر آگئی [2] مبیضہ حضرت مولانا مجیب الاسلام صاحب اعظمی نے فرمایا۔ کتابت بالکلیہ لکھنؤ کے قیصر مرزا نے کی اور کتاب سرفراز پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی۔ اصل کاپی اور پروف کا مقابلہ اور تصحیح حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور راقم عبدالمنان اعظمی نے کی۔ اس جلد کی فہرست حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے دی ہے [3]

چوتھی جلد ١٣٨٣ھ میں کاتب کے حوالے کی گئی اور ١٣٨٧ھ میں شائع ہو سکی۔ مبیضہ مفتی نسیم صاحب اعظمی، کتابت صبحائی کان پوری اور جرار حسین لکھنوی کی ہے اور مطبع نامی پریس لکھنؤ ہے۔ تصحیح میں اس دفعہ مولانا عبدالرؤف صاحب کے ساتھ راقم عبدالمنان اعظمی اور اشرفیہ کے کچھ منتہی طلبہ بھی شریک رہے فہرست اکیلے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے ترتیب دی [4]

پانچویں جلد ١٣٨٩ھ میں حوالہ پریس ہوئی۔ مبیضہ حسب دستور نسیم صاحب کا ہے، کتابت جرار حسین اور عبدالمجید لکھنوی کی، طباعت جزحصہ نامی پریس، اور بقیہ سرفراز پریس میں ہوئی۔ بقیہ جدوجہد حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کی ہے، البتہ ان کے انتقال کی وجہ سے تصحیح میں راقم عبدالمنان اعظمی اور مولوی شکیب ارسلاں کا حصہ ہے اور کتاب الطلاق اور مابعد کی فہرست بھی راقم عبدالمنان اعظمی نے ہی تیار کی ہے اور کتاب جیسے تیسے ١٣٩٧ھ میں شائع ہو سکی [5]

چھٹی جلد کا مبیضہ مولوی سبحان اللہ صاحب امجدی مرحوم کا ہے کتابت مولوی محبوب عالم اعظمی، مولوی شمس الحق بلیاوی، مولوی عبدالمنان برکاتی اور قاری محمد اسمٰعیل صاحب، تبسم عزیزی مبارکپوری کی ہے۔ مطبع نشاط پریس ٹانڈہ، بقیہ امور راقم عبدالمنان اعظمی نے انجام دیئے ہیں، تصحیح میں مولوی شکیب ارسلاں اور مولوی عبدالسلام صاحب گونڈوی راقم اعظمی کے شریک حال رہے۔ سن اشاعت ١٤٠١ھ ہے [6]

ساتویں جلد کا مبیضہ مفتی نسیم صاحب اور مولانا سبحان اللہ صاحب امجدی کی کاوش ہے۔ کتابت مولوی عبدالرحیم اعظمی و مولوی نعیم الدین اعظمی کی ہے۔ طباعت دہلی کی آفسیٹ پریس کی ہے۔ تاریخ اشاعت ٢٠ / ربیع الثانی ١٤٠٧ھ ہے۔ [7]

آٹھویں جلد کے مبیضہ میں حسب سابق دونوں بزرگ شامل ہیں۔ کتابت مولوی نظام الدین کوپاگنج، حسام الدین

---

[1] مقدمہ جلد ہفتم ہشتم [2] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [3] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [4] مقدمہ جلد سابع شائع کردہ سنی دارالاشاعت مبارک پور [5] ایضًا

[6] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم [7] مقدمہ جلد ہفتم۔

گھوسی اور شمس الحق ادری کی ہے۔ تصحیح راقم عبدالمنان اعظمی، مولوی محمد اسلم گھوسوی اور محمد رفیع احمد کٹیہاری کی ہے۔ تاریخ اشاعت ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ ہے اور مطبع ہے۔ اے آفسیٹ پریس دہلی ہے ؎۱

نویں[1] جلد مکتبہ ایوان رضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت نے دو جلدوں میں شائع کی مگر لاعلمی کی وجہ سے وہ اس کو بجائے نویں جلد کے دسویں جلد قرار دے رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس امر کے کہ ایوان رضا سے شائع شدہ دسویں جلد حقیقت میں نویں جلد ہے۔ مندرجہ ذیل ثبوت ہیں:

(۱) مکتبہ ایوان رضا سے شائع ہونے والی نصف اول کے مقدمہ میں اس امر کا اعتراف ہے کہ ہم نے فی الحال اندازاً اس جلد کو دسویں جلد قرار دیا ہے تحقیق کے بعد ہم اعلان کریں گے کہ یہ کون سی جلد ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"یہ کتاب ہمیں خستہ حالت میں ملی، کہنگی کے سبب جلد کا نام بھی غائب ہو چکا تھا۔ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ کون سی جلد ہے۔ کوشش کی گئی کہ پتہ لگ جائے مگر اب تک ہمیں پوری تحقیق نہ ہو سکی۔ آئندہ نصف آخر کی اشاعت تک اس کی پوری تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی"[2] (مقدمہ نصف اول)

(۲) مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بریلی شریف سے فتاویٰ رضویہ کے مختلف جلدوں کے مسودے لاتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی یادداشت بھی لاتے تھے جس میں ہر جلد کے ابواب مندرجہ کی فہرست تھی، اس فہرست میں نویں جلد کو باب الحظر والاباحہ پر مشتمل لکھا ہے۔

(۳) متداول کتب فقہ میں ابواب فقہ کی ترتیب یہی تحریر ہے کہ کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظر والاباحہ کا ذکر آتا ہے۔ اس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ آٹھویں جلد جب کتاب الاضحیہ پر منتہی ہوئی تو اس کے بعد متصلاً کتاب الحظر و الاباحہ آئے اور یہ بھی ہوگا کہ اسے نواں حصہ قرار دیا جائے۔

(۴) سب سے قطع نظر خود حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرتبہ ایک فہرست حضرت مولانا توصیف رضا صاحب کے پاس[3] ہے اس میں بھی کتاب الحظر والاباحہ کتاب الاضحیہ کے متصلاً بعد ہی ہے۔ اس لئے ہم کو اس پر لشدت اصرار ہے کہ کتاب الحظر والاباحہ نویں جلد ہی ہے۔

؎۱ مقدمہ جلد ہشتم۔

ع۱ اب اس جدید ترتیب میں ہم نے اس کو نویں جلد ہی کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔، مرتب

ع۲ لیکن نصف آخر میں اس تحقیق کے بارے میں کچھ بھی تحریر نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ ناشرین کوئی فیصلہ نہ کر سکے یونہی اندازہ سے اس کو دسویں جلد کا نام دیا گیا۔، مرتب

ع۳ فہرست کو ہم نے بعینہ اس جلد میں شامل کر دیا ہے۔ دیکھئے ص۷، مرتب

(۵) مکتبہ ایوان رضا سے نویں جلد کے نام سے فتاویٰ رضویہ کا جو حصہ شائع ہوا ہے اس میں ابواب فقہ سے خارج متفرق علوم وفنون کے مسائل ہیں ایسے متفرق مسائل کی جگہ تمام تصنیفوں میں آخر کتب میں ہوتی ہے نہ کہ درمیان میں اس میں کتاب الفرائض کا جز حصہ بھی شریک کیا گیا ہے جو عموماً کتب فقہ کے اخیر میں ہوتا ہے اس لئے یہ حصہ اصولاً فتاوی رضویہ کی بارہویں جلد کا حصہ تو ہوسکتا ہے نویں جلد ہرگز نہیں جس کو انشاء اللہ بشرط زندگی ہم مبوب ومفصل شائع کریں گے۔

اس جلد میں نہ تو مسائل کو مبوب کیا ہے نہ رسائل کو ممتاز۔ حد یہ ہے کہ ایک رسالہ کے مشتملات بھی ایک ساتھ شائع نہ ہوسکے۔

مبیضہ ڈاکٹر فیضان احمد صاحب کا ہے۔ تصحیح میں حضرت جانشین مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا اختر رضا خاں صاحب مدظلہ، مولانا قاضی عبد الرحیم صاحب، مولانا محمد صالح صاحب، مولانا مفتی محمد اعظم صاحب وغیرہ علماء کرام شریک ہیں نہ کتابت کی تصریح نہ حصہ دوم کی پرنٹ لائن دی گئی ہے۔ حصہ اول البتہ تاج آفسیٹ پریس الہ آباد میں چھپا ہے۔

دسویں جلد گیارہویں جلد کے نام سے حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب نے ادارہ تصنیفات رضا بریلی سے شائع کی ہے۔ تصحیح وترتیب اور فہرست مولوی عبد المبین نعمانی صاحب کی ہے مگر یہ جلد نہایت مختصر ہے ۱۳۲۹ھ کی ایک فہرست ہمارے ہاتھ لگی ہے جو خود اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترتیب دادہ ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس جلد کا ایک حصہ کتاب الجنایات بھی تھا جو اس جلد کے ساتھ شائع ہونے سے رہ گیا۔ اس فہرست میں اس جلد کے ابواب کی تعداد اور کل تعداد صفحات ۲۴۳ ہے۔ جبکہ شائع شدہ جلد ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ابواب کی تعداد چار ہے۔ اس کا سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس فہرست کی ترتیب کے بعد مزید گیارہ سال آپ نے فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں اور یہ سبب بھی ممکن ہے کہ موجودہ کتاب کا سائز کچھ مختصر کردیا گیا ہے۔

اس حساب سے گیارہویں اور بارہویں جلدیں ابھی زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکیں بلکہ یہ بتانا بھی مشکل ہے کہ بقیہ دونوں جلدیں کون کون سے ابواب فقہ پر مشتمل ہیں کیوں کہ حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب کی شائع کردہ جلد کتاب الوصایا تک ہے جس کے بعد صرف ایک باب کتاب المواریث ہی ابواب فقہ میں باقی رہ جاتا ہے۔ ؎۱

حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب فتاویٰ کی غیر مطبوعہ جلدوں کے تمام جلدوں میں شامل ابواب کی ایک فہرست بھی لائے تھے اس کے لحاظ سے گیارہویں جلد میں رسائل ومسائل رد ومناظرہ اور کلامیہ اور بارہویں جلد میں بقیہ رسائل ومسائل کلامیہ کے ساتھ ساتھ متفرق مسائل بھی شامل ہونا چاہیئے ؎۲

؎۱ اس باب کو کتاب الفرائض کے عنوان سے ہم نے موجودہ جلد دہم اور سابقہ ترتیب کے اعتبار سے جلد یازدہم کے آخر میں شامل اشاعت کردیا ہے جو اس کا اصل مقام ہونا چاہیئے تھا۔ مرتب

؎۲ اب ہم نے اسی حساب سے دونوں کو مرتب کیا ہے۔ لیکن ناشر کی عجلت کی وجہ سے یہ کام مکمل نہ ہوسکا ورنہ وہ تمام رسائل شریک اشاعت کئے جاتے جن کا اشارہ اس اجمالی فہرست سے مل رہا ہے۔، مرتب

بارہویں جلد کا بڑا حصہ اعلیٰ حضرت کے رسالہ " البارقۃ الشارقۃ " پر مشتمل تھا۔ یہ رسالہ متعدد رسائل و مسائل کا مجموعہ تھا جو زیارت قبور، ایصال ثواب، عرس، استمداد اور اسی قسم کے موضوعات کی تحقیقات عالیہ کا خزانہ تھا اعلیٰ حضرت نے اپنی تحریروں میں جا بجا اس کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ لیکن افسوس کہ پوری جلد ہی لاپتہ ہے۔ البتہ اس جلد کے متفرقات کا جز حصہ حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب کے پاس ہے جو مبوب و مرتب ہو چکا ہے اور بقیہ حصہ مکتبہ ایوان رضا کے ذمہ داروں نے نویں جلد کے نام سے غیر مرتب ہی شائع کر دیا ہے اور اسی میں کتاب المواریث کا جز حصہ بھی شامل ہے۔ یہ ہے اس عدیم المثال فقہی شاہکار کی کہانی۔

آٹھویں جلد کے بعد جو حصے شائع ہوئے ہیں وہ ان کے ناشرین بھی اپنی جد و جہد میں مخلص ہیں کہ جس صورت سے بھی ہو سکے اعلیٰ حضرت کی یادگار محفوظ ہو جائے۔ لیکن اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان سب غیر مرتب جلدوں کو بھی از سر نو تہذیب و ترتیب کے شائع کیا جائے۔

عبد المنان اعظمی
خادم قدیم فتاویٰ رضویہ شریف حق اکادمی مبارک پور
شمس العلوم گھوسی
۲۹ رجون ۱۹۹۴ء

مسائل شتی کا جز صفحہ ۱۴۸ سے ۱۹۶ تک حضرت علامہ توصیف رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ہم کو عنایت کیا ہے۔ ہم اراکین رضا اکیڈمی حضرت کے مشکور ہیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

المجلد السابع من

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

تا ۲۷ رجب ۲۹

	کتاب	مکتوب	سادہ
۲	وکالت	۱	۱۵
۴	اقرار	۱۱	۲۸۰
۴	صلح	۴	۲۴
۰	مضاربت	۹	۱۸
۰	امانات	۷	۹
۶	ہبہ	۸۹	۱۶
۳۵	اجارہ	۶۸	۳۲
۴	اکراہ حجر	۱۶	۲۲
۴	غصب	۱۳۴	۲۲
۴	شفعہ	۹۱	۳۲

	کتاب	مکتوب	سادہ
۲	قسمت	۳	۶
۰	مزارعت	۷	۵
۶	صید و ذبائح	۱۱۴	۲۴
۱۲	حظر و اباحت	۱۴۸	۰
۷۳	۱۴	۵۷۱	۱۶۳

۵۶ جز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

المجلد الثامن من

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

۲۷ رجب ۱۳۳۶

نمبر	کتاب	مکتوب	سادہ
	بقیۃ الحظر	۲۸۳	۱۲۹
۲	اشربہ	۵۱	۱۶
[illegible]	مداینات	۳۰	۱۸
[illegible]	رہن	۲۳	۱۰
۴	جنایات	۳۰	۱۶
[illegible]	وصایا	۱۱۹	۳۳
	۶	۵۳۶	۲۲۲

یہ فہرست اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب دی ہے۔

تاریخ

مسئلہ: از توپخانہ بازار قدیم مسجد صوبہ دار مدرسہ فیض احمدی کانپور بروز چہار شنبہ بتاریخ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ مولوی عبیداللہ صاحب

یہ مسئلہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ بقرہ کے ختم فرمانے کے شکریہ میں دعوت فرمائی۔ اور نسیم الریاض کے کس جلد کے کس صفحہ میں ہے کہ جو شخص مخلوق میں سے کسی کے علم کو حضرت سید السادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے علم سے اشرف واوسع کہے گا؟

الجواب ۔ نسیم الریاض کی وہ عبارت جلد رابع ص۳۶۷ طابع قسطنطنیہ میں ہے من قال فلان اعلم منه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقد عابه ونقصه (الیٰ قوله) فهو ساب ای کالساب والحکم فیه حکم الساب من غیر فرق فیهما۔ خطیب نے رواۃ مالک میں عبد اللہ بن عمر فاروق علیہما الرضوان سے روایت کی قال تعلم عمر البقرة فی اثنتی عشرة سنة فلما ختمها نحر جزورا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بمبئی مرسلہ مولوی محمد عثمان صاحب بوساطت ضیاء الاسلام ہیلی بھیت ۱۸ رجب ۱۳۴۲ھ

① شیطان کے انڈا دینے کا ثبوت۔

② نماز خمسہ معراج میں نہیں فرض ہوئیں۔

الجواب ۔ (۱) مفسرین نے ذریت شیطان میں چند اقوال لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ انڈے دیتا ہے اس سے اس کی نسل پھیلتی ہے۔ (۲) یہ محض غلط ہے۔ صحیحین وغیرہما کی احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ شب معراج ہی میں پانچوں نمازیں فرض ہوئیں۔

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ مرسلہ منشی قاضی عبد الحق صاحب ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۲۷ھ

بشرف ملاحظہ خدامان بارگاہ شریعت پناہ، صاحب حجۃ قاہرہ، مجدد مائۃ حاضرہ، حامی ملت، حضرت عالم اہل سنت مد ظلہم الاقدس السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کمترین عقیدت گزین عبد الحق پرداز ہے کہ اگر خادمان عالی کا حرج اوقات نہ ہو تو تفصیل اس امر کی فرمادی جائے کہ ہاروت و ماروت جو چاہ بابل میں قید ہیں۔ فرشتے ہیں یا جن یا انسان؟ اگر ان کو فرشتہ مانا جاوے تو عصمت فرشتوں کی کس دلیل سے ثابت کیجائے۔ اور اگر جن یا انس کہا جاوے تو درازی عمر کے واسطے کیا حجت پیش کی جاوے۔ اور جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ آسمان میں ایک دروازہ پیدا ہوا اور ایک فرشتہ طوق و زنجیر پہنے ہوئے وسط میں ظاہر ہوا اور منادی

نے ندا کی کہ اس فرشتہ نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کی یہ سزا ملی کہاں تک صحیح ہے؟ چونکہ قدیم سے میرے تمام اسقام کا چارہ اسی آستانے سے ہوتا رہا ہے۔ اس واسطے اس سمع خراشی کی جرأت پڑ گئی۔ والسلام

الجواب ۔ جناب من! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قصہ ہاروت وماروت جس طرح عام میں شائع ہے، ائمہ کرام کو اس پر سخت انکار شدید ہے۔ جس کی تفصیل شفاء شریف اور اس کی شروح میں ہے۔ یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ھذہ الاخبار من کتب الیھود وافترائتھم یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی افتراؤں سے ہیں۔

ان کو جن یا انس مانا جائے جب بھی درازئ عمر مستبعد نہیں۔ سیدنا خضر وسیدنا الیاس وسیدنا عیسیٰ صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم انس ہیں اور ابلیس جن ہے۔

اور راجح یہی ہے کہ ہاروت وماروت دو فرشتے ہیں جن کو رب عزوجل نے ابتلائے خلق کے لئے مقرر فرمایا کہ جو سحر سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ انما نحن فتنۃ فلا تکفر ہم تو آزمائش ہی کیلئے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔ اور جو نہ مانے اپنے پاؤں جہنم میں جائے۔ اسے تعلیم کریں۔ تو وہ طاعت میں ہیں نہ کہ معصیت میں بہ قال اکثر المفسرین علی ماعزا الیھم فی الشفاء الشریف ـــــ اور یہ روایت کہ تاریخ الخلفاء کی طرف نسبت کی قطعاً باطل اور بے اصل محض ہے۔ نہ اس وقت تاریخ الخلفاء میں اس کا ہونا یاد فقیر میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ از مولوی نور احمد کانپوری ملازم کارخانہ میل کاٹ واقع ریواں ۹ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

ماقولکم یا علماء الملۃ السمحۃ البیضاء ومفاتی الشریعۃ الغراء فی ھذہ۔

مولوی غلام امام شہید ص۵۹ سطر ۱۱ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پاک نے حاضر ہو کر گردن نیاز صاحب لولاک کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھ دیا۔ اور خواجہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردن غوث اعظم پر قدم مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے اور اس روح پاک سے استفسار فرمایا کہ تو کون ہے؟ عرض کیا کہ میں آپ کے فرزندوں اور ذریات طیبات سے ہوں۔ اگر آج نعمت سے کچھ منزلت بخشئے گا تو آپ کے دین کو زندہ کروں گا۔ فرمایا کہ تو محی الدین ہے۔ اور جس طرح آج میرا قدم تیری گردن پر ہے اسی طرح کل تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ اور اس روایت کی دلیل یہ لکھی ہے کہ صاحب منازل اثنا عشریہ بھی تحفہ قادریہ سے لکھتے ہیں۔ اسی کتاب ص۸ سطر ۵ میں مرقوم ہے کہ خواجہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہو کر سوار ہونے لگے براق نے شوخی شروع کی۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا یہ کیا بے حرمتی ہے۔ تو نہیں جانتا کہ تیرا راکب کون ہے۔ خلاصہ ہیجدہ ہزار عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ براق نے کہا اے امین وحی الٰہی تم اس وقت خفگی مت کرو مجھے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ایک التماس ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ عرض کیا آج میں دولت زیارت سے مشرف ہوں، کل قیامت کے دن مجھ سے بہتر براق آپ کی سواری کے واسطے آئیں گے امیدوار ہوں کہ حضور سوائے میرے اور کسی براق کو پسند نہ فرمائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے التجا اس کی قبول فرمائی صاحب تحفۃ القادریہ لکھتے ہیں کہ وہ براق خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اتنا بڑھا اور اونچا ہوا کہ صاحب معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں رکاب تک نہ پہنچا۔

میرا استفسار اس امر کا ہے کہ آیا یہ روایت صحاح ستہ وغیرہ کتب احادیث میں وشفائے قاضی عیاض وغیرہ کتب معتبرہ فن سیر میں

موجود ہے یا نہ؟ بینوا توجروا ببیان کاف وشاف بالاسانید من المعتبرات المعتمدات بالبسط والتفصیل جزاکم اللہ خیر الجزا۔

الجواب ۔ کتب احادیث وسیر میں اس روایت کا نشان نہیں۔ رسالہ غلام امام شہید محض نا معتبر بلکہ صریح اباطیل وموضوعات پر مشتمل ہے منازل اثنا عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہ گذری نہ کہیں اس کا تذکرہ دیکھا۔ تحفۂ قادریہ شریفہ اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے میں اس کے مطالعہ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا۔ جو نسخہ میرے پاس ہے یا جو میری نظر سے گذری ان میں یہ روایت اصلاً نہیں۔ باایں ہمہ اس زمانے کے بعض مفتیان جہول یعنی دیوبندیان نامعقول اور مخطیان عفول نے جو اس کا بطلان اس طرح ثابت کرنا چاہا ہے کہ سدرۃ المنتہی سے بالا عروج کیسا اور اس میں معاذ اللہ حضور اقدس وانور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بوئے تفضیل نکلتی ہے یہ محض تعصب وجہالت ہے جس کا رد فقیر نے ایک مفصل فتویٰ میں سترہ سال ہوئے کہ کیا۔ جبکہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ کو کھنٹور ضلع سورت سے اس کا سوال آیا تھا۔ ہاں فاضل عبدالقادر قادری ابن شیخ محی اہلی نے کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ روایت لکھی ہے اور اسے جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید ابن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "حرز العاشقین" سے نقل کیا۔ اور ایسے امور کو اتنی ہی سند بس ہے۔ اس کا بیان فقیر کے دوسرے فتویٰ میں ہے جس کا سوال ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۱ھ کو اوجین سے آیا تھا۔ وباللہ التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ملک بنگال ضلع فرید پور موضع ٹپوراکاندے مرسلہ محمد شمس الدین صاحب

اعراب قرآنی کی ایجاد کس سنہ میں ہوئی اور اس کا بانی کون ہے۔ یہ بدعت حسنہ ہے یا سیئہ اگر بدعت حسنہ ہے تو کل بدعۃ ضلالۃ کے کیا معنی؟

الجواب ۔ زمن عبد الملک بن مروان میں اس کی درخواست سے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے شاگرد رشید حضرت ابو الاسود دُئلی نے یہ کار نیک کیا، بدعت حسنہ تھا اور تمام ممالک عجم میں یقیناً واجب کہ عام لوگ بے اسکے اس کی صحیح تلاوت نہیں کر سکتے۔ بدعت ضلالت وہ ہے کہ رد ومزاحمت سنت کرے اور یہ تو مؤید ومعین سنت ہے۔ بلکہ ذریعہ ادائے فرض ہے فان اللحن حرام بلا خلاف کما فی العالمگیریۃ فترکہ فرض وھذا سبیلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از بھوپال مکان منشی سید سعید احمد صاحب متصل نور محل مرسلہ سید احمد علی۔

مکرم ومعظم بعد آداب نیاز کے گذارش ہے کہ اگر برائے مہربانی ان واقعات کے جن کے بنا پر حضرت منصور کے بارے میں فتویٰ دیا گیا تھا، مطلع فرمائیں تو بہت ممنون ہوں۔ اگر فتویٰ میں کسی آیت شریف کا حوالہ دیا گیا ہو تو اس کو بھی لکھ دیجئے گا۔ اس تکلیف دہی کو معاف فرمائیے گا۔ ایک معاملہ میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

الجواب ۔ حضرت سیدی حسین بن منصور حلاج قدس سرہ جن کو عوام منصور کہتے ہیں، منصور ان کے والد کا نام تھا۔ اور ان کا اسم گرامی حسین۔ اکابر اہل حال سے تھے۔ ان کی ایک بہن ان سے بدرجہا مرتبہ ولایت ومعرفت میں زائد تھیں۔ وہ آخر شب کو جنگل تشریف لے جاتیں اور یاد الٰہی میں مصروف ہوتیں۔ ایک دن ان کی آنکھ کھلی بہن کو نہ پایا۔ گھر میں ہر جگہ تلاش کیا پتہ نہ چلا، ان کو وسوسہ گذرا۔ دوسری شب میں قصداً سوتے میں جان ڈال کر جاگتے رہے۔ وہ اپنے وقت پر اٹھ کر چلیں۔ یہ آہستہ پیچھے ہو لیے۔ دیکھتے رہے آسمان سے سونے کی

ؔ فی الاصل منصور

زنجیریں یا قوت کا جام اترا اوران کے دہن مبارک کے برابر آ لگا۔ انھوں نے پینا شروع کیا۔ ان سے صبر نہ ہو سکا کہ یہ جنت کی نعمت نہ ملے بے اختیار کہہ اٹھے کہ بہن تمہیں اللہ کی قسم کہ تھوڑا میرے لئے چھوڑ دو۔ انھوں نے ایک جرعہ چھوڑ دیا انھوں نے پیا اس کے پیتے ہی ہر جڑی بوٹی ہر درو دیوار سے ان کو یہ آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ مستحق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا۔ انھوں نے کہنا شروع کیا " انا الحق " بیشک میں سب سے زیادہ اسکا سزاوار ہوں۔ لوگوں کے سننے میں آیا انا الحق وہ دعویٰ خدائی سمجھے اور یہ کفر ہے۔ اور مسلمان ہو کر جو کفر کرے مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من بدل دینہ فاقتلوہ رواہ احمد والستہ الامسلما عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کرو۔ اس حدیث کو اصحاب ستہ میں سے مسلم کے علاوہ سب نے اور امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

مسئلہ ۔ از بریلی بازار لال کرتی مرسلہ حاجی غلام نبی صاحب ساکن پاکپتن شریف معرفت حاجی ابو الحسن صاحب ۲۸ رجب ۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کا آپس میں کیا رشتہ ہے اور ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے کس کس کام پر مختار کیا ہے اور کیا کیا مرتبہ دیا ہے۔ فقط

الجواب ۔ سیدنا الیاس علیہ السلام نبی مرسل ہیں قال اللہ تعالیٰ ان الیاس لمن المرسلین اور سیدنا خضر علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ وعلمناہ من لدنا علما۔ یہ دونوں حضرات ان چار انبیاء میں جن کی وفات ابھی واقع ہی نہیں ہوئی دو نوں آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے سیدنا ادریس و سیدنا عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اور یہ دونوں زمین پر تشریف فرما ہیں۔ دریا سیدنا خضر علیہ السلام کے متعلق ہے اور خشکی سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ دونوں صاحبان حج کو ہر سال تشریف لاتے ہیں، بعد حج آب زمزم شریف پیتے ہیں کہ وہی سال بھر تک ان کے کھانے پینے کو کفایت کرتا ہے۔ دونوں صاحب اور تمام انبیاء علیہم الصلوات والسلام آپس میں بھائی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الانبیاء بنو علات اس کے سوا ان دونوں صاحبوں کا اور کوئی رشتہ معلوم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ۱۷ رجب ۱۳۳۲ھ

حائکہ کا پیشہ کون سے اولیاء علماء نے کیا ہے مع حدیث حوالہ کتاب کے تحریر فرمائیے گا۔

الجواب ۔ بعض اولیاء علماء نے جس طرح بضرورت جوتا سینے کا پیشہ کیا ہے جیسے امام خصاف۔ یوں ہی بعض نے بضرورت کپڑا بھی بنا ہے جیسے ابو الخیر نساج و علامہ اسماعیل حائک مفتی دمشق و شام رحمہم اللہ تعالیٰ مگر اس سے یہ سمجھنا کہ وہ قوم کے جلاہے تھے جہالت ہے ویظھر الفرق بمطالعۃ رسالتنا ارائۃ الادب لفاضل النسب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ضلع سیالکوٹ تحصیل ڈسکہ ڈاکخانہ دہانوں مسئولہ محمد قاسم کھوکھر مدرس مدرسہ دہانوں روز دوشنبہ ۱۹ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

نسب نامہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صحیح تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب ۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولاد سلاطین کیان سے ہیں۔ اور ان کا مرتبہ اس سے اجل و اعظم ہے کہ نسب سے انھیں فخر ہو۔ ان کا یہ شرف نہیں کہ وہ دنیوی بادشاہوں کی اولاد ہیں۔ ان کا یہ فضل ہے کہ وہ ہزارہا دینی بادشاہوں کے باپ ہیں سیدنا

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں الفقہاء کلھم علی عیال علی ابی حنیفۃ تمام مجتہدین امام ابوحنیفہ کے بال بچوں کی طرح ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ حاجی کریم نور محمد جنرل مرچنٹ اتواری چوک شہر ناگپور بروز پنجشنبہ بتاریخ ۹ر صفر المظفر ۳۴ھ

شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہر فرات پر ہوئی یا نہیں۔ علمائے حنفیہ کا اس پر اتفاق ہے یا نہیں ؟

الجواب ۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ضرور برحق ہے نہ فقط حنفیہ بلکہ جملہ ائمہ اہلسنت کا اس پر اجماع ہے اس کا منکر مبتدع گمراہ ہے۔

مسئلہ ۔ از علیگڈھ، مرسلہ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری ۲۵ر صفر ۳۸ھ ہجری

مولانا المعظم و برادر محترم مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب ارفع اللہ شانہم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کالج کا ایک کام آگیا ہے جس میں ضرورت ہے چند اسمار ان علمائے کرام کے لکھے جانے کی، جو سندھ کے تھے یا سندھ میں آئے کم از کم پانچ نام ہونا چاہئے۔ انساب سمعانی میں بعض اسمار ملے لیکن صرف نام، اس کی خبر نہ ملی کہ انھوں نے کیا خدمت انجام دی۔ طبقات حنفیہ کی فہرست میں کوئی نام نہ ملا۔ آنجناب براہ کرم اعلیٰ حضرت سے استفسار فرمائیں متقدمین یا متاخرین علمار اہلسنت، محدثین میں ہوں یا فقہار میں۔ اگر اس قدر فرصت نہ ہو تو صرف ان کتابوں کے نام لکھ بھیجئے جن میں تلاش کروں۔ آپ کی خدمت میں نیاز نامہ اسلئے لکھا کہ آپ کو اعلیٰحضرت کی حضوری حاصل ہے۔ فقیر کا سلام و قدمبوسی فرما دیجئے۔ مستحق دعا ہوں اور بڑا محتاج ہوں۔

الجواب ۔ (۱) مولانا رحمت اللہ سندھی تلمیذ امام ابن ہمام مصنف منسک کبیر، منسک صغیر و منسک متوسط معروف بہ لباب المناسک جس کی شرح ملا علی قاری نے کی ہے۔ المسلک المتقسط فی شرح المنسک المتوسط۔

(۲) مولانا محمد عابد سندھی مدنی محدث صاحب "حصر الشارد" (۳) مولانا محمد حیات سندھی شارح کتاب الترغیب والترہیب (۴) مولانا محمد ہاشم سندھی یہ بھی فقہ میں صاحب تصنیف ہیں (۵) علامہ محمد ابن عبد الہادی سندھی محشی فتح القدیر و صحاح ستہ و مسند امام احمد، استاذ علامہ محمد حیات سندھی، متوفی ۱۱۳۸ھ (۶) شیخ نظام الدین سندھی نقشبندی نزیل دمشق تلمیذ جلیل و محبوب حضرت قدوۃ العارفین سید صبغۃ اللہ بروحی (۷) علامہ سندھی مصنف غایۃ التحقیق جن سے سید علامہ طحطاوی مصری نے حاشیہ درمختار باب الامامۃ میں استناد کیا۔ (۸) شیخ محمد حسین انصاری سندھی عم شیخ عابد سندھی محدثین و رجال اسانید حصر الشارد سے ہیں اس وقت یہی نام خیال میں آئے۔

نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

فصل اول

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں **مسئلہ اولیٰ** استقرار نطفہ زکیہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس ماہ و تاریخ میں ہوا بینوا توجروا۔

الجواب

بعض غرۂ رجب کہتے ہیں رواہ الخطیب عن سیدنا سہل التستری قدس سرہ اور بعض وہم محرم — اخرج ابو نعیم وابن عساکر عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال حمل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عاشوراء المحرم وولد یوم الاثنین لثنتی عشرۃ من رمضان **اقول** فیہ مسیب بن شریک ضعیف جدا اور صحیح یہ ہے کہ ماہ حج کی بارھویں تاریخ ہکذا اصححہ فی المدارج کما سیأتی **اقول** اس کی مؤید ہے حدیث ابن سعد وابن عساکر کہ زن خثعمیہ نے حضرت عبداللہ کو اپنی طرف بلایا رمی جمار کا عذر فرمایا بعد رمی حضرت آمنہ سے مقاربت کی اور حمل اقدس مستقر ہوا پھر خثعمیہ نے دیکھ کر کہا کیا ہم بستری کی فرمایا ہاں کہا وہ نور کہ میں نے آپ کی پیشانی سے آسمان تک بلند دیکھا تھا نہ رہا آمنہ کو مژدہ دیجئے کہ آن کے حمل میں افضل اہل زمین ہے قال ابن سعد انا وھب بن جریر ابن حازم ثنا ابی سمعت ابا یزید المدینی قال نبئت ان عبداللہ فقالت ھل لک فی قال نعم حتی ارمی الجمرۃ الحدیث ظاہر ہے کہ رمی جمار نہیں ہوتی مگر حج میں واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ ثانیہ** دن کیا تھا۔

الجواب کہا گیا روز دوشنبہ ذکرہ الزبیر بن بکار وبہ جزم فی تکملۃ مجمع البحار اور اصح یہ ہے کہ شب جمعہ تھی اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شب جمعہ کو شبِ قدر سے افضل کہتے ہیں کہ یہ خیر و برکت و کرامت و سعادت جو اس میں اتری اس کے ہمسر نہ کبھی اتری نہ قیامت تک اترے وہاں تنزل الملئکۃ والروح فیھا ہے یہاں مولائے ملئکہ و آقائے روح کا نزول اجلال عظیم الفتوح ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدارج النبوۃ میں ہے "استقرار نطفہ زکیہ" در ایام حج بر قول اصح در اوسط ایام تشریق شب جمعہ بود وازیں جہت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیلۃ الجمعہ را افضل تر از لیلۃ القدر دانستہ الخ" واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ ثالثہ** مدت حمل شریف کس قدر تھی فرمایا

اس کی تحقیق مسئلہ پنجم میں آتی ہے ۱۲ منہ

الجواب دہ و نہ وہفت وشش ماہ سب کچھ کہا گیا اور صحیح نو مہینے ہیں فی شرح الزرقانی للمواھب اختلف فی مدۃ الحمل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیل تسعۃ اشھر کاملۃ وبہ صدر مغلطائی قال فی الغرر وھو الصحیح الخ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المراجع والمآب۔ **مسئلہ رابعہ** ولادت شریف کا دن کیا ہے **الجواب** بالاتفاق دوشنبہ صرح بہ العلامۃ ابن حجر فی افضل القری سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن کو فرماتے ہیں ذالک یوم ولدت فیہ میں اسی دن پیدا ہوا ہوں رواہ مسلم ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ **مسئلہ خامسہ** کیا مہینہ تھا۔ **الجواب** رجب صفر ربیع الآخر محرم رمضان سب کچھ کہا گیا اور صحیح ومشہور وقول جمہور ربیع الاول ہے۔ مدارج میں ہے "مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود" شرح الہمزیہ میں ہے الاصح فی شھر ربیع الاول ربیع الاول مواہب میں ہے وھو قول جمھور العلماء پھر کہا فی ربیع الاول علی الصحیح شرح زرقانی میں ہے قال ابن کثیر ھو المشھور عند الجمھور اسی میں ہے وعلیہ العمل علمائے باآنکہ اقوال مذکورہ سے آگاہ تھے محرم ورمضان ورجب کی نفی فرمائی مواہب میں ہے لم یکن فی المحرم ولا فی رجب ولا رمضان شرح ام القری میں ہے لم یکن فی الاشھر الحرم اور رمضان یہاں تک کہ علامہ ابن الجوزی وابن جزار نے اسی پر اجماع نقل کیا۔ نسیم الریاض میں تلقیح سے ہے اتفقوا علیٰ انہ ولد یوم الاثنین فی شھر ربیع الاول اسی طرح اُن کی صفوہ میں ہے کما للزرقانی ثم عزاہ ایضاً لابن الجزار پس اس کا انکار اگر ترجیحات علماء واختیار جمہور کی ناواقفی سے ہو تو جہل ورنہ مرکب کہ اُس سے بدتر فقیر کہتا ہے مگر اس تقدیر پر استقرار حمل بماہ ذی الحجہ میں صریح اشکال کہ دربارہ حمل چھ مہینے سے کمی عادۃً محال اور خود اوپر گزرا کہ مدت حمل شریف نہ ماہ ہونا اصح الاقوال تو یہ تینوں تصحیحیں کیونکر مطابق ہوں **لکنی اقوال** وباللہ التوفیق مہینے زمانہ جاہلیت میں معین نہ تھے اہل عرب ہمیشہ شہر حرم کی تقدیم تاخیر کرلیتے جس کے سبب ذی الحجہ ہر ماہ میں دورہ کرجاتا قال اللہ تعالیٰ انما النسیٔ زیادۃ فی الکفر یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما لیواطئوا عدۃ ما حرم اللہ یہاں تک کہ صدیق اکبر ومولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہما نے جو ہجرت سے نویں سال حج کیا وہ مہینا واقع[1] میں ذیقعدہ تھا سال دہم میں ذی الحجہ اپنے ٹھکانے سے آیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج فرمایا اور ارشاد کیا ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق السموات والارض الحدیث رواہ الشیخان یعنی زمانہ دورہ کرکے اُسی حالت پر آگیا جس پر روز تخلیق زمین وآسمان تھا اس دن سے نسی منسیا ہوا اور یہی دورۂ دوازدہ ماہہ قیامت تک رہا تو کچھ بعید نہیں کہ اُس ذی الحجہ سے ربیع الاول تک نو مہینے ہوں شاید شیخ محقق اسی نکتہ کی طرف مشیر ہیں کہ زمانہ استقرار مبارک کو ایام حج سے تعبیر کیا نہ ذی الحجہ سے اگرچہ اُس

---

[1] اس پر اعتراض ہے کہ بروز عرفہ صدیق ومرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اعلان احکام الٰہیہ فرمایا جسے رب عزوجل نے واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ فرمایا اگر وہ ذی الحجہ نہ ہوتا ایسا نہ فرماتا اقول وفیہ نظر بوجوہ فتامل منہ غفر لہ

وقت کے عرف میں اُسے ذی الحجہ بھی کہنا ممکن تھا اقول اب مسئلہ ثالثہ وخامسہ کی تصحیحوں پر مسئلہ اولیٰ کا جواب ۱۲ جمادی الآخرہ ہوگا مگر جاہلیت کا دورہ نسی اگر منتظم مانا جائے یعنی علی التوالی ایک ایک مہینہ ہٹاتے ہوں تو سال استقرار حمل اقدس ذی الحجہ شعبان میں پڑتا ہے نہ کہ جمادی الآخرہ میں کہ ذی الحجہ حجۃ الوداع شریف جب عمر اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تریسٹھواں سال تھا ذی الحجہ میں آیا تو ۱۲۔ ۱۲۔ کے اسقاط سے جب عمر اقدس سے تیسرا سال تھا ذی الحجہ میں ہوا اور دوسرا سال ذی القعدہ اور پہلا سال شوال ولادت شریفہ رمضان اور سال استقرار حمل مبارک شعبان میں لیکن اُن نامنتظموں کی کوئی بات منتظم نہ تھی جب جیسی چاہتے کر لیتے لٹیرے لوگ جب لوٹ مار چاہتے اور مہینا اُن کے حساب سے اشہر حرم سے ہوتا اپنے سردار کے پاس آتے اور کہتے اس سال یہ مہینا حلال کر دے وہ حلال کر دیتا اور دوسری سال گنتی پوری کرنے کو حرام ٹھہرا دیتا کما رواہ ابناء جریر والمنذر وھردویہ وابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو اس سال جمادی الآخرہ میں ذی الحجہ ہونا کچھ بعید نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم فائدہ سال نے یہاں تاریخ سے سوال نہ کیا اس میں اقوال بہت مختلف ہیں دو آٹھ دس بارہ سترہ اٹھارہ بائیس سات قول ہیں مگر اشہر واکثر ماخوذ ومعتبر بارھویں ہے مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں کما فی المواھب والمدارج اور خاص اُس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے

علامہ قسطلانی وفاضل زرقانی فرماتے ہیں المشہور انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وھو قول محمد بن اسحٰق امام المغازی وغیرہ شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے ھو المشھور عند الجمھور اسی میں ہے ھو الذی علیہ العمل شرح الھمزیہ میں ہے ھو المشھور وعلیہ العمل اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی وان کان اکثر المحدثین والمؤرخین علی انثمان خلون وعلیہ اجمع اھل الزیجات واختارہ ابن حزم والحمیدی وروی عن ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وبالاول صدر مغلطائی واعتمدہ الذھبی فی تذھیب التذھیب تبعا للمزی فی التھذیب وحکم المشھور بقیل وصحح الدمیاطی عشرا اخلت **اقول** وحاسبنا فوجدنا غرۃ المحرم الوسطیۃ عام ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الخمیس فکانت غرۃ شھر الولادۃ الکریمۃ الوسطیۃ یوم الاحد والھلالیۃ یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشھر ولذا اجمع علیہ اصحاب الزیج ومجرد ملاحظۃ الغرۃ الوسطیۃ یظھر استحالۃ سائر الاقوال ماخلا الطرفین والعلم بالحق عند مقلب الملوین اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لیے شان عظیم ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفطر یوم یفطر الناس والاضحٰی یوم یضحی الناس عید الفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عید اضحیٰ اُس روز ہے جس روز لوگ عید سمجھیں رواہ الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فطرکم یوم تفطرون واضحاکم یوم تضحون رواہ ابوداود والبیھقی فی السنن عن ابی ھریرۃ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح ورواہ الترمذی وحسنہ نزاد فی اولہ الصوم یوم تصومون والفطر الحدیث وارسلہ الشافعی فی مسندہ والبیھقی فی سننہ عن عطاء فزاد فی اخرہ وعرفۃ یوم تعرفون یعنی مسلمانوں کا روزہ عید الفطر عید اضحیٰ روز عرفہ سب اُس دن ہے جس دن جمہور مسلمین خیال کریں اسے وان لم یصادفوا لواقع ونظیرہ قبلۃ التحری لاجرم عید میلاد والا بھی کہ عید اکبر ہے قول وعمل جمہور مسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے فلا وفق العمل ما علیہ العمل یہ ہے ان مسائل میں کلام مجمل اور تفصیل کے لیے دوسرا محل واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ سنہ شمسی تاریخ کیا تھی الجواب ولادت اقدس ہجرت مقدسہ سے ترپن۵۳ برس پہلے ہے مرفوع ۶۰ سال ۵ نداک مرفوع سال مرکا ۵ اکہ ۱۸۷۸۱ یوم ہوئے یعنی اُس سال کا محرم وسطے سال ہجرت کے محرم وسطے سے اتنے دن پہلے تھا سا پر تقسیم کئے سے کچھ نہ بچا اور ابتدائے سال ہجری بحساب اوسط پنجشنبہ ہے توان ایام مذکورہ کا پچھلا دن چارشنبہ تھا اور جبکہ یہ پورے ہفتے ہیں توان کا پہلا دن پنجشنبہ تھا اور جب اس سال کا مدخل پنجشنبہ ہوا تو اُس ربیع الاول کا مدخل یکشنبہ تو دوشنبہ کو نویں تھی یعنی یکم وسطے وہ ہلالی سے ایک دن پہلے ہوئی اب مابین التاریخین ہماری تحقیق میں ا ح ح لط ہے ۵ لحا ۔ نرہ لہ ۔ محرم وصفر نط ۔ طربیع الاول ۔ نرنامو ۔ ۵ .. ۵ سال ھ مح مط رر مز ۷۰ سال رور اھ مارچ ال ے تاریخ مطلوب ہستم اپریل ۵۷۱ء معرفت یوم ہماری جداول سے ۵۷۱ ۔ ۳۳۶ ۔ ۲۳۵ ۔ ۲۸ باقی ۱۱ پس جدول ریں مقابل ۱۱ دیکھا مدخل ۵۷۱ھ پنجشنبہ ہوا اور مدخل اپریل چارشنبہ پس ہستم اپریل دوشنبہ وہو المطلوب واللہ تعالیٰ اعلم

فصل دوم

مسئلہ ۱۹۔ ربیع الاول شریف ۱۳۱۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وفات شریف حضور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ کیا ہے بینوا توجروا الجواب قول مشہور ومعتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی قال مات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارھویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی شرح مواہب علامہ زرقانی آخر مقصد اول میں ہے الذی عند ابن اسحق والجمھور انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول اسی میں آغاز مقصد وہم میں ہے قول الجمھور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول خمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین نصف النھار لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ ضحی فی مثل الوقت الذی دخل فیہ المدینۃ اسی میں امام ابو حاتم رازی وامام رزین عبدری وکتاب الوفاء امام ابن جوزی سے ہے مرض فی صفر لعشر بقین منہ وتوفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول یوم الاثنین کامل ابن اثیر جزری میں ہے کان موتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول مجمع بحار الانوار میں ہے وصل بالحق فی نصف نھارہ لاثنتی عشر من ربیع الاول وقیل لمستھلۃ وقیل للیلتین خلتا منہ الاول اکثر من

الاخوین اسعاف الراغبین فاضل محمد صبان میں ہے توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ یوم الاثنین قبیل الزوال للیلتین مضتا من ربیع الاول وقیل لیلۃ مضت منہ وقیل الاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت منہ وعلیہ الجمہور اور تحقیق یہ ہے کہ حقیقۃً بحسب رویت مکہ معظمہ ربیع الاول شریف کی تیرھویں تھی مدینہ طیبہ میں رویت نہ ہوئی لہٰذا اُن کے حساب سے بارھویں ٹھہری وہی رواۃ نے اپنے حساب کی بنا پر روایت کی اور مشہور و مقبول جمہور ہوئی یہ حاصل تحقیق امام ماورزی وامام عماد الدین بن کثیر وامام بدر الدین بن جماعہ وغیرہم اکابر محدثین و محققین ہے اس کے سوا دو قول ایک یکم ربیع الاول شریف ذکرہ موسیٰ بن عقبۃ واللیث والخوارزمی وابن زبیر دوسرا دوم ربیع الاول شریف کہ دو رافضیان کذاب ابو مخنف وکلبی کا قول ہے ففی الزرقانی بعد عز والاول الی من ذکرنا وعند ابی مخنف والکلبی فی ثانیہ یہ دونوں اقوال محض باطل و نامعتبر بلکہ سراسر محال و نامتصور ہیں وان میل الی کل نظر الی الحساب لا من حیث ان روایتھا ثبت فی الباب وانما یقضی الحساب علی القولین بالبطلان والذھاب کما ستعرف بعون الملک الوھاب ووقع فی الکامل حکایۃ ثالث حیث قال بعد ما اعتمد قول الجمہور کما نقلنا وقیل مات نصف النھار یوم الاثنین للیلتین بقیتا من ربیع الاول **اقول** وھو وھم وکانہ شبہ علیہ خلتا بقیتا فان الحفاظ انما یذکرون ھھنا سوی المشہور قولین لاغیر تفصیل مقام و توضیح مرام یہ ہے کہ وفات اقدس ماہ ربیع الاول شریف روز دوشنبہ میں واقع ہوئی اس قدر ثابت و مستحکم و یقینی ہے جس میں اصلاً جائے نزاع نہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری و مواہب لدنیہ و شرح زرقانی میں ہے (ثم ان وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی یوم الاثنین) کما ثبت فی الصحیح عن انس ورواہ ابن سعد باسانیدہ عن عائشۃ وعلی وسعد وعروۃ وابن المسیب وابن شھاب وغیرھم (من ربیع الاول بلاخوف) کما قال ابن عبد البر بل کاد ویکون اجماعاً) الخ ادھر یہ بلاشبہ ثابت کہ اس ربیع الاول سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اس کی پہلی روز پنجشنبہ تھی کہ حجۃ الوداع شریف بالاجماع روز جمعہ ہے وقد ثبت ذلک فی احادیث صحاح لامنازع لھا فلا حاجۃ بنا الی اطالۃ الکلام بسردھا اور جب ذی الحجہ ۱۰ھ کی ۲۹ روز پنجشنبہ تھی تو ربیع الاول ۱۱ھ کی ۱۲ کسی طرح روز دوشنبہ نہیں آتی کہ اگر ذی الحجہ محرم صفر تینوں مہینے ۳۰ کے لیے جائیں تو غرہ ربیع الاول روز چارشنبہ ہوتا ہے اور پیر کی چھٹی اور تیرھویں اور اگر تینوں ۲۹ کے لیں تو غرہ روز یکشنبہ پڑتا ہے اور پیر کی دوسری اور نویں اور اگر اُن میں کوئی سا ایک ناقص اور باقی دو کامل لیجئے تو پہلی سہ شنبہ کی ہوتی ہے اور پیر کی ساتویں چودھویں اور اگر ایک کامل دو ناقص مانیے تو پہلی پیر کی ہوتی ہے پھر پیر کی آٹھویں۔ پندرھویں غرض بارھویں کسی حساب سے نہیں آتی اور ان چار کے سوا پانچویں کوئی صورت نہیں قول جمہور پر یہ اشکال پہلے امام سہیلی کے خیال میں آیا اور اُسے لاحل سمجھ کر انھوں نے قول یکم اور امام ابن حجر عسقلانی نے دوم کی طرف عدول فرمایا فی المواھب بعد ذکر القول المشہور استشکلہ السھیلی وذلک انھم اتفقوا ان ذا الحجۃ کان اولہ یوم الخمیس (للاجماع ان وقفۃ عرفۃ کانت الجمعۃ) فمھما فرضت الشھور الثلثۃ توام او نواقص او بعضھا لم یصح) ان الثانی عشر من ربیع الاول

یوم الاثنین (قال الحافظ ابن حجر وھو ظاھر لمن تاملہ وقد جزم سلیمٰن التیمی احد الثقات بان ابتداء مرضہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یوم السبت الثانی والعشرین من صفر ومات یوم الاثنین للیلتین خلتا من ربیع الاول فعلی ھذا یکون صفر ناقصا ولایمکن ان یکون اول صفر السبت الا ان یکون ذوالحجۃ والمحرم ناقصین فیلزم منہ نقص ثلثۃ اشھر متوالیۃ) وھی غایۃ ماتتوالی قال الحافظ واما من قال مات اول یوم من ربیع الاول فیکون اثنان ناقصین وواحد کاملا ولذا رجحہ السھیلی (والمعتمد ماقالہ ابو مخنف) الاخباری الشیعی قال فی المیزان وغیرہ کذاب تالف متروک وقد وافقہ ابن الکلبی (انہ توفی ثانی ربیع الاول وکان سبب غلط غیرہ انھم قالوا مات فی ثانی شھر ربیع الاول فغیرت فصارت ثانی عشر واستمر الوھم بذلک یتبع بعضھم بعضا من غیر تامل اھ مختصرا مزیدا من الشرح **اقول** ویظھر لمن تامل ھذا الکلام منشؤ اختلاف نظر الامامین فی المیل الی القولین فکان السھیلی نظر ان قول ابی مخنف لایتأتی الا ان تتوالی الاشھر الثلثۃ ذوالحجۃ ومحرم وصفر نواقص وھذا فی غایۃ الندرۃ بخلاف القول الاول فان علیہ یکون شھرا کاملا وشھران ناقصین وھذا کثیر فترجح ذلک فی نظرہ مع انہ اشد ثبوت بالنسبۃ الی ذلک وکان الحافظ نظران علی القول الاول لایبقی للجمھور عذر فی الباب فالمیل الی مایکون فیہ ابداء عذر لھم کما ذکر من وقوع تصحیف شھر بعشر احسن اولٰی مگر امام بدر بن جماعہ نے قول جمہور کی یہ تاویل کی کہ اثنی عشر خلت سے بارہ دن گزرنا مراد ہے نہ صرف بارہ راتیں اور پر ظاہر کہ بارہ دن گزرنا تیرھویں ہی تاریخ پر صادق آئے گا اور دوشنبہ کی تیرھویں بے تکلف صحیح ہے جبکہ پہلے تینوں مہینے کامل ہوں کما علمت اور امام مارزی وامام ابن کثیر نے یوں توجیہ فرمائی کہ مکہ معظمہ میں ہلال ذی الحجہ کی رویت شام چارشنبہ کو ہوئی پنجشنبہ کا غرہ اور جمعہ کا عرفہ مگر مدینہ طیبہ میں رویت دوسرے دن ہوئی تو ذی الحجہ کی پہلی جمعہ کی ٹھہری اور تینوں مہینے ذی الحجہ محرم صفر تیس تیس کے ہوئے تو غرہ ربیع الاول پنجشنبہ اور بارھویں دوشنبہ آئی ذکرھا الحافظ فی الفتح **اقول** مدینہ طیبہ مکہ معظمہ سے اگرچہ طول میں غربی اور عرض میں شمالی ہے اما الثانی فظاھر معروف لکل من حج وزار واما الاول فثابت مثبت کالثانی فی الزیجات والاطالس من قدیم الاعصار اور ان دونوں اختلافوں کو اختلاف رویت میں دخل بیّن ہے کہ اختلاف طول سے بعد نیّرین کم بیش ہوتا ہے اور اختلاف عرض سے قمر کے ارتفاع مدار کے انتصاب اور بالائے افق اس کی بقا میں تفاوت پڑتا ہے اور کثرت بعد و زیادت انتصاب مدار وارتفاع قمر وطول مکث سب معین رویت ہیں اور ان کی کمی مخل رویت مگر بلدین کریمین کے طول وعرض میں چنداں تفاوت کثیر نہیں اور جو کچھ ہے یعنی طول میں دو درجے اور عرض میں تین درجے وہ مانحن فیہ میں ہرگز یہ نہ چاہے گا کہ مکہ معظمہ میں تو رویت ہو اور مدینہ طیبہ میں نہ ہو بلکہ اگر مقتضی ہوگا تو اس کے عکس کا کہ مقام جس قدر غربی تر ہو امکان رویت بیشتر ہوگا کہ دورۂ معدل میں مواضع غربیہ پر نیرین کا گزر مواضع شرقیہ کے بعد ہوتا ہے اور حرکت قمر توالی بروج پر غرب سے شرق کو ہے تو جب موضع شرقی میں فصل قمرین حد رویت پر ہو غربی میں اور زیادہ ہوگا کہ وہاں تک پہنچے

میں قمر نے قدرے اور حرکت شرق کو کی اور شمس سے اُس کا فاصلہ بڑھ گیا یوں ہیں جب عرض مرئی قمر شمالی ہو جیسا کہ یہاں تھا تو عرض بلد کا شمالی تر ہونا موجب زیادت تعدیل الغروب زائد ہو کر باعث زیادت بُعد معدل و طول مکث قمر ہوگا مگر ہے یہ کہ موانع رویت حد انضباط سے خارج ہیں تو دفع استحالہ و توجیہ مقالہ کے لیے احتمال کافی اور قواعد پر نظر کیجیے تو واقعی وہ دن مدینہ طیبہ میں رویت عادیہ کا نہ تھا سلخ ذی القعدہ وسطیہ روز چارشنبہ کو غروب شرعی شمس کے وقت افق کریم مدینہ منورہ میں مؤامر رویت کے مقدمات یہ تھے۔

تقویم شمس	تقویم قمر	عرض مرئی قمر شمالی	تعدیل الغروب	قوس معدل	بُعد معدل	بُعد سوا
ا ج ا ب	ا کح ب	مح ا س	ط ح	ا ح ا ح	ط ح ط ح	ح ح ح

پُر ظاہر کہ جب بُعد معدل و بعد سوا دونوں دس درجے سے کم ہیں تو یہ حالت حالت رویت نہیں قریب قریب اسی حالت کے مکہ معظمہ میں تھی مگر ازانجا کہ وہ نو درجے یا آٹھ درجے سے زائد ہے رویت پر حکم استحالہ بھی نہ تھا حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکات بے نہایات کے حضور یہ کیا بات تھی کہ ایسے امکان غیر متوقع کی حالت میں فضل وقفہ جمعہ ملنے کے لیے بحکم الٰہی مکہ معظمہ میں شام چارشنبہ کو رؤیت واقع ہوگئی افق مدینہ طیبہ میں حسب عادت معہودہ نہ ہوئی پھر روز رؤیت ایام حمل ثور و جوزا خصوصاً ان بلاد گرم سیر میں گرد و غبار ہونا کوئی نامتوقع بات نہیں یہ تحقیق کلام علما ہے مگر امام عسقلانی نے ان توجیہوں پر قناعت نہ کی پہلی پر مخالفت محاورہ سے اعتراض فرمایا کہ اہل زبان جب یہ لفظ بولتے ہیں بارہ راتیں ہی گزرنا مراد لیتے ہیں نہ بارہ دن کہ یہ تیرھویں پر صادق ہو اور اول و دوم دونوں میں یہ استبعاد بتایا کہ چار مہینے متواتر تیس۳۰ دن کے ہوئے جاتے ہیں فی المواهب عن الفتح هذا الجمع بعید من حیث انه یلزم منه توالی اربعة اشهر کوامل ـــــــ **اقول** اگر ندرت مقصود تو الزام مفقود کہ دفع استحالہ کو احتمال کافی خود امام عسقلانی نے جو قول اختیار فرمایا اُس پر تین مہینے متوالی ناقص آتے ہیں یہ کیا نادر نہیں اور اگر امتناع مراد تو ظاہر الفساد تین سے زیادہ متواتر ۲۹ کے مہینے نہیں ہوتے ۳۰ کے چار تک ہوتے ہیں ہاں پانچ نہیں ہوتے تحفہ شاہیہ علامہ قطب الدین شیرازی و زیچ الغ بیگی میں ہے واللفظ له اہل شرع ماہ ہائے این تاریخ از رویت ہلال گیرند و آں ہرگز از سی روز زیادہ نباشد و از بست۲۹ و نہ روز کمتر نے و تا چہار ماہ متوالی سی سی آید و زیادہ نے و تا سہ ماہ متوالی بست ۲۹ و نہ بست و نہ آید و زیادہ نے **ثم اقول** وباللہ التوفیق قول جمہور سے قول مہجور کی طرف عدول نامقبول ہونے کے لیے اسی قدر بس تھا کہ اُس کے لیے توجیہ وجیہ موجود ہے نہ کہ جب وہ اقوال مہجورہ دلائل قاطعہ سے باطل ہوں کہ اب تو اُن کی طرف کوئی راہ نہیں اور پر واضح ہوا کہ ان دونوں حضرات کا منشائے عدول تمسک بالحساب ہے کہ پیر کا دن یقینی تھا اور وہ بارھویں پر منطبق نہیں آتا پہلی دوسری پر آسکتا ہے مگر حساب ہی شاہد عدل ہے کہ اس سال ربیع الاول شریف کی پہلی یا دوسری پیر کی ہونا باطل و محال ہے فقیر اس پر دو حجت قاطعہ رکھتا ہے **دلیل اول** غرہ وسطیہ کہ علمائے زیچ بحساب اوسط لیتے ہیں نیرین کے اجتماع وسطی سے

اخذ کرتے ہیں اور بداہتہً واضح کہ رویت ہلال اجتماع قمرین سے ایک مدّت معتدبہا کے بعد واقع ہوتی ہے تو غرۂ ہلالیہ کبھی غرۂ وسطیہ سے مقدم نہ آئے گا۔ وانما غایۃ التساوی اور اجتماع و رویت میں کبھی اتنا فصل بھی نہیں ہوتا کہ قمر ڈیڑھ دو برج طے کر جائے لہذا تقدم وسطیہ کی نہایت ایک دو دن ہے ولبس کل ذلک ظاھر من لہ اشتغال بالفن اور آشنائے فن جانتا ہے کہ ۱۳۱۱ھ ہجریہ میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف کا غرہ وسطیہ روز سہ شنبہ تھا تو غرہ ہلالیہ یک شنبہ یا دوشنبہ کیونکر متصور کہ اگر یہ سہ شنبہ متاخر ہے تو ہلالیہ کا وسطیہ پر تقدم لازم آتا ہے اور اگر مقدم ہے تو اجتماع سے چار پانچ روز تک رویت نہ ہونے کا لزوم ہوتا ہے اور دونوں باطل ہیں وبعین الدلیل یستحیل ماتقدم عن سلیمن التیمی من کون غرۃ صفر یوم السبت فان غرتہ الوسطیۃ یوم الاثنین فکیف یمکن ان تتقدمھا الھلالیۃ بیومین او تتاخر عنھا بخمسۃ ایام وبہ یظھر استحالۃ ما اعتمدہٗ الحافظ بوجہ اٰخر فان مبناہ انما کان علٰی ھذا کما علمت۔

دلیل دوم: فقیر نے شام دوشنبہ ۲۹ صفر وسطے ۱۳۱۱ھ کے لیے افق کریم مدینہ طیبہ میں نیرین کی تقویمات استخراج کین اور حساب صحیح معتمد نے شہادت دی کہ اس وقت تک فصل قمرین حد رویت معتادہ پر نہ تھا آفتاب جوزا کے ۶ درجے سترہ[۱۷] دقیقے باون[۵۲] ثانیے پر تھا اور چاند کی تقویم مرئی جوزا کے پندرہ[۱۵] درجے ستائیس[۲۷] دقیقے اکتیس[۳۱] ثانیے۔ فاصلہ صرف ۹ درجے ۹ دقیقے ۳۹ ثانیے تھا۔ اور حسب قول متعارف اہل عمل رویت کے لیے کم سے کم دس درجے سے زیادہ فاصلہ چاہیئے حاشیہ شرح چغمینی للعلامہ عبد العلی البرجندی میں ہے المذکور فی الکتب المشھورۃ انہ ینبغی ان یکون البعد بین تقویمی النیّرین اکثر من عشرۃ اجزاء وقیل ینبغی ان یکون مابین مغاربیھا عشرۃ اجزاء او اکثر حتی یکون القمر فوق الارض بعد غروب الشمس مقدار ثلثی ساعۃ او اکثر والمشھور فی ھذا الزّمان بین اھل العمل انہ ینبغی ان یتحقق الشرطان حتی تمکن الرویۃ ویسمون البعد الاول بعد السواء والبعد الثانی بعد المعدّل۔ شرح زیج سلطانی میں ہے: "بایدکہ بعد معدل دہ درجہ باشد یا زیادہ و بعد میان دو تقویم ایشاں از دہ زیادہ باشد تا ہر دو شرط وجود نگیرد ہلال مرئی نہ شود و متعارف دریں زمان این ست"

جزئیات موامرہ کی جدول یہ ہے

وتام	وقت غروب شرعی بعد نصف النہار وسطے زیجی
ج و ر نب	تقویم حقیقی شمس بوقت مذکور
ن ح یوے الب	تقویم حقیقی قمر بوقت مذکور
حہ مسم	عرض حقیقی قمر شمالی
مد قہ نا	اختلاف منظر قمر طولی جدولی

الحقہ ح	اختلاف منظر قمر عرضی جدولی
ج مہ الرلا	تقویم مرئی قمر ....
جہ مح لب	عرض مرئی قمر شمالی ....
آحر	تعدیل الغروب ....
ج سولدلا	قمر معدل ....
زند حہ ھہ لح	مطالع نظیر جزء الشمس ......
زسو حہ لوو	مطالع نظیر جزء القمر المعدل ....
ما حہ مہ لح	بعد معدل ....
ط حہ ط لط	بعد سوا ....
غیر متوقع	حکم رویت ہلال ....

جب شب سہ شنبہ تک نیّرین کا یہ حال تھا کہ وقوع رویت ہلال ایک مخفی غیر متوقع احتمال تھا تو اس سے دو ایک رات پہلے کا وقوع بداہتًہ محال تھا جب اس رات قمر صرف نو درجے آفتاب سے شرقی ہوا تھا تو شام یک شنبہ کو قطعاً کئی درجے اس سے غربی تھا اور غروب شمس سے کوئی پاؤ گھنٹے پہلے ڈوبا اور شام شنبہ کو تو عصر کا اعلیٰ مستحب وقت تھا جب چاند حجلہ نشین مغرب ہو چکا پھر رات کو رؤیت ہلال کیا زمین چیر کر ہوئی۔ غرض دلائل ساطعہ سے ثابت ہے کہ اس ماہ مبارک کی پہلی یا دوسری دوشنبہ کی ہرگز نہ تھی اور روز وفات اقدس یقیناً دوشنبہ ہے تو وہ دونوں قول قطعاً باطل ہیں اور حق وصواب وہی قول جمہور بمعنی مذکور ہے یعنی واقع میں تیرھویں اور بوجہ مسطور تعبیر میں بارھویں کہ بحساب شمسی نہم جزیران ۹۴۳ھ رومی نوسو تینتالیس رومی اسکندرانی ہشتم[1] جون ۶۳۲ء چھ سو بتیس عیسوی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

---

[1] یعنی اس وقت جو شمار رائج تھا اس کے حساب سے ۸ رجون اور اصلی حساب سے ۱۲ ر تھی زیج بہادرخانی سے بستم[۲۰] جون آتی ہے مگر یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ تحقیقات سال مسیحی میں واضح کیا ہے ۱۲ منہ غفرلہ

تفسیر

مسئلہ:۔ از مدرسہ منظر اسلام ۲۶؍جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین کہ شانِ نزول اِس آیت شریفہ کی ومنھم من عاھد اللہ لئن اتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین الآیہ۔ حدیث ثعلبہ ابن حاطب ہے یا اور کوئی حدیث؟ حدیث ثعلبہ کی صحیح یا حسن یا ضعیف یا موضوع؟ یہ ثعلبہ ابن حاطب بدری ہے یا اور کوئی؟

الجواب:۔ بدری حضرت سیّدنا ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید انصاری ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اور یہ شخص جس کے باب میں یہ آیت اتری ثعلبہ ابن ابی حاطب ہے۔ اگرچہ یہ بھی قوم اُوس سے تھا۔ اور بعض نے اس کا نام بھی ثعلبہ ابن حاطب کہا۔ مگر وہ بدری خود زمانۂ اقدس حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگِ احد میں شہید ہوئے۔ اور یہ منافق زمانۂ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مرا۔ جب اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور آیۂ کریمہ میں اس کی مذمت اتری، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا حضور نے قبول نہ فرمائی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لایا۔ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری زکوٰۃ قبول نہ فرمائی، اور میں قبول کروں، ہرگز نہ ہوگا پھر خلافتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر لایا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر قبول نہ فرمائیں اور میں لیلوں یہ کبھی نہ ہوگا۔ پھر خلافتِ ذی النورین غنی رضی اللہ عنہ میں لایا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصدیق وفاروق نے قبول نہ فرمائی، میں بھی نہ لوں گا۔ آخر انھیں کی خلافت میں مرگیا۔

اللہ عزوجل اہلِ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرما چکا اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم جو چاہو کرو میں تمھیں بخش چکا۔ اور اس منافق کے باب میں فرماتا ہے فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الی یوم یلقونہ۔ اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کیا کہ مرتے دم تک نہ جائے گا۔ حاشا اللہ نور وظلمت کیونکر جمع ہوسکتے ہیں۔

امام حافظ الشان اصابہ میں فرماتے ہیں ثعلبہ بن حاطب بن عمرو الانصاری ذکرہ موسیٰ بن عقبہ وابن اسحٰق فی البدریین وکذا ذکرہ ابن الکلبی وزاد انہ قتل باحد۔

تفسیر امام ابن جریر میں ہے حدثنی محمد ابن کبد حدثنی ابی حدثنی عمی حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان رجلا یقال لہ ثعلبہ ابن ابی حاطب اخلف اللہ ما وعدہ فقص اللہ تعالیٰ شانہ فی القراٰن ومنھم من عاھد اللہ الی قولہ یکذبون۔

تفسیرِ معالم میں ہے قال الحسن ومجاھد نزلت فی ثعلبۃ بن ابی حاطب الخ

تفسیر ابن جریر و ثعلبی وغیرہم میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فانزل اللہ تعالیٰ فیہ ومنھم من عاھد اللہ وعند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل من اقارب ثعلبۃ فسمع ذلک فخرج حتی اتاہ فقال ویحک یا ثعلبۃ قد انزل اللہ فیک کذا وکذا فخرج ثعلبۃ حتی اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فسألہ ان یقبل صدقتہ فقال ان اللہ منعنی ان اقبل منک صدقتک ثم الی ابابکر حین استخلف فقال اقبل صدقتی فقال ابوبکر لم یقبلھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانا اقبلھا فلما ولی عمر اتاہ فقال یا امیر المومنین اقبل صدقتی فقال لم یقبلھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا ابوبکر ولا انا اقبلھا ثم ولی عثمان فاتاہ فسألہ فقال لم یقبلھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا ابوبکر ولا عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیھما وانا لا اقبلھا فلم یقبلھا منہ وھلک ثعلبۃ فی خلافۃ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اھ مختصراً یہ سب اس حدیث ثعلبہ کی تسلیم پر ہے ۔ ورنہ وہ سرے سے ثابت الصحت نہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں فرمایا ان صح الخبر ولا اظنہ یصح ۔

اقول یہ حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ جس میں بجائے ابن ابی حاطب ابن حاطب کہا، ابن جریر و بغوی و ثعلبی و ابن السکن و ابن شاہین و باوردی سب کے یہاں بطریق معاذ ابن رفاعہ عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، اور علی بن یزید میں کلام معلوم ہے۔ حافظ الشان نے تقریب میں فرمایا ضعیفٌ امام دارقطنی نے فرمایا متروکٌ امام بخاری نے فرمایا منکر الحدیث اور فرمایا کل من اقول فیہ منکر الحدیث لا تحل الروایۃ عنہ جسے میں منکر الحدیث کہوں اس سے روایت حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

بجواب مسئلہ مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب لاہوری

فقیر کی رائے قاصر یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ پیشِ نظر رکھا جائے اور اس میں چار تبدیلیں ملحوظ رہیں۔

(۱) وہ الفاظ کہ متروک یا نامانوس ہوگئے فصیح وسلیس و رائج الفاظ سے بدل دیئے جائیں۔

(۲) مطلب اصح جس کے مطالعہ کو جلالین کہ اصح الاقوال پر اقتصار کا جن کو التزام ہے سر دست بس ہے، ہاتھ سے نہ جائے۔

(۳) اصل معنی لفظ اور محاورات عرفیہ دونوں کے لحاظ سے ہر مقام پر اس کے کمال پاس رہے۔ مثلاً غیر المغضوب علیھم کا یہ ترجمہ کہ جن پر غصہ ہوا یا تو نے غصہ کیا، فقیر کو سخت ناگوار ہے۔ غصہ کے اصل معنی اُچھو کے ہیں یعنی کھانے کا گلے میں پھنسنا۔ جیسے طعامًا ذا غصۃ فرمایا۔ اس سے استعارہ کرکے ایسے غضب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جسے آدمی کسی خوف یا لحاظ سے ظاہر نہ کرسکے، گویا دل کا جوش گلے میں پھنس کر رہ گیا۔ عوام کہ دقائق کلام سے آگاہ نہیں، فرق نہ کریں۔ مگر اصل حقیقت یہی ہے کہ علماء پر اس کا لحاظ لازم ہے۔ ترجمہ یوں ہوا " نہ ان کی جن پر تو نے غضب فرمایا۔ یا جن پر تیرا غضب ہے۔ یا جن پر غضب ہوا۔ یا جو غضب میں ہیں۔ خیال کرنے سے ان کے ترجمہ میں اس کی بہت سی نظائر معلوم ہوسکتی ہیں۔

(۴) سب سے اہم و اعظم و اقدم و الزم مراعات و متشابہات، کہ ان میں ہمارے ائمہ کرام سے دو مذہب ہیں۔ اول ہم نصوص پر ایمان لائے، نہ تاویل کریں نہ اپنی رائے کو دخل دیں۔ آمنا بہ کل من عند ربنا معنی ہمیں معلوم ہی نہیں۔ ان

سے اگر قولہ تعالیٰ ثم استوی الی السماء کا ترجمہ کرائیے تو وہ فرمائیں گے "پھر استواء فرمایا آسمان کی طرف" اگر پوچھیے استوای کے کیا معنی تو لا اَدری سے جواب ملے گا۔ دوم تاویل کہ متاخرین نے تفہیم جہال کے لیے اختیار کیا کہ کسی خوبصورت معنی کی طرف پھیر دیں جس کا ظاہر شانِ عزت پر محال نہ ہو۔ اور طرف تجویز و تجارب میں لفظ کریم سے قرب بھی رکھتا ہو۔ ان سے اگر آیۂ کریمہ مذکورہ کا ترجمہ کرائیے تو وہ کہیں گے "پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا" مگر یہ کہ تفویض چھوڑیں اور تاویل بھی نہ کریں بلکہ معنی محال و ظاہر کا صریح ادا کرنے والا لفظ قائم کر دیں جیسے کریمہ مذکورہ کا ترجمہ "پھر چڑھ گیا آسمان کو" کہ چڑھنا اور اترنا شانِ عزت پر محال قطعی اور جہال کے لیے معاذ اللہ موہم بلکہ مصرح بہ جسمانیت ہے۔ یہ ہمارے ائمہ متقدمین کا دین نہ متاخرین کا مسلک۔ اس سے احتراز فرض قطعی ہے۔ فقیر نے جہاں تک دیکھا ترجمہ منسوبہ بحضرتِ قدسی منزلت سیدنا مصلح الدین سعدی قدس سرہ العزیز اس عیب مشابہ سے پاک و منزہ ہے۔ ان میں اس سے مدد لی جائے۔ و باللہ التوفیق۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۲۸ / صفر ۱۳۳۰ھ

مسئلہ:۔ مسئولہ جناب محمد یعقوب صاحب بریلی ۵ / ربیع الاول ۱۳۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کا حکم ملائکہ کو دیا اور ابلیس نے سجدہ نہ کیا، اس پر ارشاد ہوا استکبرت ام کنت من العالین کیا تو نے تکبر کیا، کیا تو عالین سے تھا۔ یہ عالین کون لوگ ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ عالی بمعنی متکبر ہے قال اللہ تعالیٰ ثم ارسلنا موسٰی واخاہ ھارون بایٰتنا وسلطٰن مبین ۵ الی فرعون وملأہ فاستکبروا وکانوا قوما عالین ۵ پھر ہم نے موسٰی اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور روشن حجت کے ساتھ فرعون اور اس کے جتھے کی طرف بھیجا تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ تھے ہی متکبر لوگ تو معنی آیت یہ ہوئے کہ رب عزوجل نے شیطان لعین سے فرمایا کہ تو نے جو آدم کو سجدہ نہ کیا یہ ایک تکبر تھا کہ اس وقت تجھے پیدا ہوا، یا تو قدیم سے متکبر ہی تھا۔ تفسیر ابن جریر میں ہے:

یقول تعالیٰ لابلیس تعظمت عن السجود لاٰدم فترکت السجود لہ استکبارا علیہ ولم تکن من المتکبرین العالین قبل ذلک ام کنت من العالین یقول ام کنت کذلک من قبل ذا علو وتکبر علی ربک

اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا تو نے حضرت آدم کے سجدہ سے اپنے کو بڑا سمجھا اور ان پر بڑائی ظاہر کرتے تو نے سجدہ ترک کیا دراصل تو متکبرین میں سے نہ تھا۔ یا یہ کہ پہلے ہی سے اپنے رب پر علو و تکبر ظاہر کرنے والا تھا۔

یا یہ کہ تکبر خاص تجھی میں پیدا ہوا، یا تیری قوم ہی متکبر ہے۔ معالم میں ہے:

ام کنت من العالین المتکبرین یقول استکبرت بنفسک ام کنت من القوم الذین یتکبرون فتکبرت عن السجود لکونک منھم

یا تو عالین متکبرین میں سے تھا۔ فرماتا ہے کہ تو نے خود ہی تکبر کیا۔ یا تو متکبرین کے گروہ میں سے تھا تو سجدہ سے تکبر کیا۔

یا عالین کو بمعنی بلند و رفیع المرتبت لیں، اور معنی یہ ہوں کہ تو نے جو سجدہ نہ کیا، یہ تیرا تکبر تھا کہ واقع میں تجھے

آدم پر بڑائی نہیں۔ اور براہِ غرور آپ کو بڑا ٹھہرایا۔ یا واقع ہی میں تجھے اس پر فضیلت ۔ بیضاوی میں ہے:

استکبرت ام کنت من العالین تکبرت من غیر استحقاق او کنت ممن علیٰ واستحق التفوق

تو نے تکبر کیا یا عالین میں سے تھا۔ مطلب یہ کہ بے استحقاق کے تو غرور میں مبتلا ہوا یا ان میں سے تھا جن کو بلندی اور تفوق حاصل ہے۔

اور یہ معنی نہیں کہ ملٰئکہ میں کوئی گروہ عالین ہے کہ وہ حکمِ سجود سے مستثنٰی تھا۔ وان وقع فی کلام سیدنا الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رب عزوجل نے متعدد تاکیدوں سے مؤکد فرمایا۔ فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون تمام، جمیع، سب ملائکہ نے سجدہ کیا۔ فاللام للاستغراق واکدت بکل واکد باجمعون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:- ازملک بنگال ضلع فرید پور موضع پٹورا کاندے مرسلہ محمد شمس الدین صاحب

۱/ بعدِ ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم بنت عمران باکرہ تھیں یا نہیں؟

۲/ قرآن مجید میں ناسخ کی آیتیں کتنی ہیں اور منسوخ کتنی؟

۳/ آنحضرت اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان کوئی اور رسول تھے یا نہیں؟

الجواب

۱/ سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت کے بعد بھی حضرتِ بتول طیبہ طاہرہ سیدتنا مریم بکر تھیں، بکر ہی رہیں، اور بکر ہی اٹھیں گی، اور بکر ہی جنت النعیم میں داخل ہوں گی یہاں تک کہ حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کے نکاحِ اقدس سے مشرف ہوں گی۔ ان کی شانِ کریم

لم یمسسنی بشر ولم اك بغیا — نہ مجھے کسی نے ہاتھ لگایا اور نہ میں بدکار ہوں

ظاہر ہے کہ بعدِ ولادت بھی صادق ہے۔ اور یہی معنی بکریت ہے۔ رہا بکارت بمعنی پردہ عروق کا زوال، اولاً اس ولادتِ معجزہ میں ہونا کیا ضرور اور اس کا کہاں ثبوت۔ جو بے باپ کے پیدا کر سکتا ہے بے زوالِ بکارت ولادت دینے پر بھی قادر ہے۔ بکر کے لیے بھی منفذ ہوتا ہے جس سے خون آتا ہے۔ اور بالفرض اس کا زوال ہو بھی تو وہ منافی بکریت نہیں بہت ابکار کا یہ پردہ کسی صدمہ یا خونِ حیض کی حدت وغیرہ سے جاتا رہتا ہے، مگر وہ بکر سے ثیب، نارسیدہ سے شوہر دیدہ نہیں ہو جاتیں بلکہ حقیقۃً بھی بکر ہوتی ہیں اور حکمِ شرع میں بھی بکر ہی رہتی ہیں۔ ان کا نکاح ابکار کی طرح ہوتا ہے اور وہ ابکار کے لیے وصیت میں داخل ہوتی ہیں۔ تنویر الابصار میں ہے:

من زالت بکارتھا بوثبۃ او ورود حیض او جراحۃ او کبر بکر حقیقۃ

جس کا پردہ بکارت کودنے حیض آنے یا زخم یا زیادتی عمر کی وجہ سے زائل ہوا وہ عورت حقیقۃً باکرہ ہے۔

فتاوٰی ظہیریہ اور رد المحتار میں ہے:

البکر اسم الامرأۃ لم تجامع بنکاح ولا غیرہ

باکرہ اس عورت کو کہتے ہیں جس سے بلا نکاح یا بہ نکاح صحبت نہ کی گئی ہو۔

بحر و شامی میں ہے:

حاصل کلامهم ان الزائل فی هذہ المسائل العذرة ای الجلدة التی علی المحل لا البکارة فکانت بکرا حقیقة وحکما ولذا تدخل فی الابکار بنی فلان

ان کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ ان مسائل میں عذرۃ زائل ہوئی ہے یعنی وہ جھلی جو شرمگاہ میں ہوتی ہے۔ تو عورت ان صورتوں میں حقیقۃً اور حکماً ہر طرح باکرہ ہوتی ہے۔ اس لیے اگر کسی نے بنی فلاں کی باکرہ عورتوں کے لیے وصیت کی تو یہ بھی ان میں داخل ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲/ اس میں اختلافات کثیرہ ہیں۔ حازمی کی کتاب الناسخ والمنسوخ اور اتقان وغیرہ میں مفصل بیان ہے اور اختلافات کا بڑا منشاء اختلافِ اصطلاح بھی ہے کما لا یخفی علی من سبر ونظر وتامل وتدبر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳/ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولی الناس بعیسی بن مریم فی الدنیا والاٰخرة لیس بینی وبینه نبی

دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ عیسٰی ابن مریم کا ولی میں ہوں، مجھ میں اور ان میں کوئی نبی نہیں۔

رواہ احمد والشیخان وابو داؤد عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

انا دعوة ابراهیم وکان اٰخر من بشر بی عیسی بن مریم

میں اپنے باپ ابراہیم کی دُعا ہوں اور سب میں پچھلے میری بشارت دینے والے عیسٰی تھے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

رواہ الطیالسی وابن عساکر وغیرہما عن عبادة الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حدیث صحیحین اصح ما دونی الباب ہے۔ فلا یعارضه ما یذکر من حدیث خالد سنان وغیرہ بمعہذا انبیاء علیہم السلام میں احتیاط یہی ہے کہ

اٰمنا بانبیاء اللہ جمیعا لا نفرق بین احد من رسله

ہم تمام انبیاء پر ایمان لائے ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔

کہ بعض پر ایمان لائیں اور معاذ اللہ بعض پر نہیں۔ جیساکہ یہود و نصاریٰ خذلہم اللہ تعالیٰ نے کیا۔ اور بالیقین کسی کو نبی ماننے کے لیے تواتر شرط ہے۔ یہاں احاد کافی نہیں لما تقرر ان الاحاد لا تفید الاعتماد فی مثل الاعتقاد واللہ الهادی الی سبیل الرشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۔ مسئولہ سید شرف حسین صاحب ہیڈ محرر سلطانپور ضلع سہارنپور ۲۸ محرم ۱۳۳۲ھ

مطلع فرمائیے کہ اولی الامر منکم کی بابت رشید احمد صاحب "علماء و فقہاء" تجویز فرماتے ہیں اور بعض علماء نے بادشاہِ اسلام مراد لیا ہے۔ لہٰذا آپ اپنی رائے بابت اولی الامر کے تجویز فرمائیے کہ کون ہیں جن کی اطاعت قرینِ اطاعت جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اور نیز یہ بھی تحریر فرمائیے کہ جس نے امام وقت کو نہ پہچانا اس کی موت جاہلیت پر ہوگی، اس کا کیا مطلب ہے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ جس وقت یزید ملعون تخت نشین تھا، آیا وہ بھی

اولی الامر منکم میں شامل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو اس وقت کون اولوالامر تھا مفصل ومشرح اولی الامر کے معنی اس وقت سے اس وقت تک کے تحریر فرمائیے۔

الجواب: - اولی الامر میں اصح القول یہی ہے کہ اس سے مراد علمائے دین ہیں۔ کما نص علیہ الزرقانی وغیرہ۔ نہ سلاطین جن کے بہت احکام خلافِ شرع ہوتے ہیں۔ یزید پلید کے وقت میں بکثرت صحابہ کرام وتابعین اعلام تھے۔ وہی اولوالامر تھے۔ نہ یزید علیہ مایستحقہ۔ ہر رسالت کے زمانہ میں وہ رسول اور اس کی کتاب امام ہوتی ہے قال تعالٰے کتٰب موسٰی اماما ورحمۃ۔ زمانہ ختمیت میں آخر دہر تک قرآن عظیم وحضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امام ہیں جس نے انھیں نہ پہچانا ظاہر کہ وہ جاہلیت کی موت مرا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: - مسئولہ جناب حافظ سید عبدالجلیل صاحب مارہروی ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک خطبہ میں ہے لا یکلف اللہ نفسا الا دون وسعھا یہ پڑھنا کیسا ہے اور یہاں دون کا محل کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: - آیۂ کریمہ بدونِ "دون" ہے۔ خطبہ میں اگرچہ نہ وہ آیت ہونا ضروری، نہ قرآن عظیم سے اقتباس محذور، مگر زیادتِ موہومہ خلافِ مراد محذور دون زبانِ عرب میں دس معنی پر مشتمل ہے:

(۱) غیر۔ أئفکا الھۃ دون اللہ تریدون۔ ای غیرہ

(۲) تحت۔ ومنا دون ذلک

(۳) فوق۔ فھی اذن من الاضداد کما افادۃ المجد

(۴) اقل۔ لیس فیما دون خمس اواق صدقۃ

(۵و۶) وراء و امام۔ یعنی اِس پار یا اُس پار ؎ کیف الوصول الی السعاد و"دونھا"

قلل الجبال ودونھن حتوف

وفی الحدیث من قتل دون اھلہ فھو شھید ای امامھم فی حفظھم والدفاع عنھم۔ وفی الحدیث لیس دونہ تعالٰی منتھی ای ورائہ۔ وقد جمعھا قولہ فی الخمزع:۔ تریک القذی من دونھا وھی دونہ۔

(۷) حقیر۔ ع۔ ویقنع بدون من کان دونا۔

(۸) شریف۔ حکاہ بعض النحاۃ وقال المجد علیہ ضد

(۹) نزدیک تر بچیزے بہ نسبت مضاف الیہ۔ وجد من دونھم امرأتان تزودان

(۱۰) مقارب مضاف الیہ مکانا مکانۃ۔ ھذا دونک ای قریب منک

ظاہر ہے کہ معنی ۷ و ۸ کو تو یہاں سے تعلق ہی نہیں۔ اور باقی معانی سب مخالف قرآن ہیں، قرآن عظیم یہ حصر فرمانا یہ چاہتا ہے کہ اللہ عزوجل کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر بقدرِ قدرت ووسعت وطاقت۔ اور یہاں یہ حصر ہو گا کہ اللہ سبحانہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے سوا، یا طاقت سے نیچے، یا طاقت کے اوپر، یا طاقت سے کم، یا طاقت سے اُس پار،

یا طاقت سے اِس پار۔ اور یہی نیچے اور کم اور اس پار کا حاصل۔ دو معنی اخیر میں نکلے گا کہ ان پانچوں معنی میں منتہی تک نہ پہنچنا ملحوظ ہے۔ صحاح و صراح و مجمع البحار وغیرہا میں ہے۔ معناہ تقصیر عن الغایۃ۔ تو ان پانچوں کا حصر صریح مخالفِ قرآن ہے۔ اور ان دو یعنی اوپر اور اُس پار کا شدید مناقض۔ اور سوا تو صراحۃً نقیضِ معنی قرآن ہے۔ وبعد التیا والتی تاویلات دور از کار کو گنجائش دی جائے تو ایہامِ معانی باطلہ نقد وقت ہے اور اسی قدر منع کے لیے بس ہے۔ فے ردالمحتار وغیرہ من معتمدات الاسفار۔ مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

الصمصام علی مشکک فی اٰیۃ علوم الارحام

۱۳۱۵ھ

مسئلہ

از عظیم آباد پٹنہ محلہ لودی کٹرہ مرسلہ مولینا مولوی قاضی محمد عبد الوحید صاحب حنفی فردوسی نہم جمادی الاولی ۱۳۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

حضرت اقدس قبلہ وکعبہ مدظلہ، دست بستہ تسلیم ۔ بعد التجا ہے ایک ضروری مسئلہ جلد اندر ہفتہ مدلل ومکمل عقلی ونقلی طور پر لکھ کر ایک مسلمان کی جان بلکہ ایمان کی حفاظت کیجئے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے کہ پیٹ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ بچہ ذکور سے ہے یا اناث سے حالانکہ ایک آلہ نکلا ہے جس سے سب حال معلوم ہوجاتا ہے اور پتا ملتا ہے۔

کمترین خادمان

عبد الوحید حنفی الفردوسی منتظم تحفہ

عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فتویٰ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاءُ : وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ الْاَنْبِیَاءِ : الْاٰتِیْ بِکِتَابٍ مُبِیْنٍ فِیْهِ رَحْمَۃٌ وَشِفَاءٌ وَمَاحَظَّ الْکٰفِرِیْنَ مِنْهُ اِلَّا نِقْمَۃٌ وَشِقَاءٌ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَۃِ الْاَتْقِیَاءِ : الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِهِمْ سُعَدَاءُ مَاجَنَّ جَنِیْنٌ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ بَیْنَ غَشَاءٍ وَعِظَاءٍ اٰمِیْنَ ۔

الجواب

مولانا حامی سنت ماحی بدعت اکرمکم اللہ تعالیٰ ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ اللہ تعالیٰ جل وعلا سورہ آل عمران شریف میں ارشاد فرماتا ہے ۔ اِنّ اللہ لایخفی علیہ شی فی الارض ولا فی السماء ۔ ھوالذی یصورکم فی الارحام کیف یشاءُ لا الٰہ الا ھوالعزیز الحکیم ۔ بیشک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں وہی ہے جو تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جیسا چاہے کوئی سچا معبود نہیں مگر وہی زبردست حکمت والا ۔ سورہ رعد شریف میں فرماتا ہے ۔

اللہ یَعلم ماتحمل کل انثی وَمَا تغیض الارحام وما تزداد ط وکل شئ عندہ بمقدار ۔ عٰلم الغیب وَالشھادۃ الکبیر المتعال ۔

اللہ جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جتنے سمٹتے ہیں پیٹ اور جتنے پھیلتے یا جو کچھ گھٹتے ہیں اور جو کچھ بڑھتے اور ہر چیز اس کے یہاں ایک اندازے سے ہے جاننے والا نہاں وعیاں کا سب سے بڑا بلندی والا سورۂ حج شریف میں فرماتا ہے ۔ وَنقر فی الارحام ما شاء الی اجل مسمّی اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں مادہ کے پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک مقرر وعدے تک ۔ سورۂ لقمٰن شریف میں فرماتا ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ وَینزل الغیث ج وَیَعلم مَا فی الارحام وَمَا تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ط ان اللہ عَلیم خبیر ۔ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کسی کو اپنی خبر نہیں کہ کہاں مرے گا بیشک اللہ ہی جاننے والا خبردار ۔ اور سورۂ ملئکہ شریف میں فرماتا ہے ۔ واللہ خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم جعلکم ازواجا ط وما تحمل مِن انثی وَلا تضع الا بعلمہ وما یعمر مِن معمر ولا ینقص من

عمرہ الا فی کتب ان ذلك علی اللہ یسیرہ اللہ نے بنایا تمہیں مٹی سے پھر منی سے پھر کیا تمہیں جوڑے اور نہیں
گابھن ہوتی کوئی عمر والا اور نہ مادہ اور نہ جنے مگر اسکے علم سے اور نہ عمر دیا جائے گھٹایا جائے اسکی عمر سے مگر سب لکھا ہے
ایک نوشتہ میں بیشک یہ سب اللہ کو آسان ہے۔ اور سورہ حٰمٓ السجدہ شریف میں فرماتا ہے الیہ یرد علم الساعۃ ط وما تخرج من
ثمرٰتٍ من اکمامھا وما تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمہ اللہ ہی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا اور
نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلاف سے اور نہ پیٹ رہے کسی مادہ کو اور نہ جنے مگر اس کی آگاہی سے۔ اور سورہ
والنجم شریف میں فرماتا ہے۔ ھو اعلم بکم اذ انشاءکم من الارض واذ انتم اجنۃ فی بطون
امھتکم فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی ہ اللہ خوب جانتا ہے تمہیں جب اس نے بنایا تم
کو زمین سے اور جب تم چھپے ہوئے تھے ماں کے پیٹ میں تو آپ اپنی جان کو ستھرا نہ کہو اسے خوب خبر
ہے کون پرہیزگار ہوا۔ آیات کریمہ میں مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ اپنے بے پایان علوم کے بیشمار اقسام سے ایک
سہل قسم کا بہت اجمالی ذکر فرماتا ہے کہ ہر مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے سب کا سارا حال پیٹ رہتے وقت
اور اس سے پہلے اور پیدا ہوتے اور پیٹ میں رہتے اور جو کچھ اس پر گزرا اور گزرنے والا ہے جتنی عمر
پائے گا جو کچھ کام کرے گا جب تک پیٹ میں رہے گا۔ اس کا اندرونی بیرونی ایک ایک عضو ایک پرزہ
جو صورت دیا گیا جو دیا جائے گا ہر ہر رونگٹا جو مقدار مساحت وزن پائے گا۔ بچے کی لاغری فربہی غذا
حرکت خفیفہ زائدہ انبساط انقباض اور زیادت وقلت خون طمث وحصول فضلات وہوا ورطوبات وغیرہا
کے باعث آن آن پر پیٹ جو سمٹتے پھیلتے ہیں غرض ذرہ ذرہ سب اسے معلوم ہے ان میں کہیں نہ تخصیص
ذکورت وانوثت کا ذکر نہ مطلق علم کی نفی وحصر تو یہ مہمل ومختل اعتراض یادر ہوا کہ بعض پادریان یادربند
ہوا کی تازہ گڑھت ہے اس کا اصل منشا معنی آیات میں بے فہمی محض یا حسب عادت دیدہ ودانستہ
کلام الٰہی پر افترا وتہمت ہے قرآن عظیم نے کس جگہ فرمایا ہے کہ کوئی کبھی کسی مادہ کے حمل کو کسی طرح تدبیر
سے اتنا نہیں معلوم کر سکتا کہ نر ہے یا مادہ اگر کہیں ایسا فرمایا ہو تو نشان دو اور جب یہ نہیں تو بعض وقت
بعض اناث کے بعض حمل کا بعض حال بعض تدابیر سے بعض اشخاص نے بعض جہل طویل وعجز مدید بعض آلات
بیجان کا فقیر ومحتاج ہو کر اس فانی وزائل وبے حقیقت نام کے ایک ذرہ علم وقدرت سے (کہ وہ بھی اسی
بارگاہ علیم وقدیر سے حصہ رسد چند روز سے چند روز کے لئے پائے اور اب بھی اسی کے قبضہ واقتدار
میں ہیں کہ بے اس کے کچھ کام نہ دیں) اگر صحرا سے ذرہ سمندر سے قطرہ معلوم کر لیا تو یہ آیات کریمہ کے کس حرف
کا خلاف ہوا وہ خود فرمایا ہے۔ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیٔ
من علمہ الا بما شاء اللہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم
سے کسی چیز کو مگر جتنی وہ چاہے۔ تمام جہان میں روز اول سے ابدالآباد تک جس نے جو کچھ جانا یا جانے
گا سب اسی الا بما شاء کے استثنا میں داخل ہے جس کے لاکھوں کروروں سر بفلک کشیدہ پہاڑوں

سے ایک نہایت قلیل وذلیل وبمقدار ذرہ یہ آلہ بھی ہے ایسا ہی اعتراض کرنا ہو تو بے گنتی گزشتہ وآیندہ باتوں کا جو علم ہم کو ہے اسی سے کیوں نہ اعتراض کرے۔ جو صیغہ یعلم ما فی الارحام میں ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے بعینہ وہی صیغہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم میں ہے کہ اللہ جانتا ہے۔ جو کچھ گزرا۔ جب ان بے شمار علوم تاریخی وآسمانی ملنے میں کسی عاقل منصف کے نزدیک اس آیت کا کچھ خلاف نہ ہوا نہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی پادری صاحب کو ان علوم کے باعث اس آیۃ کریمہ پر لب کشائی کا جنون اُچھلا تو اب ایک ذراسی آیا نکال کر اس آیت کا کیا بگاڑ متصور ہوسکتا ہے ہاں عقل نہ ہو تو بندہ مجبور ہے یا انصاف نہ ملے تو انکھیارا بھی کور ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ثم اقول وباللہ التوفیق مفصلا حق واضح کو واضح تر کروں اصل یہ ہے کہ کسی علم کی حضرت عزت عزوجل سے تخصیص اور اس کی ذات پاک میں حصر اور اس کے غیر سے مطلقًا نفی چند وجہ پر ہے اول علم کا ذاتی ہونا کہ بذات خود بے عطائے غیر ہو دوم علم کا غنا کہ کسی آلہ وجارحہ وتدبیر وفکر ونظر والتفات وانفعال کا اصلا محتاج نہ ہو سوم علم کا سرمدی ہونا کہ ازلا ابدا ہو چہارم علم کا وجوب کہ کبھی کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو۔ پنجم علم کا ثبات واستمرار کہ کبھی کسی وجہ سے اس میں تغیر تبدل فرق تفاوت کا امکان نہ ہو ششم علم کا اقصٰے غایات کمالات پر ہونا کہ معلوم کی ذات ذاتیات اعراض احوال لازمہ مفارقہ ذاتیہ اضافیہ ماضیہ آیتہ موجودہ ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ پر مخفی نہ ہوسکے ان چھ۶ وجہ پر مطلق علم حضرت احدیت جل وعلا سے خاص اور اس کے غیر سے قطعًا مطلقا منفی یعنی کسی کو کسی ذرہ کا ایسا علم جو ان چھ۶ وجوہ سے ایک وجہ بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں جو کسی غیر الٰہی کے لئے عقول مفارقہ ہوں خواہ نفوس ناطقہ ایک ذرے کا ایسا علم ثابت کرے یقینًا اجماعًا کافر مشرک ہے ان تمام وجوہ کی طرف آیات کریمہ میں باطلاق کلمۂ یعلم اشارہ فرمایا کہ یہاں علم کو مطلق رکھا اور مطلق فرد کامل کی طرف منصرف اور علم کامل بلکہ علم حقیقی حق الحقیقۃ وہی ہے جو ان وجود ستہ کا جامع ہو اسی لحاظ پر ہے وہ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لاعلم لنا جس دن اللہ عزوجل رسولوں کو جمع کرکے فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا عرض کریں کے ہمیں کچھ علم نہیں کفار کے پاس ان محبوبان خدا صلوٰات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم کا تشریف لانا ہدایت فرمانا ان ملاعنہ کا تکذیب وانکار واصرار واستکبار وبیہودہ گفتار سے پیش آنا کسے نہیں معلوم مگر حضرات انبیا عرض کریں گے۔ لاعلم لنا ہمیں اصلا علم نہیں لانفی جنس کا ہے سلب مطلق فرمائیں گے یعنی وہی علم کامل کہ بحقیقت حقیقۃ علم اسی کا نام ہے اصلا اس کا کوئی فرد ہمیں حاصل نہیں حق حقیقت تو یہ ہے جب اس سے تجاوز کرکے حقیقت عرفیہ یعنی مطلق دالنستن کی طرف چلئے خواہ بالذات ہو یا بالغیر غنی ہو یا محتاج سرمدی ہو یا حادث ابدی ہو یا فانی واجب ہو یا ممکن ثابت ہو یا متغیر تام ہو یا ناقص بالکنہ ہو یا بالوجہ بایںمعنی مطلق علم کہ ایک آدھ چیز کے جاننے سے بھی صادق زنہار مختص بحضرت عزت عزّت عظمتہ نہیں نہ معاذ اللہ قرآن عظیم نے ہرگز کہیں اس کا دعویٰ کیا بلکہ جس طرح معنیٰ اوّل

کا غیر کے لئے اثبات کفر ہے اس معنے کی غیر سے نفی مطلق بھی کفر ہے کہ یہ خود صدہا نصوص قرآن عظیم بلکہ تمام قرآن عظیم بلکہ تمام ملل و شرائع وعقل ونقل وحس سب کی تکذیب ہوگی قرآن عظیم نے اپنے محبوبوں کے لئے بے شمار علوم عظیمہ ثابت فرمائے اور ان کے عطا سے منت رکھی قال تعالیٰ وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما٥ اور سکھا دیا اللہ نے تجھے اے نبی جو تجھے معلوم نہ تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے وبشروه بغلم عليم٥ اور فرشتوں نے ابراہیم کو مژدہ دیا علم والے لڑکے کا وانه لذو علم لما علمنه اور بیشک یعقوب علم والا ہے ہمارے علم عطا فرمانے سے وعلم آدم الاسماء كلها سکھا دیئے آدم کو سب نام واذكر عبدنا ابراهيم واسحق ويعقوب اولى الايدى والابصار٥ اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم واسحٰق ویعقوب قدرت والوں اور علم والوں کو یرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجت بلند کرے گا اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کو اور ان کو جنہیں علم عطا ہوا درجوں میں۔ بلکہ عام بشر کو فرماتا ہے الرحمٰن٥ علم القرآن٥ خلق الانسان٥ علمه البيان٥ رحمٰن نے سکھایا قرآن بنایا آدمی اسے بتایا بیان علم الانسان مالم يعلم٥ سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا والله اخرجكم من بطون امهتكم لا تعلمو شيئا وجعل لكم السمع والابصار والافئدة لعلكم تشكرون٥ اللہ نے نکالا تمہیں ماں کے پیٹ سے نرے ناداں اور دیئے تمہیں کان اور آنکھیں اور دل شاید تم حق مانو بلکہ عام تر فرماتا ہے الم تر ان الله يسبح له من فى السموت والارض والطير صفت كل قد علم صلاته وتسبيحه والله عليم بما يفعلون٥ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی پاکی بولتے ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں اور پرندے پرا باندھے سب نے جان لی ہے اپنی اپنی نماز و تسبیح اور اللہ کو خوب خبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔ تو کوئی اندھے سے اندھا بھی کسی آیت کا یہ مطلب نہیں کہہ سکتا کہ بایںمعنے مطلق علم کو غیر سے نفی فرمایا ہے ہاں اس معنی پر علم مطلق غیر سے منزور مسلوب اور یہ وجہ ہفتم حصر و تخصیص کی ہے یعنی تمام موجودات و ممکنات و مفہومات و ذوات و صفات و نسب و اضافات و واقعیات و موہومات غرض ہر شئے و مفہوم کو علم کا عام و تام و محیط و مستغرق ہونا کہ غیر متناہی معلومات کے غیر متناہی سلاسل اور ہر سلسلے کے ہر فرد سے غیر متناہی علوم متعلق اور یہ سب نامتناہی نامتناہی نامتناہی علوم مًعاً حاصل ہوں جن کے احاطے سے کوئی فرد اصلاً خارج نہ ہو جیسے فرماتا ہے وان الله قد احاط بكل شئ علما٥ بیشک اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہوا اور فرماتا ہے علم الغيب لا يعزب عنه مثقال ذرة فى السموت ولا فى الارض ولا اصغر من ذلك ولا اكبر الا فى كتب مبين٥ جاننے والا ہر چھپی چیز کا اس سے چھپی نہیں کوئی ذرہ بھر چیز آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر سب ایک روشن کتاب میں ہے۔ ایسا علم بھی غیر کے لئے محال اور دوسرے کے واسطے اس کا اثبات کفر و ضلال کما بیناہ فی رسالتنا مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید" ماںحن فیہ میں مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ نے اس وجہ ہفتم کی طرف اشارہ فرمایا۔ کل انثی

میں کلمۂ کل اور ما تحمل من انثی میں نکرۂ منفیہ پھر تاکید بمن اور ما فی الارحام عموم ما اور لام استغراق سے وعلی ہذا القیاس اب الہ محدثہ کی طرف چلیئے فقیر اس پر مطلع نہ ہوا نہ کسی سے اس کا کچھ حال سُنا ظاہر ایسی صورت میسر نہیں کہ جنین رحم میں بحال دفی ظلمت ثلث تین اندھیریوں میں رہے اور بذریۂ آلہ مشہود ہوجائے اس کا جسم بالتفصیل آنکھوں سے نظر آئے کہ بعد علوق فم رحم سخت منضم ہوجاتا ہے جس میں میل سرمہ بدقت جائے اور اس جائے تنگ وتار میں جنین محبوس ہوتا ہے وہ بھی یوں نہیں بلکہ خود اس پر تین غلاف اور چڑھے ہوتے ہیں ایک غشائے رفیق ملاقی جسم مبین جس میں اس کا فضلۂ عرق جمع ہوتا ہے اس پر ایک اور حجاب اس سے کثیف تر مسمیٰ بہ غشائے لفافی جس میں فضلۂ بول مجتمع رہتا ہے اس پر ایک اور غلاف اکثف کہ سب کو محیط ہے جسے شیمہ کہتے ہیں ایسی حالتوں میں بدن نظر آنے کا کیا محل ہے تو ظاہرا آلے کا محصّل صرف بعض علامات وامارات ممیزہ منجملۂ خواص خارجیہ کا بتانا ہوگا جن سے ذکورت وانوثت کا قیاس ہوسکے جیسے رحم کی تجویف ایمن یا ایسر میں حمل کا ہونا یا اور بعض تجربیات کہ تازہ حاصل کئے گئے ہوں اگر اسی قدر ہے جب تو کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی مجزمین قیاسات فارقہ رکھتے تھے جیسے دہنی یا بائیں طرف جنین کی بیشتر جنبش یا حاملہ کی پستان راست یا چپ کے حجم میں افزایش یا سرہائے پستان میں سرخی یا ادواہٹ آنا یا رنگ روئے زن پر شادابی یا تیرگی چھانا یا حرکات زن میں خفت یا ثقل پانا یا قارورے میں اکثر اوقات حمرت یا بیاض غالب رہنی یا عورت کے خلاف عادت بعض اطعمۂ جیدہ یا ردیہ کی رغبت ہونی یا پشم کبود میں زراذند مدقوق بعسل سرشتہ کا صبح علی اریق حمول اور ظہر تک مثل صائم رہکر مزۂ دہن کا امتحان کہ شیریں ہوا یا تلخ الی غیر ذلك مما یعرفه اهل الفن ولکلٍ شروط یراعیها البصیر فیصیب الظن

اور عجائب صنع الٰہی جلّت حکمتہ سے یہ بھی محتمل کہ کچھ ایسی تدابیر القا فرمائی ہوں جن سے جنین مشاہدہ ہی ہوجاتا ہو مثلا بذریۂ قواسر پانچوں حجابوں میں بقدر حاجت کچھ توسیع وتفریج دیکر روشنی پہنچا کر کچھ شیشے ایسی اوضاع پر لگائیں کہ باہم تادیۂ عکوس کرتے ہوئے زجاج عقرب پر عکس لے آئیں یا زجاجات متخالفۃ الملا ایسی وضعیں پائیں کہ اشعۂ بصریہ کو حسب قاعدۂ معروضۂ علم مناظر انعطاف دیتے ہوئے جنین تک لیجائیں جس طرح آفتاب کا کنارہ کہ ہنوز افق سے دور اور مقابلۂ نظر سے محجوب ومستور ہوتا ہے بوجہ اختلاف ملا وغلظت عالم نسیم ہمیں محاذات بصر سے پہلے ہی نظر آجاتا اور طلوع مرئی کہ وہی ملحوظ فی الشرع ہے پیشتر ہوتا ہے یوہیں جانب غروب بعد زوال محاذات ووقوع حجاب میں کچھ دیر تک دکھائی دیتا اور غروب مرئی معتبر فی الشرع غروب حقیقی کے بعد ہوتا ہے ولہذا فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے جب کبھی مؤامرات ربعیہ سے محاسبہ کیا اور اسے مشاہدۂ بصری سے ملایا ہے ہمیشہ نہار عرفی کو نہار نجومی پر اس سے بھی زائد پایا ہے جو طرفین

---

[1] ہر سہ غشاہائے مذکورہ وفوق انہا زیر و بالا وطبقۂ زہدان برہمدگر غلاف است ۱۲

طلوع وغروب میں تفاوت افقین حسی وحقیقی بحسب ارتفاع قامت معتدلہ انسانی وتفاضل نیم قطر فاصل میان
حاجت ومرکز کا مقتضٰے ہے نیز اسی لئے فقیر کا مشاہدہ ہے کہ قرص شمس تمام وکمال بالائے افق مشہور ہونے پر
بھی ظلمت شب مطلع ومغرب میں نظر آتی ہے حالانکہ مخروط ظلی وشمس میں ہر گز نیم دور سے کم فصل نہیں اور
اختلاف منظر آفتاب غایت قلت میں ہے کہ مقدار عُشر قطر تک بھی نہیں پہنچتا۔ خیر کچھ بھی ہو ہم یہی صورت
فرض کرتے ہیں کہ مجرد کسی امارت خارجہ کی بنا پر قیاس ہی نہیں بلکہ بذریعہ آلہ اعضائے جنیں با چناں وچنیں حجابات
وکمین مشہود ہو جاتے ہیں بہر حال آخر تمام منشا ومبنائے اعتراض مہمل صرف اسقدر کہ جو علم قرآن عظیم نے مولیٰ
سبحٰنہ وتعالیٰ کے لئے خاص مانا تھا ہمیں اس آلے سے حاصل ہو جاتا ہے حالانکہ لا واللہ کبرت کلمۃ
تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ۔ کیا بڑا بول ہے جو ان کے موںھ سے نکلتا ہے وہ تو
نہیں کہتے مگر جھوٹ، ہم پوچھتے ہیں اس آلے سے تم کو اُتنا ہی علم دیا جو وجہ ہشتم عام وشامل میں ہے جس
کا باری عزوجل سے خاص جاننا محال اور خود بحکم قرآن عظیم کفر وضلال تھا جب تو اعتراض کتنا مالیخولیا
اور کس درجہ کا جنون ہے کہ سرے سے مبنی ہی باطل وملعون ہے اس قسم علم یعنی دانستن کو اگرچہ کیسا ہی ہو حضرت
عزت عزت عظمتہ سے قرآن عظیم نے کب خاص مانا تھا اس قسم کے کروروں علم عام انسان بلکہ تمام حیوانات کو
روزانہ ملتے رہتے ہیں اور قرآن عظیم خود غیر خدا کے لئے انہیں ثابت فرماتا ہے ایک اس کے ملنے میں کیا نئی
شاخ نکلی کہ آیت الٰہی کا خلاف ہو گیا یہ بھی اس علم الانسان مالم یعلم کے ناپیدا کنار صحراؤں
سے ایک ذلیل ذرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سکھایا آدمی کو جو اسے معلوم نہ تھا دیکھو ابھی تمہیں آیت سُنا چکا
ہوں کہ اللہ نے تمہیں نکالا ماں کے پیٹ سے نرے جاہل کہ کچھ نہ جانتے تھے پھر تمہیں عقل وہوش وچشم وگوش
دیئے کہ اس کا حق مانو تم نے اچھا حق مانا کہ اسی کی برابری کرنے لگے اور اگر یہ مقصود کہ اس سے تمہیں اُن سات
وجو مخصوصہ بحضرت باری عزوجل سے کسی وجہ کا علم مل گیا تو یہ اس سے بھی لاکھوں درجہ بدتر جنون ہے کیا
یہ علم تمہارا ذاتی ہے عطائے الٰہی سے نہیں اہل کتاب کہلاتے ہو شاید ایسا خدائی دعویٰ تو نہ کرو ابھی چند
روز ہوئے تم اس آلے سے جاہل تھے اللہ عزوجل نے تمہیں تمہاری بساط کے لائق عقل دی ریاضی سکھائی
دنیا کمانے کی راہ بتائی تمہارے ذہن میں اس کا طریقہ ڈالا آنکھیں ہاتھ جوارح دیئے جن کے ذریعہ سے کام
کرسکو جس چیز کا کوئی آلہ بناؤ اور جس چیز پہ اسے استعمال میں لاؤ انہیں تمہارے لئے مسخر کیا اسباب مہیا
کرکے تمہارے دل میں اس کا خیال ڈالا پھر تمہارے جوارح کو کام کی طرف مصروف فرمایا پھر محض اپنی قدرت
کاملہ سے بنا دیا اور اس کا بننا تمہارے ہاتھوں پر ظاہر ہوا تم سمجھے ہم نے اپنی قدرت اپنے علم سے بنا لیا
اندھے ہمیشہ ایسا ہی سمجھا کرتے ہیں جو ظاہری سبب کے غلام اور خلقہ بگوش اور مسبب وخالق وعالم وقادر
حقیقی سے غافل وبیہوش ہیں۔ کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ۔ جیسے قارون ملعون جسے
اللہ عزوجل نے بیشمار خزانے دیئے دنیا بھر کی نعمتیں بخشیں جب اس سے کہا گیا "احسن کما احسن اللہ

الیك بھلائی کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ۔ تو کافر کیا بکتا ہے انما اوتیتہ علی علم عندی یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو مجھے آتا ہے ۔ پھر بدلا دیکھا کس مرنے کا چکھا فخسفنا بہ وبدارہ الارض فما کان لہٗ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین ہ دھنسا دیا ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ ہوئے اس کے کچھ یار کہ اُسے بچالیتے اللہ کی گرفت سے اور نہ وہ مدد لاسکا ۔ اور اس علم کا غنی نہ ہونا خود بدیہی کہ ایک بیجان آنے کی بودگی پر ہے جب تک آلہ نہ تھا تو ڈاکٹر صاحب کچھ نہ کہہ سکتے تھے کہ منیم صاحب کے پیٹ میں مس میڈیم ہے یا بابا وا لوگ ازلی ابدی واجبؔ کیسے کہہ سکتے ہو جب تم خود ہی حادث فانی باطل ہو ۔ ازلی بڑی چیز ہے ایام حمل ہی میں مدتوں اپنے جہل و عجز کا اقرار کرنا پڑے گا جب تک نطفہ صورت نہ پکڑے پانی کی بوند یا خون بستہ یا گوشت کا ٹکڑا رہے ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹری کچھ نہیں چل سکتی کہ نر نظر آتا ہے یا مادہ گیشا تمہارا علم ثابت و ناقابل نقصان و زیادت ہے استغفر اللہ قبل مشاہدہ کی حالت کو مشاہدۂ اجمالی مشاہدۂ اجمالی کو نظر تفصیلی نظر تفصیلی بالائی کو نظر بعد تصریح عملی سے ملاؤ حالت التفات وذہول کا فرق دیکھو پھر طریان نسیان تو سرے سے ارتفاع ہے کیا تمہارا علم کامل ہے حاش للہ اضافات بتانے کی کیا قدرت کہ وہ غیر متناہی ہیں مثلاً اس کے بدن کا کوئی ذرہ لے لیجئے اور اس کی ماں کے بدن اور تمام اجسام عالم میں جتنے نقطے فرض کئے جا سکتے ہیں اس کے بدن کے ہر ذرّے کا اس ہر نقطہ ارضی و سماوی و شرقی و غربی و جنوبی و شمالی و نزدیک و دور و موجود و حال و ماضی و استقبال سے بعد بتاؤ یہ لاتعد ولاتحصی خطوط جو ہر نقطۂ جسم جنیں سے تمام نقاط عالم تک نکلکر بے حد و بے شمار زاویے بناتے آئے ہر زاویے کی مقدار بولو ۔ نہ سہی یہی بتادو کتنے خطوط پیدا ہوں گے ۔ نہ سہی یہی کہدو کہ تمام اجسام جہان میں کتنے نقطے نکلیں گے نہ سہی اتنا ہی کہو کہ صرف جنین کے بدن میں کس قدر نقا مانے جائیں گے اور جب یہ ادنےٰ علم جو علوم الٰہیہ متعلقہ بجنین کے کروڑہا کروڑ کے حصوں سے ایک حصہ بھی نہیں ایک جنین میں بھی اس قلیل کے اقل القلیل حصے کا جواب نہیں دے سکتے اگرچہ دنیا بھر کے ڈاکٹر و پادری اکھٹے ہو جاؤ تو باقی علوم کی کیا گنتی ہے حالانکہ واللہ العظیم یہ تمام علوم تمام نسبتیں تمام خطوط تمام نقاط تمام زاویئے تمام مقادیر گزشتہ و موجودہ و آئندہ تمام جن و بشر و حیوانات کے تمام حملوں میں رب العزۃ آن واحد میں معًا تفصیلاً ازلاً ابدًا جانتا ہے اور یہ اس کے بحار علوم سے ایک قطرہ بلکہ بے شمار یم سے ادنیٰ نم ہے اور یہ سب کا سب مع ایسے ایسے ہزارہا علوم کے جن کی اجناس کلیہ تک بھی وہم بشری نہ پہنچ سکے شمار افراد درکنار سب انہیں دو کلموں کے سرخ میں داخل ہیں کہ یعلم ما فی الارحام جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں ہے تمہاری تنگ نظری کوتاہ فہمی دو لفظ دیکھکر ایسے سستے سمجھ لئے کہ ایک آلے کی ناچیز و بے حقیقت ہستی پر علم ارحام کے مدعی بن بیٹھے ۔ ہاں نصب و اضافات کو جانے دو کہ نامتناہی معدود و محدود ہی اشیاء بتاؤ اور وہ بھی کسی ایک جنین کی نسبت اور وہ بھی خاص اپنے گھر کے کہ آدمی کو گھر کا حال خوب معلوم ہوتا ہے اپنا اور

اپنی جورو کا واقعہ تو خود اسی پر گزرا اس کے سامنے ہی گزرا اور اوپر سے مدد دینے کو آلہ موجود کوئی پادری صاحب آلہ لگا کر بولیں کہ جس وقت ان کی میم صاحب کو پیٹ رہا نطفہ کتنے وزن کا گرا تھا اس میں کتنے حیوان منوی تھے گرتے وقت رحم کے کس حصہ پر پڑا رحم میں کتنی دیر بعد کونسی حمل و نقرہ میں مستقر ہوا جب سے اب تک کتنا خونِ حیض اس کے کام میں آیا یہ اصل نطفہ کس کس غذا کے کس کس کے جز اور کتنے وزن کا فضلہ تھا وہ کہاں کی مٹی سے پیدا ہوئی تھی کھانے کے کتنے دیر بعد اس نے صورت نطفیہ اخذ کی تھی جب سے اب تک ایک ایک منٹ کے فاصلہ پر اس کی وزن و مساحت و ہیئات میں کیا کیا اور کتنا کتنا تغیر ہوا حوادث مذکورہ بالا کے باعث جب سے اب تک میم صاحبہ کی رحم شریف کتنی بار اور کتنی کتنی دیر کو اور کس کس قدر سمٹی پھیلی بچہ کتنی دفعہ اور کس کس قدر اور کدھر کدھر کو پھر پھرایا ہر جنبش پر وضع اعضا میں کیا کیا تغیر ہو یہی سب احوال اب سے پیدا ہونے تک کس کس طرح گزریں گے منٹ منٹ بر وضع و وزن و مساحت و مکان و حرکت و سکون و غذا و احوال جنین و رحم میں کیا کیا تغیرات ہوں گے باوا لوگ رحم شریف میں کب تک بسیں گے کس گھنٹے منٹ سکنڈ رتھرڈ پر بر آمد ہوں گے پہلے کونسا عضو آگے بڑھائیں گے اس وقت کتنے فربہ کتنے دراز ہوں گے دروازۂ برآمد کی وسعت کس مقدار مخصوص تک جاہیں گے آسانی گزر کو کتنی رطوبت کی پچکاریاں ساتھ لائیں گے آپ کئی بار زور لگائیں گے میم صاحبہ سے کتنے کرائیں گے کونسی چیخ پر باہر آئیں گے برآمد بھی ہوں گے یا کچے ہی گر جائیں گے جی بچے تو کیا عمر پائیں گے کہاں کہاں بسیں گے کیا کیا کھائیں گے۔ کس کس مشن میں لونڈے پڑھائیں گے۔" الیٰ غیر ذلک مما لا یعد ولا یحصی" واللہ کہ تمام عالم کی تمام ماضی و موجود و مستقبل حملوں رحموں کے ایک ایک ذرّہ احوال مذکورہ و غیر مذکورہ گزشتہ و موجودہ و آئندہ کو رب العزت عز و جل کا علم ازلاً ابداً تفصیلاً محیط ہے اور یہ سب انہیں دو پاک کلمۂ یعلم ما فی الارحام کی شرح میں داخل۔ تم اپنے ہی گھر کے ایک ہی پیٹ کے مختصر احوال کے کروروں حصوں سے ایک حصہ کا بھی ہزاروں حصہ نہیں بتا سکتے اور عالم ارحام بننے کے مدعی نہ بہی ماضیہ و آتیہ کو بھی جانے دو صرف موجودہ ہی لو اور حالات میں بھی فقط موجودہ ہی پر قناعت کرو کیٹا انہیں کو تمہارا علم عام ہے سبحٰن اللہ اولاً ان کا بھی علم بالفعل کہاں تمام عالم میں جتنے حمل اس وقت موجود ہیں سب کی گنتی تو کوئی بتا ہی نہیں سکتا سب کے حال پر اطلاع کجا ثانیاً اچھا علم بالفعل سے بھی گزرو صرف بذریعۂ آلہ امکان علم ہی پر قناعت کرو کہ گو ہمیں کچھ معلوم نہیں مگر جو پاس آئے اور قدرت ملے تو آلہ لگا کر جان سکتے ہیں اگرچہ صاف ظاہر کہ یہ علم نہ ہوا کھلا جہل و اقرار جہل ہوا تاہم موجود حملوں میں آدمی کے حمل اور ہر گونہ جانور طیر و وحش و سباع و بہائم و ہوام سب کے سب کا بھی داخل ذرا کوئی پادری صاحب آلہ آپ لگا کر یا کسی ڈاکٹر صاحب سے لگوا کر بتائیں تو کہ چیونٹی کے پیٹ میں کے انڈے ہیں ان میں کتنی چیونٹیاں کتنے چیونٹے ہیں۔ ایک چیونٹی کیا خفاش کے سب پرند اور نیز مچھلیاں، سانپ، گرگٹ، گوہ، ناکا، سقنقور وغیرہا لاکھوں ــــــــــــــ

میں داخل نہ تھے ثالثًا اور اتروں فقط بچے ہی والوں پر قناعت سہی کیا ان سب کے پیٹ آنے کے قابل ہیں رابعًا خامسًا تا عاشرًا وغیرہ، اس سے بھی درگزروں فقط قابل آلہ بلکہ فقط انسان بلکہ فقط امریکا یا انگلستان بلکہ فقط پادریان بلکہ فقط پادری فلاں بلکہ ان کے گھر کا بھی فقط ایک ہی پیٹ بلکہ وہ بھی فقط اسی وقت جب بچّہ خوب بن لیا اور اپنی نہایت تصویر کو پہنچ چکا اور پھر وہ بھی فقط اتنی ہی دیر کے لئے جبکہ میم صاحبہ کے پیٹ میں آلہ لگا ہوا ہے کلام کروں اب لو لاکھوں عموم کے دریا سمٹ کر صرف بالشت بھر کی ایک ہی گڑھیا کی تلاش رہ گئی کیوں پادری صاحب کیا آپ کے ما فی الرحم میں صرف بچّہ کا آلۂ تناسل داخل ہے کہ نر مادہ بتایا اور یعلم فی الارحام صادق آیا اس کے اخصائے اندرونی کیا رحم میں نہیں جنین کے دل و دماغ گردے شش سپرز مثانے تلخے امعا معدے رگ پٹھے عظم عضلے ایک ایک پُرزے کا وزن مقدار مساحت طول عرض عمق فربہی لاغری کے اختلافات غرض سب حالات صحیح صحیح محقق مفصل نہ فقط شرابی کی زق زق یا اندھے کی اٹکل بیان کرو۔ اچھا جانے دو اندرونی اعضائے آلہ و آلہ پرست سب کورے کورہیں بیرونی ہی سطح کا حصّہ سہی۔ بولوس میڈم جو پیٹ میں جلوہ آرا ہیں ان کے سر پر کتنے بال ہیں ہر بال کا طول کس قدر عرض کتنا عمق کس قدر وزن کتنا جلد میں مسام کتنے ہیں ہر سوراخ کے ابعاد ثلثہ کیا کیا ہیں ان میں کتنے باہم ایک دوسرے سے $\frac{9}{13}$ کی نسبت رکھتے ہیں ہر ایک باقی سے کتنا متفادت ہے بغل اور سینے اور رانوں اور پیڑو[1] دونوں لبِ بالا چاروں لب زیرین وغیرہا جوڑوں وصلوں میں ہر ایک کا زاویہ کس حد و نہایت تک پھیل سکتا ہے۔ کئی درجے دقیقے ثانیے عاشرے وغیرہا تک پہنچتا ہے ان[2] تجاویف ظاہرہ میں طبعًا و قسرًا کہاں تک پھیلنے کی قابلیت ہے کہ اس سے ذرہ بھر قسر زائد واقع ہو تو قطعا خارق ہو اور اس حد تک یقینًا تحمل کے قابل و لایق ہو تجاویف حاصلہ و تجاویف صالحہ میں ہر جگہ کتنا تفرقہ ہے۔ الی غیر ذلک من الاحوال الزاھرۃ فی السطوح الظاھرۃ یہ تمام تفاصیل تو یعلم ما فی الارحام کے لاکھوں سمندروں سے ایک خفیف قطرہ بھی نہیں اسی کو بتا دو۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ○ پھر اگر نہ بتاؤ اور ہر گز نہ بتا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جن کا ایندھن ہیں آدمی اور پہاڑ تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔ بالجملہ اس اعتراض کی ایک بہت ناقص نظیر یہ ہو سکتی ہے۔ کہ بادشاہِ تمام روئے زمین اپنی مدح کرے میں ہوں مالک خزائن عامرہ میں ہوں صاحب اموال متکاثرہ میرے لئے ہیں بلاد و قرے کے محصول پہاڑوں کے حاصل صحراؤں کی کانیں دریاؤں کے محاصل یہ سُن کر ایک بے ادب گستاخ فقیر قلاش گدیہ گر بے معاش لُنجا لولا اندھا ہیولے چوتڑوں کے بل گھسٹتا بادشاہ ہی کے

---

[1] پنج درنصف بالا صماخین و منخرین و دہن و پنج درنصف زیریں ثقبتہ در قلہ جبل الزہرہ کہ سرّہ و ناف نامند و [2] در دامان ازانہا دو ورابرۃ الزہرہ کہ بطرو نوف خوانندہ یکے پائینش کہ قُبل گویند کہ وپنجم فرجہ پسین ۱۲۔

کسی گاؤں میں بادشاہی کی رعیت سے ہاتھ پاؤں جوڑ کر بادشاہی کے دیے ہوئے مال سے ایک پھوٹی کوڑی مانگ لائے اور سر بازار تالیاں بجائے کہ لیجئے بادشاہ تو اپنے ہی آپ کو مالک خزائن واموال ومحاصِل معادن وبحار وجبال بتاتا تھا یہ دیکھو مدتوں مصیبت جھیل کر پاپڑ بیل کر ہم نے بھی ایک کانی کوڑی پائی ہے کیوں ہم بھی مالک خزائن ومحاصِل بحار ہوئے یا نہیں مسلمانوں نہ فقط مسلمانوں ہر قوم کے عاقلوں کیا اس اندھے کا ہلکا سا لقب مجنون نہ ہوگا کیا اس سے نہ کہا جائے گا کہ او بے عقل اندھے کیا بادشاہ نے کہیں یہ فرمایا تھا کہ ہمارے خزانہائے عامرہ کے سوا ممکن نہیں کس کے پاس کوئی پھوٹی کوڑی نکل سکے اگرچہ ہماری عطا کی ہوئی ہو حاشَ للہ سلطان نے تو جا بجا صاف فرمادیا ہے کہ ہم نے اپنی رعایا کو بہت اموال کثیرہ عطایائے عزیزہ انعام فرمائے ہیں اور ہمیشہ فرمائیں گے ہاں اصل مالک ہمارے سوا کوئی نہیں نہ ہمارے برابر کسی کا خزانہ ہو او مجنون اندھے کیا یہ بھیک کی کوڑی لاکر تو اس کا ذاتی مالک بے عطائے سلطان ہو گیا یا اس پھوٹی کوڑی سے تیرا مال خزائن شاہی کے برابر ہو لیا اور جب کچھ نہیں تو کس ملعون بنا پر فرمان شاہی کی تکذیب کرتا اور قہر جبّار قہار سے نہیں ڈرتا ہے۔ ہاں ہاں یہ پادری معترض اس اندھے سے بھی بہت بدتر حالت میں ہے اندھا فقیر اور وہ بادشاہ کبیر دونوں ان باتوں میں کانٹے کی تول برابر ہیں کہ دونوں مالک بالذات نہیں دونوں مالک حقیقی نہیں دونوں کی ملک مجازی حادث دونوں کی ملک فانی زائل دونوں حقیقت میں نِرے محتاج دونوں بیشمار خزانوں کے مجازاً بھی مالک نہیں پھر اس کوڑی کو اس کے خزائن سے ایک نسبت ضرور کہ دونوں محدود اور ہر متناہی کو دوسری متناہی سے کچھ نسبت ضرور دے سکتے ہیں اگرچہ نسبت نمائیں ہزار صفر لگا بخلاف علم حقیقی خالق وعلم اسمی مخلوق جن میں اصلا کوئی تناسب ہی نہیں وہ ذاتی یہ عطائی وہ غنی یہ محتاج وہ ازلی یہ حادث وہ ابدی یہ فانی وہ واجب یہ ممکن وہ ثابت یہ متغیر وہ کامل یہ ناقص وہ محیط یہ قاصر وہ ازلاً ابداً نامتناہی در نامتناہی در نامتناہی یہ ہمیشہ ہر وقت معدود ومحدود پھر متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت بتا ہی نہیں سکتے کہ یہ اس کا فلاں حصّہ ہے بھلا اس اندھے کو تو ہر عاقل مجنون کہتا ان اندھوں کو کیا کہا جائے یہ تو مجنون سے بھی کئی لاکھ درجے بدتر ہوئے اور اندھے پن میں بھی اس سے کہیں بڑھکر اس کی آنکھیں تو باقی ہیں اگرچہ بے نور ہیں یہاں آنکھوں کا نشان تک نہیں ہاں ہاں کونسی آنکھیں یہ دو چتلی کوڑیاں نہیں خر وخوک سب کے موتھ پر لگی ہوتی ہیں بلکہ ہیئے کی جنہیں قرآن عظیم میں فرماتا ہے فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور وہ تو ہے یوں کہ ان کافروں کی آنکھیں اندھی نہیں وہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں والعیاذ باللہ رب العلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خیر کسی کافر سے کیا شکایت مجھے تو ان ناسمجھ مسلمانوں سے تعجب آتا ہے جو مہمل وبیمعنے شکوک واہیہ سن کر متحیر ہوتے ہیں۔ سبحٰن اللہ اللہ اللہ اللہ کہاں اللہ رب السمٰوٰت والارض عالم الغیب والشہادہ سبحٰنہ وتعالیٰ اور کہاں کوئی بے تمیز ننگا ہیولے ہبنقہ ناپاک ناشتہ کھڑے ہو کر موتنے والا ع۔ ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی۔ خدا

راانصاف وہ عقل کے دشمن دین کے رہزن جنم کے کوُدن کہ ایک اور تین میں فرق نہ جانیں ایک خدا کے تین مانیں پھر
ان تین کو ایک ہی جانیں بے مثل بے کفو کے لئے جورو بتائیں۔ بیٹا ٹھہرائیں اس کی پاک باندی ستھری کواری پاکیزہ بتول
مریم پر ایک بڑھئی کی جورو ہونے کی تہمت لگائیں پھر خاوند کی حیات خاوند کی موجودگی میں بی بی کے جو بچہ ہوا سے
دوسرے کا گائیں خدا اور خدا کا بیٹا ٹھہرا کر ادھر کافروں کے ہاتھ سے سولی دلوائیں ادھر آپ اُس کے خون کے
پیاسے لوٹیوں کے بھوکے روٹی کو اس کا گوشت بنا کر دَر دَر چبائیں شراب ناپاک کو اس پاک معصوم کا خون ٹھہرا کر
غٹ غٹ چڑھائیں دنیا یوں گزری اُدھر موت کے بعد کفار کو اسے بھینٹ کا بکرا بنا کر جہنم بھجوائیں لعنتی کہیں ملعون
بنائیں آرے سبحٰن اللہ اچھا خدا جسے سولی دی جائے عجب خدا جسے دوزخ جلائے طرفہ خدا جس پر لعنت ائے جو بکرا
بنا کر بھینٹ دیا جائے ائے سبحن اللہ باپ کی خدائی اور بیٹے کو سولی باپ خدا بٹیا کس کھیت کی مولی باپ کی
جہنم کو بیٹے ہی سے لاگ سرکشوں کو چھٹی بے گناہ پر آگ امتی ناجی رسول ملعون معبود پر لعنت بندے ماموں تف
تف وہ بندے جو اپنے ہی خدا کا خون چکھیں اسی کے گوشت پر دانت رکھیں اُف اُف وہ گندے جو انبیاؑ
رسل پر وہ الزام لگائیں کہ بھنگی چمار بھی جن سے گھن کھائیں سخت فحش بیہودہ کلام گڑھیں اور کلام الٰہی ٹھہرا کر
پڑھیں زِہ زِہ بندرگی خہ خہ تعظیم یہٗ یہٗ تہذیب تہٗ تہٗ تعلیم (مثال کے لئے دیکھو بائبل پرانا عہد نامہ یسعیاہ نبی
کی کتاب باب ۲۳ درس ۱۵ تا ۱۸) خدا کا معاذ اللہ زنا کی خرچی کو مقدس ٹھہرانا اور اپنے خاص مقربوں کے لئے
اسے چن رکھا کہ کھائیں اور مستائیں۔ ایضًا کتاب پیدائش باب ۱۹ درس ۳۰ تا ۳۸ سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا معاذ اللہ اپنی دختروں سے زنا کرنا بیٹیوں کا باپ سے حاملہ ہو کر بیٹے جننا۔ ایضًا کتاب دوم اشمویل نبی

لہ وہ عبارت یہ ہے (۱۵) اس دن ایسا ہوگا کہ صور کسی بادشاہ ایام کے مطابق ستر برس تک فراموش ہو جائیں گی۔ اور ستر برس کے
پیچھے صور کو چھنال کے مانند گیت گانے کی نوبت ہوگی (۱۶) او چھنال جو کہ فراموش ہو گئی ہے بربط اٹھالے اور شہر میں پھرا کر تار
کو خوب چھیڑ اور بہت سی غزلیں گا تاکہ تجھے یاد کریں (۱۷) کیونکہ ستر برس کے بعد ایسا ہوگا کہ خداوند صور کی خبر لینے آئے گا اور
وہ پھر خرچی کے لئے جلئے گی اور وے زمین کی ساری مملکتوں سے زنا کریگی (۱۸) لیکن اس کی تجارت اور اس کی خرچی خدا
وند کے لئے مقدس ہوگی اس کا مال ذخیرہ نہ کیا جائے گا اور رکھ چھوڑا جائے گا بلکہ اس کی تجارت کا حاصل ان کے لئے
ہوگا جو خداوند کے حضور رہتے ہیں کہ کھا کے سیر ہوویں اور نفیس پوشاک پہنیں۔

لہ (۳۰) لوط اپنی دونوں بیٹیوں سمیت پہاڑ پر جا رہا (۳۱) پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا (۳۲) آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم
بستر ہوئیں (۳۳) پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی (۳۴) دوسرے روز پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا دیکھ کل رات میں اپنے
باپ سے ہم بستر ہوئی آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کے اس سے ہم بستر ہو (۳۵) سو اس رات چھوٹی اس سے
ہم بستر ہوئی (۳۶) سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ (۳۷) اور بڑی ایک بیٹا جنی اس کا نام موآب رکھا وہ
موآبیوں کا جواب تک ہیں باپ ہو (۳۸) اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اس کا بنی عمی رکھا وہ بنی عمون کا جواب تک ہیں باپ ہوا ۱۲ مختصرًا

باب ۱۱ ورس ۲ تا ۵ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے ہمسایے کی خوبصورت جورو کو ننگی نہاتے دیکھکر بلانا اور معاذاللہ اس سے زنا کر کے پیٹ رکھانا ایضًا کتاب خرقیل نبی باب ۲۳ ورس یکم تا ۲۱ معاذاللہ خدا کی دو جوروؤں کا قصہ اور سخت شرمناک الفاظ میں ان کی بیحد زنا کاریوں سے شہوت رانیوں کا تذکرہ نیا عہدنامہ پولس رسول کا خط گلیٹوں کو باب ۳ ورس ۱۳ نصاری کے یسوع مسیح مصنوع کا ملعون ہونا الیٰ غیر ذلک مما لا یعد ولا یحصے) امنا باللہ وَمَا انزل الینا وَمَا انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وَمَا اوتی موسٰی وعیسٰی وَمَا اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ۝ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ۝ الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ ھم کفرون ۝ ان الذین یفترن علی اللہ الکذب لا یفلحون ۝ فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون ۝ اللہ اللہ یہ قوم یہ قوم یہ سراسر لوم یہ لوگ یہ لوگ جنہیں

لہ (۲) ایک دن شام کو داود چھت پر ٹہلنے لگا وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی (۳) تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے آدمی بھیجے انہوں نے کہا حتی اوریاہ کی جورو (۴) داؤد نے لوگ بھیج کے اس عورت کو بلالیا اور اس سے ہم بستر ہوا وہ اپنے گھر چلی گئی (۵) اور وہ عورت حاملہ ہوگئی سوائیں نے داؤد پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں اھ مختصرًا۔

ٹہ (۱) خداوند کا کلام مجھے پہنچا اس نے کہا (۲) اے آدم زاد دو عورتیں تھیں جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں (۳) انہوں نے مصر میں زنا کاری کی وے اپنی جوانی میں یار باز ہوئیں وہاں ان کی چھاتیاں ملی گئیں ان کی بکر کے پستان چھوئے گئے۔ (۴) ان میں بڑی کا نام اہولہ اور اس کی بہن اہولیبہ اور وے میری جوروواں ہوئیں (۵) اہولہ جن دنوں میں میری تھی چھنالا کرنے لگی اور اسوریوں پر عاشق ہوگئی (۶) وے سرلشکر اور حاکمان تھے دلپسند جوان ارغوانی پوشاک (۷) اس نے ان سب کے ساتھ چھنالا کیا۔ (۸) اس نے ہرگز اس زنا کاری کو جو اس نے مصر میں کی تھی نہ چھوڑا کیونکہ انہوں نے اس کی بکر کی پستانوں کو ملا تھا اور اپنی زنا اس پر اونڈیلی تھی (۹) اس لئے میں نے اس کے یاروں کے ہاتھ میں ہاں اسوریوں کے ہاتھ میں ہاں اسوریوں کے ہاتھ میں جن پر وہ مرتی تھی کردیا (۱۰) انہوں نے اس کو بے ستر کیا (۱۱) اس کی بہن اہولیبہ نے یہ سب کچھ دیکھا پر وہ شہوت پرستی میں اس سے بدتر ہوئی۔ اس نے اپنی بہن کی زنا کاری سے زیادہ زنا کاری کی (۱۲) وہ بنی اسور پر جو اس کے ہمسایہ تھے جو بھڑکیلی پوشاک پہنتے اور گھوڑوں پر چڑھتے اور دل پسند جوان تھے۔ عاشق ہوئی (۱۳) اور میں نے دیکھا کہ وہ بھی ناپاک ہوگئی (۱۴) بلکہ اس نے زنا کاری زیادہ کی کیونکہ جب اس نے دیوار پر مردوں کی صورتیں دیکھیں کسدیوں کی تصویریں شنگرف سے کھچی تھیں۔ (۱۵) کمروں پر پٹکے کسے سروں پر اچھی رنگین پگڑیاں (۱۶) تب دیکھتے ہی وہ ان پر مرنے لگی اور قاصدوں کو ان کے پاس بھیجا (۱۷) سو بابل کے بیٹے اس پاس آکے عشق کے بستر پر چڑھے اور انہوں نے اس سے زنا کرکے اسے آلودہ کیا اور جب وہ ان سے ناپاک ہوئی تو اس کا جی

عقل سے لاگ جنہیں جنون کا روگ یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ پہلی اپنی ساختہ بائبل تو سنبھالیں قاہر اعتراض باہر ایراد اس پر سے اٹھالیں انگریزی میں ایک مثل کیا خوب ہے کہ شیش محل کے رہنے والا پتھر پھینکنے کی ابتدا کرو یعنی رب جبار قہار کے محکم قلعوں کو تمہاری کنکریوں سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے مگر ادھر سے ایک پتھر بھی آیا تو حجارۃ من سجیل ۰ کا سماں کعصف ماکول کا مزہ چکھا دیگا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون واخر دعوٰینا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین آمین۔

کتبــــہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم

ان سے پھر گیا (۱۸) تب اس کی زنا کاری علانیہ ہوئی اور اس کی برہنگی بے ستر ہوئی تب جیسا میرا جی اس کی بہن سے ہٹ گیا تھا ویسا میرا دل اس سے بھی ہٹا (۱۹) تسپر بھی اس نے اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کرکے جب وہ مصر کی سرزمین میں چھنالا کرتی تھی زنا کاری پر زنا کاری کی (۲۰) سو وہ پھر اپنے ان یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا (۲۱) اس طرح تونے اپنی جوانی کی شہوت پرستی کہ جس وقت مصری تیری جوانی کے پستانوں کے سبب تیری چھاتیاں ملتے تھے یاد دلائی اھ ملخصًا

لہ (۱۳) مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکا دیا گیا سو لعنتی ہے ۱۲۔

اقامۃ القیامہ

علیٰ

طاعن القیام لنبی تہامہ

۱۲۹۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ازریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور بضمن سوالات کثیرہ ۱۲۹۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد میں قیام وقت ذکر ولادت حضور خیرالانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام کیا ہے بعض لوگ اس قیام سے انکار بحث رکھتے اور اسے بدیں وجہ کہ قرون ثلثہ میں نہ تھا بدعت سیئہ وحرام سمجھتے اور کہتے ہیں ہمیں صحابہ وتابعین کی سند چاہیئے ورنہ ہم نہیں مانتے ان کے اقوال کا حل کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

الحمد للہ الذی باذنہ تقوم السمآء والصلاۃ والسلام علیٰ من قامت بہ ارکان الشریعۃ الغراء سیدنا ومولانا محمد الذی قامت فی مولدہ ملئکۃ العلیا وعلیٰ الہ وصحبہ القائمین بآداب تعظیمہ فی الصبح والمساء واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ قیم الانبیاء صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیھم ما قامت تسبیح القیام اشجار الغبراء وسجدت للحی القیوم نجوم الخضراء آمین قال القائم ببعض الضراعۃ الی صاحب المقام المحمود والشفاعۃ عبدالمصطفیٰ

احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی غفراللہ لہٗ
واقامہ مقام السلف الکرام البررۃ الکلمۃ آمین
اللّٰھُمَّ ھدایۃ الحق والصواب۔

الجواب: یہاں دو مقام واجب الاعلام ہیں اولاً اس مقام مبارک پر اپنے طور پر کتب وفتاوائے علمائے قدست اسرارہم سے حکم بیان کرنا جس سے بعونہ موافقین کے لئے ایضاح حق وافاحت باطل ہو اور منصب فتویٰ اپنے حق کو واصل ہو۔

ثانیاً اس مغالطہ کا جواب دینا جو بالفاظ متقاربہ تمام اکابر واصاغر مانعین میں رائج کہ یہ فعل قرون ثلثہ میں نہ تھا تو بدعت وضلالت ہوا۔ اس میں کچھ خوبی ہوتی تو وہی کرتے اس فعل اور اس کے امثال امور نزاعیہ میں حضرات منکرین کی غایت سعی اسی قدر ہے جس کی بنا پر اہلسنت وسواد اعظم ملت وہزاران ائمہ شریعت و طریقت کو معاذاللہ بدعتی گمراہ ٹھہراتے ہیں اور مطلقاً خوفِ خدا وترس روز جزا دل میں نہیں لاتے مقام افتار اگرچہ استیعاب مناظرہ کی جانہیں مگر ایسی جگہ ترک کلی بھی چنداں زیبا نہیں لہذا فقیر مقام دوم میں چند اجمالی جملے حاضر کرے گا۔ جن کے مبانی دیکھئے حرفے چند اور معانی سمجھے تو بس جامع وبلند۔ وباللہ التوفیق فی کل حین وعلیہ التوکل وبہ نستعین والحمدللہ رب العالمین۔

مقام اوّل: اللہ عزوجل نے شریعت غرابیضا زہرا عامہ تامہ کاملہ شاملہ اتاردی اور بحمدہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارا دین کامل فرمادیا اور اس کے کرم نے اپنے حبیب اکرم حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی نعمت ہم پر تمام فرمادی۔ قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔ اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا۔ والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی من بہ انعم علینا فی الدنیا والدین وبہ ینعم انشاء اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ الیٰ ابد الآبدین۔ الحمد للہ ہماری شریعت مطہرہ کا کوئی حکم قرآن عظیم سے باہر نہیں امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حسبنا کتاب اللہ ہمیں قرآن عظیم بس ہے مگر قرآن عظیم کا پورا سمجھنا اور ہر جزئیہ کا صریح حکم اس سے نکال لینا عام کو نامقدور ہے اس لئے قرآن کریم نے دو مبارک قانون ہمیں عطا فرمائے۔

فا قرآن امام حدیث ہے۔ حدیث امام مجتہدین۔ مجتہدین امام علماء۔ علماء امام عوام الناس۔ اس سلسلہ کا توڑنا گمراہ کا کام۔

اوّل ما اٰتٰکم الرسول فخذ وہُ وَمَا نَھٰکم عنہ فانتھوا ۔ ترجمہ : جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ اقول تو صیغہ امر کا ہے اور امر وجوب کے لئے ہے تو پہلی قسم واجبات شرعیہ ہوئی اور باز رہو نہی ہے اور نہی منع فرمانا ہے یہ دوسری قسم ممنوعات شرعیہ ہوئی حاصل یہ کہ اگرچہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے ونزلنا علیك الکتب تبیانا لکل شیئ ترجمہ۔ اے محبوب ہم نے تم پر یہ کتاب اتار دی جس میں ہر شے ہر چیز ہر موجود کا روشن بیان ہے مگر امت اسے بے نبی کے سمجھائے نہیں سمجھ سکتی ولہذا فرمایا۔ وَاَنزلنا الیك الذکر لتبیّن للناس ما نُزِّل الیھم ۔ ترجمہ اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن مجید اتارا کہ تم لوگوں کے لئے بیان فرما دو جو کچھ ان کی طرف اترا ہے) یعنی اے محبوب تم پر تو قرآن حمید نے ہر چیز روشن فرما دی اس میں جس قدر امت کے بتانے کو ہے وہ تم ان پر روشن فرما دو لہذا آیۃ کریمہ اولیٰ میں نزلنا علیك فرمایا جو خاص حضور کی نسبت ہے اور کریمہ ثانیہ میں نزلنا الیھم فرمایا) جو نسبت بہ امت ہے۔

دوم، فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون[1] ترجمہ : علم والوں سے پوچھو جو تمہیں نہ معلوم ہو، حوادث غیر متناہی ہیں احادیث میں ہر جزئیہ کے لئے نام بنام تصریح احکام اگر فرمائی بھی جاتی ان کا حفظ وضبط نا مقدور ہوتا پھر مدارج عالیہ مجتہدان امت کے لئے ان کے اجتہاد پر رکھے گئے وہ نہ ملتے نیز اختلافات ائمہ کی رحمت ووسعت نصیب نہ ہوتی۔ لہذا حدیث نے بھی جزئیات معدودہ سے کلیات حاویہ مسائل نامحدودہ کی طرف استعادہ فرمایا اس کی تفصیل وتفریع وتاصیل مجتہدین کرام نے

---

[1] اس آیہ کریمہ کے متصل ہی کریمہ ثانیہ ہے۔ ان کنتم لاتعلمون بالبیّنٰت والزبر وانزلنا الیك الذکر الایۃ مصنف نے یہاں معالم التنزیل کے حاشیہ پر تحریر فرمایا اقول ہذا من محاسن نظم القرآن العظیم امر الناس ان یسئلوا اھل العلم بالقرآن العظیم وارشد العلماء ان لایعتمدوا علی اذھانھم فی فھم القرآن بل یرجعوا الی مابیّن لھم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرد الناس الی العلماء والعلماء الی الحدیث والحدیث الی القرآن وان الی ربك المنتھی فکما ان المجتھدین لو ترکوا الحدیث ورجعوا الی القرآن فضلوا کذالك العامۃ لو ترکوا المجتھدین ورجعوا الی الحدیث فضلوا ولھذا قال الامام سفین بن عیینہ احد ائمۃ الحدیث قریب زمن الامام اعظم والامام المالك رضی اللہ تعالیٰ عنھم الحدیث مضلۃ الا الفقہاء نقلہ عنھم الامام ابن الحاج مکی فی مدخل۔

ترجمہ : میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت قرآن عظیم کی خوبیوں سے ہے لوگوں کو حکم دیا کہ علماء سے پوچھو جو قرآن مجید کا علم رکھتے اور علماء کو ہدایت فرمائی کہ قرآن کے سمجھنے میں اپنے ذہن پر اعتماد نہ کریں بلکہ جو کچھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

فرمائی اور احاطہ تصریح نامتناہی کے تعذر نے یہاں بھی حاجت ایضاح مشکل وتفصیل مجمل وتقیید مرسل باقی رکھی جو قرناً فقرناً طبقۃً فطبقۃً مشائخ کرام وعلمائے اعلام کرتے چلے آئے ہر زمانہ کے حوادث تازہ احکام اس زمانے کے علمائے کرام حاملانِ فقہ وحامیانِ اسلام نے بیان فرمائے اور یہ سب اپنی اصل ہی کی طرف راجع ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ حتیٰ یاتی امر اللہ وھم علی ذالك درمختار میں ہے "ولا یخلو الوجود عمن یمیز ھذا حقیقۃ لاظنا وعلی من لم یمیز ان یرجع لمن یمیز براءۃ لذمتہ" ترجمہ: زمانہ ان لوگوں سے خالی نہ ہوگا جو یقینی طور پر نہ محض گمان سے اس کی تمیز رکھیں اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر واجب ہے کہ تمیز والے کی طرف رجوع کرے کہ بری الذمہ ہو۔ ردالمحتار میں ہے جزم بذلک اخذاً مما رواہ البخاری من قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ قولہ وعلی من لم یمیز عبر بعلی المفیدۃ للوجوب الامر بہ فی قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ ترجمہ: شارح علامہ نے اس پر جزم فرمایا اس حدیث سے لیکر جو صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ غلبہ کے ساتھ حق پر رہے گا یہاں تک کہ حکم الٰہی آئے اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر علماً کی طرف رجوع لانے کو اس لئے واجب کہا کہ قرآن عظیم میں اس کا حکم فرمایا ہے کہ علماء سے پوچھو اگر تمہیں نہ معلوم ہو) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

"مافضل عالم ما اجمل فی کلام من قبلہ من الادوار الا بالنور المتصل من الشارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالمنۃ فی ذالك حقیقۃ لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذی ھو صاحب الشرع لانہ ھو الذی اعطی العلماء تلك المادۃ التی فصلوا بھا ما اجمل فی کلامہ کما ان المنۃ بعدہ لکل دور علی من تحتہ فلو قدر ان اھل دور تعدوا من فوقھم الی الدور الذی قبلہ لا نقطعت وصلتھم بالشارع ولم یھتدوا الایضاح مشکل ولا تفصیل مجمل وتامل یا اخی لو لا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصل بشریعتہ ما اجمل فی القران لبقی القران علی اجمالہ کما ان الائمۃ المجتہدین لو لم یفصلوا ما اجمل فی السنۃ لبقیت السنۃ علی اجمالھا وھکذا الی عصرنا ھذا

اس کی طرف رجوع لائیں تو لوگوں کو علماء کی طرف پھر اور علماء کو حدیث کی طرف اور حدیث کو قرآن کی طرف اور بیشک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے تو جس طرح مجتہدین اگر حدیث چھوڑ دیں تو قرآن کی طرف رجوع کرتے بہک جاتے یونہی غیر مجتہد اگر مجتہدین کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع لائیں تو ضروری گمراہ ہو جائیں اسی لئے امام سفین بن عیینہ نے کہا کہ امام اعظم وامام مالک کے زمانہ کے قریب حدیث کے اماموں سے تھے فرمایا کہ حدیث بہت گمراہ کر دینے والی ہے مگر فقہاء کو اسے امام ابن حاج مکی نے مدخل میں نقل فرمایا۔ ۱۲ مصحح غفرلہ

فلولا ان حقیقة الاجمال ساریة فی العالم کلہ ما شرحت الکتب ولا ترجمت ولا وضع العلماء علی الشروح حواشی کالشروح للشروح؟

ترجمہ: (جس کسی عالم نے اپنے سے پہلے زمانے کے کسی کلام کے اجمال کی تفصیل کی ہے وہ اسی نور سے ہے جو صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسے ملا ہے تو حقیقۃً میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا تمام امت پر احسان ہے کہ انہوں نے علماء کو یہ استعداد عطا فرمائی جس سے انہوں نے مجمل کلام کی تفصیل کی۔ یونہی ہر طبقہ ائمہ کا اپنے بعد والوں پر احسان ہے اگر فرض کیا جائے کہ کوئی طبقہ اپنے اگلے پیشواؤں کو چھوڑ کر ان سے اوپر والوں کی طرف تجاوز کر جائے تو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو سلسلہ ان تک ملا ہوا ہے وہ کٹ جائے گا اور یہ کسی مشکل کی توضیح مجمل کی تفسیر پہ قادر نہ ہوں گے۔ برادرم غور کر اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے قرآن عظیم یونہی مجمل رہ جاتا۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اگر مجملات حدیث کی تفصیل نہ فرماتے حدیث یونہی مجمل رہ جاتی اسیطرح ہمارے زمانے تک تو اگر یہ نہیں کہ حقیقت اجمال سب میں سرایت کئے ہوتے ہے تو نہ متون کی شرح لکھی جاتی نہ ترجمے ہوتے نہ علماء شرحوں کی شرح (حواشی) لکھتے۔

اب یہیں دیکھئے کہ کتب ظاہر الروایۃ ولو ادر ائمہ تھیں پھر کتب نوازل وواقعات تصنیف فرمائی گئیں پھر متون وشروح وحواشی وفتاویٰ وقتاً فوقتاً تصنیف ہوتے رہے اور آئندہ طبقہ نے گزشتہ پر اضافہ کئے اور مقبول ہوتے رہے کہ سب اسی اجمال قرآن وسنت کی تفصیل ہے نصاب الاحتساب وفتاویٰ عالمگیری زمانہ سلطان عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برہانہ کی تصنیف ہیں ان میں بہت ان جزئیات کی تصریح ملے گی جو کتب سابقہ میں نہیں کہ وہ جب تک واقع ہی نہ ہوئے تھے، اور کتب نوازل وواقعات کا تو موضوع ہی حوادث جدیدہ کے احکام بیان فرماتا ہے اگر کوئی شخص ان کی نسبت کہے کہ صحابہ تابعین سے اس کی تصریح دکھاؤ یا خاص امام اعظم وصاحبین کا نص لاؤ تو وہ یا احمق مجنون یا گمراہ مفتون، پھر عالمگیری کے بھی بہت بعد اب قریب زمانہ کی کتابیں فتاویٰ اسعدیہ وفتاویٰ حامدیہ وطحطاوی علی مراقی الفلاح وعقود الدریہ وردالمحتار ورسائل شامی وغیرہا کتب معتمدہ ہیں کہ تمام حنفی دنیا میں ان پر اعتماد ہو رہا ہے دو اول کے سوا یہ سب تیرھویں صدی کی تصنیف ہیں مانعین بھی ان سے سندیں لاتے ہیں ان میں صدہا وہ بیان ملیں گے جو پہلے نہ تھے اور مانعین کے یہاں تو فتاویٰ شاہ عبد العزیز صاحب بلکہ ماۃ مسائل واربعین تک پر اعتماد ہو رہا ہے کیا ماۃ مسائل واربعین کے سب جزئیات کی تصریح صحابہ وتابعین وائمہ تو بہت بالا ہیں عالمگیری وردالمحتار تک کہیں دکھا سکتے ہیں اب ان کے بھی بعد ریل، تار، برقی، نوٹ، منی آرڈر، فوٹو گراف وغیرہ وغیرہ ایجاد ہوتے اگر کوئی شخص کہے کہ صحابہ تابعین یا امام ابوحنیفہ یا نہ سہی ہدایہ یا درمختار یا یہ بھی نہ سہی عالمگیری وطحطاوی وردالمحتار یا یہ سب جانے دو شاہ عبد العزیز صاحب ہی کے فتاوے میں دکھاؤ تو اسے مجنون سے بہتر اور کیا لفظ کہا جا سکتا ہے ہاں اس ہٹ دھرمی کی بات جدا ہے کہ اپنے آپ تو تیرھویں صدی کی اربعین تک معتبر جانیں اور دوسروں سے ہر جزیہ پر

خاص صحابہ وتابعین کی سند مانگیں خطبہ ف میں ذکر عمین شریفین حادث ہے مگر جب سے حادث ہے علماء نے اس کے مندوب ہونے کی تصریح فرمائی۔ در مختار میں ہے یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین۔ ترجمہ خطبہ میں چاروں خلفاء کرام اور دونوں عم کریم سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمانا مستحب ہے۔) اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی صاحب نے تو ایک خطیب پر اپنے مکتوبات میں اس لئے کہ اس نے ایک خطبہ میں خلفاء کرام کا ذکر نہ کیا تھا سخت نکیر فرمائی اور اسے خبیث تک لکھا۔ اذان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام عرض کرنا جس طرح حرمین طیبین میں رائج ہے در مختار میں فرمایا۔ "التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنۃ سبع مائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ" ترجمہ: (اذان کے بعد صلاۃ بھیجنا ربیع الآخر ۷۸۱ھ کی عشا شب دوشنبہ میں حادث ہوا پھر اذان جمعہ کے بعد بھی صلاۃ کہی گئی پھر دس برس بعد مغرب کے سوا سب اذانوں کے بعد پھر مغرب میں بھی دوبار کہنی شروع ہوئی اور یہ ان نو پیدا باتوں سے ہے جو شرعاً مستحب ہیں) کتب میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے اسی وقت کے علماء معتمدین سے ان کے جزئیہ کی تصریح مل سکتی ہے مجلس میلاد مبارک وقیام کو جاری ہوئے بھی صدہا سال ہوتے مگر صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کے کلام میں ان کے نام کی تصریح مانگنی اسی جنون پر مبنی ہو گئی ان پر انہیں علماء کرام کی تصریحات سے استناد ہو گا جن کے زمانہ میں ان کا وجود تھا جیسے مجلس مبارک کے لئے امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی و امام خطیب احمد قسطلانی وغیرہم اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ جن کے نام وکلام کی تصریح بار بار کر دی گئی یوہیں مسئلہ قیام میں ان علمائے کرام کی سند لی جائے جن کا ذکر شریف آیا ہے۔ وباللہ التوفیق بحمد اللہ تعالیٰ موافقین اہل حق وانصاف ودین کے لئے یہ کافی ہوگا۔ رہا مخالفین کا نہ ماننا ان کی پروا کیا۔ وہ اور ہی کسے مانتے ہیں کہ ان علماء کرام کو مانیں

ان کے غیر مقلدین تو علانیہ امام اعظم وجملہ ائمہ دین پر منہ آتے اور اپنے مہمل افہام واوہام کے آگے ان کے اجتہادات عالیہ کو باطل بتاتے اور ان کے ماننے والوں کو معاذ اللہ مشرک گمراہ بتاتے ہیں جو ان میں بظاہر نام تقلید لیتے ہیں وہ بھی غیر مقلدین کی طرح اپنے اہوائے باطلہ کے سامنے قرآن وحدیث کی تو سنتے نہیں پھر ائمہ کی کیا گنتی ان کے مونھ سے تقلید امام اور ان کے اور ان کے سب کے مونھ سے قرآن وحدیث کا نام محض برائے تسکین عوام ہے کہ کھلا منکر نہ جانیں ورنہ حالت وہ ہے جو ان کے مذہبی قرآن تقویۃ الایمان سے ظاہر جو کہے اللہ ورسول نے غنی کر دیا وہ مشرک حالانکہ خود قرآن عظیم فرماتا ہے۔ "اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ" اللہ ورسول نے انہیں دولتمند کر دیا اپنے فضل سے محمد بخش احمد بخش نام رکھنا شرک حالانکہ

ف : دن کا بیان کہ حادث ہو کر مستحب ٹھہریں۔

خود قرآن حمید فرماتا ہے کہ جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم جب حضرت سیدتنا مریم کے پاس آئے کیا کہا یہ کہ۔

"اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا"

ترجمہ۔ (میں تو تمہارے رب کا رسول ہوں اس لئے کہ میں تمکو ستھرا بیٹا دوں۔)

صرف محمد بخش نام شرک ہوا حالانکہ وہ معنی عطا میں متعین بھی نہیں۔ بخش بہرہ وحصہ کو کہتے ہیں تو جبریل کہ صریح لفظوں میں اپنا بیٹا دینا کہہ رہے ہیں دین اسمٰعیلی میں کیسے مشرک ہوں گے اور قرآن عظیم کہ اس شرک وہابیت کو ذکر فرماکر مقرر رکھتا ہے کیوں نہ ایسے شرک پسند کتاب ٹھہرائیں گے۔ اس کی مثالیں بہت ہیں کہ وہابیہ کے شرک سے نہ ائمہ محفوظ نہ صحابہ نہ انبیاء۔ نہ جبریل امین نہ خود رب العالمین جل وعلی وصلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلم، یہ بحث فقیر کے اور رسائل[1] میں مفصل ملے گی۔ یہاں تو اتنا کہنا ہے کہ مخالفین کی نہ ماننے کی پرواہ کیا ہے انہوں نے اور کسے مانا ہے کہ علماء ہی کو مانیں گے لہٰذا اس مقام اول میں روئے سخن موافقین اہل حق ویقیں کی طرف کریں واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔ مولیٰ عز وجل توفیق دے تو یہاں منصف غیر متعصب کے لئے اسی قدر کافی کہ یہ فعل مبارک اعنی قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصّلوٰۃ والسلام صدہا سال سے بلاد دار الاسلام میں رائج ومعمول اور اکابر ائمہ وعلماء میں مقرر ومقبول شرع میں اس سے منع مفقود اور بے منع شرع منع مردود ان الحکم الا للہ وانما الحرام ماحرم اللہ وَمَا سکت عنہ فعفو من اللہ علی الخصوص حرمین طیبین مکہ معظمہ ومدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علی منورہما وبارک وسلم کہ مبدء ومرجع دین وایمان ہیں وہاں کے اکابر علماء ومفتیان مذاہب اربعہ مدتہامدت سے اس فعل کے فاعل وعامل وقائل وقابل ہیں ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب ومستحسن ٹھہرایا۔ علامہ[2] جلیل الشان علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت مبارکہ انسان العیون میں تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے اور ارشاد فرماتے ہیں قد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینًا وورعًا تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ وتابعہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد فیہ قول الصرصری فی مدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

قلیل لمدح المصطفٰے الخط بالذہب ۔۔۔ علی فضۃ من خط احسن من کتب

وان ینہض الاشراف عند سماعہ ۔۔۔ قیامًا صفوفًا او جثیًا علی الرکب

فعند ذلک قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذلک المجلس وکفی ذلک فی الاقتداء

ترجمہ: بیشک وقتِ ذکرِ نام پاک حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام قیام کرنا امام تقی الملۃ والدین سبکی

---

[1] خصوصًا کتاب مستطاب اکمال الطامہ علی شرک سوی بالامور العامہ مصحح ۱۲ [2] کتب علماء سے قیام کا ثبوت۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پایا گیا جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین وتقویٰ میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے معاصرین ائمہ کرام مشائخ الاسلام نے ان کی متابعت کی بعض علماء یعنی انہیں امام اجل کے صاحبزادے امام شیخ الاسلام ابونصر عبدالوہاب ابن ابی الحسن تقی الملۃ والدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں نقل فرمایا۔ کہ امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیر اس زمانہ کے علماء کی مجتمع ہوئی۔ اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار نعت حضور سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مدح مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بھی تھوڑا ہے کہ سب سے اچھا خوشنویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں۔ وہ ان کی نعمت سنکر صف باندھ کر سروقد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی وجملہ علمائے کرام حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے اس مجلس میں نہایت انس حاصل ہوا۔ علامہ جلیل حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسی قدر پیروی کیلئے کفایت کرتا ہے انتہیٰ۔

اقول، یہ امام صرصری صاحب قصیدۂ نعتیہ وہ ہیں۔ جنہیں علامہ محمد بن علی شامی مستند مانعین نے سبل الہدیٰ والرشاد میں اپنے زمانہ کا حسان اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محب صادق فرمایا اور امام اجل حضرت الائمہ تقی الملت والدین سبکی قدس سرہٗ الشریف کی جلالت شان ورفعت مکان تو آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہے یہاں تک کہ مانعین کے پیشوا مولوی نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مہری فتوے میں ان کا بالاجماع امام جلیل ومجتہد کبیر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور اس زمانے کے اعیان علماء ومشائخ اسلام کا ان کے ساتھ اس پر موافقت فرمانا بحمد اللہ تعالیٰ متبعین سلف صالحین کے لئے ایک کافی سند ہے آخر نہ دیکھا کہ علامہ حلبی نے ارشاد فرمایا اسی قدر اقتداء کے لئے بس ہے۔ عالم کامل عارف باللہ سید سند مولانا مولینا سید جعفر برزنجی قدس سرہٗ العزیز جن کا رسالہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرمین محترمین و دیگر بلاد دار الاسلام میں رائج ہے اور مستند مانعین مولانا رفیع الدین نے تاریخ الحرمین میں اس رسالے اور ان مصنف جلیل القدر کی نہایت مدح وثنا لکھی ہے اپنے اسی رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں قد استحسن القیام عند ذکر ولادۃ الشریفۃ ائمۃ روایۃ ودرایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایت مرامہ ومرماہ "ترجمہ: بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایۃ و درایۃ تھے تو شادمانی اس کے لئے جس کی نہایت مراد ومقصود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

ف عبارت ۲ ف عبارت ۴

فاضلِ اجل[۳] سیدی جعفر بن اسمٰعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے اس کی شرح الکوکب الازہر علی عقد الجوہر میں اس مضمون پر تقریر فرمائی۔

فقیہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں۔

"القیام عند ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم امر لا شك فی استحبابه واستحسانه وندبه یحصل لفاعله من الثواب الاوفر والخیر الاکبر لانه تعظیم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللّٰہ به من ظلمات الکفر الی الایمان وخلصنا اللّٰہ به من نار الجهل الی جنات المعارف والایقان فتعظیمه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فیه مسارعة الی رضاء رب العٰلمین واظهار اقوی شعائر الدین ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانها من تقوی القلوب ومن یعظم حرمة اللّٰہ فهو خیر لهٗ عند ربه"

ترجمہ: "قراءت مولود شریف میں ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو قیام کرنا بے شک مستحب و مستحسن ہے جس کے فاعل کو ثواب کثیر وفضل کبیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم ہے اور کیسی تعظیم ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللّٰہ سبحانہٗ تعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ جہل سے بچا کر بہشت معرفت ویقین میں داخل فرمایا تو حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں خوشنودی رب العٰلمین کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعائر دین کا آشکار ہونا اور جو تعظیم کرے شعائر خدا کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔"

پھر بعد نقل دلائل فرمایا ہے۔

"فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب القیام له صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم عند ذکر ولادته لما فی ذلك من التعظیم له صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم لا یقال القیام عند ذکر ولادته صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم بدعة لانا نقول لیس کل بدعة مذمومة کما اجاب بذلك الامام المحقق الولی ابو ذرعة العراقی حین سئل عن فعل المولد استحب او مکروه وهل ورد فیه شیئ او فعل به من

---

[۳] عبارت ۳

يقتدى به فاجاب بقوله الوليمه واطعام الطعام مستحب كل وقت فكيف اذا انضم الى ذلك السرور بظهور نور النبوة فى هذا الشهر الشريف ولا تعلم ذلك عن السلف ولا يلزم من كونه بدعة مكروهة فكم من بدعة مستحبة بل واجبة اذا لم تنضم بذلك مفسد والله الموفق۔"

ترجمہ: "یعنی ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریف کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے کوئی یہ کہے کہ قیام تو بدعت ہے اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ یہی جواب دیا امام محقق ولی ابوزرعہ عراقی نے جب ان سے میلاد کو پوچھا تھا کہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوا نے کی ہے تو جواب میں فرمایا ولیمہ اور کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے پھر اس صورت کا کیا پوچھنا جب اس کے ساتھ اس ماہ مبارکہ میں ظہور نبوت کی خوشی ملجائے اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں نہ بدعت ہونے سے کراہت لازم کہ بہتیری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ کوئی خرابی مضموم نہ ہوا در اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں۔

"قد اجتمعت الامة المحمدية من اهل السنة والجماعت على استحسان القيام المذكور وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم لا تجتمع امتى على الضلاله۔"

ترجمہ: "بیشک امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہلسنت وجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی۔"

امام علامہ مدالقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"جرت عادة القوم بقيام الناس اذا انتهى المداح الى ذكر مولده صلى الله تعالى عليه وسلم وهى بدعة مستحبة لما فيه من اظهار السرور والتعظيم نقله المولى الدمياطى۔"

ترجمہ: یعنی عادت قوم کی جاری ہے کہ جب مدح خواں ذکر میلاد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے۔"

علامہ ابوزید اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں۔

"استحسن القیام عند ذکر الولادۃ"

ترجمہ:" ذکر ولادت کے وقت قیام مستحسن ہے۔"

خاتمۃ المحدثین زین الحرم عین الکرم مولانا سید احمد زین وحلان مکی قدس سرہٗ الملکی اپنی کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں فرماتے ہیں۔

"من تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفرح بلیلۃ ولادتہٖ وقراءۃ المولد والقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واطعام الطعام وغیر ذلک مما یعتاد الناس فعلہ من انواع البرفان ذلک کلہ من تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم وقد افردت مسئلۃ المولد وما یتعلق بہا بالتالیف واعتنی بذالک کثیر من العلماء فالفوا فی ذالک مصنفات مشحونۃ بالادلۃ والبراھین فلا حاجۃ لنا الی اطالۃ بذلک"

ترجمہ: یعنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا اور مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا دینا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ مجلس میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علماء دین نے اس کا اہتمام فرمایا اور دلائل وبراہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں تو ہمیں اس مسئلہ میں تطویل کلام کی حاجت نہیں۔

شیخ مشائخنا خاتمۃ المحققین امام العلماء سید المدرسین مفتی الحنفیۃ بمکۃ المحمیہ سید نا برکتنا علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکیؒ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

القیام عند ذکر مولدہ الاعطر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استحسنہ جمع من السلف فھو بدعۃ حسنۃ"

ترجمہ:" ذکر مولد اعطر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کو ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعت حسنہ ہے۔"

پھر علامہؒ انباری کی مورد الظمآن سے نقل فرماتے ہیں۔

"تام الامام السبکی وجمیع من بالمجلس وکفی بمثل ذالک فی الاقتداء آہ ملخصًا"

ترجمہ:" امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس نے قیام کیا اور اس قدر اقتدا کے لئے بس ہے۔"

مولانا جمال عمر قدس سرہٗ کے اس فتویٰ پر موافقت فرمائی، مولٰینا صدیق بن عبدالرحمٰن کمال مدرس مسجد حرام اور حضرت علامۃ الوریٰ علم الہدیٰ مولٰینا وشیخنا و برکتنا السید السند احمد زین وحلان شافعی اور مولٰنا محمد بن محمد کتبی مکی اور مولٰینا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ وغیرہم اکابر علمائے نفعنا

اللہ تعالیٰ بعلومہم آمین یہی مولینا حسین[۳] دوسری جگہ فرماتے ہیں "استحسنہ کثیر من العلماء وھو حسن لما یجب علینا تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" ترجمہ اسے بہت علماء نے مستحسن رکھا۔ اور وہ حسن ہے کہ ہم پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے مولینا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں۔ نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ یحضر روحانیۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعند ذٰلک یجب التعظیم والقیام" ترجمہ: ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام ضرور ہے کہ روح اقدس حضور معلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم وقیام ضرور ہوا، قولہ رحمہ اللہ تعالیٰ یجب القیام الخ اقول ارادالتاکد فی محل الادب کقول القائل لحبیبہ حقک واجب علیّ وھو من المحاورات الشائعۃ بینھم کما لایخفی علی من تتبع کلماتھم واما حضور روحانیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلی ما فصل ونقح ابی ومولائی مقدام العلماء الکرام فی کتابہ ازاقۃ الاثام واللہ تعالیٰ اعلم مولینا عبداللہ بن محمد مفتی حنفیہ فرماتے ہیں۔ استحسنہ کثیرون ترجمہ: اسے بہت علماء نے مستحسن رکھا ہے۔ شیخ مشایخنا مولینا الامام الاجل الفقیہ المحدث سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے ہیں۔ توارثہ الائمۃ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ والحکام من غیر نکیر منکر ورد راد ولھذا کان حسنا ومن یستحق التعظیم غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویکفی اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ماراہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن۔ ترجمہ: یہ قیام مشہور برابر اماموں میں متوارث چلا آتا ہے اور اسے ائمہ وحکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد وانکار نہ کیا لہٰذا یہ مستحب ٹھہرا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اور کون مستحق تعظیم ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جس چیز کو اہل اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے اسی[۴] طرح مفتی عمر بن ابی بکر شافعی نے اس کے استحباب واستحسان پر تصریح فرمائی۔ فتوائے[۵] علماء حرمین محترمین جس پر مفتی مکہ معظمہ مولینا محمد بن حسین کتبی حنفی اور رئیس العلماء شیخ المدرسین مولانا جمال حنفی اور مفتی مالکیہ مولانا حسین ابراہیم مکی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولانا محمد بن محمد غرب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور فقیہ جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ منورہ اور مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی کی مہریں ہیں اور اصل فتوی مزین بخطوط ومواہیر علماء مسدحین فقیر نے بچشم خود دیکھا اور مدلول

ف۱ ازعلمائے مکہ معظمہ ومفتیان حنفیہ شافعیہ وغیرہم ف۲ ازمفتی مالکیہ ف۳ ازحنبلیہ
وفتویٰ ف۴ ازمفتی حنفیہ ف۵ ازمفتی حنفیہ۔ فتویٰ ف۶ ازمفتی شافعیہ، فتویٰ ف۷ ازعلماء حرمین طیبین ومفتیان مذاہب اربعہ

فقیر کے پاس رہا جس میں اکثر مسائل متنازع فیہا پر بحث فرمائی ہے۔ اور بدلائل باہرہ مذہب وہابیت کو سراسر باطل و مردود ٹھہرایا ہے۔ اس میں دربارۂ قیام مذکور واما قیام اھل الاسلام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلاۃ والسلام فی ذلک المحفل اشاعۃ للتعظیم واظہار الاحترام نقد صرح فی انسان العیون المشہور بالسیرۃ الحلبیۃ باستحسانہ کذلک وقال العلامۃ البرزنجی فی رسالۃ المولد قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو درایۃ وروایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ انتہی بلفظہ اما الحکم بحرمت ذلک التعظیم وممانعۃ بدلیل عدم ذکرہ بالخصوص فی السنۃ فھو فاسد عند جمھور المحقیقین قال فی عین العلم والاسرار بالمساعدۃ فیما لم ینہ عنہ وصار رمضا والبعد عصرھم حسن وان کان بدعۃ الخ اقول والدلیل علی ھذا ما روی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا وموقوفا ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خالقوا الناس باخلاقھم رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین وقال الامام حجۃ الاسلام فی الاحیاء الادب الخامس موافقۃ القوم فی القیام اذا قام واحد منھم فی وجد صادق غیر ریاء وتکلف او قام باختیار من غیر وجد فلا بد من الموافقہ وذلک من ادب الصحبۃ ولکل قوم رسم ولا بد من مخالفۃ الناس باخلاقھم کما ورد فی الخبر لا سیما اذا کانت اخلاقًا فیھا حسن العشرۃ وطیب القلب وقول القائل ان ذالک بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ فلیس کلما یحکم باباحۃ منقولاً عن الصحابۃ وانما المحذور بدعۃ تراخم منہ ماموراً بھا ولم ینقل النھی عن شئ من ھذا وکذالک سائر انواع المساعدات اذا قصد بھا تطیب القلب واصطلح علیھما جماعۃ فالاحسن المساعدۃ علیھما الا فیما ورد نھی لا یقبل التاویل انتھی کلام الامام حجۃ الاسلام باختصار المرام"۔

ترجمہ: یعنی ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت اس محفل میں اہل اسلام کا اشاعت تعظیم واظہار احترام کے لئے قیام کرنا بتصریح انسان العیون مشہور بہ سیرت حلبیہ مستحسن ہے۔ اور علامہ برزنجی رسالہ مولد میں فرماتے ہیں قیام وقت ذکر مولد شریف ائمہ ذو درایت وروایت کے نزدیک مستحب ہے تو خوشی ہو اسے جس کی غایت مراد و مرام تعظیم حضور سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام ہے انتہی اور اس تعظیم کو بدیں وجہ کہ اس خصوصیت کے ساتھ حدیث میں مذکور نہیں حرام وممنوع کہنا جمہور محققین کے نزدیک فاسد ہے عین العلم میں فرماتے ہیں جس چیز سے شرع میں

نہی نہ آئی اور بعد زمانہ سلف کے لوگوں میں جاری ہوئی اس میں موافقت کرکے مسلمانوں کا دل خوش کرنا بہتر ہے اگرچہ وہ چیز بدعت ہی ہو الخ میں کہتا ہوں اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور خود ان کے قول سے مروی ہوئی کہ اہل سلام جس چیز کو نیک جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی نیک ہے اور وہ حدیث کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرو حاکم نے اسے روایت کیا اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام حجۃ الاسلام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں پانچواں ادب قوم کی موافقت کرنا ہے قیام میں جب کوئی ان میں سے سچے وجد میں بے نمائش و تکلف یا بلا وجد اپنے اختیار سے کھڑا ہو تو ضرور ہے کہ سب حاضرین اس کی موافقت کریں اور کھڑے ہو جائیں کہ یہ آداب صحبت سے ہے اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے اور لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا اور خصوصاً جب ان عادتوں میں اچھا برتاؤ اور دلوں کی خوشنودی ہو اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ یہ بدعت ہے صحابہ سے ثابت نہیں تو یہ کب ہے کہ جس چیز کے جواز کا حکم دیا جائے۔ وہ صحابہ سے منقول ہو بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت ماموربہا کا کاٹ کرے اور ان باتوں سے نہی کہیں نہ آئی اور ایسے ہی سب مساعد میں جب ان کے دل خوش کرنا مقصود ہو اور ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان کی موافقت کی جائے مگر ان باتوں میں جن سے ایسی صریح نہی وارد ہوئی کہ لائق تاویل بھی نہیں یہاں تک امام حجۃ الاسلام غزالی کا ارشاد تھا کہ باختصار منقول ہوا۔ انتہی۔

آخر روضۃ النعیم میں جو فتوائے علماء کرام مطبوع ہوئے ان میں فتوائے ۸ حضرات علماء مدینہ منورہ میں بعد اثبات حسن و خوبی محفل میلاد شریف مذکور۔ والحاصل ان مایضع من الولائم فی المولد الشریف وقراءتہ بحضرۃ المسلمین وانفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادت الرسول الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورش ماء الورد والقاء البخور وتزمین المکان وقراءۃ شیٔ من القراٰن والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واظہار الفرح والسرور فلا شبہۃ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ وفضیلۃ شریفۃ مستحسنۃ اذ لیس کل بدعۃ حراماً بل قد تکون واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علی الفرق الضالۃ وتعلم النحو وسائر العلوم المعینۃ علی فہم الکتاب والسنۃ کما ینبغی ومندوبۃ کبناء الربط والمدارس ومباحۃ کما التوسع فی الماکل والمشارب اللذیذۃ والثیاب کما فی شرح المناوی علی جامع الصغیر عن تہذیب

ف فتاویٰ ۸ راز علمائے مدینہ منورہ

النووی فلاینکرها الا مبتدع لا استماع لقوله بل علی حاکم الاسلام ان یعزرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ **ترجمہ:** یعنی خلاصہ مقصود یہ ہے کہ میلاد شریف میں ولیمے کرنا اور حال ولادت مسلمانوں کو سُنانا اور خیرات ومبرات بجالانا اور ذکر ولادت رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور گلاب چھڑکنا اور خوشبوئیں سلگانا اور مکان آراستہ کرنا اور کچھ قرآن پڑھنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور فرحت سرور کا ظاہر کرنا بیشک بدعت حسنہ مستحبہ فضیلت اور شریفہ مستحسنہ ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں کے رد کے لئے دلائل قائم کرنا اور نحو وغیرہ وہ علوم سیکھنا جن کی مدد سے قرآن وحدیث بخوبی سمجھ میں آسکیں اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے سرائیں اور مدرسے بنانا کبھی مباح جیسے لذیز کھانے پینے اور کپڑوں میں وسعت کرنا جیسا کہ علامہ مناوی نے شرح جامع صغیر میں تہذیب امام علامہ نووی سے نقل کیا تو ان امور کا انکار وہی کریگا جو بدعتی ہوگا۔ اس کی بات سننا نہ چاہیئے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے سزا دے واللہ تعالیٰ اعلم انتہیٰ۔

اس فتویٰ پر مولینا عبدالجبار وابراہیم بن خیار وغیرہ ہاتیس علماء کی مہریں ہیں اور فتوائے علمائے مکہ معظمہ میں میلاد وقیام کا استحباب علمائے سلف سے نقل کرکے فرماتے ہیں۔ فالمنکر لهذا امتبدع بدعة سیئة مذمومة لانکاره علی شئ حسن عند اللہ والمسلمین کما جاء فی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رآه المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین ههنا الذین کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلهم راوه حسنا من زمان السلف الی الآن فصار الاجماع والامر الذی ثبت به اجماع الامة فهو حق لیس بضلال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالة فعلی حاکم الشرع تعزیر المنکر واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ: پس مجلس وقیام کا منکر بدعتی ہے اور اس منکر کی بدعت سیئہ ومذمومہ کہ اس نے ایسی چیز پر انکار کیا جو خدا واہل اسلام کے نزدیک نیک تھی جیسا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آیا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کریں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور یہاں مسلمانوں سے کامل مسلمان مراد ہیں جیسے علمائے باعمل اور اس مجلس وقیام کو عرب ومصر وشام وروم واندلس کے تمام علمائے سلف نے آج تک مستحسن جانا تو اجماع ہوگیا اور جو امر اجماع امت سے ثابت ہو وہ حق ہے گمراہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر اجتماع نہیں کرتی پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر کو سزا دے واللہ تعالیٰ اعلم انتہیٰ۔

اس فتویٰ پر حضرت سید العلماء احمد دحلان مفتی شافعیہ وجناب مستطاب شیخنا وبرکتنا سراج الفضلا مولانا عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ ومولانا حسن مفتی حنابلہ ومولانا محمد شرقی مفتی مالکیہ وغیرہم بنیتا لیس

علماء کی مہریں ہیں اور فتوائے علماء جدہ میں مجیب اول مولانا ناصر بن علی بن احمد ــــــ مجلس میلاد اور اس میں قیام وتعین یوم وتزئین مکان واستعمال خوشبو وقرآت قرآن واظہار سرور واطعام طعام کی نسبت فرماتے ہیں۔ بھذہ الصورة المجموعة من الاشیاء المذکورة بدعة حسنة مستحبة شرعًا لا ینکرھا الا من فی قلبہ شعبة من شعب النفاق والبغض لہٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وکیف یسوغ لہٗ ذٰلك مع قولہٗ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانھا من تقوی القلوب۔ ترجمہ: جس مجلس میں یہ سب باتیں کی جائیں وہ شرعًا بدعت حسنہ ہے جس کا انکار نہ کریگا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت ہے اور یہ انکار اسے کیونکر روا ہوگا۔ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔ مولانا عباس بن جعفر بن صدیق فرماتے ہیں ما اجاب بہ الشیخ العلامة فھو الصواب لا یخالفہ الا اھل النفاق وما فی السوال فھو حسن کیف وقد قصد بذلك تعظیم المصطفیٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لاحرمنا اللّٰہ تعالیٰ من زیارة فی الدنیا ولا من شفاعة فی الاخریٰ ومن انکر من ذلك فھو محروم ترجمہ: شیخ علامہ ناصر بن احمد بن علی نے جواب دیا وہی حق ہے اس کے خلاف نہ کریں گے مگر منافقین اور جو کچھ سوال میں مذکور ہے سب حسن ہے اور کیوں نہ حسن ہو کہ اس سے مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی تعظیم ہوتی ہے اللّٰہ تعالیٰ ہمیں محروم نہ کرے ان کی زیارت سے دنیا میں اور نہ ان کی شفاعت سے آخرت میں اور جو اس سے انکار کرے گا وہ ان دونوں سے محروم ہے مولانا احمد فتاح لکھتے ہیں۔ اعلم ان ذکر ولادة النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وما وقع من المعجزات والحضور لسماعہ سنة بلا شك وریب لکن من ھذہ الصورة المجموعة من الاشیاء المذکورة کما ھو المعمول فی الحرمین الشریفین وجمیع دیار العرب بدعة حسنة مستحبة یثاب فاعلھا ویعاقب منکر ومانعھا۔ ترجمہ: جان تو کہ نبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولایت ومعجزات کا ذکر اور اس کے سننے کو حاضر ہونا بیشک سنت ہے مگر یہ ہیئت مجموعی جس میں قیام وغیرہ اشیائے مذکورہ ہوتی ہیں جیسا کہ حرمین شریفین اور تمام دیار عرب کا معمول ہے اور یہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے جس کے کرنے والے کو ثواب اور منکر ومانع پر عذاب، مولٰینا محمد بن سلیمان لکھتے ہیں نعم اصل ذکر المولد الشریف وسماعہ سنة وبھذہ الکیفیة المجموعة

ف فتاویٰ ۱۰ از علمائے جدہ مجلس قیام پر تمام علماء کا اجماع ہے۔ فتویٰ ۹ از علماء مکہ معظمہ ومفتیان مذاہب اربعہ۔
ف منکر پر عذاب ہے ۔ منکر زیارت وشفاعت سے محروم ہے۔

بدعة حسنة مستحبة وفضيلة عظيمة مقبولة عند الله تعالیٰ کما جاء فی اثر عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه ما راٰه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن والمسلمون من زمان السلف الی الآن من اهل العلم والعرفان کلهم رٰاوه حسنا بلا نقصان فلا ینکر ولا یمنع من ذلك الامانع الخیر والاحسان وذلك عمل الشیطان۔ ترجمہ: ہاں اصل ذکر مولد شریف اور اس کا سننا سنت ہے اور اس کیفیت مجموعی کے کے ساتھ جس میں قیام وغیرہ ہوتا ہے۔ بدعتہ حسنہ مستحبہ اور بڑی فضیلت پسندیدۂ خدا ہے کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وارد جسے مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور مسلمان سلف سے آج تک علماء اولیاء سب اسے مستحسن بلا نقصان سمجھتے آئے تو اس سے منع وانکار نہ کریگا مگر وہ کہ خیر اور بھلائی سے روکنے والا ہو گا اور یہ کام شیطان کا ہے۔ مولانا احمد حلبی لکھتے ہیں الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ علی المصطفیٰ نعم ذکر ولادۃ النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ومعجزۃ وحلیة والحضور لسماعه وتزئین المکان ورش ماء الورد والبخور بالعود وتعیین الیوم والقیام عند ذکر ولادته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم والطعام الطعام وتقسیم التمر وقراءۃ شئ من القران کلها مستحبة بلاشك وریب والله تعالیٰ اعلم بالغیب۔ ترجمہ: خدا کو حمد ہے اور وہ کافی ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔ ہاں ولادت ومعجزات وحلیہ شریفہ نبی صلی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اس کے سننے کو حاضر ہونا اور مکان سجانا اور گلاب چھڑکنا اور اگر بتی سلگانا اور دن مقرر کرنا اور ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور کھانا کھلانا اور خرمے بانٹنا اور قرآن مجید کی چند آتیں پڑھنا سب بلاشک وشبہ مستحب ہے مولانا محمد صالح لکھتے ہیں ــــ امة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من العرب والمصر والشام والروم والاندلس وجمیع بلاد الاسلام مجتمع علی استحبابه واستحسانه۔ ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت عرب ومصر شام وروم واندلس وتمام بلاد الاسلام سے اس کے استحباب واستحسان پر اجماع واتفاق کیئے ہوئے ہے اور اسی طرح احمد بن عثمان واحمد بن عجلان ومحمد صدقہ وعبد الرحیم بن محمد زبیدی نے لکھا اور تصدیق کیا تھا تاا آئے علماء جدہ میں مولینا یحییٰ بن اکرم فرماتے ہیں۔ الف فی ذالك العلماء وحثوا علی نعله فقالوا الاینکرها الامبتدع فعلی حاکم الشریعة ان یعزره۔

ترجمہ: علماء نے اس بارے میں کتابیں تالیف فرمائیں اور اس کے فعل پر رغبت دی اور فرمایا اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی تو حاکم شرع پر اس کی تعزیر لازم، مولینا علی شامی فرماتے ہیں۔ لاینکر

ف منکر شیطان کا پیرو ہے ف۱ ازعلمائے جدہ ف منکر بدعتی واجب التعزیر ہے

ھذا الامن طبع اللہ علی قلبہ وقد نص علماء السنۃ علی ان ھذا من المستحسن المثاب علیہ وردوا الی والحسن علی منکرہ الخ۔ ترجمہ: اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل پر خدا نے مہر کر دی اور بیشک علمائے اہلسنت نے تصریح فرمائی کہ یہ مستحسن وکار ثواب ہے اور منکر کا خوب رد فرمایا۔ مولانا علی بن عبد اللہ لکھتے ہیں۔ لایشک فیہ الامبتدع یلیق بہ التعزیر۔ اس میں شک وہی کرے گا جو بدعتی قابل سزا ہوگا مولانا علی طحان لکھتے ہیں۔ قرآءۃ المولد الشریف والقیام فیہ مستحب ومن انکر ذالک فھو حجود لا یعرف مراتب الرسول صلی اللہ تعالیٰ وسلم۔ ترجمہ: مولد شریف پڑھنا اور اس میں قیام کرنا مستحب ہے، اور منکر ہٹ دھرم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر معلوم نہیں، مولانا محمد بن داؤد بن عبد الرحمٰن لکھتے ہیں مستحب یثاب فاعلہ ولا ینکرہ الامبتدع۔ ترجمہ: مستحب کرنے والا ثواب پائے گا اور منکر بدعتی ہوگا۔ مولانا محمد بن عبد اللہ لکھتے ہیں۔ قرأۃ المولد الشریف والقیام عند ذکر ولادۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکل شئی فی السوال حسن بتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن یستحق التعظیم غیرہٗ" ترجمہ: مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت نبی علیہ السلام کے وقت قیام کرنا اور جتنی باتیں سوال میں سب مذکور ہیں بہ سبب تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن ہیں اور حضور کے سوا تعظیم کا مستحق کون ہے۔ مولینا احمد بن خلیل لکھتے ہیں۔ ھو الصواب اللایق بتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلی حاکم الشریعۃ المطھرۃ زجر من انکرہ وتعزیرہٗ۔ ترجمہ: یہی حق ہے۔ اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناسب پس حاکم شریعۃ مطہرہ پر لازم کہ منکر کو جھڑکے اور سزا دے مولانا عبد الرحمٰن بن علی حضرمی لکھتے ہیں۔ استحسنوا القیام تعظیما لہ اذا جاء ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما صار تعظیما لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوجب علینا اداؤہٗ والقیام بہ ولا ینکر ما ذکرنا الا مبتدع مخالف عن طریق اھل السنۃ والجماعۃ لا استماع واصغا لکلامہ وعلی حاکم الاسلام تعزیرہٗ۔ ترجمہ: علماء نے وقت ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کی تعظیم کے لئے قیام مستحسن سمجھا اور جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ٹھہری تو اس کا ادا کرنا اور بجا لانا ہم پر واجب ہو گیا اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی مخالف طریقہ اہلسنت وجماعت جس کی بات نہ سننے کے قابل نہ توجہ کے لائق اور حاکم اسلام پر اس کی تعزیر واجب ہے بالجملہ سردست اس قدر کتب وفتاوے وافعال واقوال علماء ائمہ سے اس قیام مبارک کے استحسان واستحباب کی سند صریح حاضر ہے جس میں سو سے زائد ائمہ وعلماء کی تحقیق وتصدیق روشن وظاہر اور رسالہ غایۃ المرام

ف منکر کو رسالت کی قدر نہیں ف منکر واجب التعزیر ہے ف منکر واجب التعزیر ہے

میں علمائے ہند کے بھی فتوے چھپے ہیں پچاس سے زیادہ مہر و دستخط ہیں۔ اب منصف انصاف کرے آیا اس قدر علما مکہ معظمہ[1] و مدینہ منورہ[2] و جدہ[3] و حدیدہ[4] و روم[5] و شام[6] و مصر[7] و دمیاط[8] و یمن[9] و زبید[10] و بصرہ[11] و حضر موت[12] و حلب[13] و حبش[14] و برزخ[15] و برع[16] و کردود[17] اغستان[18] و اندلس[19] و ہند[20] کا اتفاق قابل قبول ارباب عقول نہ ہوگا۔ یا معاذاللہ یہ عماید شریعت صدہا سال سے آج تک سب کے سب متبدع و بدمذہب اور ایک بدعت ضلالت کے مستحب و مستحسن ماننے والے ٹھہریں گے تعصب نہ کیجئے تو ہم ایک تدبیر بتائیں ذرا اپنے دل کو خیالات ایں و آں سے رہائی دیجئے اور آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر یوں دل میں مراقبہ کیجئے کہ گویا یہ سیکڑوں اکابر سب کے سب ایک وقت میں زندہ موجود ہیں اور اپنے اپنے مراتب عالیہ کے ساتھ ایک مکان عالی شان میں جمع ہوئے ہیں اور ان کے حضور مسئلہ قیام پیش ہوا ہے اور ان سب عمائدنے ایک زبان ہو کر بلند آواز سے فرمایا ہے۔ بیشک مستحب ہے۔ وہ کون ہے جو اسے برا کہتا ہے۔ ذرا ہمارے سامنے آئے اس وقت ان کی شوکت و جبروت کو خیال کیجئے اور مشتے چند مانعین ہندوستان میں ایک ایک کا منہ چراغ لیکر دیکھئے کہ ان میں سے کوئی بھی اس عالی شان مجمع میں جاکر ان کے حضور اپنی زبان کھول سکتا ہے اور یوں تو ؎

چوں شیراں برفتند از مرغزار بہ زند روبۂ لنگ لاف شکار

جسے چاہئے کہہ دیجئے کہ وہ کیا تھا ہم ان کی کب مانتے ہیں ان کا قول کیا حجت ہو سکتا ہے یہ بھی نہ سہی بالفرض اگر ان سب اکابر سے بیان مسئلہ میں غلطی و خطا ہو جائے تو نقل و روایت میں تو معاذاللہ کذب و افترا نہ کریں گے اب اوپر کی عبارتیں دیکھئے کہ کتنے علمائے اہلسنت و جماعت و علمائے بلاد دارالاسلام کا اس فعل کے استحباب و استحسان پر اجماع نقل کیا ہے کیا اجماع اہلسنت بھی پایۂ قبول سے ساقط اور ہنوز دلیل و سند کی حاجت باقی ہے اچھا یہ بھی جانے دو اور چند ہندیوں کا خلاف کہ وہ بھی جب یہاں کسی طرح کا دینی بند و بست و نظام نہ رہا اور ہر ایک کو جو منھ پر آئے بک دینے کا اختیار ملا وقت و موقع پاکر بہک اٹھے ہیں۔ قادح اجماع جانو تاہم ہماری طرف سواد اعظم میں تو شک نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار ترجمہ: بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو اکیلا رہا اکیلا دوزخ میں گیا اور فرماتے ہیں۔ انما یاکل الذئب القاصیۃ۔ ترجمہ: بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو گلہ سے دور ہوتی ہے انصاف کیجئے تو حضرت امام اجل محقق اعظم سیدنا تقی الملۃ والدین سبکی اور اس وقت کے اکابر علما و اعیان قضاۃ و مشائخ اسلام کا قیام ہی مسلمانوں کے لئے حجت کافیہ تھا جس کے بعد اور سند کی احتیاج نہ تھی جیسا کہ علامہ جلیل علی بن برہان حلبی و علامہ انباری وغیرہا علمانے تصریح فرمائی نہ کہ ان ائمہ کے بعد یہ قیام تمام بلاد دارالاسلام کے خواص و عوام میں صدہا سال سے شائع و ذائع ہے اور ہزارہا علماء و اولیاء

اس پر اتفاق و اجماع فرمائیں جب بھی آپ صاحبوں کے نزدیک لائق تسلیم نہ ہو صد حیف ہزار افسوس کہ قرنہا قرن سے علمائے امت محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم سب معاذ اللہ بدعتی و گمراہ خطا کار ٹھہریں اور سچے پکے سُنّی بنیں تو یہ چند ہندی جنہیں اس ملک میں احکام اسلام جاری نہ ہونے نے ڈھیلی باگ کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ مجمل تحقیق استحباب قیام پر صرف ایک دلیل کی اس کے سوا دلائل متکاثرہ وحجج باہرہ و براہین قاہرہ قرآن وحدیث و اصول و قواعد شرع سے اس پر قائم ہیں جن کی تفصیل و توضیح اور شبہات مانعین کی تذلیل و تفضیح بر طرز بدیع و نہج بہیج حضرت حجۃ الاسلام بقیۃ السلف تاج العلماء راس الکملا سیدی و مولائی خدمت والد ماجد حضرت مولٰینا محمد نقی علی خان صاحب قادری برکاتی احمدی قدس اللہ تعالٰی سرہٗ الزکی نے رسالہ مستطابہ اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام میں بما لامزید علیہ بیان فرمائی جسے تحقیق بے عدیل وتدقیق بے مثیل دیکھنے کی تمنا ہو اسے مژدہ دیجئے کہ اس پاک مبارک رسالہ کے مائدہ فائدہ سے زلہ ربا ہو رہا یہ کہ یہ قیام ذکر ولادت شریف کے وقت کیوں ہے اس کی وجہ نہایت روشن اولاً صدہا سال سے علماء کرام و بلاد دار الاسلام میں یوں ہیں معمول ثانیاً ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت شریف حضور سید المعظمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوتی واللہ تعالٰی اعلم۔

لطیفہ نظیفہ: ہمارے فرقہ اہلسنت وجماعت پر رحمت الٰہیہ کی تمامی سے ہے کہ اس مسئلہ میں بہت منکرین کو اپنے گھر بھی جائے دست و بازو ن باقی نہیں وہ بزور زبان قیام کو بدعت و ناجائز کہے جاتے ہیں مگر ان کے امام تو مولٰی و مرشد و آقا مجتہد الطائفہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کہ آج وہابیہ ہندوستان کے سروسردار اور ان کے یہاں لقب شیخ الکل فی الکل کے سزاوار ہیں جن کی نسبت وہابیہ ہند کی ناک طائفہ بھر کے بڑے متکلم بیباک کشور تو ہب کے افسر فوجی میاں بشیر الدین صاحب قنوجی نے اپنے رسالہ حمایت مجلس وقیام مسمٰے بہ غایۃ الکلام میں لکھا نیدۃ المحققین وعمدۃ المحدثین مولانا سید نذیر حسین شاہجہاں آبادی از اولیائے عصر و اکابر علمائے این زمان ست الی آخر الہذیان یہ حضرت من حیث لایشعر جواز و استحباب قیام تسلیم فرما چکے امام اجل عالم الامۃ کاشف الغمہ سید تاقی الملۃ والدین سبکی اور ان کے حضار مجلس کا نعت وذکر حضور اصطفا علیہ افضل التحیۃ والثناء سُن کر قیام فرمانا توہم اور پر ثابت کر آئے اور اس سے ملا مجتہد دہلوی بھی انکار نہیں کر سکتے کہ خود اسی مسئلہ میں ان کے مستند علامہ شامی رحمۃ اللہ

ف تحقیق ذکر ولادت شریفہ ف ایک بڑے وہابی میاں نذیر حسین دہلوی کا کلام اور اس سے ڈنکے کی چوٹ ثبوت قیام۔

علیہ نے بھی بسل الہدیٰ والرشاد میں یہ حکایت نقل فرمائی اب سنئے کہ مجتہد بہادر اپنے ایک دستخطی مہری مدرقہ فتوئی میں کہ فقیر کے پاس اصلی موجود ہے کیا کچھ تسلیم فرماتے ہیں ان امام ہمام کی نسبت لکھا ہے۔ تقی الدین سبکی کے اجتہاد پر علماء کا اجماع ہے امام علامہ مجتہد ابن حجر مکی ان کی تعریف میں لکھتے ہیں الامام المجمع علی جلالتہ واجتہادہ یہاں سے صاف ثابت ہوا کہ امام تقی الدین کا مجتہد ہونا ان تیرہ صدی کے مجتہد کو مقبول ہے اور اسی فتوے میں ہے جب ایک امام صحیح الاجتہاد نے ایک کام تو کیا ضرور ہے کہ اس کا اجتہاد اس کی طرف مؤدی ہوا اور اجتہاد مجتہد بیشک حجت شرعیہ ہے، اب کیا کلام رہا کہ اس قیام کے جواز پر حجت شرعیہ قائم اور سنئے اس فتوے میں ہے جیسے ائمہ اربعہ کا قول ضلالت نہیں ہو سکتا ایسے ہی کسی مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا جو ایسا کہے وہ خبیث خود بدعتی احبار و رہبان پرست ہے کہ مجتہد چاہے اگلا ہو یا پچھلا وہ تو مظہر حکم خدا ہے نہ مثبت، اب تو ماننا پڑے گا کہ جو شخص قیام کو بدعت و ضلالت کہے وہ خود خبیث بدعتی احبار و رہبان پرست ہے اور سنئے تمام لطائف جو ایسی جگہ اس خبط پر ناز کرتا تھا کہ یہ قیام حادث ہے اور حدیث میں محدثات کی مذمت وارد مجتہد صاحب نے یہ دروازہ بھی بند کر دیا کہ اسی فتوے میں ہے خدا نے مجتہدوں کو اس لئے بنایا ہے کہ جو واقعہ تازہ پیدا ہو اس کا حکم بیان کریں تو اس کا اماموں پر طعنہ بعینہ قرآن وحدیث پر طعن ہے اور ایسی جگہ حدیث من احدث الخ پڑھنا اوّل تو جھوٹ دوسرے کتاب بے محل الخ اس مقام کا زیادہ احقاق و کمال اور دلائل مانعین کا ازہاق و ابطال فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے رسالہ الصارم الالٰہی علی عمائد المشرب الواہی پر محمول کہ رد فتوائے مولوی نذیر حسین دہلوی میں زیر قصد تالیف ہے وہاں ان شاء اللہ العزیز بفیض الٰہی نئے طور سے بندۂ اذل ارذل کے لئے کار فرمائے عنایت ہوگا جو کچھ لکھا جائے گا محض اقرار و اعتراف عمائد فرقہ سے مثبت ہوگا۔ واللہ الموفق والمعین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مقام دوم: اس مقام کی شرح وتفصیل مفضی نہایت اطناب وتطویل کہ اگر اس کا ایک حصہ بیان میں آئے تو کتاب مستقل ہو جائے معہذا ہمارے علمائے عرب و عجم بحمد اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہو چکے کوئی دقیقہ احقاق حق و ابطال باطل کا اٹھا نہ رکھا علی الخصوص حضرت حامی سنن و ماحی الفتن حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدی خدمت والدم روّح اللہ روحہ و نوّر ضریحہ نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں وتحقیقات بدیعہ وتدقیقات منیعہ ارشاد فرمائیں جن کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ حق کیلئے نہیں مگر غایت انجلا بیان اور باطل کو نصیب نہیں مگر بے موت بے امان والحمد للہ رب العلمین لہٰذا فقیر یہاں چند اجمالی نکتوں پر بر سبیل اشارہ، و

ف نکتہ ۱: اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

ایمان اکتفا کرتا ہے اگر اسی قدر چشم انصاف میں پسند آیا فبہا ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ فقیر تفصیل و تکمیل کے لئے حاضر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم القادر نکتہ ۱ اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہرہ سے ثابت اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق وہی تو ممنوع ومذموم ہے۔ باقی سب چیزیں جائز ومباح رہیں گی خاص ان کا ذکر جواز قرآن وحدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو شخص جس فعل کو ناجائز وحرام یا مکروہ کہے اس پر واجب کہ اپنے دعوے پر دلیل قائم کرے اور جائز ومباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی جواز کی دلیل کافی ہے۔ جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ ومستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فہو عفا عنہ۔ ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے یعنی اس کے فعل پر کچھ مواخذہ نہیں مرقات میں فرماتے ہیں۔ فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ۔ ترجمہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہونا ہے، شیخ شرح میں فرماتے ہیں وایں دلیل ست برآنکہ اصل دراشیاء اباحت است نصر کتاب الحجۃ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ قال اللہ عز وجل خلقکم وھو اعلم بضعفکم فبعث الیکم رسولا من انفسکم وانزل علیکم کتابا وحد لکم فیہ حدودا امرکم ان لاتعتدوھا وفرض فرائض امرکم ان تتبعوھا وحرم حرمات نہاکم ان تنتھوھا وترک اشیاء لم یدعھا نسیئا فلا تکلفوھا وانما ترکھا رحمۃ لکم۔ ترجمہ: بیشک اللہ عز وجل نے تمہیں پیدا کیا اور وہ تمہاری ناتوانی جانتا تھا تو تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ اور تم پر ایک کتاب اتاری اور اس میں تمہارے لئے کچھ حدیں باندھیں اور تمہیں حکم دیا کہ ان سے نہ بڑھو اور کچھ فرض کئے اور تمہیں حکم کیا کہ ان کی پیروی کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں اور تمہیں ان کی بے حرمتی سے منع فرمایا اور کچھ چیزیں اس نے چھوڑ دیں کہ بھول کر نہ چھوڑیں ان میں تکلف نہ کرو اور اس نے تم پر رحمت ہی کے لئے انہیں چھوڑیں ہے امام عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی فرماتے ہیں لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ والکراھیۃ الذین لابد لھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل۔ ترجمہ: یہ کچھ احتیاط نہیں ہے کہ کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ کر خدا پر افتراء کردو کہ حرمت وکراہت کے لئے دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانی جائے کہ اصل وہی ہے، مولانا علی قاری رسالہ اقتداء بالمخالف میں فرماتے ہیں۔ من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ھو الصحۃ واما القول بالفساد والکراھۃ فیحتاج الی حجۃ من الکتاب والسنۃ

او اجماع الامۃ۔ ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اصل ہر مسئلہ میں صحت ہے اور فساد یا کراہت ماننا یہ محتاج اس کا ہے کہ قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے اس پر دلیل قائم کی جائے اور اس کے لئے بہت آیات و حدیث سے یہ مطلب ثابت اور اکابر ائمہ سلف وخلف کے کلام میں اس کی تصریح موجود یہاں تک کہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے فتوائے مصدقہ مہری و دستخطی میں ہے اور مدہوش بے عقل خدا اور رسول کا جائز نہ کہنا اور بات ہے اور ناجائز کہنا اور بات۔ یہ بتاؤ کہ تم جو ناجائز کہتے ہو خدا اور رسول نے ناجائز کہاں کہا ہے الخ اھ ملخصًا پس مجلس میلاد و قیام وغیرہا بہت امور متنازع فیہا کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی حاجت نہیں شرع سے ممانعت نہ ثابت ہونا ہی ہمارے لئے دلیل ہے تو ہم سے سند مانگنا سخت نادانی اور بحکم مجتہد بہادر عقل و ہوش سے جدائی ہے ہاں تم جو ناجائز و ممنوع کہتے ہو تم ثبوت دو کہ خدا اور رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز کہا ہے اور ثبوت نہ دو اور انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہ دے سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے شرع مطہر پر افتراء کیا۔ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ط سبحان اللہ الٹا سند کا مطالبہ ہم سے نکتہ ۲۔ عموم و اطلاق سے استدلال زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے آج تک علماء میں شائع و ذائع یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا تو جہاں اور جس وقت اور جس طرح وہ بات واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی۔ تاوقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے۔ مثلاً مطلق ذکر الٰہی کی خوبی قرآن و حدیث سے ثابت تو جب کبھی کہیں کسی طور پر خدا کی یاد کی جائے گی بہتر ہی ہوگی ہر ہر خصوصیت کا ثبوت شرع سے ضرور نہیں مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یاد الٰہی کرنا ممنوع کہ اس خاص صورت کی برائی شرع سے ثابت غرض جس مطلق کی خوبی معلوم اس خاص خاص صورتوں کی جدا جدا خوبی ثابت کرنا ضرور نہیں کہ آخر وہ صورتیں اسی مطلق کی تو ہیں جس کی بھلائی ثابت ہو چکی بلکہ کسی خصوصیت کی برائی ماننا یہ محتاج دلیل ہے مسلم الثبوت میں ہے۔ شاع وذاع احتجاجھم سلفًا وخلفًا بالعمومات من غیر نکیر۔ اسی میں ہے۔ العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے۔ العمل بہ ان یجری فی کل ما صدق علیہ المطلق۔ یہاں تک کہ خود فتوائے مصدقہ نذیریہ میں ہے جب عام و مطلق چھوڑا تو یقینًا اپنے عموم و اطلاق پر رہیگا عموم و اطلاق سے استدلال برابر زمانہ صحابہ کرام سے آج تک بلا نکیر رائج ہے۔ اب سنیئے ذکر الٰہی کی خوبی شرع سے مطلقًا ثابت قال اللہ اذکروا اللہ ذکرًا کثیرًا ہ خدا کو یاد کرو بہت یاد کرنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء و اولیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام کی یادیں خدا کی یاد ہے کہ ان کی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ یہ اللہ کے ولی ہیں معہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد مجالس و محافل میں یوہیں ہوتی ہے کہ حضرت حق

ف نکتہ ۲، مطلق و حکم اس کی تمام خصوصیتوں میں جاری رہتا ہے۔ ف نبی صلی علیہ وسلم کا ذکر بعینہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے

تبارک وتعالیٰ نے انہیں یہ مراتب بخشے یہ کمال عطا فرمائے اب چاہے اسے نعت سمجھ لو یعنی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جنہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے درجے دیئے اس وقت یہ کلام کریمہ ۔ ورفعنا بعضھم درجات ۔ کی قبیل سے ہوگا چاہے حمد سمجھ لو یعنی ہمارا مالک ایسا ہے جس نے اپنے محبوب کو یہ رتبے بخشے اس وقت یہ کلام کریمہ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ وآیۃ کریمۃ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ کے طور پر ہو جائیگا حق سُبحٰنہٗ وتعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرماتا ہے ورفعنا لك ذکرك ۔ اور بلند کیا ہے ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں اس آیۃ کریمہ کی تفسیر سیدی ابن عطا قدس سرہٗ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں ۔ جعلتك ذکرامن ذکری فمن ذکرك ذکرنی یعنی حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یادوں میں سے ایک یاد کیا تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد بعینہٖ خدا کی یاد ہے پس بحکم اطلاق جس جس طریقہ سے ان کی یاد کی جائے گی حسن ومحمود ہی رہے گی اور مجلس میلاد وصلوٰۃ بعد اذان وغیرھما کسی خاص طریقے کے لئے ثبوت مطلق کے سوا کسی نئے ثبوت کی ہرگز حاجت نہ ہوگی ہاں جو کوئی ان طرق کو ممنوع کہے وہ ان کی خاص ممانعت ثابت کرے اسی طرح نعمتِ الٰہی کے بیان و اظہار کا ہمیں مطلقاً حکم دیا گیا ۔ قال اللہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربك فحدث اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو ۔ اور ولادت اقدس حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے تو اس کے خوب بیان واظہار کا نص قطعی قرآن سے ہمیں حکم ہوا اور بیان واظہار مجمع میں بخوبی ہوگا تو ضرور چاہئے کہ جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے علیٰ ہذا القیاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت قال اللہ تعالیٰ اِنّا ارسلنك شاھِدًا وّمبشرًا ونذیرًا ۙ لتومنوا باللہ ورسولہ تعزِّرُوْہُ وَتوَقِّرُوْہُ ترجمہ : اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم کرو ۔ وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب[ط] ترجمہ : جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بیشک دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ۔ قال ومن یعظم حرمٰت اللہ فذٰلِكَ خیرٌ عندَ ربّہ ترجمہ : جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو یہ بہتر ہے اس کے لئے اس کے رب کے یہاں ، پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس

ف ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا نفیس .

طریقے سے کی جائے گی حسن ومحمود رہے گی اور خاص خاص طریقوں کے لئے ثبوت جداگانہ درکار نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی خاص طریقہ کی برائی بالتخصیص شرع سے ثابت ہوجائے گی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا یا جانوروں کو ذبح کرتے وقت بجائے تکبیر حضور کا نام لینا اسی لئے علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں "تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیہا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوہیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارہم" یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک کرنا نہ ہو ہر طرح امر مستحسن ہے ان کے نزدیک جن کی آنکھوں کو اللہ نے نور بخشا ہے، پس قیام کہ وقت ذکر ولادت شریفہ اہل اسلام محض بنظر تعظیم واکرام حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام بجالاتے ہیں بیشک حسن ومحمود ٹھہرے گا تاوقتیکہ مانعین خاص اس صورت کی برائی کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہ دیں۔ وَاَنّٰی لَھُمْ ذٰلِکَ۔

تنبیہ یہاں سے ثابت ہوا کہ تابعین وتبع تابعین تو درکنار خود قرآن عظیم سے مجلس وقیام کی خوبی ثابت ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔

نکتہ ۳، ہم پوچھتے ہیں تمہارے نزدیک کسی فعل کے لئے رخصت یا ممانعت ماننا اس پر موقوف کہ قرآن وحدیث میں اس کا نام لیکر جائز کہا یا منع کیا ہو؟ اس کی کچھ حاجت نہیں بلکہ کسی عام یا مطلق مامور بہ یا عام یا مطلق منہی عنہ کے تحت میں داخل ہونا کفایت کرتا ہے برتقدیر اول تم پر فرض ہوا کہ بالخصوص مجلس وقیام مجلس کے نام کے ساتھ قرآن وحدیث سے حکم ممانعت دکھاؤ برتقدیر ثانی کیا وجہ کہ ہم سے خصوصیت خاصہ کا ثبوت مانگتے ہو اور باآنکہ یہ افعال اطلاقات ذکر وتحدیث وتعظیم وتوقیر کے تحت میں داخل ہیں جائز نہیں مانتے۔

نکتہ ۴، حضرات مانعین کا تمام طائفہ اس مرض میں گرفتار کہ قرون وزمان کو حاکم شرعی بنایا ہے جو نئی بات کہ قرآن وحدیث میں یا بہیئت کذائی کہیں اس کا ذکر نہیں جب فلاں زمانے میں ہو تو کچھ بری نہیں اور فلاں زمانے میں ہو تو ضلالت وگمراہی حالانکہ شرعاً وعقلاً کسی طرح زمانہ کو احکام شرع یا کسی فعل کی تحسین وتقبیح پر قابو نہیں نیک بات کسی وقت میں ہو نیک ہے اور برا کام کسی زمانے میں ہو برا ہے۔ آخر بلوائے مصر وواقعہ کربلا وحادثہ حرہ وبدعات خوارج وشناعات روافض وخباثات نواصب وخرافات معتزلہ وغیرہا امور شنیعہ زمانہ صحابہ وتابعین میں حادث ہوئے مگر معاذاللہ اس وجہ سے وہ نیک نہیں ٹھہر سکتے اور بنائے مدارس وتصنیف کتب وتدوین علوم وردمبتدعین وتعلیم نحو وصرف و

ف نکتہ ۳، منکروں کی عجب ہٹ دھرمی۔ نکتہ ۴، منکرین کی حماقت کہ انھوں نے زمانہ کو حکم بنایا ہے

طریق اذکار وصور اشغال اولیائے سلاسل قدست اسرارہم وغیرہا امور حسنہ ان کے بعد شائع ہوئے مگر عیاذًا باللہ اس وجہ سے بدعت نہیں قرار پا سکتے اس کا مدار نفس فعل کے حسن وقبیح پر ہے۔ جس کام کی خوبی صراحۃً یا اشارۃً قرآن وحدیث سے ثابت وہ بے شک حسن ہوگا چاہے کہیں واقع ہو اور جس کام کی برائی تصریحًا یا تلویحًا وارد وہ بے شک قبیح ٹھہرے گا خواہ کسی وقت میں حادث ہو جمہور محققین ائمہ وعلماء نے اس قاعدے کی تصریح فرمائی اگرچہ منکرین براہِ سینہ زوری نہ مانیں امام ولی الدین ابو ذرعہ عراقی کا قول پہلے گزرا کہ کسی چیز کا نوپیدا ہونا موجب کراہت نہیں کہ بہتری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی مفسدہ شرعیہ نہ ہو۔ اسی طرح امام علامہ مرشد ملت حکیم امت سیدنا ومولانا حجۃ الحق والاسلام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی اوپر مذکور کہ صحابہ سے منقول نہ ہونا باعث ممانعت نہیں بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت ماموربہا کا رد کرے اور کیمیائے سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ایں ہمہ گرچہ بدعت ست واز صحابہ وتابعین نقل نہ کردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بود نہ شاید کہ بسیاری بدعت نیکو باشد پس بدعتیکہ مذموم است آنکہ مخالف سنت باشد امام بیہقی وغیرہ علماء حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں المحدثات من الامور ضربان احدھما ما احدث مما یخالف کتابًا وسنۃً او اثرًا او اجماعًا فھذہ البدعۃ ضالۃ والثانی ما احدث من الخیر لا خلاف فیہ لواحد من ھذہ وھی غیر مذمومۃ۔ ترجمہ: نوپیدا باتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ ہیں کہ قرآن یا احادیث یا آثار اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت وگمراہی ہے دوسرے وہ اچھی بات کہ احداث کی جائے اور اس میں ان چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں امام علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔ والبدعۃ ان کانت مما تندرج تحت مستحسن فھی حسنۃ وان کانت تندرج تحت مستقبح فھی مستقبحۃ والا فمن قسم المباح۔ ترجمہ: بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی بات ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو دونوں میں سے کسی کے نیچے نہ داخل ہو تو وہ قسم مباح سے ہے، اسی طرح صدہا اکابر نے تصریح فرمائی۔ اب مجلس وقیام وغیرہما امور متنازع فیہما کی نسبت تمہارا یہ کہنا کہ زمانہ صحابہ وتابعین میں نہ تھے لہٰذا ممنوع ہیں محض باطل ہوگیا ہاں اس وقت ممنوع ہو سکتے ہیں جب تم کافی ثبوت دو کہ خاص ان افعال میں شرعًا کوئی برائی ہے ورنہ اگر کسی مستحسن کے نیچے داخل ہیں تو محمود اور بالفرض کسی کے نیچے داخل نہ ہوئے تو مباح ہو کر محمود ٹھہریں گے کہ جو مباح بہ نیت نیک کیا جائے شرعًا محمود ہو جاتا ہے۔ کما فی البحر الرائق وغیرہ کیوں کیسے کھلے

ف نکتہ ۵۔ حدیث خیر القرون فی قرنی کا مطلب۔

طور پر ثابت ہوا کہ ان افعال کی سند زمانہ صحابہ وتابعین تبع تابعین سے مانگنا کس قدر نادانی وجہالت تھا۔ والحمدللہ۔

نکتہ (۵) بڑی مستندان حضرات کی حدیث خیر القرون قرنی ہے اس میں بحمداللہ ان کے مطلب کی بو بھی نہیں حدیث میں تو صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے پھر دوسرا پھر تیسرا اس کے بعد جھوٹ اور خیانت اور تن پروری اور خواہی نخواہی گواہی دینے کا شوق لوگوں میں شائع ہو جائے گا اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ ان زمانوں کے بعد جو کچھ حادث ہوگا اگرچہ کسی اصل شرعی یا عام مطلق مامور بہ کے تحت میں داخل ہو شنیع و مذموم ٹھہرے گا جو اس کے ثبوت کا دعویٰ رکھتا ہو بیان کرے کہ حدیث کے کونسے لفظ کا یہ مطلب ہے اے عزیز یہ تو بالبداہتہ باطل کہ زمانہ صحابہ وتابعین میں شر مطلقاً نہ تھا نہ ان کے بعد خیر مطلقاً رہی ہاں اس قدر میں شک نہیں کہ سلف میں اکثر لوگ خداترس متقی پرہیزگار تھے بعد کو فتنے فساد پھیلتے گئے پھر یہ کن میں یہ انہیں لوگوں میں جو علم و محبت اکابر سے بہرہ نہیں رکھتے ورنہ علمائے دین ہر طبقہ اور ہر زمانہ میں منبع ومجمع خیر رہے ہیں مگر ہوا یہ کہ ان زمانوں میں علم بکثرت تھا، کم لوگ جاہل رہتے تھے اور جو جاہل تھے وہ علماء کے فرمانبردار اس لئے شروفساد کو کم دخل ملتا کہ دین متین دامن علم سے وابستہ ہے اس کے بعد علم کم ہوتا گیا۔ جہل نے فروغ پایا جاہلوں نے سرکشی وخودسری اختیار کی لاجرم فتنوں نے سر اٹھایا اب یہیں نہ دیکھ لیجئے کہ صدہا سال سے علمائے دین مجلس وقیام کو مستحب ومستحسن کہتے چلے آتے ہیں تم لوگ ان کا حکم نہیں ملتے انہیں سرتابیوں نے اس زمانے کو زمانہ شر بنا دیا تو یہ جس قدر مذمتیں ہیں اس زمانہ مابعد کے جہال کی طرف راجع ہیں ان سے کون استدلال کرتا ہے نہ ہمارا یہ عقیدہ کہ جس زمانہ کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں وہ مطلقاً محمود ہو جاتے گی کلام علماء میں ہے کہ جس امر کو یہ اکابر امت مستحب ومستحسن کہیں وہ بے شک مستحب ومستحسن ہے چاہیے کبھی واقع ہو کہ علمائے دین کسی وقت میں مصدر ومظہر شر نہیں ہوتے۔ والحمد للہ رب العلمین ٥

نکتہ ۶[و] اگر کسی زمانے کی تعریف اور اس کے مابعد کا نقصان احادیث میں مذکور ہونا اسی کو مستلزم ہو کہ اس زمانہ کے محدثات خیر ٹھہریں اور مابعد کے شر تو اکثر زمانہ صحابہ وتابعین سے بھی ہاتھ اٹھا رکھتے۔ اخرج الحاکم وصححہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بعثنی نبو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا سل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی من ندفع صدقاتنا بعدك فقال الی ابی بکر قال فان حدث بابی بکر حدث فالی من فقال الی عمر قالوا

و نکتہ ۶۔ حدیث خیر القرون کی دوسری طرح سے بحث۔

فان حدث بعمر حدث فقال لی الی عثمٰن قالوا فان حدث بعثمٰن حدث فتبا لکم الدھر
فتبا اھ ملخصًا۔ ترجمہ : انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے بنی مصطلق نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور سے پوچھوں حضور کے بعد ہم اپنے اموال کی زکوٰۃ کسے دیں
فرمایا ابوبکر کو عرض کی اگر ابوبکر کو کوئی حادثہ پیش آئے فرمایا عمر کو عرض کی اگر عمر کو کچھ حادثہ پیش آئے فرمایا عثمان کو عرض کی اگر عثمان کو کوئی
حادثہ منہ دکھائے فرمایا اگر عثمان کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے ہمیشہ بھر خرابی ہے۔ واخرج
ابو نعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سھل بن ابی حثمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث
طویل قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمٰن
اجلہ فان استطعت ان تموت فمت۔ ترجمہ : حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
جب انتقال کریں ـــــــ ابوبکر وعمر وعثمٰن تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مرجائے تو مرجانا۔" اخرج الطبرانی
فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ویحك اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت۔" ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس جب عمر مرجائیں تو اگر مرسکے تو مرجانا۔ حسنہ الامام جلال
الدین وفی الحدیث قصۃ" اب تمہارے طور پر چاہیئے کہ زمانۂ پاک حضرات خلفائے ثلثہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ صرف زمانۂ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک خیر رہے پھر جو کچھ حادث ہو اگرچہ عین خلافت
حقۂ راشدہ سیدنا ومولٰینا امیر المومنین علی مرتضٰے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں وہ معاذ اللہ سب
شر وقبیح ومذموم وبدعت ضلالت قرار پائے خدا ایسی بری سمجھ سے اپنی پناہ میں رکھے اور مزہ یہ ہے
کہ ان احادیث کے مقابل حدیث خیر القرون بھی نہیں لا سکتے کہ تمہارے امام اکبر مولوی اسمٰعیل
دہلوی صاحب کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انہیں احادیث
اور ان کے امثال پر نظر کرکے حدیث خیر القرون کے معنٰی ہی کچھ اور بتا گئے ہیں۔ دیکھئے ازالۃ الخفاء میں
کیا کچھ فرمایا ہے حدیث خیر القرون ذکر کرکے لکھتے ہیں بناتے استدلال بر توجیہ صحیح ست کہ اکثر احادیث
شاہد آنست کہ قرن اول از زمانۂ ہجرت آنحضرت ست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا زمانۂ وفات وی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقرن ثانی از ابتدائے خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہما وقرن ثالث قرن حضرت عثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہر قرنے قریب بہ دوازدہ سال بودہ است قرن
در لغت قوم متقدمین فی السن بعد ازاں قومے راکہ در ریاست وخلافت مقترن باشد قرن گفتہ
شد چوں خلیفہ دیگر باشد ووزرائے حضور دیگر اُمرائے امصار دیگر رؤسائے جیوش دیگر وسپاہان دیگر
وحربیان دیگر وازمیان دیگر تفاوت قرن بہم می رسد۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ قرن اوّل زمانِ آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود از ہجرت تا وفات وقرن ثانی زمان شیخین وقرن ثالث زمان ذی النورین

بعد ازاں اختلافہا پدید آمد وفتنہا ظاہر گردید الغرض اس قدر میں تو شک نہیں کہ یہ معنیٰ بھی حدیث میں صاف محتمل اور بعد احتمال کے تمہارا استدلال یقیناً ساقط ۔ والحمدللہ رب العالمین ۔

نکتہ : ۷، اگر کسی زمانہ کی تعریف حدیث میں آنا اسی کا موجب ہو کہ اس کے محدثات خیر قرار پائیں تو بسم اللہ وہ حدیث ملاحظہ ہو کہ امام ترمذی نے بسند حسن حضرت انس اور امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی اور محقق دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ ۔ ترجمہ : میری اُمت کی کہاوت ایسی ہے جیسے مینہ کہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا اگلا بہتر ہے یا پچھلا ۔ شیخ محقق شرح میں لکھتے ہیں ۔ کنایہ است از بودن ہمہ اُمت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافع ست امام مسلم اپنی صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہے لاتزال طائفۃ امتی من امتی قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم من خذلھم او خالفہم حتی یاتی امر اللہ وھم ظاھرون علی الناس ۔ ترجمہ : میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ خدا کے حکم پر قائم رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچائے گا جو انہیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آئے گا اس حال میں کہ وہ لوگوں پر غالب ہوں گے ۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں ۔ گماں مبر کہ در زمان شرور ہمہ کس شریر بودہ اند وعنایت ہائے الٰہی در تہذیب نفوس بیکار افتاد بلکہ اینجا اسرار عجیب ست ؎

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

در ہر زمانہ طائفہ را مہبط انوار و برکات ساختہ اند کہئے اب کدھر گئی ان قرون کی تخصیص اور کیوں نہ خیر ٹھہریں گے وہ امور جو علماء وعرفائے مابعد میں بلحاظ اصول عموم واطلاق شائع ہوئے والحمدللہ ۔

نکتہ : ۸، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے محاورات ومکالمات دیکھئے تو وہ خود صاف صاف ارشاد فرمارہے ہیں کہ کچھ ہمارے زمانے میں ہونے نہ ہونے پر مدار خیریت نہیں ۔ دیکھئے بہت سی باتیں کہ زمانہ پاک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھیں ان کے زمانہ میں پیدا ہوئیں اور وہ انہیں بُرا کہتے اور نہایت تشدد وانکار فرماتے اور بہت تازہ باتیں حادث ہوتیں کہ ان کو بدعت ومحدثات نامکر خود کرتے اور لوگوں کو اجازت دیتے اور خیر وحسن بتاتے امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں ۔ "نعمت البدعۃ ہذہ"۔ ترجمہ : کیا اچھی بدعت ہے یہ سیدنا عبداللہ بن

بنکتہ ۸ ، چوتھا جواب ۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز چاشت کی نسبت فرماتے ہیں "انہا لبدعۃ ونعمت البدعۃ وانہا لمن احسن ما احدث الناس"۔ ترجمہ: بے شک وہ بدعت ہے اور کیا ہی عمدہ بدعت ہے اور بیشک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں، سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "احدثتم قیام رمضان فدوموا علی ما فعلتم ولا تترکوا۔ ترجمہ: تم لوگوں نے قیام رمضان نیا نکالا تو اب جو نکالا ہے تو ہمیشہ کئے جاؤ اور کبھی نہ چھوڑنا۔" دیکھو یہاں تو صحابۂ کرام نے ان افعال کو بدعت کہکر حسن کہا اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں ایک شخص کو تثویب کہتے سن کر اپنے غلام سے فرمایا۔ اخرج بنا من عند ھذا المبتدع۔ ترجمہ: نکل چل ہمارے ساتھ اس بدعتی کے پاس سے، سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ باآواز پڑھتے سُنا فرمایا۔ اے بنی محدث ایاک والحدث۔ ترجمہ: اے میرے بیٹے یہ نوپیدا بات ہے۔ بچ نئی باتوں سے یہ فعل بھی اس زمانہ میں واقع ہوتے تھے انہیں بدعت سیئہ مذمومہ ٹھہرایا تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اپنے زمانہ میں ہونے نہ ہونے پر مدار نہ تھا بلکہ نفس فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا اجازت دیتے ورنہ منع فرماتے اور یہی طریقہ بعینہٖ زمانہ تابعین و تبع تابعین میں رائج رہا ہے۔ اپنے زمانہ کے بعض نوپیدا چیزوں کو منع کرتے بعض کو جائز رکھتے اور اس منع و اجازت کے لئے آخر کوئی معیار تھی اور وہ نہ تھی مگر نفس فعل کی بھلائی برائی تو باتفاق صحابہ و تابعین و تبع تابعین قاعدہ شرعیہ وہی قرار پایا کہ حسن حسن ہے اگرچہ نیا ہو اور قبیح قبیح ہے اگرچہ پرانا ہو پھر ان کے بعد یہ اصل کیوں کر بدل سکتی ہے ہماری شرع بحمداللہ ابدی ہے۔ جو قاعدے اس کے پہلے تھے قیامت تک رہیں گے معاذ اللہ قانون تو ہے ہی نہیں کہ تیسرے سال بدل جائے۔

[illegible]: ۹ ریہ اعتراض کہ پیشوائے دین نے تو یہ فعل کیا ہی نہیں ہم کیونکر کریں زمانہ صحابہ میں ہو کر رد ہو چکا اور بفرمان جلیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدنا فاروق اعظم وغیرہما صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرار پا چکا کہ بات فی نفسہٖ اچھی ہونا چاہیئے اگرچہ پیشوائے دین نے نہ کی ہو صحیح بخاری شریف میں ہے۔ عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ارسل الی ابو بکر مقتل اھل الیمامۃ فاذا عمر ابن الخطاب عندہٗ قال ابو بکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذھب کثیرًا من القرآن وانی اری ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیئًا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال عمر ھذا واللہ خیر فلم یزل

نکتہ ۹ رحدیث قرون کا پانچواں جواب اور اس کا رد کہ پیشواؤں نے نہ کیا تم کیسے کرتے ہو اور زمانہ صدیق میں وہابیت پر صحابہ کبار کا اتفاق۔

عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک ورایت فی ذلک الذی رائ عمر قال زید قال ابو بکر انک رجل شاب عاقل لا نتہمک وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتتبع القرآن واجمعہ فواللہ لو کلفونی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل علی مما امرلی بہ من جمع القرآن قال قلت لابی بکر کیف تفعلون شیئاً لم یفعلہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھو واللہ خیر فلم یزل ابو بکر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابو بکر وعمر فتتبعت القرآن و اجمعہ الحدیث۔ ترجمہ: جب جنگ یمامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر حاملانِ قرآن تیزی سے شہید ہوتے گئے تو قرآن کا ایک بڑا حصہ ختم ہو جائیگا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھنے کا حکم دیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تم کیوں کر کروگے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگرچہ حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم کام تو خیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لئے کھول دیا اور میری رائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے موافق ہوگئی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم دیا انہیں بھی وہی شبہ گزرا اور عرض کی بھلا آپ ایسی بات کیوں کر کرتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی صدیق اکبر نے وہی جواب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے پھر دونوں حضرات میں بحث ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ ان کی رائے بھی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی اور انہوں نے قرآن عظیم جمع کیا۔ دیکھو زید بن ثابت نے صدیق اکبر اور صدیق اکبر نے فاروق اعظم پر اعتراض کیا تو ان حضرات نے یہ جواب نہ دیا کہ یہ نئی بات نکالنے کی اجازت نہ ہونا تو پچھلے زمانہ میں ہوگا ہم صحابہ ہیں ہمارا زمانہ خیر القرون سے ہے بلکہ یہی جواب فرمایا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا پر وہ کام تو اپنی ذات میں بھلائی کا ہے پس کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے اور اسی پر صحابہ کرام کی رائے متفق ہوئی اور قرآن عظیم باتفاق حضرات صحابہ جمع ہوا۔ اب غضب کی بات ہے ان حضرات کو سودا اچھلے اور جو بات کہ صحابہ کرام میں طے ہو چکی پھر اُکھیڑیں۔

نکتہ ۱۰: جو اعتراض ہم پر کرتے ہیں کہ تم کیا صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت و تعظیم

نکتہ ۱۰ ، اس کا رد کہ تم کیا اگلوں سے محبت وغیرہ میں زیادہ ہو۔

میں زیادہ ہو کہ جو کچھ انہوں نے کیا تم کرتے ہو لُطف یہ ہے کہ بعینہ وہی اعتراض اگر قابل تسلیم ہو تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین اور تابعین پر باعتبار صحابہ اور صحابہ پر باعتبار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارد مثلاً جس فعل کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین کسی نے نہ کیا اور تبع تابعین کے زمانہ میں پیدا ہوا تو تم اسے بدعت نہیں کہتے ہم کہتے ہیں اس کام میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین ہی کرتے تبع تابعین کیا ان سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے ہیں جو انہوں نے نہ کیا یہ کریں گے اسی طرح تابعین کے زمانہ میں جو کچھ پیدا ہوا اس پر وارد ہو گا کہ بہتر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کیوں نہ کرتے تابعین کچھ ان سے بڑھ کر ٹھہرے علیٰ ہذا القیاس جو نئی باتیں صحابہ نے کیں انہیں بھی تمہاری طرح کہا جائے گا۔

بزہد و ورع کوش وصدق وصفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ان کی خوبی نہ معلوم ہوئی یا صحابہ کو افعال خیر کی طرف زیادہ توجہ تھی۔ غرض یہ بات ان مدہوشوں نے ایسی کہی جس کی بناء پر عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ تمام صحابہ وتابعین بھی بدعتی ٹھہرے جاتے ہیں مگر اصل وہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر ایک کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کو کون مانع ہے کہ اسے نہ کریں اور صحابہ نہ کریں تو تابعین کو کون عائق وہ نہ کریں تو تبع پہ الزام نہیں، وہ نہ کریں تو ہم پر مضائقہ نہیں بس اتنا ہونا چاہئے کہ شرع کے نزدیک وہ کام برا نہ ہو۔ عجب لطف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کا قطعاً نہ کرنا تو حجت نہ ہو اور تبع کو باوجود ان سب کے نہ کرنے کے اجازت ملی مگر تبع میں وہ خوبی ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تو اب پچھلوں کے لئے راستہ بند ہو گیا اس بے عقلی کی کچھ بھی حد ہے اس سے تو اپنے یہاں کے ایک بڑے امام نواب صدیق حسن خاں شوہر ریاست بھوپال ہی کا مذہب اختیار کرو تو بہت اعتراضوں سے بچو کہ انہوں نے بے دھڑک فرما دیا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا سب بدعت وگمراہی ہے اب چاہے صحابہ کریں خواہ تابعین کوئی ہو بدعتی ہے یہاں تک کہ بوجہ ترویج تراویح امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ گمراہ ٹھہرایا اور اعدائے دین کے پیر ومرشد عبد اللہ بن سبا کی روح مقبوح کو بہت خوش کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ

مجلس وقیام کا انکار کرتے کرتے کہاں تک نوبت پہونچی اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رکھے آمین

نکتہ: ۱۱، امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

نکتہ ۱۱، نکرنا اور ہے اور منع کرنا اور ہے۔

"الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع" ترجمہ: کرنے سے تو جواز سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں۔ "نکردن چیزے دیگرست ومنع فرمودن چیزے دیگر اھ ملخصًا تمہاری جہالت کہ تم نے کسی فعل کے نہ کرنے کو اس فعل سے ممانعت سمجھ رکھا ہے۔

نکتہ ۱۲ سخن شناس دلبرا خطا اینجاست، حقیقۃ الامر یہ ہے کہ صحابہ وتابعین کو اعلاء کلمۃ اللہ و حفظ بیضۂ اسلام ونشر دین متین وقتل قہر کافرین و اصلاح بلاد وعباد واطفائے آتش فساد واشاعت فرائض وحدود الہیہ واصلاح ذات البین ومحافظت اصول ایمان وحفظ روایت حدیث وغیرہا امور کلیہ مہمہ سے فرصت نہ تھی لہذا یہ امور جزئیہ مستحبہ تو کیا معنی بلکہ تاسیس قواعد واصول وتفریع جزئیات وفروع وتصنیف وتدوین علوم ونظم دلائل حق ورد شبہات اہل بدعت وغیرہا امور عظیمہ کی طرف بھی توجہ کامل نہ فرما سکے۔ جب بفضل اللہ تعالیٰ ان کے زور بازو نے دین الہٰی کی بنیاد مستحکم کر دی، اور مشارق ومغارب میں ملت حنیفیہ کی جڑ جم گئی۔ اس وقت ائمہ وعلمائے مابعد نے تخت و بخت سازگار پاکر بیخ وبن جمانے والوں کی ہمت بلند کے قدم لئے اور باغبان حقیقی کے فضل پر تکیہ کر کے اہم فالاہم کاموں میں مشغول ہوئے اب تو بے خلش صرصر و اندیشہ سموم اور ہی آبیاریاں ہونے لگیں۔ فکر صائب نے زمین تدقیق میں نہریں کھودیں۔ ذہن رواں نے زلال تحقیق کی ندیاں بہائیں۔ علماء اولیاء کی آنکھیں ان پاک مبارک نونہالوں کے لئے تھالے بنیں ہوا خواہان دین وملت کی نسیم انفاس متبرکہ نے عطر باریاں فرمائیں یہاں تک کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باغ ہرا بھرا پھلا پھولا لہلہایا اور اس کے بھینے پھولوں سہانے پتوں نے چشم وکام ودماغ پر عجب ناز سے احسان فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اب اگر کوئی جاہل اعتراض کرے یہ کنپیاں جواب پھوٹیں جب کہاں تھیں۔ یہ پتیاں جواب نکلیں پہلے کیوں نہاں تھیں یہ پتلی پتلی ڈالیاں جواب جھومتی ہیں نو پیدا ہیں یہ ننھی ننھی کلیاں جواب مہکتی ہیں تازہ جلوہ نما ہیں اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ جاتے تو اس کی حماقت پر اس الٰہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا کہ او جاہل اگلوں کو جڑ جمانے کی فکر تھی۔ وہ فرصت پاتے تو یہ سب کچھ کر دکھاتے آخر اس سفاہت کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ نادان اس باغ کے پھل پھول سے محروم رہے گا۔ بھلا غور کرنے کی بات ہے ایک حکیم فرزانہ کے گھر آگ لگی اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھولے بھالے اندر مکان کے گھر گئے اور لاکھوں روپوں کا مال واسباب بھی تھا اس دانشمند نے مال کی طرف مطلق خیال نہ کیا اپنی جان پر کھیل کر بچوں کو سلامت نکال لیا۔ یہ واقعہ چند بے خرد بھی دیکھ رہے تھے۔ اتفاقًا ان کے یہاں بھی آگ لگی یہاں نرا مال ہی مال تھا۔

نکتہ ۱۲ر اصل بات اور اگلے لوگوں میں نہ ہونے کی وجہ۔

کھڑے ہوئے دیکھتے رہے اور سارا مال خاکستر ہوگیا۔ کسی نے اعتراض کیا تو بولے تم احمق ہو ہم اس حکیم دانشور کی آنکھیں دیکھے ہوتے ہیں اس کے گھر آگ لگی تھی تو اس نے مال کب نکالا تھا جو ہم نکالتے مگر بے وقوف اتنا نہ سمجھے کہ اس اولوالعزم حکیم کو بچوں کے بچانے سے فرصت کہاں تھی کہ مال نکالتا نہ یہ کہ اس نے مال نکالنا برا جانکر چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اوندھی سمجھ نہ دے آمین۔

نکتہ ۱۳: ہم نے مانا کہ جو کچھ قرون ثلثہ میں نہ تھا سب منع ہے۔ اب ذرا حضرات مانعین اپنی خبر لیں یہ مدرسے جاری کرنا اور لوگوں سے چندہ لینا اور طلباء کے لئے مطبع نولکشور سے فیصدی دس روپیہ کمیشن لیکر کتابیں منگانا اور بتخصیص روز جمعہ بعد نماز جمعہ وعظ کا التزام کرنا جہاں وعظ کہنے جائیں نذرانہ لینا دعوتیں اڑانا مناظروں کے لئے جلسے اور پنچ مقرر کرنا مخالفین کی رد میں کتابیں لکھوانا چھپوانا واعظوں کا شہر بشہر گشت لگانا صحاح کے دو دو ورق پڑھکر محدثی کی سند لینا اور ان کے سوا ہزاروں باتیں کہ اکابر و اصاغر طائفہ میں بلانکیر رائج ہیں قرون ثلثہ میں کب تھیں اور ان پیشوایان فرقہ جدیدہ کا تو ذکر ہی کیا ہے جو ڈیڑھ ڈیڑھ روپے نذرانہ لیکر مسئلوں پر مہر ثبت کریں مدعی مدعا علیہ دونوں کے ہاتھ میں حضرت کا فتویٰ ج کو جائیں تو کمشنر دہلی و بمبئی کی چٹھیاں ضرور ہوں۔ شاید یہ باتیں قرون ثلثہ میں تھیں یا تمہارے لئے پروانۂ معافی آگیا ہے کہ جو چاہو کرو تم پر کچھ مواخذہ نہیں یا یہ نکتہ چینیاں انہیں باتوں میں ہیں جنہیں تعظیم ومحبت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علاقہ ہو باقی سب حلال وشیر مادر۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاکبر۔

نکتہ ۱۴: واجب الحفظ افسوس کیا الٹا زمانہ ہے اور امور تعظیم وادب میں سلف صالحین سے آج تک برابر ائمہ دین کا یہی داب رہا کہ ورود وعدم ورود خصوصیات پر نظر نہ کی بلکہ تصریحاً قاعدہ کلیہ بنایا "کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنًا" ترجمہ: جس بات کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب وتعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر ہے، کما صرح بہ الامام المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس سیدی کمال الملۃ والدین محمد فی فتح القدیر وتلمیذہ الشیخ رحمہ اللہ السندی فی المنسك المتوسط واقرہ الفاضل القاری فی المسلك المتقسط واقرہ فی العالمگیریہ وغیرھا۔ اور امام ابن حجر کا قول گزرا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہر طرح بہتر ہے جب تک کہ الوہیت اللہ میں شریک نہ ہو اسی لئے سلفاء وخلفاء جس مسلمان نے کسی نئے طریقہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب کیا اس ایجاد کو علماء نے اس کے مدائح میں شمار کیا نہ یہ کہ معاذاللہ بدعتی گمراہ ٹھہرایا یہ بلا انہیں مدعیان دین وادب میں پھیلی کہ ہر بات پر پوچھتے

نکتہ ۱۳: مسئلہ قرون کا چھٹا جواب وہابیہ کی ہٹ دھرمی۔ نکتہ ۱۴: تعظیم محبوبان خدا میں قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر چاہو نئے طریقے نکالو سب حسن ہیں جبتک کسی خاص طریقے کی شرع میں ممانعت نہ ہو۔

ہیں فلاں نے کب کیں فلاں نے کب کیں حالانکہ خود ہزاروں باتیں کرتے ہیں جو فلاں نے کیں نہ فلاں نے کیں مگر یہ بھی طرفہ کہ تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے گھٹانے مٹانے کیلئے ایک حیلہ نکال کر زبان سے کہتے جائیں ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور بلطائف الحیل جہاں تک بن پڑے اور محبت و تعظیم میں کلام کرتے جائیں آخران کا امام اکبر تفویۃ الایمان میں تصریح کر چکا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف ایسے کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں سے کمی کرو یہ ایمان ہے یہ دین اور دعویٰ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم خیر بات بڑھتی ہے مطلب پر آئیے۔ ہاں تو اگر میں ان امور کا استیعاب کروں جو دربارۂ آداب و تعظیم حادث ہوتے گئے اور اس احداث کو علماء نے موجد کے مدائح سے گنا تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے لہٰذا چند مثالوں پر اقتصار کر رہا ہوں۔

مثال: سیدنا امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بآنکہ مثل سیدنا عبد اللہ بن عمرو و عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اتباع سلف و صحابہ کرام کا احداث میں نہایت ہی اہتمام رکھتے تھے۔ اس پر ان کے ایمان و محبت کا تقاضا ہوا کہ ادب و حدیث خوانی میں وہ باتیں علماء کے نزدیک امام مالک سے فضائل جلیلہ سے ٹھہرا اور ان کی غایت ادب و محبت پر دلیل قرار پایا۔ امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں لکھتے ہیں، "قال مطرف کان اذا اتی الناس مالکا خرجت الیھم جاریتہ فتقول لھم یقول لکم الشیخ تریدون الحدیث اوالمسائل فان قالوا المسائل خرج الیھم وان قالوا الحدیث دخل مغتسلہ واغتسل وتطیب ولبس ثیابا جدیدۃ ولبس ساجتہ وتعمم ووضع علی راسہ ردائہ وتلقی لہ منصۃ فیخرج ویجلس علیھا وعلیہ الخشوع یتجز بالعود حتی یفرغ من حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال غیرہ ولم یکن یجلس علی تلک المنصۃ الا اذا حدث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابن ابی اویس فقیل لمالک فی ذلک فقال احب ان اعظم حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا احدث بہ الا علی طھارۃ متمکنا" ترجمہ، یعنی جب لوگ مالک بن انس کے پاس علم حاصل کرنے آتے ایک کنیز آکر پوچھتی شیخ تم سے فرماتے ہیں تم حدیث سیکھنے آئے ہو یا فقہ و مسائل اگر انہوں نے جواب دیا فقہ و مسائل جب تو آپ تشریف لاتے اور اگر کہا کہ حدیث ——— تو پہلے غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے کپڑے پہنتے طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے چادر سر مبارک پر رکھتے ان کے لئے ایک تخت

مثل تخت عروس بچھایا جاتا اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خشوع اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے تھے اگربتی سلگاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا ہوتی۔ حضرت سے اس کا سبب پوچھا فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کروں اور میں حدیث بیان نہیں کرتا جب تک وضو کرکے خوب سکون ووقار کے ساتھ نہ بیٹھوں۔

مثال ۲: اسی میں ہے کان مالك رضی اللہ عنہ لا یرکب دابۃ بالمدینۃ وکان یقول استحی من اللہ تعالیٰ ان اطأ تربۃ فیہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحافر دابۃ۔ ترجمہ: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے خدائے تعالیٰ سے کہ جس زمین میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں اسے جانور کے سُم سے روندوں۔

مثال ۳: اسی میں ہے قد حکی عبد الرحمٰن السلمی عن احمد بن فضلویہ الزاھدی وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال ما مسست القوس بیدی الا علی طھارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ۔ ترجمہ: امام عبد الرحمٰن سلمی احمد بن فضلویہ زاہدی غازی تیرانداز سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کمان بے وضو ہاتھ سے نہ چھوئی۔ جب سے سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کمان دست اقدس میں لی ہے۔

مثال ۴: امام ابن حاج مالکی کہ مستندین تابعین سے ہیں اور احداث کی ممانعت میں نہایت تصلب رکھتے ہیں۔ مدخل میں فرماتے ہیں۔ وتقدمت حکایۃ بعضھم انہ جاور مکۃ اربعین سنۃ ولم یبل فی مکۃ المکرمۃ ولم یضطجع فمثل ھذا یستحب لہ المجاورۃ او یؤمر بہا۔ ترجمہ: بعض صالحین چالیس برس مکہ معظمہ کے مجاور رہے اور کبھی مکہ معظمہ میں پیشاب نہ کیا اور نہ لیٹے ابن حاج کہتے ہیں ایسے شخص کو مجاورت مستحب یا یوں کہئے کہ اسے مجاورت کا حکم دیا جائے گا۔

مثال ۵: اسی میں ہے۔ وقد جاء بعضھم الی زیارتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یدخل المدینۃ بل زار من خارجہا ادبا منہ رحمہ اللہ تعالیٰ مع نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیل لہ الا تدخل فقال امثلی تدخل بلد سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا اجد نفسی تقدر علی ذالك او کما قال۔ ترجمہ: یعنی بعض صالحین زیارت نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہوئے تو شہر میں نہ گئے بلکہ باہر سے زیارت کرلی اور یہ ادب تھا اس مرحوم کا اپنے نبی صلی اللہ تعالے

علیہ وسلم کے ساتھ اس پر کسی نے کہا اندر نہیں چلتے کہا کیا مجھ سا داخل ہو سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں۔ میں اپنے میں اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

مثال ۶۹ اسی میں ہے قال لی سیدی ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لما دخلت مسجد المدینۃ ما جلست فی المسجد الا الجلوس فی الصلاۃ او کلاما ھذا معناہ ومازلت واقفا ھنالک حتی دخل الرکب: یعنی مجھ سے میرے سردار ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں مسجد مدینہ طیبہ میں داخل ہوا جب تک رہا مسجد شریف میں قعدۂ نماز کے سوا نہ بیٹھا اور برابر حضور میں کھڑا رہا جب تک قافلہ نے کوچ کیا۔

مثال ۷۰ اس کے متصل انہیں امام سے نقل کرتے ہیں۔ ولم اخرج الی بقیع ولا غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان قد خطر لی ان اخرج الی بقیع الغرقد فقلت الی این اذھب ھذا باب اللہ تعالیٰ المفتوح للسائلین والطالبین والمنکسرین والمضطرین والفقراء والمساکین ولیس ثم من یقصد مثلہ فمن عمل علی ھذا ظفر ونجح بالمامول والمطلوب اوکما قال۔ ترجمہ: میں حضوری چھوڑ کر نہ بقیع کو گیا نہ کہیں اور گیا نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی کی زیارت کی اور ایک دفعہ میرے دل میں آیا تھا کہ زیارت بقیع کو جاؤں پھر میں نے کہا کہاں جاؤں گا یہ ہے ـــــ اللہ کا دروازہ کھلا ہوا سائلوں اور مانگنے والوں اور دل شکستوں اور بیچاروں اور مسکینوں کے لئے اور وہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کون ہے جس کا قصد کیا جائے۔ فرماتے ہیں پس جو کوئی اس پر عمل کرے گا ظفر پائے گا اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا۔

اب فقیر سرکار قادریہ غفر اللہ تعالیٰ لہ بھی اس فتوے کو انہیں مبارک لفظوں پر ختم کرتا ہے کہ جو کوئی اس پر عمل کرے گا ظفر پائے گا اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اپنے رب کریم تبارک وتعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ فتویٰ نہ صرف قیام ہی میں بیان کافی و برہان شافی ہو بلکہ بحول اللہ تعالیٰ اکثر مسائل نزاعیہ میں قول فیصل پر مشعل ہدایت ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وسراج افقہ سیدنا مولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین ۔ آمین ۔ آمین ۔ آمین

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

محمدی حنفی سنی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

نقل عبارات ومواهیر فضلائے بدایوں وعلمائے رامپور وغیرھم

ذٰلك الجواب العجاب هو الصواب لاریب فیه ولا ارتیاب ۔ لله در المجیب المثاب حیث اتی بالتحقیق الحق فیما اجاب۔

العبد محمد گوهر علی عفی عنه

مہر مولوی گوہر علی مذکور ۱۲۹۹

الحمد لله ما اجاب به مولٰینا المحقق واستاذنا المدقق دام فضله ومد ظله فهو الحق فلا فریه وخلاف باطل بلامریه واللّٰه تعالٰی اعلم

عبد اللّٰہ عفی عنہ ۱۲۹۹

لله در المجیب المثاب حیث افاد واطاب واجاد واباد اهل الجحود المستحقین للعقاب

محمد ارشاد حسین احمدی ۱۲۸۱

اصاب من اجاب حررہ الفقیر عبد القادر انصاری

محمد عبد القادر محب رسول قادری

المجیب مصیب ومثاب والجواب صحیح وصواب حررہ الفقیر الحقیر المظفر مطیع رسول اللّٰہ القادر المدعو بمحمد عبد المقتدر العثمانی القادری الحنفی غفر اللّٰہ تعالٰی بجاہ نبیہ الکریم علیه افضل الصلاۃ والتسلیم

مہر مولوی عبد المقتدر صاحب

الجواب صواب

امداد حسین ۱۲۸۵

قد اصاب من اجاب

حافظ بخش محمد ۱۳۰۲

صح الجواب بلا ارتیاب

عبد الرزاق بن عبد الصمد ۱۲۹۸

نعم الجواب وجد التحقیق للتصدیق والصواب ولعمری النھار لعروۃ وثقی لطالب الرشد وتستغنی بھا عما سوی کیف لا ومن لہ ادنی بصیرۃ وروی فانہ یریھا احدی من تفاریق العصا ویھتدی بھا الی صراط مستقیم وطریق السوی ومن جعل اللہ لہ نورا او نور عین بصیرۃ یکحل الانصاف والتقی فانہ لاحمد رضا الفاضل المجیب الذی بذل جھدہ للحق وسعی وجمع الادلۃ واوفی واتی بتحقیق مرضی و استقصی حتی صار بمقابلۃ اھل الضلال ومصداقا للقول الدائر المثل السائر لکل فرعون موسی وکذلک یحق اللہ الحق ویقذفہ علی الباطل فیہ معہ فاذا ھو زاھق واھوی ومن کان فی ھذہ الوریقۃ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا وربکم اعلم۔

العبد محمد سلامت اللہ

صح الجواب واصاب من اجاب
کتبہ عبدہ الاواہ
محمد شاہ عفی عنہ

۱۲۹۶
محمد سلامت اللہ
ابو الذکا سراج الدین

الجواب صحیح و
المجیب نجیح
کتبہ
محمد سلطان احمد عفی عنہ

مہر محمد شاہ ۱۳۰۴

مہر سلطان احمد

سُبُلُ الاَصْفِیَا فِیْ حُکْمِ الذَّبْحِ لِلْاَوْلِیَا

بلاشبہہ وہ جانور حلال ہے جسے اللہ کا نام لے کر شرعی طریقہ پر ذبح کیا جائے، اگرچہ اس کا ثواب اولیاء اللہ کو ہدیہ کرنا مقصود ہو۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مسئلہ در رد فتوائے بعض معاصرین۔ ۲۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۱۲ھ، نیز از لشکر گوالیار ڈاک دربار بجواب سوال مولوی نور الدین صاحب اوائل ذی القعدہ ۱۳۱۵ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نے ایک بکرا میاں کا اور عمرو نے ایک گائے بہل تن کی اور مرغ مدار کا پالا، اور پال کر ان کو باتکبیر ذبح کیا یا کرایا اس کا کھانا مسلمانوں کو عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

الجواب

حَامِدًا لَکَ وَمُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا عَلٰی حَبِیْبِکَ وَاٰلِہٖ یَاوَھَّابُ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ **اقول** وَبِاللہِ التَّوْفِیْق۔ حق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حِلّت و حرمت ذبیحہ میں حال و قول و نیّتِ ذابح کا اعتبار ہے۔ نہ مالک کا۔ مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک مسلم تھا اور مجوسی کا جانور مسلمان ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا یا زید کا جانور عمرو ذبح کرے اور قصداً تکبیر نہ کہے حرام ہوگیا اگرچہ مالک برابر کھڑا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے۔ اور ذابح تکبیر سے ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے۔ ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت و تعظیم مخصوص کی نیّت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک کی نیّت خاص اللہ عزّ وجل کے لیے ذبح کی تھی۔ یوں ہی ذابح نے خاص اللہ عزّ وجل کے لیے ذبح کیا تو حلال اگرچہ مالک کی نیت کسی کے واسطے تھی۔ تمام صورتوں میں حال ذابح کا اعتبار ماننا اور اس خاص شکل میں انکار کر جانا محض تحکم باطل ہے جس پر شرعِ مطہر سے اصلاً دلیل نہیں۔ ولہٰذا فقہائے کرام خاص اس جزئیہ کی تصریح فرماتے ہیں کہ مثلاً مجوسی نے اپنے آتشکدے یا مشرک نے اپنے بُتوں کے لیے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے تکبیر کہہ کر ذبح کی۔ حلال ہے۔ کھائی جائے۔ اگرچہ یہ بات مسلم کے حق میں مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ تاتارخانیہ و جامع الفتاویٰ میں ہے۔ مُسْلِمٌ ذَبَحَ شَاۃَ الْمَجُوْسِیِّ لِبَیْتِ نَارِھِمْ اَوِ الْکَافِرِ لِاٰلِھَتِھِمْ تُؤْکَلُ لِاَنَّہٗ سَمَّی اللہَ تَعَالٰی وَیُکْرَہُ لِلْمُسْلِمِ۔ پھر مسلمان ذابح کی نیت بھی وقتِ ذبح کی معتبر ہے اس سے قبل و بعد کا اعتبار نہیں۔ ذبح سے ایک آن پہلے تک خاص اللہ عزّ وجل کے لیے نیت تھی ذبح کرتے وقت غیر خدا کے لیے اس کی جان دی ذبیحہ حرام ہوگیا وہ پہلی نیت کچھ نفع نہ دے گی۔ یوں ہی اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لیے ارادہ تھا ذبح کے وقت اس سے تائب ہو کر مولیٰ تبارک و تعالیٰ کے لیے اراقتِ دم کی تو حلال ہوگیا۔ یہاں وہ پہلی نیت کچھ نقصان

نہ دے گی۔ ردالمحتار میں ہے۔ اعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح۔ غرض ہر عاقل جانتا ہے
کہ تمام افعال میں اصلی نیتِ مقارنہ ہے۔ نماز سے پہلے خدا کے لیے نیت تھی، تکبیر کہتے وقت دکھاوے کے لیے پڑھی۔ قطعاً
مرتکب کبیرہ ہوا۔ اور نماز ناقابلِ قبول اور اگر دکھاوے کے لیے اُٹھا تھا۔ نیت باندھتے وقت تک یہی قصد تھا، جب نیت
باندھی قصد خالص ربِ جلّ و عُلا کے لیے کر لیا تو بلاشبہہ وہ نماز پاک وصاف وصالح قبول ہوگئی تو ذبح سے پہلے کی شہرت،
پُکار کا کچھ اعتبار نہیں نہ نافع، نفع دے نہ مضر ضرر۔ خصوصاً جبکہ پکارنے والا غیر ذابح ہو کہ اسے تو اس باب میں کچھ دخل ہی
نہیں۔ کما قد علمت وھذا کلہ ظاھر جدا لا یصلح ان یتناطح فیہ قرنا، وجماء پھر اضافت معنیٔ عبادت میں
منحصر نہیں کہ خواہی نہ خواہی مدار کے مُرغ یا پہل تن کی گائے کے معنی ٹھہرا لیے جائیں کہ وہ مرغ و گاؤ جس سے ان حضرات
کی عبادت کی جائے گی، جس کی جان ان کے لیے دی جائے گی۔ اضافت کو ادنیٰ علاقہ کافی ہوتا ہے۔ ظہر کی نماز، جنازہ
کی نماز، امام کی نماز، مقتدی کی نماز، بیمار کی نماز، پیر کا روزہ، اونٹوں کی زکوٰۃ، کعبہ کا حج، جب ان اضافتوں سے نماز
وغیرہ میں کفر و شرک وحرمت درکنار نام کو کراہت بھی نہیں آتی۔ تو حضرت مدار کے مرغ حضرت احمد کبیر کی گائے، فلاں
کی بکری کہنے سے یہ خدا کے لیے حلال کیے ہوئے جانور کیوں جیتے جی مردار اور سور ہو گئے کہ اب کسی صورت حلال نہیں
ہو سکتے۔ یہ شرعِ مطہر پر سخت جرأت ہے۔ خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اَحَبَّ الصِّیَامِ
اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی صِیَامُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ۔ بے شک سب روزوں میں پیارے
اللہ تعالیٰ کو داؤد کے روزے ہیں اور سب نمازوں میں پیاری داؤد کی نماز ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ رواہ الائمۃ احمد
والستۃ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا الترمذی فعندہ فضل الصیام وحدہٗ۔

علما فرماتے ہیں مستحب نمازوں میں صلاۃ الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہے۔ فی ردالمحتار عن الشیخ اسمٰعیل
عن شرعۃ الاسلام من المندوبات صلوۃ التوبۃ وصلاۃ الوالدین۔ سبحان اللہ داؤد علیہ الصلاۃ والسلام
کی نماز داؤد علیہ السلام) کے روزے ماں باپ کی نماز کہنا صواب[1] پڑھنا ثواب اور جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ
قائلین، کفار۔ جانور مردار۔ کیا ذبح نماز روزے سے بڑھ کر عبادت خدا۔ ہے یا اس میں شرک حرام ان میں روا ہے۔
خود اضافاتِ ذبح کا فرق سنیے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ خدا
کی لعنت ہے اس پر جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے۔ رواہ[2] مسلم والنسائی عن امیر المومنین علی ونحوہ
احمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں۔ من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداءً من النار۔ جو اپنے مہمان کیلئے ذبح کرے اسکا فدیہ ہو جائے آتش دوزخ سے رواہ الحاکم
فی تاریخہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔ تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ میں غیر خدا کی نیت اور اس کی طرف
نسبت مطلقاً کفر کیا حرام بھی نہیں بلکہ موجب ثواب ہے تو ایک حکم عام کفر و حرام کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

---

[1] درست صحیح ۱۲ [2] روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم اور نسائی نے امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اسی کے مثل امام احمد
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے۔ ۱۲ ن

واہذا علماء فرماتے ہیں، مطلقاً نیتِ غیر کو موجبِ حرمت جاننے والا سخت جاہل اور قرآن و حدیث و عقل کا مخالف ہے۔ آخر قصاب کی نیت تحصیلِ نفعِ دنیا اور ذبائحِ شادی کا مقصود برات کو کھانا دینا ہے۔ نیتِ غیر تو یہ بھی ہوئی۔ کیا یہ سب ذبیحے حرام ہو جائیں گے۔ یوں ہی مہمان کے واسطے ذبیحہ کرنا درست و بجا ہے کہ مہمان کا اکرام عین اکرامِ خدا ہے۔ درمختار میں ہے۔ [1] وذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالٰی۔ ردالمحتار میں ہے۔ قال [2] البزازی ومن ظن انہ لایحل لانہ ذبح لاکرام ابن آدم فیکون اھل بہ لغیر اللہ تعالٰی فقد خالف القرآن والحدیث والعقل فانہ لاریب ان القصاب یذبح للربح ولو علم انہ یبخس لایذبح فیلزم ھذا الجاھل ان لایاکل ماذبحہ القصاب وما ذبح للولائم والاعراس والعقیقۃ۔ دیکھو علمائے کرام صراحۃً ارشاد فرماتے ہیں کہ مطلقاً نیت و نسبتِ غیر کو موجبِ حرمت جاننا اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ماننا نہ صرف جہالت بلکہ جنون و دیوانگی اور شرع و عقل دونوں سے بیگانگی ہے۔ جب نفعِ دنیا کی نیت مخل نہ ہوئی تو فاتحہ و ایصالِ ثواب میں کیا زہر مل گیا، اور جب اکرامِ مہمان عین اکرامِ خدا ٹھہرا تو اکرامِ اولیا بدرجۂ اولٰی۔ ہاں اگر کوئی جاہل اجہل بہ نسبت و اضافت بقصدِ عبادتِ غیر ہی کرتا ہے تو اس کے کفر میں شک نہیں۔ پھر بھی اگر ذابح اس نیت سے بری ہے تو جانور حلال ہو جائے گا کہ نیتِ غیر اس پر اثر نہیں ڈالتی۔ کما حققناہ اتفاقاً۔ مگر جب کہ ہم حدیثاً وفقہاً دلائلِ قاہرہ سے ثابت کر چکے کہ اضافت معنیٔ عبادت ہی میں منحصر نہیں تو صرف اس بنا پر حکمِ کفر محض جہالت و جرأت و حرامِ قطعی اور مسلمانوں پر ناحق بدگمانی ہے۔ تم سے کس نے کہہ دیا کہ وہ آدمیوں کا جانور کہنے سے عبادتِ آدمیان کا ارادہ کرتے اور انہیں اپنا معبود و خدا بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ [3] اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو۔ بے شک کچھ گمان گناہ ہیں۔ اور فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا [4] بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ۔ بیشک کان آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔ گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ رواہ الائمۃ مالک والشیخان وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم اقالہا املا۔ تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا۔ رواہ مسلم عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ امام عارف باللہ سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] اگر مہمان کے لیے جانور ذبح کیا تو حرام نہیں۔ اس لیے کہ یہ حضرت خلیل علیہ السلام کی سنت ہے اور مہمان کا اکرام خدا کا اکرام ہے۔ ۱۲

[2] بزازی نے کہا اور جس نے گمان کیا کہ "یہ حلال نہیں اس لیے کہ ابنِ آدم کے اکرام کے لیے ذبح کیا گیا ہے تو یہ اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے"، ایسا کہنے والے نے قرآن و حدیث اور عقل کی مخالفت کی، اس لیے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قصاب نفع کے لیے ذبح کرتا ہے اور اگر جانے کہ اس کو گھاٹا ہوگا تو نہ ذبح کرے۔ تو اس جاہل کو لازم ہے کہ قصاب کے ذبیحہ کو نہ کھائے اور ایسے ہی ولیمہ، شادی اور عقیقہ کے لیے جو ذبح ہو اس کو بھی نہ کھائے۔ ۱۲ ن

[3] پ ۲۶ رکوع ۱۴ الحجرات [4] پ ۱۵ رکوع ۴ بنی اسرائیل۔ ۱۲ ن

اِنَّمَا ینشا الظن الخبیث عن القلب الخبیث۔ بدگمان، خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔ نقلہ سیدی عبد الغنی النابلسی فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ والہندامینۃ وذخیرہ وشرح وہبانیہ ودرمختار وغیرہ میں ارشاد فرمایا۔ انا لانسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الادمی بھذا النحر ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح سے آدمی کی طرف تقرب چاہتا ہو۔ ردالمحتار میں ہے۔ ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر فھذا بعید من حال المسلم یعنی اس تقرب سے تقرب بروجہ عبادت مراد ہے کہ اسی میں کفر ہے اور اسکا خیال مسلمان کے حال سے دور ہے۔ بلکہ علمأ یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر خود ذابح خاص وقت ذبح تکبیر میں یوں کہے بسم اللہ بنام خدائے بنام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ کہنا مکروہ تو بیشک ہے۔ مگر کفر کیسا۔ جانور حرام بھی نہ ہوگا۔ جبکہ اس لفظ سے اس کی نیت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف تعظیم ہو۔ نہ معاذ اللہ حضور کو ربِ عزّوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں۔ رجل ضحی وذبح وقال بسم اللہ بنام خدائے بنام محمد علیہ السلام۔ قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالیٰ ان اراد الرجل بذکر اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتبجیلہ وتعظیمہ جاز ولا باس وان اراد بہ الشرکۃ مع اللہ تعالیٰ لا تحل الذبیحۃ بلکہ اس سے بھی زائد خاص صورتِ عطف میں مثلاً "بنام خدا وبنام فلاں" جس سے صاف معنیٔ شرکت ظاہر ہے۔ اگرچہ مذہب صحیح حرمتِ جانور ہے مگر حکم کفر نہیں دیتے کہ وہ امر باطنی ہے کیا معلوم کہ اس کی نیت کیا ہے۔ درمختار میں ہے۔ انؔ عطف حرمت نحو باسم اللہ واسم فلاں۔ ردالمحتار میں ہے۔ ھوؔ الصحیح وقال ابن سلمۃ لا تصیر میتۃ لانھا لو صارت میتۃ یصیر الرجل کافرا خانیۃ۔ قلت تمنع الملازمۃ بان الکفر امر باطنی والحکم بہ صعب فیفرق کذا فی شرح المقدسی شرنبلالیۃ۔ اللہ اکبر خود ذابح خاصِ تکبیر ذبح میں نامِ خدا کے ساتھ نامِ غیر ملا کر پکارے اور کافر نہ ہو۔ جب تک معنیٔ شرک کا ارادہ نہ کرے بلکہ بے حرفِ عطف "بنامِ خدا بنامِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"، کہے اور اس نام پاک کے لینے سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہی چاہے حضور کی عظمت ہی کے لیے خاص وقتِ ذبح بنامِ خدا کے ساتھ بنام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے تو جانور میں اصلاً حرمت وکراہت بھی نہیں۔ مگر پیش از ذبح اگر کسی نے یوں پکار دیا کہ فلاں کا بکرا فلاں کی گائے، تو پکارنے والا مشرک اور اس کے ساتھ یہ لفظ منہ سے نکلتے ہی جانور کی بھی کایا پلٹ ہوکر فوراً بکری سے کتّا، گائے سے سور۔ اگرچہ وہ منادی غیر ذابح ہو اگرچہ ابھی نہ وقتِ ذبح نہ دمِ تکبیر۔ معاذ اللہ۔ وہ لفظ کیا تھے جادو کے انچھر تھے کہ

لہ کسی شخص نے قربانی کی اور ذبح کرتے وقت کہا، "بسم اللہ بنامِ خدائے بنامِ محمد علیہ السلام" تو اس کے بارے میں شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس شخص نے حضور کے اسم گرامی سے آپ کی تعظیم کا قصد تو جائز ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اگر اس سے خدا کے ساتھ شرکت کا ارادہ کیا تو ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ ١٢۔ نعانی ٢ے اگر خدا کے ساتھ دوسرے کا نام عطف کیا تو ذبیحہ حرام ہوگا جیسے باسم اللہ واسم فلاں ١٢۔ ٣ے یہی صحیح ہے اور ابن سلمہ نے کہا کہ اس سے ذبیحہ مردار نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اگر مردار ہو جائے تو ایسا ذبیحہ کرنے والا کافر ہو جائے گا (بحوالہ حاشیہ) میں کہتا ہوں اس سے کفر کا لازم ماننا صحیح نہیں۔ اس لیے کہ کفر ایک امرِ باطنی ہے اور اس پر حکم لگانا مشکل ہے تو حکم میں تفریق کی جائے گی۔ ١٢ ن

چھوتے ہی جانور کی ماہیت بدل گئی۔ ایسے زبردستی کے احکام شرعِ مطہر سے بالکل بیگانہ ہیں۔ بڑی دلیل ان کی قصد عبادت غیر ومعنی شرک پر یہ پیش کی جاتی ہے کہ اس شرک کے بدلے گوشت خرید کر تصدق کرنا ان کے نزدیک کافی نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب مقصود نہیں بلکہ خاص ذبح للغیر و شرکِ صریح مُراد ہے۔ اگرچہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مطلب صرف ایصالِ ثواب ہی ہے۔ **اقول**۔ اس سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ خاص ذبح مراد ہے ذبح للغیر کہاں سے نکلا۔ کیا ثواب ذبح کوئی چیز نہیں یا گوشت دینے ہیں وہ بھی خاص ہوجاتا ہے۔ عنایہ میں ہے التضحیة[1] فیہا افضل من التصدق بثمن الاضحیة لان فیہا جمعا بین التقرب باراقة الدم والتصدق والجمع بین القربتین افضل اھ ملخصاً۔ معہذا عوام ایسی اشیا میں مطلقاً تبدیل پر راضی نہیں ہوتے مثلاً جو آٹے کی چٹکی روزانہ اپنے گھر کے خرچ سے نکالتے اور ہر ماہ اسے پکا کر حضور پُرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دلا کر محتاج کو کھلاتے ہیں۔ اگر ان سے کہیے کہ یہ آٹا جو جمع ہوا ہے اپنے خرچ میں لائیے اور اس کے عوض اور پکائیے کبھی نہ مانیں گے۔ حالاں کہ آٹے میں کوئی ذبح کا محل نہیں اور ذبح میں بھی اگر اس جانور کے بدلے دوسرا جانور دیجیے ہرگز نہ لیں گے۔ حالاں کہ ادائے ذبح میں دونوں ایک سے۔ تو اُس کا کافی نہ سمجھنا۔ اسی خیال تعیین و تخصیص کی بنا پر ہے۔ نہ معاذ اللہ اس توہّم باطل پر خصوصاً جبکہ وہ بیچارے صراحۃً کہہ رہے ہیں کہ حاشا للہ ہم عبادت غیر نہیں چاہتے صرف ایصال ثواب مقصود ہے۔ اور اگر انصاف کیجیے تو دربارۂ عدم تبدیل ان کا وہ خیال بے اصل بھی نہیں۔ اگرچہ انھوں نے اس میں تشدد زیادہ سمجھ لیا ہو جن چیزوں پر نیت قربت کرلی گئی۔ شرحِ مطہر بھی بلاوجہ ان کا بدلنا پسند نہیں فرماتی۔ لاسیما[2] اذا کان النزول الی الناقص کما ھھنا وکل ذلک ظاھر جداً۔ ولہٰذا اگر غنی قربانی کے لیے جانور خریدے اور اس معیّن کی نذر نہ ہو تو جانور متعین نہیں ہوجاتا اسے اختیار ہے کہ اس کے بدلے دوسرا جانور قربانی کرے پھر بھی بدلنا مکروہ ہے کہ جب اس پر قربت کی نیت کرلی تو بلاوجہ تبدیل نہ چاہیے۔ ہدایہ میں ہے۔ بالشراء[3] للتضحیة لایمتنع البیع۔ اُسی میں ہے۔ ویکرہ[4] ان یبدل بہا غیرھا اسی تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے۔ بالجملہ مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتی الامکان اس کے قول و فعل کو وجہ صحیح پر حمل واجب اور یہاں ارادۂ قلب پر بے تصریحِ قائل حکم لگانے کی اصلاً راہ نہیں اور حکم بھی کیسا کفر و شرک کا۔ جس میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط فرض یہاں تک کہ ضعیف سے ضعیف احتمال بچاؤ کا نکلتا ہو تو اسی پر اعتماد لازم۔ کما حقق کل ذالک الائمة المحققون فی تصانیفھم الجلیلة۔ اور اگر بالفرض بعض کوون احمقوں پر بہ ثبوتِ شرعی ثابت بھی ہو کہ ان کا مقصود معاذ اللہ عبادتِ غیر ہے تو حکم کفر صرف انھیں پر صحیح ہوگا اُن کے سبب حکم عام لگادینا اور باقی لوگوں کی بھی یہی نیت سمجھ لینا محض باطل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ لَاتَزِرُ[5] وَازِرَةٌ وِزرَ

---

[1] قربانی کرنا اس میں قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ اس لیے کہ اس میں دونوں تقرب کا جمع کرنا ہے۔ ایک اراقتِ دم یعنی خون بہانا دوسرے صدقہ کرنا اور دونوں قربتوں کا جمع کرنا افضل ہے۔ ۱۲ ن [2] خاص کر جب ناقص کی طرف نزول ہو جیسا کہ یہاں ہے (یعنی محض صرف گوشت اراقت دم سے ناقص ہے) اور یہ سب خوب واضح ہے۔ ۱۲ ن [3] قربانی کے لیے کسی جانور کا خریدنا اس کی بیع سے مانع نہیں [4] اور مکروہ ہے کہ اس جانور کی جگہ دوسرا جانور ذبح کیا جائے۔ ن [5] پ ع ۷ الانعام، ترجمہ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (کنزالایمان)

اخری ج۔ پس حق یہ ہے کہ نہ مطلقاً اِس نام پکارنے پر حکمِ شرک صحیح نہ اس کی وجہ سے جانور کو مردار مان لینا درست و بلکہ حکمِ ترک کے لیے قائل کی نیت پوچھیں گے۔ اگر اقرار کرے کہ اس کی مُراد عبادت ہے تو بیشک مشرک کہیں گے ورنہ ہرگز نہیں اور حکمِ حرمت میں صرف قول و فعل و نیتِ ذابح خاص وقتِ ذبح پر مدار رکھیں گے۔ اگر مالک خواہ غیرِ مالک کسی کلمہ گو نے معاذ اللہ اسی نیتِ شرک کے ساتھ ذبح کیا تو بے شک حرام کہ وہ اِس نیت سے مرتد ہو گیا اور مُرتد کا ذبیحہ نہیں اور اگر اللہ عزّ وجل کے لیے جان دی اور قصداً تکبیر ترک نہ کی تو بے شک حلال اگرچہ اس پر باعثِ ایصالِ ثواب یا اکرامِ اولیا یا نفعِ دنیا وغیرہا مقاصد ہوں اگرچہ مالک غیرِ ذابح کی نیت معاذ اللہ وہی عبادتِ غیر ہو۔ اگرچہ پیش از ذبح یا غیرِ ذابح نے وقتِ ذبح کسی کا نام پکارا ہو۔ اور وہ مالک سے وہ نیتِ ناپاک ثابت ہونا بھی ذابح پر کچھ موثر نہیں۔ جب تک خود اس سے بھی اسی نیت پر جان دینا ثابت نہ ہو کہ جب اس سے وہ نیت ثابت نہیں اور مسلمان اپنے ربّ عزّ وجل کا نام لے کر ذبح کر رہا ہے تو اس پر بدگمانی حرام و ناروا ہے۔ اوہامِ تراشیدہ پر مسلمان کو معاذ اللہ مرتکبِ کفر سمجھنا حلالِ خدا کو حرام کہہ دینا۔ نامِ الٰہی عزّ وجل جو وقتِ تکبیر لیا گیا باطل و بے اثر ٹھہرانا ہرگز وجہ صحت نہیں رکھتا۔ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۝ تمہیں کیا ہوا کہ نہ کھاؤ اس جانور سے جس کے ذبح میں اللہ کا نام یاد کیا گیا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ إِنَّمَا كلفنا بالظاهر لا بالباطن فاذا ذبحه على اسم الله وجب ان يحل ولا سبيل لنا الى الباطن۔ (یعنی ہمیں شرعِ مطہّر نے ظاہر پر عمل کا حکم فرمایا ہے۔ باطن کی تکلیف نہ دی جب اس نے اللہ عزّ وجل کا نامِ پاک لے کر ذبح کیا۔ جانور حلال ہو جانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جان لینے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں)

یہ چند نفیس و جلیل فائدے حفظ کے قابل ہیں کہ بہت ابناءِ زمان ان میں سخت خطا کرتے ہیں۔ وباللہ العصمۃ والتوفیق وبہ الوصول الی التحقیق واللہ سبحٰنہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

انوار الانتباہ
فی حلّ نداء یارسول اللّٰہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید موحّد مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بکلمۂ یا ندا کرتا اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ یا اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَارَسُوْلَ اللہ، کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر ومشرک کہیں ان کا کیا حکم ہے؟ بَیِّنُوْا بِالْکِتَابِ تُوْجَرُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْمُصْطَفٰی
وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُوْلِی الصِّدْقِ وَالصَّفَا

الجواب

کلماتِ مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ جاہل یا ضالّ مضلّ، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو شفاء السقام، امام علّام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی سبکی ومواہبِ لدنیہ امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری وشرح مواہب علّامہ زرقانی ومطالع المسرات علامہ فاسی ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ، علامہ علی قاری ولمعات واشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ وجذب القلوب الی دیار المحبوب ومدارج النبوۃ، تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی وافضل القریٰ شرح ام القریٰ امام ابن حجر مکی وغیرہا کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ اللہ العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ اَلْاِھْلَالُ بِفَیْضِ الْاَوْلِیَاءِ بَعْدَ الْوِصَالُ مطالعہ کرے۔

یہاں فقیر بقدرِ ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے۔ حدیث صحیح مذیّل بطراز گرانبہائے تصحیح جسے امام نسائی وامام ترمذی وابنِ ماجہ وحاکم وبیہقی وامام الائمہ ابن خزیمہ وامام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم جس میں حضورِ اقدس سیدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی

کہ بعد نماز یوں کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ [1]

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے۔

اِنَّ رَجُلًا کَانَ یَخْتَلِفُ اِلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِیْ حَاجَۃٍ لَہٗ وَکَانَ عُثْمَانُ لَایَلْتَفِتُ اِلَیْہِ وَلَا یَنْظُرُ فِیْ حَاجَتِہٖ فَلَقِیَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَشَکٰی ذٰلِکَ اِلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ عُثْمَانُ بْنُ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِئْتِ الْمِیْضَاۃَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَیَقْضِیْ حَاجَتِیْ وَتَذْکُرُ حَاجَتَکَ وَرُحْ اِلَیَّ حَتّٰی اَرُوْحَ مَعَکَ۔

فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَہٗ ثُمَّ اَتٰی بَابَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتّٰی اَخَذَ بِیَدِہٖ فَاَدْخَلَہٗ عَلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاَجْلَسَہٗ مَعَہٗ عَلَی الطِّنْفَسَۃِ وَقَالَ حَاجَتَکَ؟ فَذَکَرَ حَاجَتَہٗ فَقَضَاھَا ثُمَّ قَالَ مَا ذَکَرْتَ حَاجَتَکَ حَتّٰی کَانَتْ ھٰذِہِ السَّاعَۃُ وَقَالَ مَا کَانَ لَکَ مِنْ حَاجَۃٍ فَأْتِنَا ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِہٖ فَلَقِیَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقَالَ لَہٗ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا مَا کَانَ یَنْظُرُ فِیْ حَاجَتِیْ وَلَا یَلْتَفِتُ اِلَیَّ حَتّٰی کَلَّمْتَہٗ فِیَّ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاللّٰہِ مَا کَلَّمْتُہٗ وَلٰکِنْ شَہِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَتَاہُ رَجُلٌ ضَرِیْرٌ فَشَکَا اِلَیْہِ ذَھَابَ بَصَرِہٖ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِئْتِ الْمِیْضَاۃَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ ادْعُ بِھٰذِہِ الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ

---

[1] ابو عیسےٰ ترمذی : ترمذی شریف، مطبع ایچ ایم سعید کمپنی اردو بازار دہلی ج ۲ ص ۱۹۷، محمد بن یزید قزوینی: ابن ماجہ شریف: احیاء التراث العربی، ج ۱ ص ۴۴۱، امام حاکم: مستدرک: دار الفکر بیروت، ج ۱ ص ۵۱۹، ابوبکر محمد ابن اسحاق صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۲۲۶۔

حَنِیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَوَاللّٰہِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِیْثُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْنَا الرَّجُلُ کَاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بِہٖ ضُرٌّ قَطُّ لہ

یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لیے امیرالمؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیرالمؤمنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ: الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یارسول اللہ! میں حضور کے توسّل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔

حاجت مند نے (کہ وہ بھی صحابی یا لا اقل کبار تابعین سے تھے) یونہی کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیرالمؤمنین کے حضور لے گیا، امیرالمؤمنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا، مطلب پوچھا عرض کیا، فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا۔ اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تعالےٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ امیرالمؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیرالمؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو دیکھا، حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور بینائی کی شکایت کی، حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا"

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح، امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں۔

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَقِیْلَ لَہٗ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ۔ عہ

"یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انہیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت نے باوازِ بلند کہا یا محمداہ! فوراً پاؤں کھل گیا۔"

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبداللہ بن عباس

لہ محمد بن اسماعیل بخاری : کتاب الادب المفرد مطبوعہ مکتبہ ص ۲۵۰

عہ ولفظ البخاری ص۱۴۲ خدرت رجل ابن عمر فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد ۱۲ منہ

رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سوگیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے، تو اس نے یا محمداہ کہا، اچھا ہوگیا۔[1] اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

هٰذَا مِمَّا تَعَاهَدَهٗ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ[2]

حضرت بلال بن الحارث مُزنی سے قحطِ عام الرمادہ میں کہ بعد خلافتِ فاروقی ۱۸ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجیے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی یا محمداہ! پھر حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی ذَکَرَہٗ فِی الْکَامِل[3]

امام مجتہد فقیہ اجل عبدالرحمٰن ہُذَلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلّہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں، سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا محمد یا منصور! اور ظاہر ہے کہ اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَیْنِ۔[ع] ہشیم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں، انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں۔

رَأَیْتُهٗ وَعَلٰی رَأْسِهٖ قَلَنْسُوَةٌ اَطْوَلُ مِنْ ذِرَاعٍ مَکْتُوْبٌ فِیْهَا مُحَمَّدٌ یَا مَنْصُوْرُ[ع]

ذَکَرَہٗ فِیْ تَهْذِیْبِ التَّهْذِیْبِ وَغَیْرِہٖ[4]

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوے میں ہے۔

سُئِلَ عَمَّا یَقَعُ مِنَ الْعَامَّةِ مِنْ قَوْلِهِمْ عِنْدَ الشَّدَائِدِ یَا شَیْخ فُلَانٍ وَنَحْوَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِسْتِغَاثَةِ بِالْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ وَهَلْ لِلْمَشَائِخِ اِغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ اَمْ لَا؟ فَاَجَابَ بِمَا نَصُّهٗ اَنَّ الْاِسْتِغَاثَةَ بِالْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْاَوْلِیَآءِ وَالْعُلَمَآءِ الصَّالِحِیْنَ جَائِزَةٌ وَلِلْاَنْبِیَآءِ وَالرُّسُلِ وَ الْاَوْلِیَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ اِغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ الخ[ع]

---

[1] امام نووی: کتاب الاذکار۔ مطبع مکتبہ دار التعاون، مکہ ص ۱۳۵ - [2] شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض۔ دار الفکر بیروت ج ۳ ص ۳۵۵۶ [3] ابن اثیر: تاریخ کامل۔ دار الصادر، بیروت ج ۲ ص ۵۵۶ -

[ع] (ترجمہ) یا محمداہ کہنا اہل مدینہ کا معمول تھا۔ [ع] قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔

[4] ابو عبداللہ محمد بن احمد: میزان الاعتدال دار المعرفۃ للطباعۃ، بیروت ج ۲ ص ۵۷۴

[ع] (ترجمہ) میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ بھر سے لمبی ٹوپی رکھتے تھے جس میں لکھا تھا "محمد یا منصور"

[ع] الشیخ حسن العدوی الحمزاوی: مشارق الانوار (المکتبۃ اشرفیہ، مصر) ص ۵۹

یعنی ان سے استفتا ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیار و مرسلین و اولیار و صالحین سے فریاد کرتے اور یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور ان کے مثل کلمات کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں اور اولیار بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیار و مرسلین و اولیار و علمار سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔"

علامہ خیرالدین رملی، استاذ صاحب دُرِّ مختار، فتاویٰ خیریہ میں فرماتے ہیں:۔

قَوْلُهُمْ يَا شَيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ نِدَاءٌ فَمَا الْمُوْجِبُ لِحُرْمَتِهٖ [1]

"لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبدالقادر یہ ایک ندا ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟"

سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:۔

سُئِلْتُ مِمَّنْ يَقُوْلُ فِي حَالِ الشَّدَائِدِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَا عَلِيُّ اَوْ يَا شَيْخ عَبْدَ الْقَادِرِ مَثَلًا هَلْ هُوَ جَائِزٌ شَرْعًا اَمْ لَا؟ اَجَبْتُ نَعَمْ الْاِسْتِغَاثَةُ بِالْاَوْلِيَاءِ وَنِدَاءُهُمْ وَالتَّوَسُّلُ بِهِمْ اَمْرٌ مَشْرُوْعٌ وَشَيْئٌ مَرْغُوْبٌ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا مُكَابِرٌ اَوْ مُعَانِدٌ وَقَدْ حُرِمَ بَرَكَةَ الْاَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ ۔ الخ

یعنی "مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہوں یارسول اللہ یا، یا علی یا، یا شیخ عبدالقادر مثلاً، آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں، اولیار سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحب عناد اور بے شک وہ اولیار کرام کی برکت سے محروم ہے۔"

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیار عظام کا عظیم الشان واقعہ بسندِ مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے۔

فَاَسَرَهُمُ الرُّوْمُ مَرَّةً فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ اِنِّيْ اَجْعَلُ فِيْكُمُ الْمُلْكَ وَاُزَوِّجُكُمْ بَنَاتِيْ وَتَدْخُلُوْنَ فِي النَّصْرَانِيَّةِ فَاَبَوْا وَقَالُوْا يَا مُحَمَّدَاهُ ۔

یعنی "ایک بار نصارائے روم انہیں قید کر کے لے گئے، بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا، تم نصرانی ہو جاؤ، انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہ۔"

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالےٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا، وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے، انہوں نے حال پوچھا، فرمایا۔

---

[1] علامہ خیرالدین رملی : فتاوےٰ خیریہ (مطبوعہ ارگ بازار قندھار، افغانستان) ج ۲ ص ۲۸۲

مَاکَانَتْ اِلَّا الْغَطْسَۃَ الَّتِیْ رَأَیْتَ حَتّٰی خَرَجْنَا فِی الْفِرْدَوْسِ۔

"بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا، اس کے بعد ہم جنتِ اعلےٰ میں تھے"

امام فرماتے ہیں،

کَانُوْا مَشْھُوْرِیْنَ بِذٰلِکَ مَعْرُوْفِیْنَ بِالشَّامِ فِی الزَّمَنِ الْاَوَّلِ

"یہ حضرات زمانۂ سلف میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف"

پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے، ازانجملہ یہ بیت ہے ؎

سَیُعْطِی الصَّادِقِیْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ ۔۔۔ نَجَاۃً فِی الْحَیٰوۃِ وَفِی الْمَمَاتِ[1]

"قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا"

یہ واقعہ عجیب، نفیس و روح پرور ہے، میں بخیالِ تطویل اسے مختصر کر گیا، تمام و کمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے، مَنْ شَآءَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ، یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں۔ یا رسول اللہ! کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت و شہادت کیسی اور جنت الفردوس میں جگہ پائی، کیا معنٰے اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجنا کیونکر معقول! اور ان ائمۂ دین نے یہ روایت کیونکر مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلّم رکھی اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرسوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کَمَا ذَکَرَہٗ فِی الرِّوَایَۃِ نَفْسِھَا اور طرسوس ایک ثغر ہے یعنی دار الاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کَمَا ذَکَرَہُ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ تَارِیْخِ الْخُلَفَاءِ[2]۔

ہارون رشید کا زمانہ زمانۂ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لااقل تبع تابعین سے تھے وَاللّٰہُ الْھَادِیْ۔

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں،

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ وَمَنْ نَادٰی بِاِسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فُرِّجَتْ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ لَہٗ وَمَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ سُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَیُسَلِّمُ عَلَیْہِ وَیَذْکُرُنِیْ ثُمَّ یَخْطُوْ اِلٰی جِھَۃِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ خُطْوَۃً یَذْکُرُ فِیْھَا اِسْمِیْ وَیَذْکُرُ حَاجَتَہٗ فَاِنَّھَا تُقْضٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ[3]

یعنی "جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے

---

[1] علامہ سیوطی فرماتے ہیں طرسوس کی تعبیر ابو مسلم نے کی۔ شرح الصدور، عربی، ص ۸۹ ۱۲ قادری

وہ سختی دور ہوا در جو کسی حاجت میں اللہ تعالےٰ کی طرف مجھ سے توسّل کرے وہ حاجت بر آئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے، پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے، ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے، اس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے۔

اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی، مولانا علی قاری مکی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مولینا ابو المعالی محمد مسلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہۃ الخاطر و تحفۂ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

یہ امام ابو الحسن نور الدین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف، اعاظم علماء و ائمۂ قرأت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں، امام اجل حضرت ابو صالح نصر قدس سرہ سے فیض حاصل کیا، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابو بکر تاج الدین عبد الرزاق نور اللہ مرقدہٗ سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضور پُر نور سید السادات غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں۔ یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قرأت سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور ہے[۲]۔

امام شمس الدین ذہبی کہ علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم آشکار اس جناب کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کے مدائح لکھے۔

امام محدث محمد بن محمد بن محمد بن الجزری مصنف حصن حصین اس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں، انہوں نے یہ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی[۳]۔

ان سب باتوں کی تفصیل اور اس نماز مبارک کا دلائل شرعیہ و اقوال و افعال علمائے و اولیاء سے ثبوت جلیل فقیر غفر اللہ تعالےٰ لہٗ کے رسالہ "اَنْہَارُ الْاَنْوَارِ مِنْ یَمِّ صَلٰوۃِ الْاَسْرَارِ" میں ہے فَعَلَیْکَ بِہَا تَجِدُ فِیْہَا مَا یَشْفِی الصُّدُوْرَ وَیَکْشِفُ الْعَمٰی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں فرماتے ہیں:۔

سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لئے جاتے تھے، ان کے جانور کا پاؤں

---

[۱] امام جلال الدین سیوطی نے ان جناب کو الامام الاوحد لکھا، یعنی امام یکتا بے نظیر ۱۲ منہ۔ [۲] عبد الحق محدث دہلوی شیخ محقق: زبدۃ الآثار، فارسی (بکسلنگ کمپنی، بمبئی ۱۳۰۴ھ) ص ۲۔ [۳] ایضاً: ص ۳

پھسلا، بآواز پکارا یا سیّدی محمد یاغمری، اُدھر ابنِ عمر حاکمِ صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کئے لئے جاتے تھے، ابنِ عمر نے فقیر کا ندا کرنا سُنا، پوچھا یہ سیّدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ، کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں یا سیّدی یا غمری لاحظنی اے میرے سردار اے محمد غمری مجھ پر نظرِ عنایت کرو، ان کا یہ کہنا کہ حضرت سیّدی محمد غمری رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دیکر رخصت کیا [۱]۔

اسی میں ہے۔

سیّدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہو گئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی، دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے، جب تک وہ پہلی واپس آئے۔ ایک مدّت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالےٰ حضرت کو جزائے خیر دے، جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا، میں نے اپنے دل میں کہا یا سیّدی محمد یا حنفی! اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا اور مجھے بہ برکت حضرت اللہ عزّوجلّ نے نجات بخشی [۲]۔

اسی میں ہے۔

"ولیِ ممدوح قدس سرہ کی زوجۂ مقدسہ بیماری سے قریبِ مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں۔ یا سیّدی احمد یا بدوی خاطرک معی اے میرے سردار! اے احمد بدوی حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے، ایک دن حضرت سیّدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کب تک مجھے پکارے گی، اور مجھ سے فریاد کرے گی، تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیّدی محمد یا حنفی! کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالےٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا [۳]۔

اسی میں ہے حضرتِ ممدوح رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے۔

مَنْ کَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ فَلْيَاْتِ اِلٰى قَبْرِىْ وَيَطْلُبْ حَاجَتَهٗ اَقْضِهَا لَهٗ فَاِنَّ مَا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ غَيْرُ ذِرَاعٍ مِّنْ تُرَابٍ وَكُلُّ رَجُلٍ يَحْجُبُهٗ عَنْ اَصْحَابِهٖ ذِرَاعٌ مِّنْ تُرَابٍ فَلَيْسَ بِرَجُلٍ [۴]

۱۔ عبدالوہاب شعرانی امام ، طبقات الکبرٰی مطبوعہ مکتبہ مصطفےٰ البابی ، مصر ج ۲ ص ۹۴
۲۔ " " ، " " ، " " ص ۹۴
۳۔ " " ، " " ، " " ص ۹۶
۴۔ " " ، " " ، " " ص ۱۰۵

"جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے، مَیں روا فرما دوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد کاہے کا؟"

اسی طرح حضرت سیّدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا۔

كَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ اَنَا مِنَ الْمُتَصَرِّفِيْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَمَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ فَلْيَأْتِ اِلٰى قُبَالَةِ وَجْهِيْ وَيَذْكُرُهَا لِيْ اَقْضِهَا لَهٗ۔ [1]

"فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبور میں تصرّف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرۂ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے، میں روا فرما دوں گا۔"

اسی میں ہے۔

"مروی ہوا ایک بار حضرت سیّدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو فرماتے میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی، انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدوضع نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیر و مرشد حضرت سیّدی مدین کا نام معلوم نہ تھا، یوں ندا کی یَا شَیْخَ اَبِیْ لَاحِظْنِیْ! اے میرے باپ کے پیر مجھے بچائیے۔ یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔ [2]

اسی میں سیّدی موسےٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالےٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں۔

كَانَ اِذَا نَادَاهُ مُرِيْدُهٗ اَجَابَهٗ مِنْ مَسِيْرَةِ سَنَةٍ اَوْ اَكْثَرَ۔ [3]

"جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا، جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد۔"

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر مبارک حضرت سیّد اجل شیخ بہار الحق والدین بن ابراہیم وعطا ر اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں۔

"ذکرِ کشفِ ارواح یا احمد یا محمد! در دو طریق ست، یک طریق آنست یا احمد را در راست بگوید و یا محمّد را در چپ بگوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ! طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راست گوید و چپ او یا محمّد و در دل وہم کند یا مصطفیٰ۔ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے ملائکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند یا جبرئیل، یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل چہار ضربی دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرفِ ندا را از دل بکشد طرف راست ببرد و لفظ شیخ را در دل

[1] عبدالوہاب شعرانی، امام : طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲
[2] ایضاً " " " ج ۲ ص ۲۱

ضرب کند"۔ ؎۱

حضرت سیدی نور الدین عبد الرحمٰن مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روحہ نے قریبِ انتقال ارشاد فرمایا۔

از رفتنِ من غمناک مشوید کہ نور منصور رحمہ اللہ تعالےٰ بعد از صد و پنجاہ سال برروحِ شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالےٰ تجلّی کردہ مرشد او شد"

اور فرمایا:۔

"در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تامن شمارا ممد باشم در ہر لباسے کہ باشم"

اور فرمایا:۔ "در عالم مارا دو تعلق ست یکے بہ بدن و یکے بشما و چوں بہ عنایتِ حق سبحانہ و تعالےٰ فرد و مجرد شوم و عالمِ تجرید و تفرید روئے نماید آں تعلق نیز از آں شما خواہد بود"۔ ؎۲

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں:۔

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ ... وَيَا خَيْرَ مَأْمُوْلٍ وَّيَا خَيْرَ وَاهِبِ

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُّرْجٰى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ ... وَمَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

وَاَنْتَ مُجِيْرِيْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ ... اِذَا اَنْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں۔

(فصل یازدہم) در ابتہال بجناب آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، رحمت فرستد برتو خدائے تعالےٰ اے بہترینِ خلقِ خدا! واے بہترینِ کسیکہ امید داشتہ شود! اے بہترین عطا کنندہ واے بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد برائے ازالۂ مصیبتے واے بہترین کسیکہ سخاوت او زیادہ است از باراں! بار ہا گواہی میدہم کہ تو پناہ دہندۂ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتے کہ بخلاند در دل بدترین چنگال ہا تہ اھ ملخصًا ؎۳

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں۔

"ذکر بعض حوادثِ زماں کہ دراں حوادث لابدست از استمداد بروح آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" ؎۴

اسی کی فصلِ اوّل میں لکھتے ہیں:۔

"بہ نظر نمے آید مرا مگر آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین ست در ہر شدتے"

یہی شاہ صاحب مدحیۂ ہمزیہ میں لکھتے ہیں ؎

؎۱ شاہ عبد الحق محدث دھلوی ، اخبار الاخیار ، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند ص ۳۰۵

؎۲ عبد الرحمٰن جامی، مولینا ، نفحات الانس (اردو) ، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی ص ۵۰۲

؎۳ ولی اللہ محدث دھلوی، شاہ ، اطیب النغم (مجتبائی دہلی) ص ۲۲

؎۴ ایضًا " " ص ۲

يُنَادِیْ ضَارِعًا بِخُضُوْعِ قَلْبٍ	وَذُلٍّ وَابْتِهَالٍ وَّ الْتِجَاءٍ
رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا خَیْرَ الْبَرَایَا	نَوَالَكَ اَبْتَغِیْ یَوْمَ الْقَضَاءِ
اِذَا مَا حَلَّ خَطْبٌ مُّدْلَهِمٌّ	فَاَنْتَ الْحِصْنُ مِنْ كُلِّ الْبَلَاءِ
اِلَیْكَ تَوَجُّهِیْ وَبِكَ اِسْتِنَادِیْ	وَفِیْكَ مَطَامِعِیْ وَبِكَ ارْتِجَائِیْ

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں :۔

"در فصل ششم، در مخاطبۂ جناب عالی علیہ افضل الصلوات، واکمل التحیات والتسلیمات، ندا رکند زار و خوار شدہ بشکستگیٔ دل واظہارِ بے قدریٔ خود و بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسولِ خدا اے بہترینِ مخلوقات عطائے مے خواہم روز فیصل کردن، وقتے کہ فرود آید کارِ عظیم در غایتِ تاریکی، پس توئی پناہ از ہر بلا، بسوئے تست رُو آوردنِ من و بہ تست پناہ گرفتنِ من و در تست امید داشتنِ من اھ ملخصًا[1]

یہی شاہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں قضائے حاجت کے لئے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں :۔

"اوّل دو رکعت نفل بعد ازاں یکصد و یازدہ بار درود و بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یکصد و یازدہ بار شَیْئًا لِلّٰہِ یَا شَیْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ"[2]

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاذِ حدیث مولانا طاہر مدنی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والد مولینا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولینا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولینا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولینا احمد نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسلِ حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیر و مرشد شیخ محمد سعید لاہوری جنہیں انتباہ میں "شیخ معمر ثقہ" کہا اور اعیانِ مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولینا عبد الملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شناوی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ بروجی اور ان دونوں صاحبوں کے پیر و مرشد مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری۔

یہ سب اکابر نادِ علی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے وللہ الحجۃ السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ انہار الانوار و حَیَاۃُ الْمَوَاتِ فِیْ بَیَانِ سَمَاعِ

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دھلوی : اطیب النغم مطبوعہ مجتبائی، دھلی ص ۳۴

[2] نوٹ :۔ الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسلِ طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں، دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ، لاہور نے وصاف النبیہ کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالبًا یہ حوالہ اسی "غیر ضروری" حصہ میں قلم زد ہو گیا ہے ۱۲ اشرف قادری

الاَمْوَاتُ کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان المحدثین میں حضرتِ ارفع واعلیٰ امام العلما نظام الاولیا حضرت سیّدی احمد زرّوق مغربی قدس سرّہ استاذ امام شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدالِ سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت وحقیقت کے جامع، باوصف علوِّ باطن ان کی تصانیف علومِ ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں، اکابر علما فخر کرتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم عارف کے شاگرد ہیں یہاں تک کہ لکھا۔

"بالجملہ مردے جلیل القدرے ست کہ مرتبہ کمالِ او فوق الذکر است"

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں ؎

اَنَا لِمُرِیْدِیْ جَامِعٌ لِشَتَاتِہٖ　　اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَکْبَۃٖ

وَاِنْ کُنْتَ فِیْ ضَیْقٍ وَّ کَرْبٍ وَّ وَحْشَۃٍ　　فَنَادِ بِیَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَۃٍ [1]

یعنی "میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کر یا زرّوق! میں فوراً آموجود ہوں گا۔"

علامہ زیادی پھر علامہ اجہوری صاحب تصانیفِ کثیرہ مشہورہ پھر علامہ داؤدی محشی شرح منہج پھر علامہ شامی صاحبِ ردالمحتار حاشیہ درمختار گم شدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے ہیں کہ بلندی پر جاکر حضرت سیّدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انہیں ندا کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان۔ [2] شامی مشہور ومعروف کتاب ہے، فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہامشِ تکملہ پر ذکر کی۔

غرض یہ صحابۂ کرام سے اس وقت تک کے اس قدر ائمہ واولیا وعلما ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعتِ قلیلہ میں جمع کئے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہیئے کہ عثمان بن حنیف وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے لیکر شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ ومشائخ تک سب کو کافر ومشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہوگیا اور بے دھڑک ان سب پر کفر وشرک کا فتوےٰ جاری کریں تو ان سے اتنا کہئے کہ اللہ تمہیں ہدایت کرے۔ ذرا آنکھیں کھولکر دیکھو تو کسے کہا اور کیا کچھ کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور جان لیجئے کہ مذہب کی بنا پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک وکافر ٹھہریں وہ مذہب خدا ورسول کو کس قدر دشمن ہوگا۔

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی: بستان المحدثین　مطبوعہ سعید کمپنی، کراچی　ص ۳۲۵

[2] ابن عابدین الشامی، علامہ: ردالمحتار　مطبوعہ مطبع دارالکتب العربیۃ الکبری، مصر ج ۳ ص ۳۵۵

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے اور بہت ائمۂ دین نے مطلقاً اس پر فتوے دیا جس
کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں
تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یارسول اللہ و یا علی و یا حسین و یا غوث الثقلین
کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرکین کہتے ہیں، خود کافر ہیں تو ان پر لازم کہ نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں، اور
اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ دُرِّ مختار میں ہے مَا فِیْهِ خِلَافٌ یُؤْمَرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ
تَجْدِیْدِ النِّکَاحِ۔

فائدہ: حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے "التحیات" ہے جسے
ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے ـــ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ "سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور
اس کی برکتیں۔"

اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک داخل ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانۂ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو
مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ندا، حاشا وکلا شریعت مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر
ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنے مراد نہ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی
درکار ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ سے حمد الٰہی کا قصد رکھے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ
اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور
سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ فتاوےٰ عالمگیری میں
شرح قدوری سے ہے:

لَابُدَّ اَنْ یَقْصُدَ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِیَهَا الَّتِیْ وُضِعَتْ لَهَا مِنْ عِنْدِهٖ
كَاَنَّهٗ یُحَیِّی اللّٰهَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَعَلٰی نَفْسِهٖ وَعَلٰی اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی [1]

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرِّ مختار میں ہے:

(وَیَقْصُدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ) مَعَانِیَهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰی وَجْهِ الْاِنْشَاءِ، كَاَنَّهٗ
یُحَیِّی اللّٰهَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَعَلٰی نَفْسِهٖ وَاَوْلِیَآئِهٖ لَا الْاِخْبَارِ، عَنْ

---

[1] فتاوےٰ عالمگیری : مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور ج ۱، ص ۷۲

ذٰلِكَ ذَكَرَهٗ فِي الْمُجْتَبٰى [1]

علامہ حسن شرنبلانی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں۔

يَقْصُدُ مَعَانِيَهُ مُرَادَةً لَهٗ عَلٰى أَنَّهٗ يُنْشِئُهَا تَحِيَّةً وَّسَلَامًا مِنْهُ [2]

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی، اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گڑھتے ہیں کہ صلوٰۃ وسلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں ندا رجائز اور ان کے ماورا میں ناجائز حالانکہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے، قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں، ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود وسلام ہی نہیں بلکہ امت کے تمام اقوال وافعال واعمال روزانہ دو وقت سرکار عرش وقار حضور سیّد الابرار صلے اللہ تعالے علیہ وسلم میں عرض کئے جاتے ہیں۔ احادیث کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمال حسنہ وسیئہ سب حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور یونہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور والدین واعزار واقارب سب پر عرض اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالے علیہ حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالے عنہما سے راوی۔

لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْمَالُ أُمَّتِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيًّا فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَأَعْمَالِهِمْ [3]

یعنی "کوئی دن ایسا نہیں جس میں سیّد عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر اعمالِ امت ہر صبح وشام پیش نہ کئے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے"، صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وشرف وکرم،

فقیر غفر اللہ تعالے لہٗ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتاب مبسوط لکھ سکتا ہے مگر منصف کے لئے اسی قدر وافی اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

اِكْفِنَا شَرَّ الْمُضِلِّيْنَ يَا كَافِيْ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِنِ الشَّافِيْ وَ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ حُمَاةِ الدِّيْنِ الصَّافِيْ اٰمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنّی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفےٰ احمد رضا خاں

---

[1] محمد عبد الباقی زرقانی، امام : شرح مواہب اللدنیہ (دار المعرفۃ، بیروت) ج ۵ ص ۳۳۷

تجوید

مسئلہ:۔ از بندۂ درماندہ فدوی محمد عمر ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ

آیۂ کریمہ ومن دونہما جنتٰن ہ فبای الاء ربکما تکذبٰن لا مدھا متٰن ج فبای الاء ربکما تکذبٰن
کیا فرماتے ہیں قراء شریعت اس میں کہ آیہ مذکورہ بالا میں جو آیت "لا" ہے اس پر ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کے متعلق کیا اختلافات ہیں؟

الجواب:۔ ہر آیت لا پر وقف جائز ہے، یوں بھی سنت سے ثابت ہے۔ قراء میں بھی دونوں طریقے ہیں۔ اور سب قرائتیں حق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ مرسلہ سید اشرف علی صاحب محلہ ذخیرہ بریلی ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ

بخدمت شریف جناب اعلیٰ حضرت صاحب قبلہ سلامت۔ عرض یہ ہے کہ سورۂ ناس میں خَنَّاسِ ہ اَلَّذِیْ ہے یا خَنَّاسِ ہ الَّذِیْ۔ کس طرح پڑھنا چاہیے۔ حضور دیگر عرض یہ ہے خناس الذی میں الف آگیا یا نہیں؟

الجواب:۔ دونوں طرح جائز ہے۔ اور اصل وہی ہے کہ خناس کا سین الذی کے لام میں ملا کر پڑھیں۔ اس میں الف گر جائے گا۔ اور بحالتِ وصل اس کے گرانے کا ہی حکم ہے۔ اور "س" پر وقف کرکے "الذی" مع "الف" پڑھے جب بھی کچھ حرج نہیں، دونوں طریقے سنت سے ثابت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از کانپور محلہ بانس منڈی مدرسہ امداد العلوم مسئولہ ابوالہادی محمد عبدالکافی روز یکشنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۳۳ھ

دربارہ اس مسئلہ میں کہ وقتِ ختمِ قرآن تراویح میں تین بار سورۂ اخلاص شریف کا پڑھنا مکروہ ہے یا مستحسن؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ مستحسن ہے، فتاوٰی عالمگیری میں ہے قرأ قل ھو اللہ احد ثلاث مرات عقیب الختم یستحسنہا بعض المشائخ بجبر نقصان دخل فی قرأۃ البعض۔ الاان یکون ختم القراٰن فی الصلٰوۃ المکتوبۃ فلا یزید علی مرۃ۔ عقود الدریہ میں ہے والعمل بما علیہ الاکثر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسم القرآن

مسئلہ: مسئولہ حافظ میر عبد الجلیل صاحب مارہروی ۲۵ صفر مظفر ۱۳۲۲ھ

الفاظ جمع مذکر سالم مانند خاسئین، قانتون، کٰرِھین، خیر الفاتحین وامثالہا

۱/ جن کو منشی اشرف علی نے اپنے مصحف میں محذوف الالف لکھا ہے۔ اور اکثر جگہ حوالہ شمع قرأت اور خلاصۃ الرسوم وغیرہ کا دیا ہے اور مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری نے الفاظ موصوفہ کو باثباتِ الف اپنے مصحف میں لکھا ہے بلکہ ایسے الفاظ قلیل الدور کی ایک فہرست اپنے مصحف کے ابتدا میں لکھ دی ہے کہ وہ باثباتِ الف ہیں۔ ان کی بابت آپ کا کیا حکم ہے؟

۲/ لفظ "کلام" ملک العلام میں صرف چار جگہ ہے۔ ایک جگہ سورۂ بقرہ میں یسمعون کلم اللہ۔ دوم سورۂ اعراف میں قال یا موسی انی اصطفیتك علی الناس برسلتی و بکلامی۔ سوم سورۂ توبہ میں فاجرہ حتی یسمع کلم اللہ۔ چہارم سورۃ الفتح میں ہے یریدون ان یبدلوا کلم اللہ۔ ان سب کو بعض مصاحف و کتب رسم الخط میں باثباتِ الف لکھا ہے اور بعض میں محذوف الالف اور بعض نے بعض کو مع الالف اور بعض کو بغیر الف لکھا ہے۔ آپ کی ان کے باب میں کیا رائے ہے؟

۳/ لفظِ قیام دو مقام پر سورۂ نساء میں اوّلاً ولا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیٰما دوم فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم سوم سورۃ المائدہ میں جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیٰما للناس چہارم سورۂ فرقان والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما پنجم سورۂ زمر میں ثم نفخ فیہ اخرٰی فاذا ھم قیام ینظرون ششم سورۂ ذاریات میں فما استطاعوا من قیام وما کانوا منتصرین۔ عام مصاحف میں یعنی مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری اور ان کے مقلدین نے سورۂ نساء کے پہلے اور سورۂ مائدہ والے کو بدون الف لکھا ہے۔ اور باقی سب جگہ مع الف۔ اور یہی رسالہ مرقع الغزلان سے ثابت ہے مگر منشی اشرف علی نے صرف آخر کے تینوں کو باثباتِ الف اور اوّل کے تینوں کو بدون الف لکھا ہے۔

۴/ للرجال نصیب مما ترك الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترك الوالدان والاقربون مما قل منه او کثر اور لکل جعلنا موالی مما ترك الوالدان الآیہ سب مصاحف مروجہ ہندی میں الف اول موجود اور ثانی مفقود ہے مگر مؤلف خلاصۃ الرسوم دونوں کا حذف فرماتے ہیں۔ اور والدین یا دونوں سے سب جگہ مع الالف ہے۔

۵/ لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکرٰی سورۂ نساء میں وتری الناس سکرٰی وما ھم بسکرٰی تینوں کو منشی اشرف علی

اور مولوی ہادی علی صاحب نے اپنے مکتوب مصاحف میں محذوف الالف لکھا ہے۔ اور عام مصاحف میں خاص سورۂ نساء میں بدون الف اور باقی دونوں کو مع الالف۔ خلاصۃ الرسوم اور رسالہ نور سرمدی سے قولِ اوّل ثابت ہے مگر مرتع الغزلان میں لکھا ہے سہ گیر از حج دو جا سکاریٰ یاد یعنی محذوفات میں دو کا ذکر کیا۔ تیسرے سے کچھ تعرض نہ کیا۔

٦ علامہ ابو عمرو الدانی ارشاد کرتے ہیں کذالك سوءۃ و سوءتکم و سیئ و سیئت و بریؤن و ھنیئا مریئا و بریئا و شبھہ یعنی ان سب کا ہمزہ بدون مرکز ہے لیکن کل مصاحف ہندی میں سوا اتکم الف سے مرقوم ہے۔ بالاتفاق کسی نے اس میں خلاف بھی بیان نہیں کیا۔

٧ ومن خزی یومئذ سورۂ ہود میں قرأت مفتوح المیم کو کتاب تیسیر میں نافع اور ابن عامر کے نام سے لکھا ہے اور خلاصۃ الرسوم میں مرقوم ہے بکسر میم ست بقرأت غیر سوسی۔

٨ اعوذ باللہ کے باب میں روایت کتاب تحفۂ نذریہ مؤلفہ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم مختار جمیع قراء است۔ آگے بیان کرتے ہیں کہ اگر کسے لفظ دیگر در تعوذ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازاں لفظ منع فرمود۔ پھر لکھتے ہیں باوجود ایں منع و تعلیم الفاظ دیگر ہم مروی شدہ اند۔ پس تلفظ تعوذ باں الفاظ ہم جائز است اگرچہ مختار نیست۔ انتہی عبارتہ، بقدر ضرورت۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اول:۔ یہ علم سمعی ہے نہ قیاسی۔ کلماتِ علمائے کرام سے یہاں صرف دو ضابطے ملتے ہیں۔ اوّل مطردہ کہ ہر جمع مذکر سالم کثیر الدور محذوف الالف ہے جبکہ اس الف پر مد نہ ہو۔ دوم اکثری یہ کہ الف پر مد ہو یعنی اس کے بعد ہمزہ یا حرف مشدد آئے تو ثابت الالف ہے، مگر ذوات الہمزہ میں حذف بھی بکثرت پایا گیا ہے۔ اور جمع مؤنث سالم تو مطلق محذوف الالف والالفین ہے اگرچہ قلیل الدور ہو، اگرچہ الف ممدود ہو۔ مگر گنتی کے حروف جیسے سورۂ شوریٰ میں روضٰت الجنّٰت۔ یونس میں اٰیاتنا بینٰت اسی میں مکر فی اٰیاتنا۔ حم سجدہ میں سمٰوٰت، فاطر میں علیٰ بینات علی الخلاف الی غیر ذلک من حروف قلائل۔

امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ مقنع میں فرماتے ہیں:

اتفقوا علی حذف الالف من جمع السالم الکثیر الدور من المذکر والمؤنث جمیعا الصٰبرین و الصٰدقین والقٰنتین والشیٰطین والظٰلمون والسٰحرون والطیبٰت والخبیثٰت والمتصدقٰت وثیبٰت والغرفٰت وما کان مثلہ۔ فان جاء بعد الالف ھمزۃ او حرف مضعف نحو السائلین والقائمین والظانین و العادین وحافین و شبھہ اثبت الالف علی انی

تمام لوگوں نے جمع مذکر و مؤنث سالم کثیر الدور سے الف کے حذف کرنے پر اتفاق کیا۔ جیسے صٰبرین، صٰدقین، قٰنتین، شیٰطین، ظٰلمون، سٰحرون، طیبٰت، خبیثٰت، متصدقٰت، ثیبٰت، تئبٰت، غرفٰت اور جو اس کے مثل ہو۔ اور الف کے بعد ہمزہ یا حرف مشدد آئے جیسے سائلین، قائلین، ظانین، عادین، حافین اور اس کے مشابہ۔ مگر میں نے اہلِ مدینہ اور اہلِ عراق کے قدیم مصاحف کا تتبع کیا تو

تتبعت مصاحف اهل المدینة واهل العراق
القدیمة فوجدت فیها مواضع کثیرة مما بعد الالف
فیه همزة قد حذف الالف منها واکثر ما
وجدته فی جمع المؤنث لثقله والاثبات فی
المذکر اکثر قال ابوعمرو ما اجتمع فیه الفان من
جمع المؤنث السالم فان الرسم فی اکثر المصاحف
بحذفهما جمیعا سواء کان بعد الالف حرف مضعف
او همزة نحو الحٰفظٰت والصّٰدقٰت والنّٰزعٰت والصّٰفّٰت
والعٰدیٰت والصّٰئمٰت وغیٰبٰت وسٰئحٰت و شبهه
قد امعنت النظر فی ذلک فی مصاحف اهل العراق
الاصلیة اذ عدمت النص فی ذلک فلم اره مختلف فی
حذف ذلک۔

بہت سے مقامات پر جہاں الف کے بعد ہمزہ تھا وہاں سے
بھی الف حذف کر دیا ہے اور ایسا اکثر جمع مؤنث میں اس
کے ثقل کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور مذکر میں زیادہ طور پر الف
کا اثبات ہے۔ امام ابو عمرو فرماتے ہیں جہاں جمع مؤنث سالم
میں دو الف جمع ہو جائیں وہاں عام طور سے دونوں الف
کو حذف کر دیتے ہیں اس کے بعد ہمزہ اور حرف مشدد
ہو یا نہ ہو۔ جیسے حٰفظٰت، صٰدقٰت، نٰزعٰت،
صٰفّٰت، عٰدیٰت، صٰئمٰت، غیٰبٰت، سٰئحٰت اور
اس کے اشباہ۔ میں نے اہل عراق کے اصلی مصاحف میں
غور سے دیکھا جہاں مجھے کوئی تصریح نہ ملی تو ہر جگہ انھیں کو
محذوف پایا۔

وقال محمد بن عیسی اصفهانی فی کتابه هجاء
المصاحف قوم طاغون فی والذاریت والطور و
فی روضات الجنّٰت فی عسق مرسومه بالالف

محمد بن عیسٰی اصفہانی اپنی کتاب "ہجاء المصاحف" میں فرماتے
ہیں کچھ ذاریات اور طور میں طاغون کو اور روضات الجنت
الف سے لکھتے ہیں۔

وقال ابوعمرو وکذا رأیتها انا فی مصاحف اهل العراق
ورأیت فی بعضها کرامًا کاتبین بالالف فی بعضها
بغیر الالف اھ مختصرا

ابوعمرو فرماتے ہیں مصاحف اہلِ عراق میں کرامًا کاتبین کو
الف اور بغیر الف دونوں طرح تحریر پایا۔ (انتہی مختصرا)

اس کے سوا جمع مذکر سالم قلیل الدور عدیم المد کے لیے کوئی ضابطہ نہیں۔ اور خاص خاص الفاظ میں اختلاف
مصاحف ثابت مقطع میں ہے:

فی بعضها فارهین وفی بعضها فرهین بغیر الالف
وکذلک حاذرون و حذرون

بعض مصاحف میں فارهین بالالف اور بعض بغیر الف۔ اسی
طرح حاذرون بھی دونوں طرح تحریر پایا گیا۔

اسی طرح دخان و طور و مطففین فاکهین اور لیس کے فاکهون سب کو فرمایا کہ فی بعضها بالف وفی
بعضها بغیر الف تو مطلقًا، ایک حکم کلی اثبات خواہ حذف کا لگا دینا ہرگز صحیح نہیں۔ بلکہ ہر کلمہ میں رجوع بنقل پھر بحالت
اتفاق اس کا اتباع لازم، اور بحالتِ اختلاف اکثر و اشہر کی تقلید کی جائے۔ اور تساوی ہو تو حذف و اثبات میں اختیار ہے۔
اور احسن یہ کہ جہاں اختلافِ قرأت بھی ہو جیسے فکهین اور فاکهین وہاں حذف معمول بہ رکھیں، لیحتمل القرأتین۔ اور
اگر نقل اصلا نہ ملے تو ناچار رجوع بہ اصل ضرور، اور وہ اثبات ہے کہ اصل کتابت میں اتباعِ ہجا رہے۔ علامہ علم الدین

سخاوی شرح عقیلہ میں زیرِ قول مصنف قدس سرہ ع وبالذی غا فرعن بعضہ الف فرماتے ہیں :

اصل ماجهل اصله ان يكتب بالالف على ماينطق والله تعالیٰ اعلم۔

جس کی اصل نہ معلوم تو قاعدہ یہ ہے کہ جس طرح باالف پڑھا جاتا ہے اسی طرح لکھا جائے۔

جواب سوال دوم : امام الاقاصی والادانی فی الرسم القرآنی ابو عمرو دانی فرماتے ہیں :

قال الغازی بن قيس العذاب والعقاب والحساب والبيان والغفار والجبار والساعة والنهار بالالف يعنی فی المصاحف وذلك على اللفظ

غازی بن قیس فرماتے ہیں کہ عذاب، عقاب، حساب، بیان، غفار، جبار، ساعۃ، نہار مصاحف میں الف کے ساتھ مرقوم ہے جیساکہ لفظ ہے۔

قال ابو عمرو كذلك رسموا كل ما كان على وزن فعال وفعال بفتح الفاء وكسرها وعلى وزن فاعل نحو ظالم و فعال نحو خوار و فعلان نحو بنيان و فعلان نحو رضوان وكذلك الميعاد والميقات والميزان وما اشبههما الله زائد البناء وكذلك ان كانت منقلبة من ياء او واو حيث وقعت اه باختصار الامثله

ابو عمرو فرماتے ہیں یوں ہی تحریر کیا ہر وہ لفظ جو فَعال اور فِعال کے وزن پر ہو یا فاعل کے وزن پر ہو جیسے ظالم یا فُعّال کے وزن پر ہو جیسے خوار اور فعلان کے وزن پر ہو جیسے بنیان اور فعلان کے وزن پر ہو جیسے صنوان اور ایسے ہی میعاد، میقات، میزان اور اس کے مشابہ الفاظ جس میں الف زائد بناء کے لیے ہو۔ ایسے ہی یا اور وا د سے بدلا ہوا بھی جہاں کہیں ہو۔ مثالوں میں اختصار کر دیا ہے۔

یہ مبارک کلام مفیدِ عام کل سے ابتداء اور حیث وقعت پر انتہا ہو کر تاکیدا افادۂ عموم لایا۔ اگرچہ بحکم

ما من عام الا وقد خص منه البعض حتى هذه القضية لنفسها بمثل قوله سبحنه وهو بكل شئ عليم كما لا يخفى على ذی عقل سليم

کوئی عام نہیں کہ اس سے بعض کی تخصیص نہ ہو خاص اس قضیہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے قول هو بكل شئ عليم کی طرح جیساکہ عقل سلیم پر ظاہر ہے۔

بعض مستثنیات رکھتا ہے جنھیں خود امام ممدوح نے مقنع میں مواضع متفرقہ پر افادہ فرمایا ہے۔ مثل سلم الغيب البلغ وبلغا والضلل وضلل ومن خلله وظلله وغيرها ولہذا "مرتع الغزلان فی رسم خط القرآن" میں فرمایا:

وزن فعّال وفاعل وفَعلان
هم فَعال وفِعال وهم فعلان
نیز فُعلان و مفعل وفعّال
هم فُعال ومفاعل و افعال
هم مفاعیل و مفعل و مفعال
با فعالی فواعل وفِعال
جملگی فعلها و مصدرها

فَعّال اور فاعل اور فِعلان کا وزن
فَعال اور فِعال اور فَعلان کا وزن
فُعلان اور مفعل اور فعّال بھی
فُعال اور مفاعل اور افعال بھی
مفاعیل اور مفعل اور مفعال بھی
فعالی فواعل اور فِعّال
اور افعال اور تمام مصادر

الف منقلب ز واو و زیا — جن کا الف واو سے بدلا ہو یا یاء سے بدلا ہو
ہمہ گی ثابت است در ہمہ جا — تمام مقامات میں ایسا الف باقی اور ثابت رہے گا
جز حروفے کہ گشتہ مستثنیٰ — البتہ چند حروف اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں

مگر شک نہیں کہ وہ بھی ایک ضابطہ نافعہ بتاتا ہے کہ مستثنیات کے سوا ایسے سب کلمے ثابتات الالف ہیں۔ تو جب تک بالخصوص نقلِ معتمد سے خلاف ثابت نہ ہو، ثابت ہی رکھیں گے کہ وہی اصل اور وہی خود اصل رسم میں اصل؛ خلاصۃ الرسوم سے بکلٰی اور بید لو اکلم اللہ بالحذف مترشح ہے۔ اخیر کی وجہ ظاہر ہے کہ امام حمزہ و امام کسائی نے یہاں کَلِمَ بروزن کَنِفْ پڑھا ہے مگر کلاھی میں مثل دو باقی فقیر کے نزدیک اثبات ارجح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال سوم:۔ یہ کلمہ سات جگہ آیا ہے۔ سب میں پہلے سورۂ آل عمران میں لآیت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم عام مصاحف میں یہاں بھی مع الالف ہے۔ صاحب خلاصۃ الرسوم علامہ عثمان طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مائدہ کو ذکر کیا کہ قیٰما بحذف الف مرسوم است از جہت اشتمال بر ہر دو قرأت یا بنام اختصار۔ اور حرفِ اوّل نساء کو اگرچہ لفظاً نہ بتایا مگر رسمًا بحذف لکھا جس سے ظاہر باقی پانچ میں اثبات ہے۔ اور یہی قول مرتع ع ہم قیٰما و ز ابتداء نساء و ع آخر مائدہ قیٰما دال کا مفاد ہے، اور اس کی وجہ واضح ہے کہ امام نافع اور امام اجل ابن عامر نے حرف نساء جعل اللہ لکم قیمًا اور ابن عامر نے حرف مائدہ قیما للناس کو بے الف پڑھا فی التیسیر باقی سب میں اثباتِ الف ہے باتفاق قراء سبعہ والرسم یتبع اللفظ لاسیما وھو فعّال کما مر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال چہارم:۔ مصحف کریم میں والدٍ، والدین، والدیہ، والدیک، والدیّ، والدۃ، والدتی والدتک سب بالف بعدِ واو مرسوم ہیں۔ اور یہی مقتضائے قاعدۂ فاعل ہے حتیٰ کہ والدات باآنکہ جمع مؤنث سالم ہے، حذف الف میں مختلف فیہ ہے۔ والدٰن میں حذف الف تثنیہ تو حسب قاعدہ مطردہ ضرور ہے۔ حذفِ الف اول کی کوئی وجہ ظاہر نہیں اور عبارت خلاصۃ الرسوم اس نسخۂ سقیمہ میں یوں مرسوم "الوالدٰن ہر دو بحذف الف تثنیہ مکتوب است بعد از واو و دال ہمہ جا"، عبارت نے تو حذف الف تثنیہ بتایا ہے اور ہر دو سے مراد دونوں لفظ الوالدٰن کہ اس آیتِ کریمہ میں واقع ہیں۔ اور بعد از واوٗ الف تثنیہ کے کوئی معنیٰ نہیں۔ ظاہر الفظ واو زیادت قلم ناسخ سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال پنجم:۔ فعالی کا قاعدہ مرتع سے گزرا۔ اور بعینہٖ یہی تخصیص موضعین رج مفاد مقنع ہے۔ محذوفات نافع بیان کرکے فرماتے ہیں:

فھذا جمیع مافی روایۃ عبد اللہ بن عیسٰی عن قالون عن نافع ماحذفت منہ الالف الرسم وحدثنا ابو الحسن بن غلبون قرأہ منی علیہ — یہ سب عبد اللہ ابن عیسٰی کی روایت قالون سے ہے اور انھوں نے نافع سے روایت کی جہاں جہاں سے رسم میں الف محذوف ہوا۔ ابو الحسن ابن غلبون نے مجھ سے بیان کیا جب میں ان پر پڑھ

حدثنا ابی حدثنا محمد ابن جعفر حدثنا اسمعیل
ابن اسحق القاضی القالون عن نافع بعامۃ ھذہ
الحروف وزاد فی الکھف فلا تصحبنی وفی الحج
سکری وماھم بسکری الخ

رہا تھا۔ انھوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے ان سے محمد
ابن جعفر نے ان سے اسمٰعیل ابن اسحٰق قاضی نے انھوں نے
قالون سے اور انھوں نے امام نافع سے یہ سب روایت کی۔
اور سورۂ کہف میں فلا تصحبنی اور حج میں سکری وماھم
بسکری کا اضافہ کیا۔

اور وہ واضح الوجہ ہے کہ حرفین حج کو امام حمزہ اور امام کسائی نے سَکْرٰی بروزن سلمی پڑھا ہے بخلاف حرف نساء
کہ قراءت سبعہ میں بالاتفاق سکٰرٰی بروزن فُعَالٰی ہے تو قول مرتع ہی اوضح اور اوجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال ششم: مصاحفِ ہند نے اتباع "خلاصۃ الرسوم" کیا۔ مگر کلام الامام امام الکلام ولا اقل
دونوں مجوز ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال ہفتم: تیسیر میں ھود و معارج کے خزی یومئذ اور عذاب یومئذ میں فتح میم کو نافع
اور کسائی کی طرف نسبت فرمایا۔ اور اسی طرح دیگر ائمہ نے تصریح فرمائی۔ تیسیر میں ہے:

نافع والکسائی ومن خزی یومئذ وفی المعارج من
عذاب یومئذ ببنیہ بفتح المیم والباقون بکسرھا

نافع اور کسائی نے من خزی یومئذ اور سورۂ معارج میں من
عذاب یومئذ ببنیہ کو میم کے فتحہ کے ساتھ اور باقیوں نے
کسرہ کے ساتھ پڑھا۔

شاطبیہ میں ہے:

ے ویومئذ مع سال فافتح (ا) تی (ر) ضا
وفی النمل (حصن) قبلہ النون (ث) ملا

شرح میں ہے:

امر بفتح المیم فی قولہ تعالی ومن خزی یومئذ
ومن عذاب یومئذ ببنیہ فی المعارج المشار الیھما
بالھمز والراء فی قولہ اتی رضا وھما نافع والکسائی۔
ثم اخبر ان المشار الیھم بحصن وھم الکوفیون
ونافع قرؤا بالنمل وھم من فزع یومئذ یومئذ فتعین
لمن لم یذکرہ فی الترجمتین القراءۃ بکسر المیم
اصلہ وھو علی الحقیقۃ الخفض فی المواضع الخ

اللہ تعالیٰ کے قول من خزی یومئذ من عذاب یومئذ
ببنیہ میں جو سورۂ معارج میں ہے، میم کے فتحہ کا حکم دیا۔ اور
ہمزہ اور راء سے مصنف کے قول "اتی رضا" میں نافع اور
کسائی کی طرف اشارہ ہے۔ پھر یہ بتایا کہ لفظ حصن سے
کوفیوں اور نافع کی طرف اشارہ ہے۔ ان لوگوں نے سورۂ نمل
کے من فزع یومئذ کو یومئذ پڑھا۔ تو یہ ثابت ہو گئی کہ
دونوں ترجموں میں جن لوگوں کا ذکر نہیں ہے وہ اصل حقیقی پر تینوں
جگہ مکسور پڑھتے ہیں۔

غیث النفع میں ہے:

خزی یومئذ قرأ نافع وعلی بفتح المیم والباقون بالکسر

خزی یومئذ کو نافع اور علی نے بفتح میم اور باقی قراء نے بالکسر پڑھا۔

بعینہ اسی طرح اس کی سورۃ سأل میں ہے۔ ان اجلہ اکابر کی تصریحاتِ جلیلہ پر ہی اعتماد لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال ہشتم: تعوذ میں یہ صیغہ مختار قراء کرام ہونا ضرور صحیح ہے۔ امام ابو عمر دانی تیسیر میں فرماتے ہیں:

المستعمل عند القراء الحذاق من اهل الاداء فی لفظها اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم دون غیرہ وذلك لموافقة الكتاب والسنة فاما الكتاب ماجاء فی تنزیل العظیم قوله عزوجل لنبیه الكریم صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وهو اصدق القائلین "فاذا قرأت القراٰن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم" واما السنة فما رواه نافع ابن جبیر ابن مطعم عن ابیه رضی اللہ تعالیٰ عنهما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انه استعاذ قبل قرأة القراٰن بهذا اللفظ بعینه و بذلك قرأت وبه اٰخذ۔

ادائے قرآن میں ماہر قاریوں میں استعاذہ کے لیے یہی الفاظ مستعمل ہیں۔ اور نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ قرآن و حدیث نبوی کے موافق ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے جب قرآن پڑھنا ہو تو اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو۔ اور حضرت نافع ابن جبیر ابن مطعم اپنے والد سے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوتِ قرآن سے قبل خاص انھیں الفاظ میں اعوذ باللہ پڑھتے۔ یہ حدیث سے ثبوت ہوا۔ امام ابو عمر فرماتے ہیں میں ایسا ہی پڑھتا ہوں اور یہی میرا مذہب ہے۔

غیث النفع میں ہے:

اما صیغتها فالمختار عند جمیع القراء اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم وكلهم یجیز غیر هذه الصیغة من الصیغ الواردة نحو اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم واعوذ باللہ العظیم من الشیطن الرجیم و اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم انه هو السمیع العلیم واعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

صیغہ استعاذہ کے لیے تمام قاریوں کا مختار اور پسندیدہ لفظ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ہے۔ اس کے باوجود ان دوسرے صیغوں کو بھی سبھی جائز قرار دیتے ہیں جو اس باب میں وارد ہیں جیسے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم وغیرہ الخ

حرز الامانی امام محمد قاسم شاطبی قدس سرہ میں ہے:

اذا ما اردت الدهر تقرأ فاستعذ جهارا من الشیطن باللہ مُسْجَلا
علیٰ ما اتی فی النحل یُسْرًا وان تزد لربك تنزیها فلست مُجَهَّلا

زمانہ میں جب بھی قرآن شریف پڑھنا چاہو تو اعوذ باللہ علی الاعلان پڑھو، یہ سب قاریوں کا مسلک ہے۔ جیسا کہ سورۂ نحل شریف میں وارد جو آسان ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی کچھ تنزیہات بھی بڑھا دو تو تم جاہل نہ ہوگے۔

سراج القاری میں ہے:

قولہ مُسْجلا ای مطلقا لجمیع القراء فی جمیع القرآن (علی ما اتی فی النحل) ای استعذ علی اللفظ الذی نزل فی سورۃ النحل جاعلا مکان استعذ اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم و معنی یسرًا ای میسرًا و تیسیرہ قلۃ کلماتہ و زیادۃ التنزیہ ان تقول اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم انہ ھو السمیع العلیم و اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم و نحو ذلک و قولہ فلست مجھلا ای لست منسوبا الی الجھل لان ذلک کلہ صواب و مروی۔

ماتن کا قول مُسْجلا کا مطلب یہ ہے کہ تمام قراء قرآن کی قرأت میں ہر جگہ اسی کو راجح قرار دیتے ہیں علی ما اتی فی النحل کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ نحل شریف میں استعاذہ کے جو الفاظ وارد ہیں انھیں پڑھو اور یسرًا کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ اس استعاذہ میں کلمات کم ہیں اس لیے ان کا پڑھنا آسان ہے اور تنزیہ کے اضافہ کا مطلب یہ ہے کہ اور روایتوں میں جو سمیع العلیم وغیرہ تعریفِ الٰہی کے کلمات وارد ہیں ان کا اضافہ کرو فلست مجھلا کا مطلب یہ کہ ایسا کرنے پر تم جاہل نہ قرار دیئے جاؤ گے کیونکہ وہ زائد کلمات بھی درست اور مروی ہیں۔

مگر دیگر الفاظِ مرویہ سے بھی منع ہرگز نہیں۔ وہ سب بھی باجماعِ قراء جائز ہیں غیث و شاطبیہ و شروح کی عبارات ابھی گزریں۔ امام جلال الدین سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں:

قال الحلوانی فی جامعۃ لیس الاستفادۃ حد تنتھی الیہ من شاء زاد و من شاء نقص

حلوانی نے اپنے جامع میں لکھا کہ استعاذہ کی کوئی حد نہیں ہے کہ اسی پر بس ہے۔ تو جو چاہے اضافہ کرے اور جو چاہے کم کرے۔

حضور پُرنور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیگر الفاظ سے منع فرمانا ہرگز ثابت نہ ہوا۔ اور اگر ثابت ہو جاتا تو کیا معنی تھے کہ بعدِ منعِ اقدس پھر بھی دیگر الفاظ جائز رہتے۔ قاری صاحب نے یہاں عجیب بین المتنافیین کیا ہے کہ اور الفاظ سے منع فرمانا بالجزم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہا۔ حالانکہ وہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف کی بہ صیغہ جزم نسبت روا نہیں۔ پھر ان الفاظ کو بھی جائز رکھا حالانکہ بعدِ ممانعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواز کی طرف راہ اصلا نہیں۔ بلکہ جواز وہی ہے کہ منع ثابت نہ ہوا۔ امام شاطبی بعدِ کلامِ مذکور فرماتے ہیں:

؎ وقد ذکروا لفظ الرسول فلم یزد
وصح ھذا النقل لم یبق مجملا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں استعاذہ میں اضافہ نہیں ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو حکمِ قرآنی مجمل نہ رہتا۔

شرح علامہ ابن قاصح میں ہے:

اشار الی قول ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قرأت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم فقال لی قل یا ابن ام عبد اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم و روی نافع عن جبیر ابن مطعم عن ابیہ رضی اللّٰہ عنہما عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ

مصنف نے اپنے قول سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور تلاوت کی تو اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم کہا تو مجھ سے آپ نے فرمایا اے ام عبد کے لڑکے صرف اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم کہو۔ اور نافع نے جبیر ابن مطعم سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت

كان يقول قبل القرأة اعوذ بالله من الشيطن الرجيم وكلا الحديثين ضعيف واشار بقوله ولو صح هذا النقل الى عدم صحة الحديثين وقوله لم يبق مجملا اى لو صح نقل ترك الزيادة لذهب اجمال الآية واتضح معناها وتعين لفظ النحل دون غيره ولكنه لم يصح فبقى اللفظ مجملا ومع ذلك فالمختار ان يقال اعوذ بالله من الشيطن الرجيم لموافقه لفظ الآية وان كان مجملا لورود الحديث به على الجملة وان لم يصح لاحتمال الصحة والله سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھتے تھے اور یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ اور مصنف نے اپنے قول ولو صح ھذا النقل سے دونو ہی حدیثوں کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اور مصنف کے قول مجمل نہ رہتی کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ روایت صحیح ہوتی کہ زیادتی کو ترک کیا تو آیت قرآنی کا اجمال ختم ہو جاتا اور اس کے معنی واضح ہو جاتے اور سورۂ نحل ہیں وارد الفاظ ہی متعین ہو جاتے لیکن جب حدیث صحیح نہیں تو آیت مجمل ہی رہی اس کے باوجود راجح اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ہی ہے کیونکہ یہ قرآنی الفاظ کے موافق بھی ہے اور حدیث بھی ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے تو اگر روایت صحیح ثابت نہ ہوا احتمال صحت تو ہے۔

مسئلہ: از دھرم پور ضلع بلند شہر مرسلہ سید پرورش علی صاحب ۸ شعبان ۱۳۲۳ھ

چہ می فرمایند عالمان کتاب مبین کہ الف ذاقا، واستبقا الباب اور دعوا اللہ اور قالا الحمد خوانیدہ شود یا نہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب: در سجاوندی ایں چہار فتحہ را بقدر خفیف کہ تا الف تام نہ رسد اشباع فرمودہ است، سجاوندی کتاب معتبر ست۔ و در دیگر کتب اگر تصریح بداں نیست خلافش نیز نیست، و وجہش موجہ است کہ تمیز تثنیہ از مفرد است۔ پس عمل بداں محذورے ندارد و نظیرش فصل خفیف در قال اللہ تعالیٰ علی نقول وکیل۔ وقال النار مثوٰسکم و امثالہا است تا بتدا بفاعل ملتبس نہ شود۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فوائدِ فقہیہ

مسئلہ :- ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ہمارا ایمان ہے کہ ائمہ اربعہ برحق ہیں۔ پھر ایک چیز معین پر انھیں اماموں نے فرمایا ہے کہ حلال ہے اور حرام ہے۔ مثلاً کچھوا کہ ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلال ہے۔ اور یہ محال ہے کہ ایک ہی چیز حرام بھی ہو اور حلال بھی ہو۔ اور ہم دونوں کو برحق کہیں۔ بینوا بالدلیل وتوجروا من الجلیل۔

الجواب :- سائل نے کچھوے کی مثال صحیح نہیں لکھی۔ کچھوا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحیح مذہب میں بھی حرام ہے ہاں اور اشیاء ہیں کہ ان کے نزدیک حلال ہمارے نزدیک حرام ہیں۔ جیسے متروک التسمیہ عمداً اور ضب، اور بعض شافعیہ کے نزدیک کچھوا بھی۔ بہرحال دونوں برحق ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ہر امام مجتہد کا اجتہاد جس طرف مودی ہو اس کے اور اس کے مقلدوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا وہی حکم ہے۔ شافعی المذہب اگر متروک التسمیہ عمداً کھائے گا اس کی عدالت میں فرق نہ آئے گا نہ دنیا میں اسے تعزیر دی جائے نہ آخرت میں اس سے اس کا مواخذہ ہو۔ اور حنفی المذہب کہ اسے حرام جانتا ہے اور اس کا ارتکاب کرے گا تو اس کی عدالت بھی ساقط ہوگی اور دنیا میں مستحق تعزیر اور آخرت میں قابلِ مواخذہ ہوگا۔ یوں ہی بالعکس جو چیز ہمارے نزدیک حلال ہے اور ان کے نزدیک حرام۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کل مجتھد مصیب والحق عند اللہ واحد وقد یصیبہ وقدلا۔ (ہر مجتہد مصیب ہے۔ لیکن عند اللہ حق ایک ہی ہے جس کو مجتہد کبھی پہنچتا ہے اور کبھی نہیں پہنچتا۔)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں احد بہ واقبل شھادتہ یرید شارب المثلث نقلھا فی فواتح الرحموت میں مثلث پینے والے پر حد بھی جاری کروں گا اور گواہی دے تو اس کی گواہی بھی قبول کروں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دینیات

مسئلہ :- مسئولہ مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات

شب قدر میں تمام چیزیں مثل درخت و پتھر وغیرہ کے سجدہ کرتی ہیں یا نہیں ؟

الجواب :- ہاں ہر چیز سجدہ کرتی ہے ۔ اولیاء نے اسے مشاہدہ کیا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ :- ازاودے پور میواڑ راجپوتانہ مدرسہ اسلامیہ مسئولہ مولانا مولوی سید احمد صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ

۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ

قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہا حضرت مولانا صاحب دام فیوضہم ۔ بعد سلام مسنون نیاز مشحون معروض خدمت بندگان والا ہوں ۔ آپ کا مکرمت نامہ جس روز پہنچا اسی روز مولوی ظہیر احسن صاحب بھی پہنچے اور بخیریت ہیں ۔ کار درس و تدریس انجام دے رہے ہیں ۔ حضور نے یاد آوری بزرگانہ سے مشکور فرمایا ۔ کار خدمت سے یاد فرمائیں ۔

دیگر مکلف ہوں کہ مولوی عبدالرحیم صاحب احمد آبادی مع مولوی علاؤ الدین صاحب سندھی ، سادات عظام و فقراء ذوالاحترام کے پیچھے بلاوجہ پڑ رہے ہیں اور طرح طرح کے الزام ان کے ذمہ لگا کر تکفیر کے فتوے منگا لیے ہیں ۔ اسی طرح سے فقراء سے ۔ غرضیکہ ایسی فضول باتیں کر کے بزرگان دین کا دل دکھاتے ہیں ۔ وجہ خاص اس کی یہ ہے کہ ان کو احمد آباد کے لوگ پہلے نہیں مانتے تھے ۔ سادات اور فقراء کی حقارت کرنے میں اب پہنچ گئے ۔ اس بارہ میں حضور کو اشارہ کافی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملہ میں جب تک فریقین کی جانب سے تحقیق نہ ہو تکفیر وغیرہ کا حکم نہ بخشا جائے ۔ اور بلاوجہ سادات و فقراء کے پیچھے پڑنا اور جڑ بنیاد حقارت کے واسطے اکھیڑنا شرعًا جائز ہے ۔ چنانچہ حضرت فرید میاں صاحب سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں ۔ اور اسی طرف سے قاضی احمد میاں قادر میاں صاحب قادری کی نسبت سادات نہ ہونے کی وعظ وغیرہ کہہ کر دل دکھا جاتے ہیں ۔ سو اب بطور فتویٰ ارقام فرمادیں کہ حضرت شاہ فرید میاں صاحب اور قادر میاں صاحب اور احمد میاں صاحب سادات کا دل دکھانا اور کسر شان سادات و فقراء کی کرنا اور ان سے سند طلب کرنا اور نہ ملنے پر برا کہنا کہاں تک جائز ہے اور ایسا کہنے والے کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے ؟ سو برائے کرم اس کا فتویٰ صاف تحریر فرمائیں ۔ زیادہ حد ادب ۔ فقیر کو بھی بوجہ غلامان سادات ہونے کے سخت رنج ہے ۔

الجواب :- بگرامی ملاحظہ مکرم ذی المجد والکرم جناب مولانا مولوی سید قاضی احمد علی صاحب مدنی دام مجدہم

بعد ادائے ہدیۂ سنت ملتمس ۔ نوازش نامہ تشریف لایا ، ممنون یاد آوری فرمایا ۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نے ایک شخص کی نسبت مجھ سے دوبار فتویٰ لیا ۔ ایک اس بارہ میں کہ اس نے حضرات ائمہ اطہار کو نبی و رسول بتایا ۔ اس کے بارے

میں میں نے "جزاء اللہ عدوہ" لکھی جس کو طبع ہوئے بارہ برس گزرے۔ دوسرا اس بارے میں کہ وہ موذنین کو قرآن نہیں مانتا۔ اس پر میرا فتوی نذیر المنافقین میں چھپا جسے سال ہوئے۔ ان کے سوا میں نے ان کو کوئی فتوی کسی کے کفر پر لکھ کر نہ بھیجا۔ ہاں ایک شخص کے کچھ اشعار کی نسبت سوال تھا جس میں اس نے اپنے پیر کی تعریف میں بہت غلو و افراط کیا تھا۔ اس پر میں نے صریح کفر ہونے کا فتوی نہ دیا بلکہ اس میں تاویلات کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ دو نام جو آپ نے تحریر فرمائے ان کی بابت مجھے اصلا یاد نہیں کہ کسی امر کا کوئی فتوی کیسا ہی لکھا گیا ہو۔ ہاں زید و عمر کر کے کوئی سوال انھوں نے بھیجا اور میں نے جواب لکھا ہو تو معلوم نہیں۔ مگر کفر کا فتوی صرف انھیں باتوں پر لکھا نہیں بلکہ چھاپ کر بھیجا ہے جسے ۱۲ اور ۷ برس ہوئے۔ اور اشعار والا فتوی بھی غالبًا وہیں طبع ہو گیا ہے۔

یہ فقیر ذلیل بحمدہ تعالی حضرات سادات کرام کا ادنی غلام و خاک پا ہے۔ ان کی محبت و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بدمذہب بھی ہو جائے اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچے۔ ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی، پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی فقیر بارہا فتوی دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لیے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں۔ جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں۔ نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔ اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا مطعون کرنا ہرگز جائز نہیں الناس امناء علی انسابھم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں) ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اُسے سید کہیں گے۔ اور مناسب ہو گا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے۔ میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا، انھوں نے فرمایا میں سید ہوں۔ کہا کیا سند ہے تمھارے سید ہونے کی۔ رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکۂ حشر ہے۔ یہ شفاعت خواہ ہوا۔ اعراض فرمایا۔ اس نے عرض کی میں بھی حضور کا امتی ہوں فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی ــــــ میں مولوی عبد الرحیم صاحب کو اس بارے میں لکھوں گا۔ اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو منع کروں گا۔ امید ہے کہ وہ میری گزارش قبول کریں گے۔ آپ فقیر کی اسی تحریر کو فتوی تصور فرمائیں۔

فقیر احمد رضا غفرلہ از بریلی ۲۵ ذو الحجہ ۲۹ھ

مسئلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الرؤف الرحیم

امابعد! سوال از فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب ساکن بریلی عم فیضہ الصوری والمعنوی۔

مخدومی مکرمی معظمی مفخمی حضرت حامی دین متین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب دام مجدکم، بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ واضح رائے عالی ہو کہ ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں ایک رسالہ آٹھ صفحہ کا مطبع حمیدی پریس واقع احمد آباد بازار کالوپور میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ اس کے مشتہر مولوی شیر محمد بن شاہ محمد ساکن احمد آباد محلہ مرزاپور متصل قصابان

گاؤہیں۔ اور اس میں رسالہ کی اشاعت کی تاریخ یہ لکھی ہے "مورخہ ۲ر جمادی الآخرہ ۱۳۳۰ھ روز دوشنبہ" اور اس رسالہ کے صفحہ ۵ سے صفحہ ۷ تک ایک فتوی ہے اور وہ فتوی تاریخ ۱۱ر جمادی الاولی یوم الاربعا ۱۳۲۴ھ کو لکھا گیا ہے۔

جناب مولانا صاحب دست بستہ خدمت میں عرض یہ ہے کہ چھپا ہوا فتوی آپ کی خدمت میں رجسٹرڈ حاضر کیا جاتا ہے۔ یہ فتوی آپ نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں۔ یہاں بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہ فتوی نہیں لکھا، یہ فتوی مولانا صاحب کی طرف منسوب کر دیا ہے، مولانا اس فتوی کے لکھنے سے انکار فرماتے ہیں۔ یہ فرمانا ان حضرات کا صحیح ہے یا غلط ہے۔ اور یہ فتوی آپ نے چھ سال پہلے لکھا ہے یا نہیں۔ اور ہم نے آپ کا قلمی مہر کیا ہوا فتوی بھی مولوی شیر محمد صاحب کے پاس دیکھا ہے۔ اس کو ہم سچا سمجھیں یا نہیں۔ آپ ہم کو سمجھا دیجیے۔ رب العلمین آپ کو اجر عظیم و ثواب جزیل عطا فرمائے گا۔ رقیمہ آپ کا خادم مہر باز خاں بن محمد خاں ساکن احمد آباد محلہ جمال پور کھاڑیہ متصل مسجد دادی بی مورخہ ۲۵ر جمادی الثانی ۱۳۳۰ھ چہار شنبہ۔

الجواب: فقیر غفر لہ المولی القدیر جب جمادی الاولی ۱۳۲۴ھ میں بعد سفر مدینہ طیبہ کراچی آیا اور وہاں سے احباب احمد آباد لانے پر مصر ہوئے۔ یہاں میرے معظم دوست حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم مغفور کے دو معزز شاگردوں مولوی عبد الرحیم صاحب و مولوی علاؤ الدین صاحب سلمہما اللہ تعالی میں نزاع تھی، دو فریق ہو رہے تھے۔ اور اس سے پہلے مولوی علاؤ الدین صاحب غریب خانہ پر تشریف لائے تھے اور ایک رسالہ پیش کیا جس میں مولوی عبد الرحیم صاحب پر سخت الزام قائم کرنے چاہے حتی کہ نوبت بہ تکفیر پہنچائی تھی، فقیر نے انھیں سمجھایا اور اس رسالہ کی اشاعت سے باز رکھا اور ان الزامات کی غلطی پر دوستانہ متنبہ کیا۔ الحمد للہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے گزارش فقیر کو قبول کیا۔ مگر باہم فریق بندی اس وقت تک تھی کہ فقیر حج سے واپس آیا۔ اُس وقت مولوی عبد الرحیم صاحب نے یہ سوال پیش کیا جس کا میں نے وہ جواب لکھا، وہ جواب میرا ہی ہے۔ مگر اس وقت کی حالت سے متعلق تھا۔ میں نے اس جواب ہی میں بتا دیا تھا کہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے مولوی عبد الرحیم صاحب کی تکفیر عناداً نہ کی تھی بلکہ مسئلہ ان کی سمجھ میں یوں ہی آیا تھا جس سے انھوں نے بعد تفہیم فقیر رجوع کی تو ان پر کوئی حکم سخت نہیں۔ ہاں اگر وہ بعد اس کے کہ حق سمجھ لیے پھر بلا وجہ شرعی تکفیر کی طرف رجوع کریں تو اُس وقت حکم سخت ہونا لازم ہے۔ اس کے بعد وہیں ایام اقامت فقیر میں، فریقین فیصلۂ فقیر پر راضی ہوئے اور بحمد اللہ تعالی باہم صلح کرا دی گئی۔ میں نے اس وقت تک کوئی امر فریقین سے صلح شکن نہ پایا بلکہ قریب زمانہ میں جبکہ بعض فساد پسندوں نے تکفیر مولوی عبد الرحیم صاحب کا باطل و بے معنی غلغلہ پھر اٹھایا اور پرانا مہمل اشتہار مولوی قندھاری نے دوبارہ کسی شخص قمر الدین کے نام سے چھاپا۔ اور مولوی عبد الرحیم صاحب کو دفع فتنہ کے لیے یہاں کے فتوی کی ضرورت ہوئی اور اس پر ان سے واقعات پوچھے گئے جس کا مفصل جواب انھوں نے ہفتم ذی الحجہ ۲۹ھ کو بھیجا۔ اُس خط میں بھی یہ لفظ موجود ہیں" احمد آباد میں آپ کے قدم مبارک کراچی سے رونق افروز ہوئے تھے اور آپ نے صلح بندے کی اور مولوی علاؤ الدین صاحب کی کرائی تھی جب سے اب تک بحمد اللہ تعالی صلح ہے وہ میرے موافق ہیں انتہی بلفظہ"۔ اُس کے بعد میرا یہی فتوی جواب شیر محمد صاحب نے چھاپا مولوی عبد الرحیم صاحب نے اس کی نقل مجھے بھیجی تھی اور اُس میں سے اُن تمام سطروں پر کہ مولوی علاؤ الدین صاحب

کے متعلق تھیں سرخی سے قلم پھیر دیا کہ اب ان کی ضرورت نہیں۔ مولوی علاؤ الدین صاحب کا جو خط فقیر کے نام آیا اس میں وہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک بدستور صلح پر قائم ہیں۔ یوں ہی اس سے بھی تازہ تر عنایت نامہ جناب شاہ صاحب وجیہی علوی میں ہے۔ پھر فقیر نہیں کہہ سکتا کہ اس فتوے کے چھاپنے کی کیا ضرورت ہوئی اور اس سے کیا نفع ہو سکتا ہے۔ اس میں تو مولوی علاؤ الدین صاحب پر حکم سخت ہونا اس شرط سے مشروط تھا کہ وہ بعد کشف شبہہ تکفیر مسلم کی طرف معاذ اللہ پھر عود کریں۔ جب یہ شرط نہیں تو ہرگز اس فتوے سے نہ مولوی علاؤ الدین صاحب کو ضرر نہ چھاپنے والے کو نفع۔ اور خدانخواستہ شرط متحقق ہوئی تو اس کا حال اللہ جانتا ہے۔ بالجملہ یہ امر دین ہے اور دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ دونوں صاحب میرے دوست ہیں اور دونوں صاحب ذی علم اور ایک استاد کے شاگرد ہیں میں امید کرتا ہوں کہ بدستور صلح پر قائم ہوں گے جیسا کہ دونوں صاحبوں کی تحریر سے مجھے معلوم ہوا۔ ورنہ جس طرف سے نقض عہد واقع ہو وہ ضرور اپنے حکم شرعی کا مستحق ہوگا کائنا من کان۔ فریقین اس آیۂ کریمہ کو پیش نظر رکھیں وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن ان الشیطن ینزغ بینھم ان الشیطن کان للانسان عدوا مبیناہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

"تحریر بجواب طلب تقریظ رسالہ حافظ مولوی عنایت اللہ خاں صاحب رامپوری در سلوک مجددیہ" ۳۰ ذوالحجہ ۲۹ھ

ذوالاحضرت، حامی سنت، ماحی بدعت، عظیم البرکت، حضرت مولانا مولوی شاہ محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری نور اللہ مرقدہ النوری کے صاجزادے مولانا معوان حسین صاحب سلمہ کے ساتھ مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب خلف حافظ عنایت اللہ خاں صاحب اپنے والد ماجد کا ایک فارسی رسالہ دربارہ سلوک و بعض مصطلحات اور تذکرہ حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ ذی الحجہ کو قریب مغرب فقیر کے پاس بغرض تقریظ لائے اور عذر بے فرصتی نہ مانا کہ رسالہ چھپ رہا ہے ص۳۹ تک طبع ہو چکا ہے تھوڑا باقی ہے۔ جلد چند مواقع سے دیکھ کر تقریظ لکھ دی جائے۔ فقیر نے کہا کیا بنظر مخالفانہ دیکھنے کی اجازت ہے۔ کہا بہت ضروری اور یہی مقصود و منظور کہ غیروں کے اعتراض سے پہلے آپس میں بات منقح ہو جانا ہی مناسب۔ فقیر نے رسالہ لے کر رکھ لیا۔ اور بعد مغرب معمولات سے فارغ ہو کر اُسے کھولا پہلی نظر ایک عبارت پر پڑی کہ مذاق فقیر پر سخت گراں تھی، پھر کچھ ورق پلٹ کر دیکھا۔ چار بار ایسا ہی کیا۔ شان الٰہی کہ ہر بار ایسی ہی عبارت زیر نظر آئی اور دقت یہ تھی کہ یہ سب عبارات ص۳۹ کے اندر ہیں جہاں تک طبع ہو چکنا انھوں نے بیان کیا۔ فقیر نے کتاب بند کر دی اور زیادہ دیکھنے کی حاجت نہ جانی۔ میری رائے قاصر میں ایسی عبارات کی اشاعت حق عامہ ناظرین میں مضر ہوگی۔ زمانہ وہ آگیا ہے کہ خود اصول دین میں فتنہ اندازوں کی گھٹائیں چاروں طرف گھنگھور چھائی ہوئی ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے کہ انھیں الٰہیات و نبوات کے عقائد سکھائے جائیں۔ اللہ کو اللہ، رسول کو رسول جاننے اور ماننے کے معنی بتائے جائیں۔ ان کا ایمان سنبھالا جائے نہ کہ اور اضطراب میں ڈالا جائے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بیان کرتا ہے کہ فخر عالم سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ذاتی سے پیدا کیا۔ اور وہ نور مقدس قدیم ہے۔ اور بکر بیان کرتا ہے اپنے نور پاک سے نور قدرت اس کی کا ہے۔ اور وہ نور حادث ہے۔

اور مسئلہ دیگر یہ کہ زید بیان کرتا ہے کہ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ سے مراد قرب اللہ تعالیٰ کا ہے کہ معراج شریف میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے قریب ہوئے اللہ سے کہ درمیان فرق دو کمان کا رہ گیا۔ اور اکثر یہ بیان مولود شریف میں ذکر ہوتا ہے۔ اور بکر بیان کرتا ہے کہ یہ قریب ہونا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُس مقام پر مراد جبرئیل علیہ السلام سے ہے نہ خدائے تعالیٰ سے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ۔ عوام مسلمین کو نماز، روزے، وضو، غسل، قرأت کی تصحیح فرض ہے جس سے روزِ قیامت ان پر مطالبہ مواخذہ ہوگا۔ اپنے مرتبہ سے اونچی باتوں میں کچہریاں جمانا اور کھچڑیاں پکانا اور رائیں لگانا گمراہی کا پھاٹک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۔ از لاہور انجمن نعمانیہ۔ مرسلہ مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی صدر ثانی انجمن ۵ ارجمادی الاخری ۳۰ھ

جناب مخدوم معظم من حضرت مولانا صاحب ادام اللہ فیوضکم۔ بعد ہدیۂ سلام سنت الاسلام گزارش۔ والا نامہ رجسٹری شدہ پہنچا۔ مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ لے کر غریب خانہ پر تشریف لائے۔ باوجودیکہ حضرت مولانا مولوی محمد اکرام الدین صاحب بخاری کی طبیعت پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے، اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی، اور وہ بھی تشریف لائے۔ عریضہ ہذا لکھنے کے وقت پر دو صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں۔ جناب نے جس روشن ضمیری اور امدادِ باطنی سے قلم برداشتہ اس قدر عجلت میں ایسا بے نظیر و مستند فتوی[1] بنصوصِ صحیحہ رقم فرمایا ہے، اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلیس حاضر وقت تا حال حالتِ وجد میں ہیں۔ اور بار بار اللھم بارك فی عمرھم واقبالھم ومجدھم وایمانھم وعلوشانھم فی الدارین کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تا حال بغور مطالعہ کا موقع نہ ملا۔ کیونکہ دونوں حضرات اس کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں۔ اور دو دن تک اپنے پاس رکھنے کا اصرار کر رہے ہیں۔ اب آنجناب براہِ عنایت میرے سوالات کا جواب بھی ارشاد فرمائیں۔

(۱) کیا اس مسئلہ میں جو غلطی فتوی دینے والوں کو ہوئی وہ بہت کھلی اور فاش ہے یا بہت باریک قسم کی غلطی ہے جہاں اعلیٰ درجہ کے علماء بھی مغالطہ میں پڑ سکتے ہیں؟

(۲) بریلی، بدایوں اور پیلی بھیت وغیرہ کے مستند علماء اور ان کے فیض یا فتوں پر کس حد تک آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنا چاہیے۔ یہ سوال ان بے چارے حنفی مسلمانوں کی طرف سے ہے جو میری طرح علم کی آنکھیں نہیں رکھتے اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنیف حنفیوں کے مدرسہ کے علماء و مدرسین کا مصالحہ ہمیں کہاں سے فراہم کرنا چاہیے؟

(۴) یہ کہ انجمن نعمانیہ کو تا حال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم آنجناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانہ کے لیے باوجود متواتر تحریری تقاضوں، اور خود جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب کی

---

[1] یعنی فتوی مسمی بہ "الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن" کہ کتاب النکاح میں ہے۔

زبانی تقاضوں سے بھی ارسال کی جاتیں۔ حالانکہ انجمن ان کا ہدیہ ادا کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے۔ اگر اس فتوی کے وقت "سیف المصطفی علی ادیان الافتراء" اور "نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخی اللبان" و "کاسر السفیہ الواہم" کتب خانہ میں موجود ہوتیں تو یہی خاکسار ان کو نکال کے...... کی خدمت میں پیش کر دیتا۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنیف حنفیوں کا کوئی مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟

(۶) لامذہبوں کے پنجاب میں بالخصوص اور بدمذہبوں کے بالعموم حملوں کی مدافعت کی کیا تدابیر جناب کے خیال مبارک میں ہیں؟

(۷) عقائد حنفیہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرار داد ہونے کے بعد بھی مسودۂ عقائد حنفیہ آنجناب کی طرف سے نہ بھیجا۔ اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً یہاں سے مسودہ تیار کرکے آنجناب کی خدمت میں بھیجا گیا جس کی کوئی ترمیم و اصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرحمت نہ ہوئی۔ اس کم توجہی کی اصلی وجہ کیا ہے؟ اب عقائد حنفیہ جو حسب مشورۂ علماء ہم لوگوں نے شائع کیے ہیں، ارسال خدمت ہیں۔ وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمائیں دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں۔ ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لامذہبوں یا بدمذہبوں کے ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو آنجناب کوان کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت کے تکلیف سفر وغیرہ بھی خالصاً للہ اٹھانے کے لیے آمادہ ہوں۔

(۹) ایک فہرست ایسے علماء اسلام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں، مع ان کے پورے پتہ کے کس لیے تا حال باوجود جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں گزارش کرنے کے نہیں پہنچی۔ اور کب تک وہ بہم پہنچ سکتی ہے؟

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آنجناب کے ساتھ تمام ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہو جانے اور اراکین انجمن کو آنجناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے، جناب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا کونسی وجوہات پر مبنی ہے اگر انجمن میں کوئی امور قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟

الجواب

(۱) نظر بحال زمانہ تو یہ غلطی نہایت دقیق و عمیق بات میں خطاء فی الفکر کے قبیل سے ہونی چاہیے۔ کہ مولوی اسحٰق صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عالم صاحب مرادآبادی نے کھائی۔ پھر غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل مجتہد العصر نذیر حسین صاحب نے کھائی۔ پھر ایک بڑے مدعی انا ولا غیری مولوی بردوانی صاحب نے کھائی، اور ایک طویل تحریر بزعم خود اس کے اثبات میں بھی۔ پھر زمانہ حال میں ان حضرات کے اڑتے آئے۔ مگر نظر بواقع وہ بہت کھلی فاحش جس میں ہمارے سنی ذی علم حضرات کا وقوع صرف وہی جواب رکھتا ہے جو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جناب سے سوال ہوا۔ ایزنی العارف دیر تک سر بگریباں رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا وکان امر اللہ قدرا مقدورا

(اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہو کر رہے گا) چونکہ قضا آئی طبیب ابلہ شود - اذا جاء القدر عمی البصر واذا جاء القضاء ضاق الفضا (حکم تقدیر آتا ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور حکم ربانی کے وقت فضا تنگ ہو جاتی ہے) نسأل اللہ العفو والعافیة، انا للہ وانا الیہ راجعون، لاعاصم الیوم الامن رحم ربی (آج وہی بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے) لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

—— مولانا اس فتاویٰ باطلہ کا ابقاء ہرگز ٹھیک نہیں - باطل کا اعدام وافنا چاہیے نہ کہ تحفظ وابقاء - ہر مذہبوں گمراہوں سے جو اباطیل خارج از مسائل مذہب واقع ہوں ان کی اشاعت مصلحت شرعیہ ہے کہ مسلمانوں کا ان پر سے اعتبار اٹھے - ان کی ضلالات میں بھی اتباع نہ کریں - حدیث شریف میں ہے:

اترغبون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس

کیا فاجر کی برائیاں بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہو - لوگ اسے کب پہچانیں گے - فاجر میں جو برائیاں ہیں بیان کرو کہ لوگ اس سے حذر کریں -

اور اہل سنت سے بتقدیر الٰہی جو ایسی لغزش فاحش واقع ہو، اس کا اخفاء واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بد اعتقاد ہوں گے - تو جو نفع ان کی تقریر اور تحریر سے اسلام و سنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا - اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے - اور اشاعت فاحشہ بنص قطعی قرآن عظیم حرام - قال اللہ تعالیٰ

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرة

جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ کی اشاعت ہو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے -

خصوصاً جبکہ وہ بندگان خدا حق کی طرف بے کسی عذر وتامل کے رجوع فرما چکے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ قال ابن المنیع وغیرہ المراد ذنب تاب عنہ قلت وقد جاء کذا مقید افی الروایة کما فی "الشرعة" ثم فی "الحدیقة الندیة"

جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے عار دلایا، وہ مرنے سے قبل اسی گناہ میں ضرور مبتلا ہوگا - ابن منیع کہتے ہیں کہ گناہ سے مراد وہ ہے کہ اس سے توبہ کر لی گئی ہو میں کہتا ہوں شرعہ اور حدیقہ میں روایت میں ہی توبہ کی قید لگی ہوتی ہے -

ولہٰذا بتاکید اکید گزارش کہ عمائد ومشاہیر علمائے اہل سنت وجماعت جس امر میں متفق ہیں یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلا دغدغہ ان کے ارشادات پر عامل ہوں - یوں ہی وہ فرعیات جو اہل سنت اور ان کے مخالفین میں مابہ الامتیاز ہو رہے ہیں جیسے مجلس مبارک وفاتحہ وعرس واستمداد وندا وامثالہا باقی رہیں فرعیات فقہیہ جن میں وہ مختلف ہو سکتے ہیں خواہ بسبب اختلاف روایات، خواہ بوجہ خطاء فی الفکر یا بسبب عجلت وقلت تدبر یا بوجہ کمی ممارست ومزاولت فقہ - ان میں فقیر کیا عرض کرے -

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد   وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

آہ آہ، آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانۂ ہوش میں دو بندۂ خدا تھے جن پر اصول وفروع وعقائد وفقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت تھی - اول اقدس حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد حاشا للہ نہ اس لیے کہ وہ میرے والد والی ولی

نعمت تھے۔ بلکہ اس لیے کہ الحق والحق اقول، الصدق واللہ۔ یجب الصدق یں نے اس طبیبِ صادق کا برسوں مطب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب و عجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا۔ اس جناب رفیع قدس اللہ سرہ البدیع کو اصولِ حنفی سے استنباطِ فروع کا ملکہ حاصل تھا۔ اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق و معضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں۔ خادم کمینہ کو مراجعتِ کتب و استخراجِ جزئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے "ظاہراً حکم یوں ہونا چاہیے"، جو وہ فرماتے وہی نکلتا۔ یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادتِ مطالعہ نے واضح کردیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ عجم کی حالت تو آپ ملاحظہ ہی فرماتے ہیں، عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ ادنیٰ خوشہ چیں دوبارہ زلہ ربا جو مکہ معظمہ میں اس بار حاضر ہوا۔ وہاں کے اعلم العلماء و افقہ الفقہاء سے ۶-۶ گھنٹے مذاکرۂ علمیہ کی مجلس گرم رہتی۔ جب انھوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دو حرف جانتا ہے، اپنے زمانہ کے عہدِ افتاء کے مسائلِ کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے اختلاف پڑا یا اشتباہ رہا، اس ہیچ میرز پر پیش فرمانا شروع کیے جس مسئلہ و حکم میں اس احقر نے ان کی موافقت عرض کی آثارِ بشاشت ان کے چہرۂ نورانی پر ظاہر ہوئے۔ اور جس میں عرض کردیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماعِ دلیل سے پہلے آثارِ حزن نمایاں ہوئے۔ اور خیال فرمالیتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔ یہ اسی طبیبِ حاذق کی کفش برداری کا صدقہ ہے۔

دوم والا حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریف۔ پچیس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی، ان کی سی وسعتِ نظر و قوتِ حفظ و تحقیقِ انیق ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔ ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کرکے اس کے فتویٰ پر عمل ہو۔

فقیر نے جواب میں عمائد و مشاہیر علمائے اہلِ سنت کی تخصیص کی اور جناب نے فیض یا فتوں سے بھی سوال فرمایا ہے فیض کے لیے عرض عریض ہے میں یہاں مطلقاً اتنا بھی عرض نہیں کرسکتا جو حضرات عمائد کی نسبت گزارش کیا۔

مولانا! اس تقریرِ فقیر کو اصول کے ایک اختلافی مسئلہ میں اس قول پر محمول نہ فرمائیں کہ متکلم اپنے عمومی کلام میں داخل نہیں ہوتا۔ حاشا فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالب العلم ہے کبھی خواب میں بھی اپنے لیے کوئی مرتبۂ علم قائم نہ کیا — اور بحمدہ تعالیٰ بظاہر اسباب یہی ایک وجہ ہے کہ رحمتِ الٰہی میری دستگیری فرماتی ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں۔ اس لیے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے اور مجھ پر علمِ حق کا افاضہ فرماتے ہیں۔ اور انھیں کے رب کریم کے لیے حمد ہے۔ اور ان پر ابدی صلوٰۃ وسلام۔

(۳) مدرس کے لیے ذی علم، ذی فہم، سُنّی صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے صحتِ عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہوگی۔ اور یہ لوگ خود معروف نہ ہوں تو اہالی نمبر نہم کی معرفت لیے جائیں۔ اور ان سے عرض کی جائے کہ حضرات کسی سفارش، خوشامد، رعایت پر کاربندی نہ فرمائیں، المستشار موتمن پر۔

(۴) نیاز مند کی چار سو تصانیف سے صرف کچھ اوپر سو اب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلامعاوضہ تقسیم ہوئیں۔

جس کے سبب جو رسالہ چھپا جلد ختم ہوگیا۔ بعض تین تین چار چار بار چھپے۔ انجمن نعمانیہ میں غالباً رمضان مبارک ۱۳۲۰ھ میں اس وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کیے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آگئی۔ ان کی فہرست اب فقیر کو یاد نہیں غالباً دفتر انجمن میں ہو۔ اگر وہ معلوم ہو جائے تو بقیہ رسائل جو ادھر چھپے اور مطبع میں ان کے نسخے رہے، بالراس والعین نذر انجمن بلامعاوضہ ہوں گے ـــــ دو برس سے عنانِ مطبع ایک انجمن نے اپنے ہاتھ میں لی ہے جس نے طریقۂ فقیر تقسیم کثیر بلاعوض کو منسوخ کر دیا۔ پھر بھی انجمن نعمانیہ کے لیے ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجمن کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

(۵) خالص اہلِ سنت کی ایک قوتِ اجتماعی کی ضرور ضرورت ہے۔ مگر اس کے لیے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے ۱۔ علماء کا اتفاق ۲۔ تحمل شاق قدر بالطاق ۳۔ امراء کا اتفاق لوجہ الخلاق۔ یہاں یہ سب مفقود ہیں فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے اغنیاء نام چاہتے ہیں معصیت بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اڑا دیں، خزانوں کے منہ کھلوا دیں۔ ندوہ یونیورسٹی کے لیے اتنی جلد تیس لاکھ جمع ہو لیا۔ مدرسہ دیوبند کو ایک عورت نے پچاس ہزار دے دیا مگر کسی سُنّی مدرسہ کو بھی یہ دن نصیب ہوا۔ اول تو تائیدِ دین و مذہب جن کا نام لیے گھبرائیں گے۔ میاں، ان مولویوں کے جھگڑے ہیں۔ اور شرماشرمی خفیف و ذلیل چندہ بھی مقرر کیا تو لاؤ وہ الیاء الدامت علیہ قائما (جب تک اس کے سر پر سوار رہو دیں گے) بلکہ تقاضا کیجیے تو بگڑیں۔ اور ڈھیل دیجیے تو سو رہیں، ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال وہ چال معلوم نہیں جس سے وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ بندگانِ خدا کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں۔ اس کے لیے ریا و نفاق و مکر و خداع و بے حیائی و بے عزتی لازم ہے، وہ نہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے۔ پھر کہیے کام کیونکر چلے۔ ابھی ایک نمبری وہابی ایک باثر صوفی کے یہاں چندہ لینے گیا۔ انھوں نے فرمایا سُنا ہے تم احمد رضا کے مخالف ہو، کہا حاشا میں تو اسی در کا کتا ہوں، کتا بن کر پانچ سو لے آیا ـــــ علماء کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں جو بندۂ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اُسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مداہنت ان کے دلوں میں پیری ہوئی ہے۔ ایام ندوہ میں ہندوستان بھر کا تجربہ ہوا۔ عبارات ندوہ سُن کر ضلالت ضلالت کی رٹ لگا دیں، اور جب کہیے حضرت لکھ دیجیے۔ بھائی لکھواؤ نہیں۔ ہمارے فلاں دوست بُرا مانیں گے۔ ہمارے فلاں استاد کو بُرا لگے گا۔ بہت کو یہ خیال کہ مفت ادھلی ہیں سر دے کر موسل کون کھائے۔ بدمذہب دشمن ہو جائیں گے۔ دانتوں پر رکھ لیں گے، گالیاں، پھبتیاں اخباروں اشتہاروں میں چھاپیں گے۔ طرح طرح کے بہتان، افترا اچھالیں گے۔ اچھی بھلی جان کو کون جنجال میں ڈالے۔ بعض کو یہ کد کہ حمایتِ مذہب کی تو صلح کھلی نہ رہے گی۔ ہر دل عزیزی جا کر پلاؤ، قورمے، نذرانہ میں فرق آئے گا، یا کم از کم آؤ بھگت تو عام نہ رہے گی۔

اتفاقِ علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہتیرے سچے اس کے مخالف ہو گئے۔ اس کی توہین تشنیع میں گمراہوں کے ہم زبان بنے، کہ "ہیں" لوگ اسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے۔ اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل، قاصروں کو ذی فضل بنانے

ل ذلیل و خواہش کرے گی۔ حاشایہ کلیہ نہیں مگر للاکثر حکم الکل۔ الحمد للہ یہاں متکلم عموم کلام سے ضرور خارج ہے
دو وجہ سے ولی الحمد ابدا۔ فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر بحمدہ تعالیٰ میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔
اپنے سے جسے زیادہ پایا، اگر دنیا کے مال و منال میں زیادہ ہے، قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا۔ پھر حسد کیا حقارت پر؟
اور اگر دینی شرف و افضال میں زیادہ ہے، اس کی دست بوسی و قدم بوسی کو اپنا فخر جانا۔ پھر حسد کیا؟ اپنے معظم بابرکت
پر، اپنے میں جسے حمایت دین پر دیکھا، اس کے نشر فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریرًا و تقریرًا ساعی
رہا۔ اس کے لیے عمدہ القاب وضع کر کے شائع کیے جس پر میری کتاب المعتمد المستند وغیرہ شاہد ہیں۔ حسد شہرت
طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کے لیے حمد ہے کہ میں نے کبھی اس کے لیے خواہش نہ کی۔ بلکہ ہمیشہ
اس سے نفور اور گوشہ گزینی کا دلدادہ رہا۔ جلسوں انجمنوں کے دور دورے سے دور رہنا انھیں دو وجہ پر تھا۔ اول حب
خمول۔ دوم۔ یہ زمانہ تحزب و تعصب وغیرہ ازیں نیست

کجا برم خبر خود درا بایں کساد متاع

اور اب تو سالہا سال سے شدت ہجوم کار و انعدام کلی فرصت و غلبۂ ضعف و نقاہت نے بالکل ہی بٹھا دیا ہے۔ جسے
میرے احباب نے نازک مزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور و تکبر پر حمل کیا۔ اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے۔ بالجملہ
الحمد للہ یہ امور ثلثہ مفقود ہیں۔ پھر فرمائیں صورت کیا ہو۔

دفع گمراہان میں جو کچھ اس حقیر ہیچ میرز سے بن پڑتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ ۱۴ برس کی عمر سے اس میں مشغول ہے۔ اور میرے رب کریم
کے وجہ کریم کو حمد کہ اس نے میری بساط، میرے حوصلے، میرے کاموں سے ہزاروں درجہ زائد اس سے نفع بخشا۔ باقی جو آپ
چاہتے ہیں اسی قوت متفقہ پر موقوف ہے جس کا حال اوپر گزارش ہوا۔ بڑی کمی امراء کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے۔
حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ "وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا"۔ کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ
تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں۔ مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر
حاجت آپ کے پاس نہیں۔ جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ البال نہیں۔ جو فارغ البال ہیں وہ اہل نہیں۔ بعض نے خون جگر
کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے۔ کسی طرح سے کچھ چھپا تو اشاعت کیونکر ہو۔ دیوان نہیں، ناول نہیں کہ ہمارے
بھائی دو آنے کی چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں۔ یہاں تو سر پیٹنا ہے۔ روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب
شکایات رفع ہوں۔ اولًا عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔ ثانیًا طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی
نخواہی گرویدہ ہوں۔ ثالثًا مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش
کریں۔ رابعًا طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو۔
کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔ خامسًا ان میں جو تیار ہوتے جائیں، تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرًا و تقریرًا
وعظًا و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔ مولانا! اس گئی گزری حالت میں تو کوئی بفضلہ تعالیٰ آپ کے سامنے آ نہیں
سکتا۔ دور سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں۔ جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون ان

کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔ سادساً حمایت (مذہب) و رد بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔ سابعاً تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کیے جائیں۔ ثامناً شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبی اعدا کے لیے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔ تاسعاً جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں۔ اور جس کام میں انھیں مہارت ہو، لگائے جائیں۔ عاشراً آپکے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔ میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں۔ آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں۔ بلکہ مولانا! روپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی انشاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت صرف تنخواہوں کی لالچ سے زہر اگلتے پھرتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیجیے، اب آپ کی سی کہے گا۔ یا کم از کم بہ لقمہ دوختہ بہ تو ہوگا۔ دیکھیے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر ہے۔

(۷) مسودہ عقائدِ حنفیہ کہ یہاں بنظرِ استصواب آیا تھا، بعد بعض ترمیمات ضروریہ گیا بھی۔ اور انجمن کو پہنچا بھی۔ اور انجمن نے اس میں اکثر ترمیمات کو قبول فرمایا بھی۔ اس پر گواہ خود یہ مسودہ تازہ ہے کہ جناب نے اب ارسال فرمایا ہے۔ یہ اکثر انھیں ترمیمات پر مشتمل ہے جو فقیر نے ایک نہایت سرسری نگاہ میں عرض کی تھیں۔ مگر جناب کا یہ فرمانا بھی کہ ترمیم یا تصدیق درکنار تو نے رسید بھی نہ بھیجی بجائے خود ہے۔ واقعی فقیر ترمیم کر کے بھیج چکا اور واقعی ترمیم کر کے فقیر نے نہ بھیجا۔ اس معمہ کا حل یہ ہے کہ فقیر بے حد عدیم الفرصت ہے۔ خاطر خواہ ترمیمیں (مگر دفترے دیگر املا کند) کی مصداق ہوتیں۔ اس کے لیے وقت نہ ملتا تھا ——— ایک ضرورتِ شدیدہ سے پیلی بھیت جانا ہوا۔ حضرت مولانا محدث سورتی دامت برکاتہم نے اس کا ذکر فرمایا۔ فقیر نے عرض کی وقتِ فرصت سُن لوں گا۔ نصف شب کے قریب وہاں کی ضروریات اور احباب کی ملاقات سے فارغ ہوا۔ اس وقت وہ مسودہ فقیر کو سُنایا گیا۔ جا بجا تبدیلات، نقص و زیادات و محو و اثبات عرض کرتا گیا اور حضرت ممدوح تحریر فرماتے گئے۔ ۱۸ صفحہ تک اس وقت ہوا۔ پھر صبح بعدِ فراغِ وظائف جبکہ ریل کا وقت قریب تھا، بقیہ بعجلتِ تام تمام کیا۔ مولوی ابو العلاء امجد علی صاحب سلمہ بھی ہمراہ تھے۔ ان سے گزارش کی کہ آپ کے پاس بھی ایک مسودہ آیا ہوا ہے یہی ترمیمات آپ بھی لکھ بھیجنا۔ اور اتفاقِ رائے فقیر سے بھی انجمن مبارک کو اطلاع دیں۔ مگر بریلی آ کر مولوی صاحب کو کثرتِ کار نے یاد نہ رہا۔ یوں وہ اصلاحات فقیر کی طرف سے پہنچیں بھی اور نہیں بھی۔

اب اولاً اس مسودۂ ثانیہ میں بعض تو اغلاط کاتب ہیں۔ انھیں فقیر نے بنا دیا ہے۔ ان میں بعض بہت ضروری اللحاظ ہیں۔ ثانیاً بعض نئی ترمیمات اور خیال میں آئی ہیں خواہ عبارتِ سابقہ پر، یا اب جو مسودۂ ثانیہ میں خود انجمن نے محو و اثبات کیا اُس پر۔ ثالثاً اصلاحاتِ سابقہ میں سے اکثر تو قبول فرمائی گئیں مگر بعض وہ بھی ہیں کہ اس مسودۂ

ثانیہ میں بھی متروک ہوئیں یا نظر سے رہ گئیں خصوصًا ان میں بعض کا نہ پانا زیادہ مشوش خیال ہو سکتا ہے کہ بجالِ عمرالاقل رعایت و مداہنت کا سخت پہلو نکلتا ہے۔ ہاں سہوًا ترک ہوا تو رفع عن امتی الخطاء والنسیان ارشاد والا ہے۔ رابعًا ان سب کے بعد بھی بحکم المستشار موتمن مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ سب مقاصد اجمالًا یہاں گوش گزار کروں۔

ترمیماتٌ جدیدۃٌ یا ترمیماتِ جدیدہ مع بیان وجہ

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۳	۹	کوئی لطف جزئی یا اصلاح جزئی	کوئی لطف یا اصلاح یا کوئی شے	قید جزئی احترازی نہ سمجھی جائے کہ وجوب کلی متوہم ہو حالانکہ لا یجب علی اللہ شیٔ
۴	۴	کئی	بہت	کئی ترجمہ چند کا ہے
۶	۷	ختم نبوت	ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبری واولیت فی الشفاعۃ وفی دخول الجنۃ واصالت فی کل فضل وساطۃ فی کل نعمۃ وغیرہا صفات کثیرۃ ناممکنۃ الاشتراک	اعلائے شان اقدس وتفریح خاطر مومنین ورغم انف عدو
۶	۲۲	علم الٰہی غیر متناہی	علم الٰہی غیر متناہی بالفعل	بیان تمایز
//	//	آپ کا علم متناہی	حضور کا علم متناہی بالفعل و غیر متناہی بالقوہ	عوام متناہی کو بمعنی منتہی و منقطع نہ سمجھ لیں
۷	۲۰	زندہ بحیات خاصہ ہیں	زندہ بحیات حقیقیہ دنیاوجسمانیہ ہیں	حیات خاصہ حیات برزخیہ روحانیہ بھی ہے کہ ہر شخص کو حاصل
۸	۱۱ و ۱۲	تمام روئے زمین کی مخلوقات عاجز ہے	تمام مخلوقات عاجز ہے	تحدی اگرچہ وانس سے ہوئی مگر عجز سب کو شامل ہے
ج ۹	۲۱	حضرت مہدی علیہ السلام	حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صلوٰۃ وسلام بالاستقلال مخصوص با نبیاء و ملائکہ ہے
۱۱	۹ تا ۱۱	مختلفہ اقوال امام میں ترجیح کے لیے	مختلفہ اقوال امام میں بحضور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لیے	مجتہدین فی الفتوی سے امتیاز
۱۱	۱۴	ان کا کام صرف بعض کو ترجیح دینا	ان کا کام صرف بعض کو بحضور امام قول مستقر امام پر ترجیح دینا اور اصول امام کے موافق تازہ	حصر کی تصحیح اور مجتہدین فی الفتوی و مجتہدین فی المسائل سے امتیاز

ے (ج) علامت جدید ترمیم کی ہے ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱۱	۱۵	ان کے بعد رحمت کا ظہور ہوا	ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا	یہ رحمتِ جدید ہے نہ کہ رحمت جدید ہے
ج ۱۱	۲۱	امام فخر الدین رازی	امام ابوبکر احمد ابن علی رازی۔	پہلے مسودہ میں صرف رازی تھا، اور وہ صحیح تھا، اس مسودہ میں فخر الدین بڑھایا گیا، اور یہ بھاری غلطی ہے۔ امام فخر الدین رازی حنفی نہیں شافعی ہیں۔

ترمیمات سابقہ متروکہ (یہ دو قسم ہیں)

"قسم اوّل"

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱	۱۱	باقی صفات فعلیہ میں ان سب سے ازلاً متصف تھا	ان سب سے ازلاً متصف ہے، باقی صفات فعلیہ ونفسیہ وسلبیہ واضافیہ ہیں	باقی سب فعلیہ نہیں نہ سب باقیات ازلیہ
۳	۱۵	عدل کی چھ صورتیں ہیں	عدل وفضل کی الخ	ان میں یہ بھی محدود ہوا کہ کسی کے اعمالِ حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا، یہ عدل ہو تو اس کا خلاف ظلم ہوا اور ظلم محال ہے، تو اثابت واجب ہو حالانکہ لایجب علی اللہ شئ بلکہ یہ محض فضل ہے
۳	۱۹	اپنے بندوں میں سے کسی کو بغیر مصلحت یا اجر جزیل کوئی مصیبت نہیں دیتا	اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لیے اجر رکھتا ہے	مسودہ سابقہ میں بغیر غرض صحیح کا لفظ تھا، وہ تو بہت ہی بےجا تھا۔ اب اسے مصلحت سے بدلا یہ مصلحت راجع الی العبد ہے یا الی اللہ ثانی محال ہے بہر تقدیر اول کافر کہ شاہی جبل یا جزیرۂ بعیدہ میں رہتا ہو جس سے مسلمانوں کو کوئی ضرر نہ ہو بلکہ ذمی مطیع خدمت گار اسلام جس سے مسلمانوں کو منافع ملتے ہوں اس پر مصائب ڈالنے میں کس کی مصلحت یا کون اجر ہے ایلام بلاعوض کو خلافِ عدل ماننا معتزلہ کا مسلک ہے۔ اہلِ سنت کے نزدیک یفعل اللہ مایشاء۔ ہاں اس کا فضل ہے کہ مومن کو مصیبت پر بھی ماجور فرماتا ہے ولہ الحمد
۸	۲۲	ہر دو وحی سے جو اخبار ومعانی قطعاً مفہوم ہوتے	ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں حق ہیں کوئی شبہ نہیں	انتفائے شبہ قطعیت دلالت وثبوت دونوں سے ہے۔ مجرد قطعاً مفہوم ہونا کافی نہیں۔

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
		ہیں حق ہیں کوئی شبہ نہیں		
۹	۱۵	سوال منکر ونکیر ضرور ہونے والا ہے	سوال منکر نکیر جس سے خدا بچائے ضرور ہونے والا ہے	روئے سخن سوئے عوام ہے۔ اور اطلاق میں عموم کا ایہام تو تصریح اوضح و امکن فی الافہام
۱۲	۱۳	ثقاہت	ثقہ ہونا	ثقۃٌ علۃٌ ہے نہ فِعَلٌ
۱۳	۱۰	حضرت امام حسن و امام حسین قطعی جنتی ہیں	حضرت امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر و بیعۃ الرضوان قطعی جنتی ہیں	ان کا قطعی جنتی ہونا بھی نصوص سے ثابت اور کتب میں مصرح ہے
۱۴	۱۵	خوش آوازی سے سن کر محبت بھڑکانا مستحسن ہے	مستحسن ہے جبکہ مزامیر وغیرہا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو	علماء فرماتے ہیں الاطلاق فی محل التقیید غیر سدید خصوصًا جہاں عوام دخواص کالعوام اطلاق سے عموم تک پہنچتے ہوں۔ صرف اتنا ہی رہتا کہ جب منکراتِ شرعیہ سے پاک ہو جب بھی سد اطلاق کرتا۔ ورنہ خوش آوازی میں غنائے زناں بھی داخل۔ اور بعض متصوفہ زماں اس پر عامل۔
۱۵	۲۲	بصورت انکار صریح مطلقًا کافر ہے	فقہاء کے نزدیک مطلقًا کفر ہے	متکلمین صرف انکار ضروریاتِ دین کو کفر جانتے ہیں وھو الاحوط۔ اور انکار اجماع میں نزاع طویل ہے

"قسم دوم"

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱	۸	تدبیر کائنات جزئی وکلی اسی کی ذات سے مختص	باختیار خود تدبیر کائنات الخ	اس کے دو محل تھے تخصیص تعمیم وتعمیم تخصیص۔ اول یہ کہ تدبیر کا ہر فرد کائنات کو عام وشامل ہوتا مختص بحضرت الوہیت ہے۔ دوم یہ کہ کسی فرد میں کیسی ہی تدبیر مطلقًا مختص بذاتِ احدیت ہے۔ اول پر غیر خدا سے سلب عموم ہوگا۔ اور ثانی پر عموم سلب۔ ثانی میں جب تک بالاستقلال یا باختیار خود کی قید نہ لگائیں عین مسلک وہابیت ومخالف کریمہ والمدبرات امرا وغیرھا نصوص قاطعہ ہے۔ بلکہ اہل حقیقت کے نزدیک اول بھی کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیہ مدبرۃ

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
				الکل ہے بالخلافۃ المطلقۃ عن حضرۃ الاحدیہ تو اس قید کا ترک وہابیہ کو گنجائش دے گا۔
۲	۱۰	ذاتِ حق ان سے منزہ ہے	ذاتِ حق پر سب محال بالذات ہیں	لفظ تنزیہہ استحالہ ذاتیہ کی تعیین نہیں کرتا۔ اور بعد گزارش پھر وہی نگارش معلوم نہیں کس بنا پر ہے۔ کیا جہل و کذب وغیرہ وغیرہ میں کوئی عیب باری عزوجل کے لیے ممکن ہے یا اس زمانۂ فتن میں کہ امکانِ کذب پر مکذبین جان دیتے ہیں۔ تصریح استحالہ سے پہلو تہی چاہیے۔
۵	۲۱	ان میں باتباع سلف جو وجوہ مباح تعظیم مروجہ ہر ملک ہوں	مسلمانوں میں جو الخ	کلام قابلِ تاویل ضرور تھا کہ غیر محل منع میں اطلاق تجویز ہی اتباعِ سلف ہے۔ مگر وہابیہ کے لیے گنجائش تھی کہ فلاں فلاں امور سلف میں کب تھے۔ تو ان میں اتباعِ سلف کہاں؟
۱۰	۳	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ میں تقلید پر مامور ہیں	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ قطعیہ میں الخ	غیر مقلد کہہ سکتے ہیں کہ رفع یدین و قرأت خلف الامام و جہر آمین و امثالہا سب منصوصہ ہیں تو ائمہ مجتہدین کی تقلید نہیں۔ یہی بات تو ہے کہ حدیث کے ہوتے ہوئے قولِ امام کی کیا حاجت؟
۱۶	۱۴	قوائے انسانیہ کو ملائکہ قوت نظریہ نبی کو جبرئیل ماننا خلاف نص و اجماع ہے	خلاف نص و اجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریاتِ دین کا انکار ہے	اس اضافہ کے اسقاط میں مصلحت سمجھ میں نہ آئی۔ کیا یہ کفر قطعی نہیں۔ کیا یہ انکارِ ضروریاتِ دین نہیں۔ یا کافر کو کافر کہنا خلافِ تہذیب ہے؟
۱۶	۷	بعدِ بعثتِ اقدس بعثت نبی کا قائل ہونا کفر ہے	بعدِ بعثتِ اقدس بعثتِ نبی کو جائز ماننا یا اس کو ختمِ نبوت میں مخل نہ جاننا کفر ہے	اس سے عدول کی مصلحت بھی مفہوم نہ ہوئی۔ کیا صرف قائل ہونا کفر ہے؟ جائز ماننا کفر نہیں؟ یا اسے ختمِ نبوت میں مخل نہ جاننا کفر نہیں؟ یا کفار کی رعایت کرنی چاہیے۔ واغلظ علیھم اور ولیجدوا فیکم غلظۃ اور لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ اور لا یخافون لومۃ لائم اور کونوا قوامین بالقسط شھداء اللہ ولو علی انفسکم اور لا تاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ وغیرہا آیات کا حکم؟ اور اس پر عمل فرض قطعی ہے یا نہیں؟

عرضِ اخیر

خوں شدم ز اندیشۂ انجام ایں معیارِ حق　　کایں ہمہ اصلاحہا گر ہست فی حاصل شد چہ شد

ہر کہ چوں من آزماید روشناسہ ہمچو من　　ورنہ گر ابلیس آدم روے شامل شد چہ شد

من جرّب بتجربتی عرف معرفتی　　جس نے میری طرح آزمایا وہ میری طرح جان لے گا

مولانا! اس مسودہ سے بعض عقائدِ اہلِ سنت پر عوام کو صرف اطلاع دینا مقصود نہیں بلکہ ایک معیارِ سنّیت قائم فرمانا ہے، کہ جو اس پر تصدیق کر دے ہمارا ہے، ع چشم و دل را از دوست نور سرور۔ اور جو نہ مانے بے گانہ ہے۔ ع سایہ اش دور باد از ما دور۔ مگر بہ ہزار افسوس یہ گزارش کہ یہ غرض اس مسودہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک وہ ضلالتیں کہ آج کل مدعیانِ اسلام بلکہ مدعیانِ سنیت میں پھیلی ہوئی ہیں، تصریحًا ان کا ذکر اور ان سے تبریہ نہ ہو۔

مولانا! مجھے تجربہ ہوا ہے، ایک دو نہیں صدہا ایسے ابلیس آدم رو ملیں گے کہ ان مسائل پر دستخط کر دیں گے۔ اور وہ نہ صرف سنیت بلکہ اسلام کے کٹر دشمن اور آپ کے جرگۂ حق میں شامل ہو کر آپ کے مذہب کے بیخ کن ہوں گے۔ اسی لیے تو ائمہ کرام نے ایسوں کے اسلام کو کلمۂ شہادت ہرگز کافی نہ جانا، جب تک اپنے مسلکِ خبیثہ سے صراحۃً برارت نہ کریں۔ جامع الفصولین و جیز کردری و بحر الرائق و درِ مختار وغیرہا میں ہے:

ولو اتی بھما ای بالشہادتین علی وجہ العادۃ لم ینفعہ ما لم یتبرأ۔　　عادۃً کلمۂ شہادت کا پڑھنا گمراہ کو مفید نہیں جب تک وہ اپنی ضلالتوں سے برارت نہ کرے۔

چند سال ہوئے ایک مولوی صاحب، شاہ صاحب، واعظ صاحب نے فقیر سے اپنی سنیت کی سند تحریری مانگی۔ فقیر نے انھیں لکھا حضرت تصریحِ نفیِ فتن دائرہ چاہیے۔ الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ٥ (کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آمنا کہنے سے چھٹی مل جائے گی اور وہ آزمائے نہ جائیں گے) پھر امور عشرین لکھ کر بھیجے، انھوں نے بے تکلف دستخط فرما دی۔ فقیر نے سند سنیت انھیں بھیج دی۔ وہ امور بعض اضافاتِ جدیدہ (کہ ان برسوں میں ان کی حاجت ہوئی کہ فتن روزانہ متجدد ہیں) عرض کروں انھیں غور فرمائیں۔ انجمن اگر ان کی اشاعت پسند فرمائے اور ان پر بلا دغدغہ تصدیق کو معیارِ سنیت ٹھہرائے تو ان شاء اللہ العزیز یہی کافی و وافی ہے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں اور یہ نہ ہوں تو شرح عقائد و مقاصد و مواقف کے ترجمے چھاپ کر اس پر دستخط لیجیے ہرگز کفایت نہیں ـــــــ مولانا! بحمد اللہ میں نے آپ کے رنگِ تحریر سے سمجھا کہ آپ صاف گو ہیں اور امرِ حق میں اسی کو پسند فرماتے ہیں اور الحق کو یہی پسند حق ہے:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ جس کا حکم دیا گیا علی الاعلان فرما دیں اور مشرکین سے اعراض فرمائیں بحمدہٖ سبحنہ یہی طریقہ فقیر کا ہے۔ ؎

فاش میگویم واز گفتہ خود دلشادم بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

اب یہاں پانچ صورتیں ہیں :

(الف) اقوال ضلال کے قائلین اور کتب کی صریح تصریح

(ب) صرف نام کتب

(ج) متن میں صرف اقوال، اور حاشیہ پر نام قائل وکتاب

(د) حاشیہ پر صرف نام کتاب

(ہ) مجرد اقوال بے اشعار نام قائل وکتاب

حاش للہ طریقہ خامسہ میں کفایت نہیں ہیں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد شہروں میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت ان سے سوال ہوا۔ صاف صاف حکم کفر وضلال لکھ دیا۔ جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے، فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہرگز نہ کہوں گا۔

مولانا! آج کل تو یہ حالت ایمان رہ گئی ہے۔ اللہ ورسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ○ بہرحال میں یہاں طریق اوسط اختیار کرتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ مبارک انجمن کونسا پسند فرماتی ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

میں نے قصد کیا تھا کہ امور عشرین سے وہ باتیں کہ مسودہ میں آگئی ہیں ساقط اور بعض جدید اضافہ کروں۔ اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام پہلے سے نفیس تر پیرایہ میں مع زیادات کثیرہ جلیلہ جزیلہ ذکر کروں کہ انجمن پسند فرمائے تو یہی بس ہے۔ ورنہ یادگار رہے گی اور حق سبحانہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا کام دے گی۔ وباللہ التوفیق

یہاں اسے لکھنا چاہا تھا مگر بفضلہ تعالیٰ ایک کافی وافی نفیس مستقل رسالہ ہو گیا جس کا نام "نور الفرقان بین جند الالہ واحباب الشیطن" رکھا گیا۔ بعد تبییض ان شاء اللہ العزیز اگر انجمن مبارک کی خواہش ہوئی جدا گانہ مرسل ہو گا۔ وللہ الحمد۔

(۸ و ۹) کے جوابات اس فہرست سے واضح ہوں گے جسے لکھنے کے لیے فقیر نے مولانا ابوالعلاء امجد علی صاحب سے گزارش کر دی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی نیاز نامہ کے ساتھ مرسل ہو گی۔ وہ امور کہ بعض جوابات سابقہ میں گزرے ضرور ملحوظ خاطر رہیں۔

(۱۰) تلك عشرة كاملة۔ اللہ عزوجل انجمن کو مبارک تر کرے۔ اور اہل سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے کئی سال سے بحمدہ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہل سنت وجماعت سمجھتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابل شکایت معلوم نہ ہوا۔ مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے۔ اور اس پر نقاہت وضعف کی قوت، اور

اس پر محض تنہائی دو حدیث ... امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبورانہ باز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سر پا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں، اہلِ سنت و مذہب اہلِ سنت ہی کی خدمت ہے۔ جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ سال دو سال۔ اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں، اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کرسکتا تھا ــــــ اور جب بحمدہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت گاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے۔ ورنہ فقیر کا عذر قابلِ قبول ہے۔

مولوی سیّد دیدار علی صاحب و مولوی ابوالفرح عبدالحمید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کرکے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عزوجل یہاں ... لے رہا ہے ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا سخت ضروری۔ فقیر نے عرض کی دوسرے کوئی صاحب اس پر مقرر فرما دیجیے اور مجھ سے کوئی اور خدمتِ اہلِ سنت لیجیے۔ فرمایا نہ دوسرا کوئی اسے کرسکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ فقیر نے گزارش کی پھر عذر واضح ہے۔

غرض انجمن اہلِ سنت جو اس کے مقاصد ہیں ان میں سے ایک میرے مقدور بھر بالفعل موجود ہے تو اسی کو خدمتِ انجمن تصور فرمائیں ... جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں، مذہب اہلِ سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنّی بھائیوں کا خیر خواہ و دعاگو ہوں۔ البتہ وجوہِ مذکورہ بالا سے نہ کہیں آنے جانے کی فرصت نہ طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت وحسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ یقول الحق ویھدی السبیل۔ اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوئے ہیں، جہاں کہیں مشورۂ خیر ہو ضرور مطلع فرمائیں۔ فقیر کی کیا حقیقت ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ خلافتِ راشدہ میں فرماتے: لا خیر فیکم ان لم تقولوا ولا خیر فی ان لم اسمع تم مشورۂ خیر نہ دو تو تم میں بھلائی نہیں اور میں اس کو نہ سنوں تو مجھ میں بھلائی نہیں۔ وفقنا اللہ تعالیٰ وایاکم وسائر اخواننا لکل خیر وحفظنا وایاکم من کل خیر وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین وبارک وسلم آمین۔ ۲۷؍ جمادی الآخرہ ۱۳۳۰ھ ہجری

مسئلہ:۔ از ضلع میرٹھ مسئولہ محمد فضل الرحمٰن صاحب۔ ۲۴؍ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

ایک قطعہ اشتہار پروانۂ خداوندی مجھے اس قصبہ میں دستیاب ہوا ہے، لہٰذا ارسال بحضور ہے۔ امید کہ مفصل مطلع فرمایا جائے کہ یہ اشتہار کہاں تک صحیح ہے۔

"پروانۂ خداوندی"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صلی اللہ علیٰ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔ یہ وصیت حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہ شیخ احمد خادم روضۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہے کہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی رات کو خواب میں قرآن شریف کی تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا اور فرمایا: اے شیخ احمد یہ دوسری وصیت تیری طرف ہے علاوہ اس پہلی وصیت کے۔ وہ یہ ہے کہ تم جملہ مسلمین کو رب العالمین کی طرف سے خبر کردو کہ میں ان کے بابت ان کے

کثرت گناہ و معاصی کے سخت بیزار ہوں جس کا سبب یہ ہے کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک (کلمہ گو) نوے ہزار اموات ہوئی ہیں۔ جن میں ستر ہزار اسلام پر باقی تمام غیر اسلام یعنی کفر پر مرے ہیں جب وقت ملائکہ نے یہ بات سنی تو انھوں نے کہا یا محمد آپ کی امت گناہوں کی طرف بہت مائل ہو گئی ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتوں کی تبدیلی کا حکم فرما دیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے رب ان پر تھوڑا صبر کر اور ان کو مہلت دے جب تک یہ خبر میں ان کو پہنچا دوں پس اگر وہ تائب نہ ہوئے تو حکم تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ دائمی گناہوں، کبیرہ گناہوں، زناکاری، کم تولنے، کم میزان رکھنے، سود کھانے، شراب کے پینے کی طرف بہت مائل ہو گئے ہیں۔ اور فقراء و مساکین کو خیرات نہیں دیتے۔ اور دنیا کی محبت آخرت کی نسبت زیادہ کرتے ہیں۔ اور نماز کو ترک کر بیٹھے ہیں۔ اور زکوٰۃ نہیں دیتے پس اے شیخ احمد تو ان کو اس بات کی خبر دے۔ ان کو کہو کہ قیامت قریب ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہم نے اس سے پہلے بھی وصیت پہنچائی تھی لیکن یہ لوگ بے فرمانی اور غرور میں زیادہ دلیر ہو گئے۔ اور یہ آخری وصیت ہے۔ شیخ احمد خادم حجرہ شریف نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی اس کو پڑھے اور اس کی نقل کرکے ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچا دے وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا اور اس کی میں شفاعت کروں گا دن قیامت کے۔ اور جو اس کو پڑھے اور اس کی نقل نہ کرے وہ قیامت کو میرا دشمن ہوگا۔

اور کہا شیخ احمد نے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تین مرتبہ قسم کھاتا ہوں کہ یہ بالکل سچی بات ہے۔ اور میں اس میں جھوٹا ہوں تو خدا مجھ کو دنیا سے کافر کرکے نکالے۔ اور جو اس کی تصدیق کرے گا وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا۔ صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

الجواب:۔ جن باتوں کی اس میں ہدایت ہے وہ باتیں اچھی ہیں۔ ان کے احکام قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ ان پر عمل ضرور ہے۔ باقی یہ تمہید جو اشتہار میں لکھی گئی ہے، بے اصل ہے۔ بارہا اس قسم کے اشتہار شائع ہوئے ہیں کسی میں خادم روضۂ انور کا نام صالح ہے، کسی میں شیخ احمد ہے۔ اور ایسے ہی بے باکی کے کلمات لکھے ہیں کہ اتنے مسلمان مرے ان میں سے صرف اتنے ایمان کے ساتھ گئے۔ اور باقی معاذ اللہ بے ایمان مرے۔ اس اشتہار میں تو اتنی رعایت ہے کہ نوے ہزار اموات میں صرف بیس ہزار معاذ اللہ کافر رکھے ہیں اور اشتہاروں میں تو گنتی کے مسلمان رکھے۔ رب عزوجل سے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عرض نسبت کی۔ ہر کس قدر بے معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک جاہل نے کوئی گناہ کیا جس کو قطعی نہ جانتا تھا کہ حلال ہے یا حرام۔ اور اسی یا دوسرے گناہ کو عالم نے کیا۔ تو ان دونوں کے لیے از جانبِ شریعت حکم مختلف ہے یا نہیں۔ اگر مختلف ہے تو کیوں اور اگر مختلف نہیں ہے تو کیوں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذنب العالم ذنب واحد وذنب الجاھل ذنبان   عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ دوہرا گناہ۔ عرض کی یا

قیل ولم یا رسول اللہ قال العالم یعذب علی رکوبہ الذنب والجاھل یعذب علی رکوبہ الذنب وترک التعلم۔

رسول اللہ یہ کس لیے، فرمایا عالم پر گناہ کرنے کا عذاب ہے اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کرنے کا ہے اور ایک عذاب نہ سیکھنے کا۔

مسئلہ:- از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں مرسلہ حضرت سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔
۲۴ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ دو شنبہ

مولانا المعظم ذو المجد والکرم معظم و مکرم دام مجدہم بپس از سلام مسنون عارض خدمت ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ جناب کی صحت و عافیت کا مستدعی بخیر ہوں۔ میں نے جناب سے سید ظہور حیدر صاحب مرحوم کے لیے جو اُن کے نام سے ایک عدد کم کرکے تاریخِ وفات ان کی کہہ دینے کو کہہ آیا تھا اور جناب نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اگر ہو گئی ہو تو روانہ فرمائیں۔ تقریظات الحدوث والقدوم اور التناسخ بھی روانہ ہوں جو بدایونی رسائل ہیں۔ اور اگر کوئی جدید رسالہ مبحث اذان میں شائع ہوا ہو تو روانہ ہو۔ کنز الآخرۃ جو چودھری صاحب سہاروی کی ہے وہ جدید الطبع سنا ہے کہ جناب کی نظر و اصلاح سے تمامہا گزری ہے، آیا یہ درست ہے؟ اور اس میں جو صفحہ پر امامت کے مسائل ہیں۔ قبروں پر چادریں چڑھانے کو بدعت سیئہ کے قسم اعتقادیہ اور باب زیارۃ القبور میں قبروں پر کچھ چڑھانے یا چومنے کو جو حرام اور بدعت لکھ دیا ہے۔ آیا یہ بھی جناب کے نزدیک صحیح ہے؟ اس سے مطلع فرمائیے۔
والسلام۔

الجواب:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بشرفِ ملاحظہ عالیہ حضرت صاحبزادہ والاقدر بالافخر حضرت جناب مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔ بعد تسلیم مع التکریم ملتمس، والا حضرت سیدنا شاہ مہدی میاں صاحب قبلہ کے حکم سے ان عظیم بے فرصتیوں میں یہ کتاب فقیر نے بنائی۔ اغلاطِ شدیدہ کثیرہ عظیمہ شرعیہ کا نکالنا تو لازم و واجب ہی تھا۔ حکم یہ ہوا کہ اشعار کی بھی اصلاح کر۔ جس سے بلا مبالغہ اتنی بڑی کتاب نظم اور اتنے کثیر حواشی از سرِ نو تصنیف کرنی ہوئی۔ بلکہ تصنیفِ جدید میں اس کی نصف محنت بھی نہ ہوتی جو اس کے بنانے میں ہوئی۔ طبع اول کے صفحہ ۱۲۳ تک کہ طبع جدید کے صفحہ ۱۳۲ ہے، تمام اصلاحات کی نقل میں نے اپنے پاس رکھی، اور جناب چودھری صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ بعد تبییض یہاں پھر دیکھنے کو بھیج دیا کریں۔ جناب موصوف نے کچھ اجزاء کاپی شدہ دیکھنے کو بھیجے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ اصلاح میں شدید تبدیلیں فرما دی ہیں۔ اس کے بعد مجھے چاہیے تھا کہ باقی کتاب واپس کرتا، مگر حکم حاکم سے چارہ نہ تھا۔ باقی کی بھی اسی محنت سے اصلاح کی اور چودھری صاحب سے عرض کر بھیجی کہ اب مبیضہ یہاں بھیجنے کی حاجت نہیں ——— یہ مسئلہ چادر وغیرہ کا جو حضرت نے دریافت فرمایا ہے الحمد للہ کہ اسی صفحہ ۱۲۳ تھا۔ جسے میں یہ دکھا سکتا ہوں کہ میری اصلاح یہ تھی۔ اور یہ حضرت خود ملاحظہ فرما لیں گے کہ طبع جدید میں اس کی کیا گت ہو گئی ہے۔

طبع اول کے صفحہ ۸۵ و ۸۶ پر کہ اب صفحہ ۹۲ تا ۹۴ ہے، اس میں یہ شعر "کچھ چڑھانا قبر پر یا چومنا الخ" کاٹ کر یہ بنایا تھا ؎

سجدۂ قبر اور طواف باخضوع ان کے آگے جھکنا تا حدِ رکوع

طبع دوم میں وہی اپنا شعر رہا۔ یہیں میں نے یہ اشعار اضافہ کیے تھے ؎

اولیاء سے استعانت ہے روا — وہ وسائل ہیں ترے پیشِ خدا
معطی و مالک فقط اللہ ہے — واسطہ اپنا ولی اللہ ہے
ہے توسل کی طلب قرآن میں — وابتغوا آیا ہے اس کی شان میں
دیکھ تفسیرِ عزیزی پارہ عم — لکھتے ہیں یوں شاہ صاحب محترم
اولیاء کرتے ہیں امدادِ بشر — جارحہ ہیں بہرِ امدادِ بشر
اہلِ حاجت ان سے حاجت مانگ کر — اپنی مشکل کرتے ہیں حل سربسر
یہ بھی فرمایا کہ نذرِ اولیاء — ہے تمام امت میں رائج بے خطا
ہے یہ مقصودِ شہِ عبدالعزیز — نذرِ عرفی ہے نہ شرعی اے عزیز
تحفہ جو لے جائیں شاہوں کے حضور — نذر کہتے ہیں اسے اہلِ شعور
فرقِ عرف و شرع سے غافل نہ ہو — کہہ نہ مشرک اہلِ الا اللہ کو
امتِ احمد کو جو مشرک کہے — خود ہے وہ نزدیک شرک و کفر سے
اور سماع و علمِ موتی مطلقاً — اہلِ سنت کا ہے اجماع اے فتی
مُردے مومن ہوں کہ کافر لا کلام — دیکھتے سُنتے سمجھتے ہیں مُدام
اس پہ ناطق ہے تواتر سے حدیث — ہے فنائے رُوح تو قولِ خبیث
وہ نہیں سنتے تو کیوں ان پر سلام — کیا شریعت چاہے پتھر سے کلام
عام کے یہ دھڑ نہیں سنتے ضرور — ہیں یہی موتی یہی من فی القبور

یہ بھی جب حق چاہے سنتے ہیں ندا
کیونکہ ان اللہ یسمع من یشاء

ملاحظہ ہو طبعِ دوم میں ان کی کیا تبدیلی ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ سخت افسوس مجھے ان اشعار کا ہوا کہ نعت شریف میں میں نے اضافہ کیے تھے۔ وہ یہ ہیں :ـ

حضرتِ علامِ کُل بے شک و ریب — بخشتا ہے انبیاء کو علمِ غیب
ان کو کرتا ہے مسلط غیب پر — اوروں کو ان کے توسط سے خبر
ان پہ کر دیتا ہے روشن لاکلام — ختم تک دنیا و ما فیہا تمام
مصطفیٰ کو سب سے بخشا ہے سوا — مایکون ماکان جس کا جز ہوا
علم مانے شہ سے شیطاں کا وسیع — کس سے جز شیطاں ہو یہ کفرِ شنیع
علمِ غیب ان کا سا جو ثابت کرے — بچے پاگل جانور کے واسطے
وہ شقی مرتد عدو اللہ ہے — کافروں سے بھی سوا گمراہ ہے

جو کریں تنقیص شانِ شاہِ دیں لعنۃ اللہ علیہم اجمعیں
مصطفیٰ ہی ہیں قیامت میں شفیع ہے انھیں کا حصہ یہ شانِ رفیع
فاتحِ بابِ شفاعت ہیں وہی کہفِ اربابِ شفاعت ہیں وہی
جو کبائر والے بے توبہ مریں وہ کریم ان کی شفاعت بھی کریں
جو کہے اس دن کے وہ شافع نہیں وہ ہے گمراہ و خبیث لا یحل دیں
فضلہ خوران سگانِ اعتزال بکتے ہیں ایسے بد اقوالِ ضلال
ان کی گمراہی سے تم منھ موڑنا اپنے مولا کا نہ دامن چھوڑنا
وہ نہ ہوں شافع ہمارے گروہاں کہیے ہم سوں کا ٹھکانہ پھر کہاں

ملاحظہ ہو کہ اس میں کتنا اور کیا باقی رہا۔ ان تمام اضافات پر حواشی تھے جن میں ہر لفظ کا آفتاب سے زیادہ ثبوت تھا وہ بھی اکثر حذف ہو گئے اب حضرت اپنی مسئول عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ اشاعتِ اولیٰ میں اس حاشیہ کی عبارت یہ تھی:

ھ ہوتی ہے مکروہ الخ یعنی فاسق فاجر اور نابینا اور اہلِ بدعت اور جاہل کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے و لیکن بعض کے پیچھے مکروہِ تحریمہ اور بعض کے پیچھے مکروہِ تنزیہی یعنی اہلِ بدعت اور وہ جاہل جو قرأت توڑے اور ادھ کٹ حرفوں سے پڑھے۔ ان کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمہ ہوتی ہے۔ اور نابینا و فاسق کے پیچھے اگر وہ اہلِ بدعت اور جاہل نہ ہوں تو نماز مکروہِ تنزیہہ ہوتی ہے۔ اہلِ بدعت کے پیچھے اس لیے کہ حضرت نے فرمایا من احدث فی امرنا لیس منہ فھو رد (ترجمہ: یعنی جس شخص نے نئی بات نکالی اپنی طرف سے بیچ دین ہمارے کے جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے (مراد اس سے بدعتِ سیئہ ہے) پس وہ شخص یعنی بدعتی مردود ہے۔ اور ایک جگہ فرمایا کل بدعۃ ضلالۃ (ترجمہ) یعنی بدعت گمراہی کا راستہ ہے) پس جو شخص مرتکب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہیے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمہ ادا ہوگی۔
واضح ہو کہ قبروں کے سجدہ کرنے والے اور اہلِ قبور سے منت ماننے والے اور فرقہائے باطلہ مثلِ خوارج و جبریہ و قدریہ کے۔ اور وہ ان پڑھ جاہل جو کہ کتاب و سنت سے بالکل ناواقف و بے بہرہ ہیں اور پھر ترکِ تقلید کرتے ہیں، یہ لوگ اہلِ بدعت ہیں۔ ان کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ غرضیکہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع ہو چکا ہے ان کے خلاف عقیدہ رکھنا یہی بدعت ہے۔

اس فقیر نے یوں بنایا تھا:

ھ پچھلے دو میں الخ یعنی جاہل اور نابینا اور ولد الزنا اور غلام، فاسق اور اہلِ بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن اگلے چار کے پیچھے مکروہِ تنزیہی، اور پچھلے دو کے پیچھے مکروہِ تحریمی ہوتی ہے جبکہ وہ فاسق معلن ہو یعنی اس کا فسق ظاہر اور مشہور ہو، ورنہ اس کے پیچھے بھی مکروہِ تنزیہی ہوگی۔ اور جبکہ اس مبتدع کی بدعت و بد مذہبی حدِ کفر تک

نہ پہنچی ہو، ورنہ اس کے پیچھے باطل محض ہوگی، جیسے آج کل کے روافض ووہابی ونیچری وقادیانی وچکڑالوی کہ اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتے ہیں۔ اور غیر مقلد۔ حدیث میں فرمایا کل بدعۃ ضلالۃ ترجمہ: یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور اس سے مراد بدعتِ سیئہ ہے۔ پس جو شخص مرتکب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہیے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ادا ہوگی۔

واضح ہو کہ بدعتِ سیئہ دو قسم ہے عملی اور اعتقادی۔ عملی جیسے عَلَم، تعزیے اور قبروں کو سجدہ۔ اور اعتقادی جیسے تفضیلیہ وخوارج وجبریہ وقدریہ وغیرہ۔ یہ لوگ اہلِ بدعت ہیں۔ ان کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ غرض جن باتوں پر صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع ہو چکا ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت ہے۔ پھر ان میں جن کی بدعت حدِ کفر کو نہ پہنچی جیسے تفضیلیہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ باطل محض ۱۲ منہ

اب اشاعتِ ثانیہ میں جس طرح کر لیا گیا ہے وہ پیشِ نظر ہے۔ اسی طرح بے شمار تبدیلات ہیں۔ اشعار میں بھی پھر اسی قسم کی اغلاط نے عود کیا ہے۔ صفحہ ۱۲۳ کے بعد کی اصلاحات یہاں نہ رہیں اگر وہ بھی ہوں، اور یہ کتاب مطابق اصلاحِ فقیر کوئی صاحب چھاپیں تو کتابِ ثالث ہوگی۔ اور بفضلہ تعالیٰ اغلاطِ شرعیہ وشعریہ سے پاک۔

حضرت سیّد ظہور حیدر میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال جبھی خیال میں آگئی تھی۔ معروض ہے ؎

نحو لقاء جدہٖ	اَمَّ ظہور حیدر
حن الی الجنان اذ	ثَمَّ ظہور حیدر
قیل متی ہذا السفر	ھُوَ ظہور حیدر
قلت لان بقیٰ السنۃ	تَمَّ ظہور حیدر
۱۳۳۲	۱۳۳۳

بدایوں کے رسالہ تنابیخ اور رسالہ حدوث وقدوم پر جو الفاظ نیاز مند نے لکھے تھے، ان کی نقل حاضر ہے۔ مولانا کے خط کی نقل گر بدایوں سے مل گئی ہو تو میں بھی دیکھتا۔

بو الاخدمت حضرت جناب سیّدنا شاہ ابو القاسم حاج سیّد اسماعیل حسن میاں صاحب قبلہ تسلیم معروض۔

رسالہ "ہزار ضرب اقوی" جس میں مولوی عبد الغفار خاں صاحب کے چوتھے رسالہ "آثار المبتدعین" پر کامل ایک ہزار رد ہیں تین چار روز میں ان شاء اللہ تعالیٰ طبع ہو جائے گا۔ بعونہ تعالیٰ حاضر کیا جائے گا۔ کلکتہ والوں کا رد حاضر ہے۔ حسبِ تحریر اسمار تقسیم فرما دیا جائے۔ فقط

مسئلہ: مسئولہ احمد علی معمار محلہ ان محلہ برہی۔ روز پنجشنبہ۔ تاریخ ۹ محرم ۱۳۳۴ھ

؎ بقی یبقیٰ، سمع اور ضرب دونوں سے آتا ہے۔ علاوہ ازیں ضرب سے بمعنی انتظار لغت معروف ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد شیرینی اور کھانے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور عذر یہ پیش کرتا ہے کہ فاتحہ دی ہوئی چیز کا اگر کچھ حصہ زمین پر گر گیا یا اور کسی قسم کی بے ادبی ہوئی تو فاتحہ دینے والا گنہگار ہوگا۔ ایسے شخص پر شرعًا کوئی عذاب یا ثواب ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس کا یہ خیال باطل اور یہ عذر لاطائل ہے۔ زمین پر بلا قصد گر جانے میں کچھ گناہ کسی کے ذمہ نہیں۔ اور اگر کوئی وہابی یا رافضی معاذ اللہ قصدًا بے ادبی کرے تو اس کا گناہ اس کے سر کیوں باندھا جائے قال اللہ تعالیٰ لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ ہاں اگر دینے والا جان کر وہابی یا رافضی یا اور کسی کافر کو دے تو وہ بے ادبی کہ یہ [illegible] والے کی طرف عائد ہوگی۔ شخصِ مذکور اگر واقعی یہ عقیدہ رکھتا ہے جو زبان سے کہا تو قرآن مجید کا مخالف ہے۔ کما تلونا۔ ورنہ ظاہر یہ ہے کہ وہ باطن میں فاتحہ اولیاءِ کرام کا منکر ہے۔ اور براہِ تقیہ یہ عذر بیہودہ گڑھتا ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ شخص مستحقِ عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسائلِ شتی

تصوّف

"نہ وہ باتیں" خیال میں ہیں نہ یہی یاد کہ میں نے کیا بتائے تھے۔ مگر اس وقت جو نظر کی اب بھی بہ نگاہِ اوّلیں تین ہی مطلب ذہن میں آئے۔ عجب نہیں کہ یہ وہی مطالب ہوں جو اُس وقت فکر میں آئے تھے، یا غیر ہوں۔

شاعر "اربابِ تمکین" سے نہیں جو ایک حال پر مستقیم و مستقر رہے بلکہ "اصحابِ تلوین" میں سے ہے جن پر واردات مختلفہ مقتضیٰ قضایائے مختلفہ وارد ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ان احوالِ گوناگوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

"میخواہم" تو ظاہر ہے کہ عشق میں "اہلِ بدایت" کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ اپنی خواہش کے پابند ہوتے ہیں۔ اور ان کی خواہش یہی کہ حبیب کو دیکھیں اور رقیب کو نہ دیکھیں۔

اور "نمی خواہم"، تین مقاماتِ مختلفہ سے ناشی ہے، جن میں ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں۔

مقامِ اوّل:۔ ادنیٰ مقام "جوششِ عشق و رشک ہے" یعنی دل کی خواہش تو یہی ہے کہ حبیب بے خلشِ رقیب جلوہ گر ہو۔ مگر "حبیب و رقیب" شدتِ مصاحبت سے متلازم ہیں کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے دیکھنے اور ایک کا نہ دیکھنا دوسرے کے نہ دیکھنے کو مستلزم ہے۔ نظر براں جب رشک جوش کرتا ہے، حبیب کو دیکھنا نہیں چاہتا کہ اس کی رویت سببِ رویتِ رقیب نہ ہوگی۔ اور رویتِ رقیب ہرگز منظور نہیں۔ اور جب عشق جوش زن ہوتا ہے، رقیب کو دیکھنا نہیں چاہتا کہ اس کا نہ دیکھنا حبیب کے نہ دیکھنے کو مستلزم ہوگا۔ اور دیدارِ حبیب سے محرومی گوارا نہیں۔

مقامِ دوم:۔ اوسط "مقامِ فنائے ارادہ در ارادہ محبوب" یعنی خواہشِ دل تو وہی کہ حبیب بے رقیب متجلی ہو، مگر حبیب کا ارادہ اس کا عکس ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں اسے نہ دیکھوں اور رقیب کو دیکھوں کہ غیظ پاؤں اور مُراد نہ پاؤں۔ جب فنائے ارادہ فی ارادۃ الحبیب کا مقام وارد ہوتا ہے میں اپنی اُس خواہشِ دلی سے درگزر کرتا ہوں۔

> میل من سوئے وصال و قصد او سوئے فراق
> ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

> فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
> کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

مقامِ سوم : اعلیٰ "مقامِ فنا فی المجبوب" کہ خود اپنی ذات ہی باقی نہ رہے۔ غیر، و اضافات، و نسبت و تعلقات کہاں سے آئیں۔ رقیب کا غیر ہونا ظاہر، اور رویت حبیب کا تصور بھی تصورِ غیر ہے۔ کہ رویت تین چیزوں کو چاہتی ہے، رائی۔ مرئی۔ اور وہ تعلق کہ ان دونوں میں ہوتا ہے۔ بلکہ حبیب کو جاننا بھی بے تصورِ نفس ممکن نہیں کہ حبیب وہ جس سے محبت ہو۔ اور محبت کو ہر دو حاشیہ محب و محبوب و اضافت بینہما سے چارہ نہیں۔ جب میں ہمہ تن فنا فی المجبوب ہوں تو رقیب، حبیب و رویت و عدم رویت کو کون سمجھے؟ اور ارادہ و خواست کدھر سے آئے؟ لاجرم اُس وقت ان میں سے کچھ خواہش نہیں رہتی۔
اللّٰھم ارزقنا ھٰذا المقام فی رضاك، وصل وسلم وبارك علیٰ مصطفاك وآلہٖ واولیائہ وکل من والاك۔ آمین واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ : از تریا ضلع بریلی مسئولہ امداد حسین صاحب ۹ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مدار صاحب کا سلسلہ بیعت کرنے کا ہے یا نہیں؟ تھا یا توڑ دیا۔ کیا ان کے خاندان میں بیعت ہونا روا ہے یا نہیں؟ کل وجہِ تسمیہ اس سلسلہ کی تحریر فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب : حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف اکابر اولیائے عظام سے ہیں۔ مگر ولی ہونے کو یہ ضرور نہیں کہ اس سے سلسلۂ بیعت بھی جاری ہو۔ ہزاروں صحابۂ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم میں صرف چند صاحبوں سے سلسلہ بیعت ہے، باقی کسی صحابی سے نہیں۔ پھر ان کی ولایت کو کس کی ولایت پہنچ سکتی ہے۔ اس خاندان کا جو سلسلہ اکابر میں چلا آیا ہے وہ محض تبرک کے لیے ہے۔ جیسے حدیث شریف کا سلسلہ۔ باقی افاضہ کا اجراء اس سے نہ ہوا۔ جیسا کہ حضرت سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی نے سبع سنابل شریف میں ارشاد فرمایا۔ تو جسے بیعتِ صحیحہ سلاسلِ نافذہ منفقہ میں ہو وہ اپنے مشائخ سے تبرکًا اس سلسلہ کی بھی سند لے تو حرج نہیں۔ اور اسی پر اکتفا، اور خصوصًا اہلِ فسق، جو اکثر اس سلسلہ کا غلط نام بدنام کرنے والے ہیں ان سے رجوع، یہ باطل اور ممنوع ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ : محمد جعفر خاں الملقب بہ عارف ابوالحسینی قادری۔ محلہ چودھری بدایوں۔ ۱۹ صفر ۱۳۲۸ھ

اس مسئلہ میں علمائے دین و طریقت کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ کہ مثلًا زید نے خاندانِ قادریہ میں بیعت کی اور چند روز کے بعد پیر نے خلافت بھی مرحمت فرمائی، پھر بعد چند روز کے جامۂ طریقت بھی پہنایا یعنی فقیر بنایا۔ مگر اس کے بزرگ خاندانِ مداریہ سے بیعت کرتے چلے آئے ہیں اور نیز زید کا باپ سرگروہ بھی تھا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زید کو خاندانِ مداریہ کا طالب ہونا ضروری ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ زید کو اپنے بزرگوں کے خاندان کے طالب ہونے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ دوم۔ طالب اور مرید میں کیا فرق ہے؟

الجواب : اوّل۔ ان سے طالب ہونا ہرگز کچھ ضرور نہیں۔ بلکہ جب افضل السلاسل سلسلہ علیہ، عالیہ، صحیحہ، متصلہ، قادریہ، طیبہ، مبارکہ میں شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر فخر بیعت نصیب ہو چکا ہے تو اسے دوسری طرف اصلًا توجہ و پریشاں نظر ہی نہ چاہیے۔

دوم۔ مرید غلام ہے۔ اور طالب وہ کہ غیبتِ شیخ میں بضرورت یا باوجودِ شیخ کسی مصلحت سے، جسے شیخ جانتا ہے یا مرید شیخ غیرِ شیخ ..... سے استفادہ کرے۔ اسے جو کچھ اس سے حاصل ہو وہ بھی فیضِ شیخ ہی جانے۔ ورنہ دُودَر کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں لا یفلح مرید بین شیخین۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ضرب اللہ مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ھل یستویان مثلہ الحمد للہ بل اکثرھم لایعلمون ہ نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از کیمپ صدر بازار بریلی، مسئولہ امام علی شاہ صاحب۔ ۲ ربیع الاوّل شریف ۱۳۳۱ھ

بخدمت شریف جناب مخدوم ومکرم بندہ مولوی صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ادائے آداب وتسلیمات کے عرض رسا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ایک جگہ ایسا جھگڑا آپڑا ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خاندانِ غوثیہ والے ایک صاحب یعنی خاندانِ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب نے مداریہ خاندان والوں سے کہا کہ ہمارا خاندان بڑا ہے، تم لوگ ہمارے یہاں بیعت ہو۔ انھوں نے کہا یعنی مداریہ والوں نے جواب دیا کہ ہمارا خاندان تمھارے خاندان سے اچھا نہیں ہے۔ اور اچھا بھی ہے تو خدا کے یہاں خاندان نہ پوچھا جائے گا بلکہ عمل پوچھا جائے گا۔ خاندانِ غوثیہ والوں نے ثبوت پیش کیا کہ حضرت غوث پاک کے بارے میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ مداریوں نے دریافت کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گردن پر بھی۔ اور حضرات حسنین علیہما السلام خواجہ حسن کی گردن پر بھی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت خواجہ حبیب عجمی اور مدار صاحب کی گردن پر تھا یا نہیں؟ خاندانِ غوثیہ والوں نے جواب دیا کہ مدار صاحب کی گردن پر قدم تھا۔ اور جو صاحبان پہلے گزر چکے ہیں ان پر نہیں۔ خاندانِ مداریہ والوں نے جواب دیا، ہمارا خانوادہ طیفوریہ دوئم اور تمھارا خانوادہ طوسیہ ہفتم ہے۔ ہمارے خاندان سے تمھارا خاندان بعد میں ہوا۔ اور مداریہ کہتے ہیں کہ مدار کا رتبہ غوث سے اعلیٰ ہے جناب کو تکلیف دے کر عرض ہے کہ مدار کے کیا معنی ہیں؟ اور جو درجہ مداریہ ہے اس کی کیا تشریح ہے؟ اور ان دونوں خاندان والے صاحبان میں کون حق پر ہیں اور کون سے نہیں؟ سوا آپ کے اور کوئی عالم صاحب اس مرحلہ کو طے نہیں کرسکتے۔ بلکہ یہاں تک نوبت ہوگئی ہر دو جانب سے آمادہ فساد پر ہوجاویں تو عجب نہیں۔ ماشاء اللہ آپ عالم باعمل ہیں اور جملہ خاندانِ عالیہ سے سند یافتہ ہیں۔ اہلِ علم میں فساد ہونا موجب سبکی کا ہے۔ اور دونوں خاندان والے جناب کے قول کو صادق ہونے پر مضبوط ہیں اور کہتے ہیں کہ جو مولوی صاحب فرمائیں گے وہ ہم دونوں صاحبان کو منظور ہے۔ اللہ پاک جناب کو ہم سیہ کاروں پر ہمیشہ ہمیشہ سلامت اور قائم رکھے۔ حضور کے ہونے سے جملہ صاحبان اہلِ آلام کو ہر طرح کی تقویت حاصل ہے۔ زیادہ حد ادب۔

الجواب: عوام کو ایسے امور میں بحث کرنا سخت مضرت کا باعث ہوتا ہے۔ مبادا کسی طرف گستاخی ہوجائے تو عیاذًا باللہ سخت تباہی وبربادی، بلکہ اس کی شامت سے زوالِ ایمان اندیشہ ہے۔ حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہا العزیز ضرور اکابر اولیاء سے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ وافضل ہے۔ غوث اپنے دور میں تمام اولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے۔ اور ہمارے حضور امام حسن عسکری

رضی اللہ عنہ کے بعد سے سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے غوث اور سب غوثوں کے غوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور ان سب کی گردن پر ان کا قدم پاک ہے۔

امام ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی بن شنطوفی قدس اللہ سرہ العزیز کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں بسند مسلسل دو اکابر اولیاء اللہ معاصرین حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیّدی احمد ابن ابی بکر حریری وحضرت ابوبکر عثمان ابن صریفینی قدس اللہ اسرارہما سے دو حدیثیں روایت فرمائیں پہلی کی سند یہ ہے: اخبرنا ابوالمعالی صالح ابن احمد علی البغدادی المالکی سنۃ احدی وسبعین وستمائۃ قال اخبرنا الشیخ ابوالحسن البغدادی المعروف بالخفاف قال اخبرنا شیخنا الشیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر ن الحریمی بہ سنۃ ثمانین وخمسمائۃ۔ اور دوسری سند یہ ہے: اخبرنا ابوالمعالی قال اخبرنا شیخ ابومحمد عبداللطیف البغدادی المعروف بالمطرز ببغداد سنۃ خمس وعشرین وسنۃ مائۃ قال اخبرنا شیخنا ابوعمر عثمان الصریفینی۔ اور ان دونوں حدیثوں کا متن یہ ہے کہ دونوں حضرات کرام نے فرمایا:

وَاللہ ما اظہر اللہ تعالیٰ وَلا یظہر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے حضور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند نہ کوئی ولی عالم میں ظاہر کیا نہ ظاہر کرے۔

نیز امام ممدوح کتاب موصوف میں حضرت سیّدی ابومحمد بن عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام کو فرماتے سُنا:

ما اوصل اللہ تعالیٰ ولیا الیٰ مقام الا وکان الشیخ عبدالقادر اعلاہ، ولا یبقی اللہ حبیبا کاسًا من حبہ الا وکان الشیخ عبدالقادر اھناہ، ولا وھب اللہ لمقدس حالا الا وکان الشیخ عبدالقادر اجلہ، وقد اودعہ اللہ تعالیٰ سِرًّا من اسرارہ سبق بہ جمھور الاولیاء، وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متادب معہ الیٰ یوم القیامۃ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبدالقادر کا مقام اس سے اعلیٰ ہے۔ اور جس پیارے کو اپنی محبت کا جام پلایا شیخ عبدالقادر کے لیے اس سے بڑھ کر خوشگوار جام ہے۔ اور جس مقرب کو کوئی حال عطا فرمایا شیخ عبدالقادر کا حال اس سے اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار سے وہ راز ان میں رکھا ہے جس کے سبب ان کو جمہور اولیاء پر سبقت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جتنے ولی ہوگئے یا ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر کا ادب کریں گے۔

یہ شہادتیں ہیں حضرت خضر اور حضرات اولیاءِ کرام کی علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین وحریم — کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے — سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

واللہ تعالیٰ اعلم علمہ واحکم

مسئلہ: ۔ از کانپور محلہ پرانی سبزی منڈی کی مسجد متصل چوک مرسلہ عبدالرشید ۸ شعبان ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی درویش کہتا ہے کہ پیر کی شکل پر متشکل ہو کر خداوند تعالیٰ مرید سے ملاقات کرتا ہے اور دلیل کتاب "انتباہ" شاہ ولی اللہ صاحب کی لاتا ہے۔ مضمون کتاب ہذا یہ ہے کہ "حضرت سلطان الموحدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق مخدوم مولانا قاضی خاں صاحب یوسف نامی قدس سرہ العزیز چنیں میفرمود کہ صورتِ مرشد کہ ظاہرا دیدہ میشود مشاہدۂ حق سبحانہ وتعالیٰ است بے پردۂ آب وگل کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمٰن۔ ومن رآنی فقد رأ الحق۔ اگر تجلیِ ذات خواہی صورتِ انساں بہیں ذاتِ حق را آشکارا اندر وخندہ بہیں" اکثر علماء دریں عبارت مذکور را مخالف ہستند۔ با دلیلِ معتبرہ عندالشرع شریفہ ہر چہ حق باشد بینوا توجروا۔

الجواب:۔ قولِ مذکور گستاخی اور دریدہ دہنی ہے۔ اور عبارتِ انتباہ سے اس پر استدلال غلط فہمی۔ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ لم یقبضہ وتفیضہ، مظاہر ومجالی حضرت خالق عزوجلالہ ہے۔ فی الآفاق وانفسکم افلا تبصرون ٥ ما رأیت شیئًا الاورأیت اللہ فیہ۔ مظہرِ اول واعظم، واجل واتم واکمل کہ مظہرِ ذات ہے۔ ذاتِ اقدس حضور انور سید الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات ہے۔ باقی تمام عالم حسبِ استعداد اس پرتوِ اصلی کا پرتو در پرتو بواسطہ ووسائط ہے۔ شیخ جس میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور بصفت ہدایت وارشاد وتربیت متجلی ہے، اور عالمِ ملکوت عالمِ ملک سے ازکیٰ واصطفیٰ، واجلیٰ وابہیٰ واحلیٰ ہے، تو اس سے مشاہدہ ایک زیادہ صاف ومجلیٰ آئینہ سے مشاہدہ ہے۔ ورنہ متجلی تشکل وتشکل سے منزہ ومتعالی ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

منہ کل کا کل "منجز" عبدالمنان اعظمی

مسئلہ:۔ از مقام موضع سرنیاں ضلع بریلی۔ بتاریخ ۱۸ شوال ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ سائل دریافت کرتا ہے، پیر ومرشد کا کیا حق ہے مرید کے روپیہ واسباب میں کتنا مرشد کو دیوے اور کتنا مرید اپنے خرچ میں لاوے۔ وہ بات تحریر فرمائی جاوے جس سبب سے پیر کے حق سے چھوٹے، تاکہ قیامت میں مواخذہ نہ ہو۔ اور پیر ومرشد کی حکم عدولی کرے اور جیسا کہ مرید کو حکم ہوا اس پر عمل نہ کرے ایسے مرید کے لیے کیا حکم ہے۔ اور قیامت میں مواخذہ ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ پیر واجبی پیر ہو، چاروں شرائط کا جامع ہو۔ وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ اس کے حقوق حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے پرتو ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے۔ مگر اتنا فرض ولازم ہے کہ اپنی حدِ قدرت تک ان کے ادا کرنے میں عمر بھر ساعی رہے۔ پیر کی جو تقصیر رہے گی اللہ ورسول معاف فرماتے ہیں۔ پیرِ صادق کہ ان کا نائب ہے یہ بھی معاف کرے گا کہ یہ تو ان کی رحمت کے ساتھ ہے۔ ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے، اور پیر روح کا باپ ہے۔ اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس کے خلافِ مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں۔ اس کے سامنے ہنسنا منع ہے، اس کی بغیر اجازت بات کرنا منع ہے، اس کی مجلس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہونا منع ہے، اس کی غیبت میں اس کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے۔ اس کی اولاد کی تعظیم فرض ہے، اگرچہ بے جا حال پر ہوں۔ اس کے کپڑوں کی تعظیم فرض ہے۔ اس کے بچھونے کی تعظیم فرض ہے۔ اس کی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے۔ اس سے اپنا کوئی حال چھپانے کی اجازت نہیں۔ اپنے جان ومال کو اسی کا سمجھے۔

پیر کو نہ چاہیے کہ بلا ضرورتِ شرعی مریدوں کو مالی تکلیف دے۔ انھیں جائز نہیں کہ اگر اسے حاجت میں دیکھیں تو اس سے اپنا مال دریغ رکھیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کی ملک اور بندۂ بے دام سمجھے، اس کے احکام کو جہاں تک بلا تاویلِ صریح خلاف حکمِ خدا نہ ہوں، حکمِ خدا و رسول جانے۔ و باللہ التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:- از موضع نیشٹھ ضلع امرتسر ڈاک خانہ خاص متصل اسٹیشن اٹاری۔ مسئولہ سید رشید الدین صاحب عرف سید محمد عبدالرشید بریلوی۔ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ عظام شرع متین اس مسئلہ میں کہ صاحب ارشاد مرفوع الاجازت شیخ کا اپنی زوجہ کو بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص کہے کہ اپنی منکوحہ کو بیعت کرنا جائز نہیں بلکہ حرام بتاتا ہے، کیونکہ زوجہ بیٹی بن جاتی ہے اور نکاح نہیں رہتا بلکہ فسخ ہو جاتا ہے۔ اور نیز یہ دلیل بھی بیان کرتا ہے کہ یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اور نہ کسی نے خلفائے راشدین میں سے ایسا کیا۔ اور نہ کسی سلف صالح نے سلف صالحین میں سے اپنی زوجہ کو بیعت کیا ہے پس یہ قول اس شخص کا صحیح ہے یا غلط و مردود۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب:- زوجہ کو مرید کرنا جائز ہے۔ تمام امت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مرید ہی ہوتی ہے۔ پھر وہ انھیں میں سے تزوج فرماتے ہیں۔ مرید حقیقۃً اولاد نہیں ہوتا۔ وہ ایک دینی علاقہ ہے جو نہ صرف پیر بلکہ استاذ علمِ دین کو بھی شاگرد پر حاصل ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم اور زوجہ کو مسائلِ دینی تعلیم کرنے کا زوج کو حکم ہے۔ قال تعالیٰ قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:- مسئولہ محمد تقی صاحب از انداز ضلع خاندیس شرقی بر مکان قاضی صاحب ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ

کرامت اور فیض میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

الجواب:- کرامت خرقِ عادت ہے کہ ولی سے صادر ہو۔ اور فیض و برکات اور نورانیت کا دوسرے پر القا فرمانا ہے۔ یہ القا اگر برخلافِ عادت ہو تو فیض بھی ہے اور کرامت بھی۔ جیسے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نصرانی کے گھر تشریف لے جاکر، اسے سوتے سے جگا کر کلمہ پڑھنے کا حکم دیا۔ اس نے فوراً پڑھ لیا۔ فرمایا فلاں جگہ کا قطب مر گیا ہے ہم نے تجھے قطب کیا نیز ایک بار ایک نصرانی کو کلمہ پڑھا کر اسی وقت ابدال میں سے کر دیا۔ اور اگر موافقِ عادت تربیت و ریاضات و مجاہدات سے ہو تو فیض ہے، کرامت نہیں۔ اور اگر خلافِ عادت غیر القائے مذکور ہو جیسے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا مُردے کو زندہ، زندہ کو مردہ فرمادیا، تو کرامت ہے فیض نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:- از کوہ شملہ لکڑ بازار، کوٹھی دورلی۔ مرسلہ عبدالرحیم خاں ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ

مخدوم و مکرم اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب زاد مجدہٗ سلام مسنون نیاز مندانہ کے بعد عرض خدمت ہے زید کہتا ہے بیعت غائبانہ کوئی شے نہیں اور زید جناب والا معتقد ہے۔ لہٰذا بیعتِ غائبانہ جس حدیث شریف سے ثابت ہو جناب والا تحریر فرما کر، مہر سے مزین فرما کر مشکور فرماویں تاکہ زید کی تسلی کر دی جاوے۔ اور وہ اگر حاضری سے معذور ہے تو آنحضرت سے غائبانہ بیعت کا شرف حاصل کرے۔ اس کا جواب۔ اس پتہ پر روانہ فرمائیے۔

کو شملہ بمعرفت امام جامع مسجد عبدالرحیم کو ملے۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم — وہ جو تم سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

اور فرماتا ہے:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ — بے شک اللہ راضی ہوا مسلمانوں سے جب وہ تم سے بیعت کرتے ہیں درخت کے نیچے۔

صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے، جب یہ بیعت ہوئی ہے امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے۔ بیعت حدیبیہ میں ہوئی اور وہ مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر مار کر ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ لفظ حدیث یہ ہیں:

واما تغیبہ عن بیعۃ الرضوان فلوکان احد اعز ببطن مکۃ من عثمٰن لبعثہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عثمان وکانت بیعت الرضوان بعد ما ذھب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدہ الیمنی ھذہ ید عثمان فضرب بھا علیٰ یدہ وقال ھذہ لعثمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از موضع لچھی پور ڈاک خانہ سگرام پور تحصیل بسولی ضلع بدایوں مسئولہ احمد حسین محرر روز دوشنبہ ۱۵ ذوالحجہ ۳۳ھ

جناب فیض مآب، فیض بخش، فیاض زماں مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام افضالہ۔ بعد سلام علیک دست بستہ کے عرض خدمت میں یہ ہے (۱) کہ جیسا اور خاندانوں میں سلسلۂ پیری مریدی جاری ہے، اسی طرح سے جناب حضرت "شاہ مدار" صاحب کا ہے یا نہیں؟ (۲) خدام زیارت مکنپوری اپنے تین خاندان خلفاء وجدی "شاہ مدار" صاحب سے بتلاتے ہیں۔ لہٰذا ان سے بیعت ہونا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ فی زمانہ چار ہی خاندان کی بیعت سُنی اور خاندان کی نہیں سُنی، اور نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ مرید حضرت شاہ مدار صاحب مرید حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم سے زیادہ ہیں۔ یہ امر تصدیق طلب ہے۔ لہٰذا تصدیعہ دہ کہ براہ غربا پروری اور بندہ نوازی حکم سے اطلاع بخشی جاوے۔

الجواب: حضور سیدنا غوث الاعظم علیہ الرضوان سید الاولیاء ہیں حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ ان کے یا کسی کو ان سے افضل کہنا جہل وطغیان وافتراء وبہتان ہے۔ بیعت کے لیے لازم ہے کہ پیر چار شرطوں کا جامع ہو (۱) سُنی صحیح العقیدہ (۲) صاحب سلسلہ (۳) غیر فاسق معلن (۴) اتنا علم دین رکھنے والا کہ اپنی ضروریات کا حکم کتاب سے نکال سکے۔ جہاں ان شرطوں میں سے کوئی شرط کم ہے، بیعت جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از بنارس چھاؤنی محلہ ڈیوڑی تھانہ سکرور مسئولہ مولوی عبدالوہاب۔ سہ شنبہ ۲۰ صفر ۱۳۳۲ھ

کسی کو جبراً مُرید کرنا اور نابالغوں کو بغیر ان کے والدین کی اجازت کے دست بیع کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ فقط

الجواب: - مریدی اور جبر دونوں متبائن ہیں جمع نہیں ہوسکتے۔ مریدی اپنے دل کی ارادت سے ہے نہ کہ دوسرے کے جبر سے۔ ایسا جبر وہ کرتے ہیں جنھیں مریدوں سے کچھ تحصیل کرنا ہوتا ہے یا کثرتِ مریدین سے اپنی شہرت۔ نابالغ اگر نا سمجھ ہے تو بے اجازتِ ولی اُسے مرید کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ ہاں تعلیقِ ارادت ممکن ہے جس کا قبول اس کے عقل وبلوغ پر موقوف رہے گا۔ اگر کسی میں رشد کے آثار پائے اور گمان کرے کہ اس کے زمانۂ عقل تک شاید اپنی عمر وفا نہ کرے اور اسے شیخ کی حاجت ہو۔ اور زمانہ کی حالت یہ ہے کہ ؎ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ٭ پس بہر دستے نہ باید داد دست۔ ولہٰذا اسے اپنا کرلے، اور وہ زمانۂ عقل تک پہنچ کر اسے قبول کرلے تو بیعت کی تکمیل ہوجائے گی۔ اور اگر عاقل ہے اور اس کی رغبت دیکھے تو مرید کرسکتا ہے، اجازتِ والدین کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: - از کلکتہ بڑا بازار، سوناپٹی گنیش بھگت کا کٹرہ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ

(۱) ایک شخص ایک آدمی سے مرید ہے، پہلے وہ کچھ نہیں جانتا تھا اور علم بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ علم بخشا تو وہ دیکھتا ہے کہ جو پیر ہمارا ہے وہ ہم سے بھی بدتر ہے افعال میں، اور صرف اردو قرآن شریف کے کچھ نہیں جانتا ہے۔ اور قرآن شریف بھی دیکھ کر پڑھتا ہے اور کچھ نہیں جانتا۔ اور کھانا کپڑا بھی مانگ کے چلاتا ہے اور رات دنیا کے کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ اب وہ شخص جو مرید ہوا ہے اس کا سوال ہے کہ میں دوسرے سے پھر مرید ہوجاؤں تو اچھا۔ تو آپ کی کیا رائے ہے۔ اور جس شخص سے یہ پہلے مرید ہے وہ خاندانی سید ہے۔ اور اس خط کے شامل شجرہ بھی ان کا جاتا ہے۔

(۲) ایک شخص گویا کلکتہ میں ہے اور اس کے دل میں ہے کہ میں مُرید ہوجاؤں تو اچھا۔ مگر وہ جس سے مرید ہونا چاہتا ہے وہ دوسرے ملک میں ہے۔ پھر وہ کس طرح سے مرید ہوسکتا ہے؟

الجواب: - حسبِ تصریح ائمۂ کرام پیر میں چار شرطیں لازم ہیں۔ اوّل سنّی صحیح العقیدہ، دوم علمِ دین بقدرِ کافی رکھتا ہو، سوم کوئی فسق علانیہ نہ کرتا ہو، چہارم اس کا سلسلہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صحیح اتصال سے ملا ہو۔ اگر کسی شخص میں ان چاروں میں سے کوئی شرط کم ہے اور ناواقفی سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا بعد کو ظاہر ہوا کہ وہ بدمذہب یا جاہل یا فاسق یا منقطع السلسلہ ہے تو وہ بیعت صحیح نہیں۔ اسے دوسری جگہ مرید ہونا چاہیے جہاں یہ چاروں شرطیں جمع ہوں۔

(۲) بیعت بذریعہ خط وکتابت بھی ممکن ہے۔ یہ اسے درخواست لکھے وہ قبول کرے اور اپنے قبول کی اس درخواست دہندہ کو اطلاع دے اور اس کے نام کا شجرہ بھی بھیج دے۔ مُرید ہوگیا۔ کہ اصل ارادت فعلِ قلب ہے والقلم احد اللسانین۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ مولانا سیّد دیدار علی صاحب الوری اواخر شعبان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین دربارہ ایسے شخص کے جو فتویٰ دے ایسا کہ جو کوئی خاندانِ عالیہ قادریہ کو اور خاندانوں سے افضل واعلیٰ نہ جانے اور باوجود افضلیت کے پھر دوسرے خاندانوں میں بیعت حاصل کرے وہ ضال اور مضل اور ذریتِ شیطانِ لعین میں سے ہے۔ ایسا کہنے والا یا فتویٰ دینے والا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب :۔ بلا شبہہ خاندان اقدس قادری تمام خاندانوں سے افضل ہے کہ حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاولیاء و امام العرفاء و سید الافراد و قطب ارشاد ہیں۔ مگر حاشا للہ کہ دیگر سلاسل حقہ راشدہ باطل ہوں یا ان میں بیعت ناجائز و حرام ہو۔ اس کی نظیر بعینہٖ مذاہب اربعہ اہل حق ہیں۔ ہمارے نزدیک مذہب مہذب حنفی افضل المذاہب واضح المذاہب و اولیٰہا بالحق ہے مگر حاشا کہ متبعانِ مذہبِ ثلثہ باقیہ عیاذاً باللہ ضال و مضل ہیں۔ ایسا کہنا خود صریح باطل و غلو ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

از کانپور، مرسلہ مولوی آصف صاحب ازکتاب الوقف ۲۲۲/۲۶۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو پتّہ یا درخت بوجہ غفلت تسبیح گرجاتا ہے۔ یا جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد از سزائے غفلت اس کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ رب عزّوجل فرماتا ہے یسبح لہ السموت السبع والارض ومن فیھن وان من شیٔ الا یسبح بحمدہٖ ولکن لا تفقھون تسبیحھم ۔ اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاءِ عالم کو شامل ہے۔ ذی روح ہو یا بے روح۔ اجسام محضہ جن کے ساتھ کوئی روحِ نباتی بھی متعلق نہیں، دائم التسبیح ہیں کہ "ان من شیٔ" کے دائرے سے خارج نہیں۔ مگر ان کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم۔ اور وہ اجسام جن سے رُوح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی دو تسبیحیں ہیں۔ ایک تسبیح جسم، کہ اس روح متعلق کے اختیار میں نہیں وہ اسی ان من شیٔ کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے۔ دوسری تسبیح روح، یہ ارادی اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم۔ اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نبات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد یا جب جانور مرجائے یا نبات خشک ہوجائے منقطع ہوجاتی ہے۔ ولہٰذا ائمۂ دین نے فرمایا کہ تر گھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں فانہ مادام رطبا یسبح للہ فیؤنس المیت کہ جب تک وہ تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا ہے۔ مگر قتل و قطع، و موت و یبس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفسِ جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزء لا یتجزی باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی کہ "ان من شیٔ الا یسبح بحمدہٖ" اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اورادووظائف

مسئلہ:۔ از صاحب گنج گیا مسئولہ چراغ علی صاحب۔ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۵۱ھ

سوال چہارم یہ ہے ”السلام علیکم یا خواجہ عبد الکریم۔ جانب مشرق، السلام علیک یا خواجہ عبد الرحیم۔ جانب شمال، السلام علیک یا خواجہ عبد الرشید۔ اور جانب جنوب السلام علیک یا خواجہ عبد الجلیل۔ بعدہٗ یہ پڑھنا اللھم انت قدیم ازلی تنزیل العلل ولم تزل ولا تزال ارحمنی برحمتك یا ارحم الراحمین۔ اللھم اغفر لامة سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارحم امة سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعدہٗ پڑھنا درود شریف کا۔ بعد دطاق جائز ہے یا نہیں؟ اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں بھی لکھا ہے اور نیز کیمیائے سعادت میں ہے۔

الجواب:۔ دعائے مذکور جائز ہے اور اس میں بہت برکات ہیں۔ یہ چاروں حضرات جہاتِ اربعہ میں اوتادِ اربعہ ہیں۔ یہ اسمائے طیبہ ان کے اشخاص کے نہیں بلکہ عہدہ کے ہیں جس طرح ہر غوث کا نام عبد اللہ اور اس کے دونوں وزیروں کے نام عبد الملک اور عبد الرب ہیں۔ جو اس عہدہ پر مقرر ہوگا ظاہر میں کچھ نام رکھتا ہو یا باطن میں اس کا یہ نام رکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از سہسوان محلہ مستولی ٹولہ مرسلہ پرورش علی صاحب

نسیان کا مجرب علاج کیا ہے؟

الجواب:۔ دفعِ نسیان کو ۱۷ بار سورۂ الم نشرح ہر شب سوتے وقت پڑھ کر سینہ پر دم کرنا۔ اور صبح ۷ بار پانی پر دم کر کے قدرے پینا۔ اور چینی کی رکابی پر یہ حروف ا ھ ظ م ف ش ذ لکھ کر پلانا نافع ہے۔ اور چالیس روز سفید چینی پر مشک و زعفران وگلاب سے لکھ کر آبِ تازہ سے محو کر کے پئیں۔ تسمیہ اس کے بعد فسھل یا الٰھی کل صعب بحرمة سید الابرار سھل، یا محی الدین اجب، یا جبرئیل بحق یا بدوح۔ والسلام۔

مسئلہ:۔ از مقام سورون ضلع ایٹہ۔ اللہ دیا وچندو منہار۔ روز دوشنبہ تاریخ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

رہنمائے دینِ متین مرشدِ راہِ یقین بندہ دام فیضہ۔ بعد اظہارِ لوازم کے یہ عاصی پر معاصی بندہ خاکسار حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہے، آج کل مجھ کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اور حضور مجھ کو ذکرِ قلبی بتلا دیجیے۔ آپ حضور لکھ دیں فوراً خدمت میں حاضر ہوں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا اسم شریف کیا ہے، وہ مجھ کو تحریر کریئے گا۔ اور ایک حافظ آئے تھے ”سرائے ترین“ سوداگر کنگھی والے، وہ مجھ کو ایک حاضرات بتلا گئے ہیں حضور

اجازت دیں تو عمل میں لاؤں سورۂ رحمٰن کے دوسرے رکوع میں ہے یامعشر الجن۔ حضور اس کا جواب بہت جلد دیجیے گا۔ اور خان حمید الدین شاہ صاحب مجھ کو ایک عمل ہمزاد تجربہ کار دے گئے ہیں۔ وہ اب تک اجازت حضور کے نہیں کیا۔

الجواب:۔ حاضراتِ جن سے جنوں کو بلانا اور ان سے صحبت وملاقات مقصود ہو محمود نہیں۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرّہٗ فرماتے ہیں، کم سے کم وہ ضرر کہ جن کی ملاقات سے ہوتا ہے "یہ کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے" یہ کتنا بڑا ضرر ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا۔ کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں۔

ذکر کے طریقے کثیر ہیں۔ تلاوتِ قرآنِ عظیم و کلمۂ طیبہ اور درود شریف کی کثرت رکھیے۔ اور جو اذکار بطریقۂ اشغال ہیں وہ بالمشافہ سیکھنے سے خوب آتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا اسم شریف یُوحَانِذْ ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

فوائدِ حدیثیہ

مسئلہ: از ریاست عثمان پور ضلع بارہ بنکی مرسلہ مولوی محمد مظہر الحق صاحب نعمانی رودولوی نائب ریاست مذکور، ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ

"سوال اصل میں مذکور نہیں"

الجواب: مولانا المکرم اکرمکم اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فقیر حقیر حاش للہ اس لفظِ گراں مایہ بہین پایہ کے ہزارویں لاکھویں حصّے کے لائق نہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ حضرات علمائے کرام اہل سنت اپنے کرم سے جن الفاظِ عالیہ سے چاہتے ہیں نوازتے ہیں ——— مگر تحقیق لفظ کے لیے گزارش ہے کہ حدیث میں رأس حسب محاورۂ عرب ضرور بمعنی آخر ہے۔ ولہذا علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں مجدد کے لیے ضروری ہے ان تمضی علیہ المائۃ وھو عالم مشھور مفید لیکن ایسی اشیائے متوالیہ میں حدِ فاصل ایک آن مشترک ہوتی ہے کہ وہ جس طرح اوّل کے آخر ہے یوں ہی آخر کے اوّل، اور عمل تجدید مجدد ہرگز ختم صدی سے ختم و منتہی نہیں ہوجاتا بلکہ وہ آخر اول واول آخر دونوں میں ہوتا ہے۔ تمضی علیہ المائۃ وھو کذا ہی اس پر دلیل ہے اور تمام مجددین معدودین للمائۃ کو ملاحظہ فرمائیں کہ آخر صدی ماضی واول صدی حاضر دونوں میں ان کی تجدید اسلام و مسلمین کو مفید رہی تو بحالِ حیاتِ مجدد جبکہ ایک صدی کا آخر گزر گیا اور دوسری کا اول موجود اور وہ حیی ہو مجدد مائۃ ماضیہ کہنا مناسب ہوگا جو موت یا انقطاعِ تجدید کا موہم ہو، یا مجدد مائۃ حاضرہ کہ اس کی حیات اور فیض و تجدید کے استمرار پر دلیل ہو۔ والسلام۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مرسلہ جناب خلیل صاحب سوداگر، کٹرہ مانسرائے بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کو رمضان المبارک میں کوئی ہیبت بات آنے والی ہے جس کی نسبت حضور کی طرف بعض آدمیوں نے کی ہے کہ مولوی صاحب نے ایسا فرمایا کہ جمعہ کی رات کو ایک ہیبت ناک آواز آوے گی۔ بینوا توجروا۔

الجواب: آئے گی، مگر یہ نہ کہا تھا کہ اسی رمضان میں آئے گی، جب آئے گی تو وہ رمضان ہی ہوگا جس کی پندرھویں جمعہ کو ہوگی۔ اس سال زلزلے کثرت سے ہوں گے، اولے کثرت سے پڑیں گے۔ پندرھویں شب رمضان شب جمعہ ایک دھماکا ہوگا، صبح کی نماز کے بعد ایک چنگھاڑ سنائی دے گی۔ حدیث میں آیا کہ اس تاریخ کو نماز صبح پڑھ کر گھروں کے اندر داخل ہوجاؤ اور کواڑ بند کرلو، گھر میں جتنے روزن ہوں بند کرلو، کپڑے اوڑھ لو، کان بند کرلو۔ پھر آواز سنو تو فوراً اللہ عزوجل کے لیے سجدہ میں گرو اور یہ کہو "سبحن القدوس سبحن القدوس ربنا القدوس" جو ایسا کرے گا نجات پائے گا

جو نہ کرے گا ہلاک ہوگا۔ یہ حدیث کا مضمون ہے۔ اس میں یہ تعیین نہیں کہ کس سنہ میں ایسا ہوگا۔ بہت رمضان مبارک گزر گئے جن کی پہلی جمعہ کو تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی گزریں گے۔ ہاں جو خبر دی ہے ہونے والی ضرور ہے جب کبھی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے خوف و امید ہر وقت رکھنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ حاجی شاہ محمد عرف کمال اللہ شاہ ساکن بریلی شریف محلہ برام پورہ ۱۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۷ھ

"ان اللہ خلق آدم علی صورتہ" اور حضور سے یہ عرض ہے۔ یہ حدیث ہے یا قول ہے؟

الجواب: یہ حدیث صحیح ہے اور اضافت شرف کے لیے ہے جیسے بیتی اور ناقۃ اللہ یا ضمیر آدم کی طرف ہے یعنی آدم کو ان کی کامل صورت پر بنایا، طولہ ستون ذراعا۔ ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا۔ بخلاف اولادِ آدم کہ بچہ چھوٹا پیدا ہوتا ہے پھر بڑھ کر اپنے کامل قد کو پہنچتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از ملک بنگال ضلع فرید پور موضع پٹوا کاندے۔ مرسلہ شمس الدین صاحب

عبادلہ ثلثہ محققین کی اصطلاح میں کن کو کہتے ہیں؟

الجواب: ابنائے عمر و عباس و عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم لاشتراکھم فی الزمان واقترابھم فی الاسنان اما افضل العبادلۃ عبد اللہ ابن مسعود فوق الکل وشیخ الکل رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔ ہاں ہماری اصطلاح فقہی میں بجائے ثالث یہ اول الکل ہیں کما فی فتح القدیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از صاحب گنج مسئولہ چراغ علی صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ

کس حدیث یا اقوالِ مشائخ وغیرہ سے ثابت ہے کہ چہار شنبہ کو عصر کے وقت عربی کتاب جو شروع کرتے ہیں یا نہیں؟ اکثر لوگ چہار شنبہ کو عصر کے بعد نماز عربی کی کتاب اور جمعہ کے دن کو کسی وقت میں فارسی کی کتاب شروع کرنے کی عادت رکھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب: حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما من شیء بدئ یوم الاربعاء الاتم جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اتمام کو پہنچتی ہے، مگر بعدِ نمازِ عصر کی تخصیص ثابت نہیں۔ بلکہ ظہر و عصر کے درمیان مناسب ہے کہ بدھ کے دن یہ وقت ساعت اجابت ہے کما فی حدیث احمد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ ابتدائے فارسی کے لیے جمعہ کی تخصیص بے اصل ہے اور نہ اس بارے میں کچھ وارد، بلکہ صدرِ اوّل میں تو فارسی سے مخالفت تھی کہ وہ اس وقت کفار کی زبان تھی۔ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایاکم ورطانۃ الاعاجم فانہ یورث النفاق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ مولوی عبد الحمید صاحب از بنارس محلہ پتر کنڈہ متصل تالاب ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

ہمارے سنی حنفی علماء اکثرہم اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں کہ کتاب مستطاب دلائل الخیرات مطبوع مطبع نظامی ۱۲۷۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے شریفہ کے اخیر میں ایک اسم شریف "کریم المتخرج" بھی لکھا ہے۔ ان کے متعلق حاشیہ پر یہ عبارت لکھی ہے قال الشیخ ھذا زائد لیس بداخل الکتاب لکن جرت العادۃ بقرائۃ لانہ موافق

للحدیث الخ پس وہ حدیث شریف جس کے یہ موافق ہے کونسی ہے اورکس کتاب میں ہے؟ اوراس اسم شریف کا مفصل مطلب کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ۔ یہ نامِ نامی دلائل الخیرات کی بعض روایت میں داخل ہے اوراس کا بلفظہٖ کسی حدیث[1] میں آنا معلوم نہیں مطالع المسرات میں اس پر کوئی حدیث نہ لکھی۔ مواہب لدنیہ وسیرت شامی وزرقانی میں اس نام کا ذکر نہیں معنی واضح ہیں مخرج جائز طورکہ نسب ومولد ومحل اشتہار وغلبہ یعنی حرمین طیبین کو شامل ہے اورحضور انورصلی اللہ علیہ وسلم بہمہ وجوہ کریم ہیں خود کریم، نسب کریم، مولد کریم، مہاجر کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:

۲۸ ذوالقعدہ ۱۳۲۱ھ

ذیل میں جو حدیث تحریر کی جاتی ہے اس کی صحت اورغیر صحت کی نسبت اختلاف ہے۔ لہٰذا علمائے دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر حدیثِ مذکور صحیح ہے تو اپنے مہرودستخط فرمائیں۔ اورجو شخص منکر اس حدیث کا ہو اس کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ (رواہ ابن ابی ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان)

الجواب: ۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے اپنی سنن ابواب الوصایا باب الحیف فی الوصیۃ میں یوں روایت کی:

حدثنا سوید ابن سعید ثنا عبدالرحیم ابن زید العمی عن ابیہ عن انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من فرمن میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ

سوید ابن سعید عبدالرحیم ابن زید سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ سے وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کاٹے۔

اوردیلمی نے مسند الفردوس میں انھیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بایں الفاظ روایت کی:

من زوی میراثا عن وارثہ زوی اللہ عنہ میراثہ من الجنۃ

جو اپنے وارث کی میراث سمیٹے تو اللہ جنت سے اس کی میراث سمیٹ لے گا۔

بطور محدثین اس کی سند میں کلام ہے

فزید یضعف وابنہ شدید الضعف لاجرم ان قال السخاوی للحدیث بعد ایرادہ فی المقاصد الحسنۃ ھو ضعیف جدا وقال المناوی فی التیسیر والحریری فی السراج المنیر ضعفہ المنذری

زید ضعیف ہیں اوران کے لڑکے اورضعیف۔ اسی لیے امام سخاوی نے اس حدیث کو مقاصد حسنہ میں نقل کرنے کے بعد فرمایا یہ حدیث بڑی ضعیف ہے۔ اورمناوی نے تیسیر میں اورحریری نے سراج منیر میں منذری کے حوالہ سے اس کو ضعیف کہا۔

مگراس کے معنی عندالعلماء مقبول ہیں مشکوٰۃ میں اسے بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنن ابن ماجہ اور

[1] فی الاصل ھکذا اظنہ "حربت" عبدالمنان اعظمی

بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعب ایمان سے "مذکور فی السوال کا لفظ نقل کیا" اور شراح نے اس کی توجیہات لکھیں۔ اور ابن عادل نے اپنی تفسیر میں اسے بصیغۂ جزم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے اس سے تحریم اضرار فی الوصیۃ پر استدلال کیا۔ اور آیت کریمہ سے اس کی تاکید کی۔ حیث قال

الاضرار فی الوصیۃ علی وجوہ۔ ان یوصی باکثر من الثلث او یقر بمالہ لاجنبی، او علیٰ نفسہ بدین لاحقیقۃ لہٗ او بان الدین الذی کان لہ علیٰ فلان استوفاہ۔ او یبیع بثمن رخیص، او یشتری بغال، کل ذٰلک لان لا یصل المال الی الورثۃ، او یوصی للثلث لا لوجہ اللہ لکن لتنقیص الورثۃ۔ فھذا ھو الاضرار فی الوصیۃ وقال علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام من قطع میراثا فرضہ اللہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ ویدل علی ذالک قولہ تعالی بعد ھذہ الاٰیۃ تلك حدود اللہ اھ ملخصا

اضرار وصیت میں چند طریقہ پر ہوتا ہے (۱) ثلث سے زائد وصیت کرے (۲) اجنبی کے لیے مال کا اقرار کرے (۳) یا فرضی قرض کا اقرار کرے (۴) وہ قرض جو دوسرے پر تھا اس کو وصول کرچکا ہو (۵) کسی چیز کو سستا بیچ دے (۶) مہنگا خریدے (۷) ثلث کی وصیت کرے مگر رضائے الٰہی کے لیے نہیں ورثاء کو ضرر دینے کے لیے کہ میرے بعد مال انھیں نہ ملے تو یہ سب صورتیں اضرار کی صورتیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصہ کو قطع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا حصہ جنت سے قطع کردے گا۔ اس کے بعد والی آیت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اللہ کے حدود ہیں۔

امام ابن حجر مکی نے زواجر عن اقتراف الکبائر میں اسی تمسک و تائید کو مقرر رکھا۔ اور قصد حرمان ورثہ کو حرام بتایا۔

نیز تیسیر میں زیر حدیث فرمایا:

افاد ان حرمان الوارث حرام وعدہ بعضھم من الکبائر

پتہ چلا کہ وارث کو محروم کرنا حرام ہے اور بعض علماء نے اس کو گناہ کبیرہ بتایا۔

عزیزی میں ہے: فاذن حرمان الوارث وارث کو محروم کرنا حرام ہے۔

منکر حدیث مذکور اگر ذی علم ہے اور بوجہ ضعف سند مکدم کرتا ہے، فی نفسہٖ اس میں حرج نہیں مگر عوام کے سامنے ایسی جگہ تضعیف سند کا ذکر ابطال معنی کی طرف منجر ہوتا ہے اور انھیں مخالفت شرع پر جری کردیتا ہے۔ اور حقیقۃً "قبول علماء" کے لیے شان عظیم ہے کہ اس کے بعد ضعف اصلا مضر نہیں رہتا" کما حققناہ فی الھاد الکاف فی حکم الضعاف"۔

اور اگر جاہل ہے بطور خود جاہلانہ برسرپیکار ہے تو قابل تادیب وزجر وانکار ہے کہ جہال کو حدیث میں گفتگو کیا سزاوار ہے۔ وعید حدیث اپنی اخوات کی طرح زجر و تہدید، یا حرمان دخول جنت مع السابقین یا صورت قصد مضارت بمضادت شریعت پر محمول ہے والاخر احب الی والاوسط وسطا والاول لا یعجبنی یطلع علی ذٰلک من راجع کلام الامام البزازی فی الوجیز فیما یذکر الفقھاء من الکفار۔

اقول یا یہ کہ وہ قصور جناں کہ برتقدیر اسلام کفار کو ملتے اور ان سے خالی رہ کر مومنین کو بطور مزید عطا ہوں گے ان سے حرمان مراد ہو۔ وھذا ان شاء اللہ تعالیٰ احسن وامکن وابین وازین۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

شرح کلام علماء

مسئلہ ۔ از پٹنہ عظیم آباد ۔ بودھی کٹرہ ۔ مرسلہ قاضی عبدالوحید صاحب ۲۷ رمضان ۱۳۲۱ھ

مخدومی و مولائی قبلہ مدظلہ العالی! تسلیم ۔ امور مفصلہ ذیل کا ازراہ کرم مکمل جواب دیجئے کہ فقیر کو سخت تردد ہے دوسرے بعض علماء سے بھی گفتگو آئی مگر تنقیح امور نہ ہو پائی لہذا فقیر کو بھی شک ہے ۔ اللہ دفع فرمائیے اور اجر عظیم پائیے ۔ (۱) زیارت قبور للنساء کو مولانا فضل رسول بدایونی رضی اللہ عنہ بضمن تردید الحق وہابی دہلوی جائز فرماتے ہیں۔ نیز علامہ عینی بھی ۔ جواب مکمل عطا ہو کہ رفع شبہ ہو ۔ (۲) تحفہ رجب میں مختلط خطبہ کو آپ غیر مناسب بوجہ عدم توارث بتاتے ہیں حالانکہ تاج الفحول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اسے درست و جائز بتاتے ہیں۔ یہ شبہ بھی رفع ہو ۔ (۳) جزاء اللہ عدوہ کے آخر میں جناب حضرات سادات کرام کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان پر طریان کفر ناممکن ۔ نہ یہ نیچری وغیرہ ہو سکیں ۔ حالانکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے ۔ دوسرے جملہ سادات کے سیادت پر تیقن اٹھ جائیگا ۔ استدلال جناب بہ عموم آیت و حدیث شریف مخالف تحقیقات دیگر علماء ہے ۔ جو اسے مخصوص بحضرات طیبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں ۔ تیسرے پھر سادات کرام بھی قطعی جنتی ہوئے انھیں اندیشۂ آخرت کیا باقی رہا ۔ (۴) اسمائے ذیل مثل ضیاء الدین، منیر الدین وغیرہ کو جناب قطعاً ناجائز بتاتے ہیں ۔ جس شخص نے براہ تفاؤل خیر رکھا، کیا حرج ہے؟ ورنہ کسی کا نام سعید وغیرہ بھی نہیں رکھ سکتے ۔ جواب مرحمت فرمائیے ۔

الجواب ۔ حامی سنن، ماحی فتن، ندوہ شکن، ندوی فگن، مولانا وحید زمن، صین عن الفتن و حوادث الزمن آمین یا ذا المنن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ جواب مسائل اجمالاً حاضر ۔ تفصیل کا وقت کہاں، قرآن مجید سن کر اس وقت آیا ہوں ۔ بارہ بجا چاہتے ہیں ۔ گیارہ بجکر ساڑھے باون منٹ آئے ہیں کہ یہ نیازنامہ لکھ رہا ہوں ۔ اور اگر کسی میں تفصیل طلب فرمائیں گے تو امتثال امر کیلئے ہوں ۔ اور بارگاہ عزت سے امید تو ایسی ہی ہے کہ آپ کا ذہن سلیم بحمد اللہ تعالیٰ اسی اجمال سے ہی بہت کچھ تفصیل پیدا فرمائے گا ۔

مسئلہ زیارۃ القبور للنساء حبیبی اکرمکم اللہ تعالیٰ ۔ شے کے لئے حکم دو قسم ہے ۔ ذاتی کہ اس کے نفس ذات کے لحاظ سے ہو اور عرضی کہ بوجہ عروض عوارض خارجیہ ہو ۔ تمام احکام کہ بنظر سد ذرائع دئے جاتے ہیں جو مذہب حنفی میں بالخصوص ایک اصل اصیل ہے اسی قسم دوم سے ہیں ۔ یہ دونوں قسمیں باآنکہ نفی و اثبات میں مختلف ہوتی ہیں ہرگز متنافی نہیں کہ مناشی جدا جدا ہے ۔ اس کی مثال حضور نساء فی المساجد ہے کہ نظر بذات ہرگز ممنوع نہیں بلکہ ان کا روکنا ممنوع ہے ۔ صحیح حدیث میں ارشاد ہوا لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ (اللہ کی باندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے نہ روکو) اور نظر بحال زناں ممنوع کما صرح بہ الفقہاء الکرام

وقد قالت ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لو رأی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل ۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں نے جو نئی باتیں پیدا کرلی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں دیکھتے تو ان کو ایسا ہی مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئیں ۔ یوں ہی دخول

لنسار فی الحمام کہ پردہ وستر وعدم فتنہ کے ساتھ ہو تو فی نفسہ اصلاً وجہ ممانعت نہیں رکھتا بلکہ طیب ونظافت میں داخل ہے جو اسلام میں مطلوب ہے بنی الاسلام علی النظافۃ۔ مگر نظر بر حال کہ باہم کشف عورات کے عادی ہیں۔ امام ابن ہمام وغیرہ اعلام نے فرمایا کہ بسبیل اطلاق منع ہے یہ حکم اسی قسم دوم کا ہے۔ بعینہٖ یہی لفظ آپ نے اس حکم میں پائے ہوں گے جو فقیر نے مسئلہ زیارت میں اختیار کیا مجھے یاد نہیں کہ میں حرام لکھا ہو بلکہ غالباً تعلیم ادب کے ساتھ حلت کی طرف اشارہ کیا اور نظر بحال بسبیل اطلاق منع بتایا ہے۔ آپ میرے فتویٰ کو ملاحظہ فرمائیں۔ مجھے اس وقت کہ بلدہ بجکر دس منٹ آگئے، اپنے مجموعہ سے اسے نکالنے اور دیکھنے کی فرصت نہیں۔ فظھر ان لاتعارض وان الحکمین کلاھما صواب علاحدہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ خطبہ مختلط بوجہ عدم توارث نامناسب ہونے کی نہایت کراہت تنزیہی ہے کما نص علیہ فی حاشیۃ الطحطاویۃ ورد المحتار۔ اور کراہت تنزیہی قسم مباح سے ہے وہ منافی جواز ودرستی واباحت نہیں بلکہ اباحت کے ساتھ جمع ہوتی ہے کما حققہ العلامۃ الشامی ولنا فی تحقیقہ مقالۃ سمیناھا "جمل مجلیۃ ان المکروھۃ تنزیھا لیس بمعصیۃ" اقمنا فیھا الطامۃ الکبریٰ علیٰ مازعم اللکھنوی فی رسالتہ فی شرب الدخان ان المکروہ تنزیھا من الصغائر فاذا اعتید صار من الکبائر۔ وھٰذا جھل عظیم لایسا عدہ نقل ولا عقل نسئل اللہ العفو والعافیۃ توان دونوں حکموں میں بھی اصلاً تنافی نہیں۔ ہاں فتویٰ لکھنویہ نے کہ خلط کو مکروہ تحریمی ٹھہرایا وہ ضرور حکم حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ الشریف کے خلاف اور غلط و باطل عند الانصاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ حضرات سادات کرام فاش میگویم واز گفتہ خود دلشادم ؛ بندہ عشقم واز ہر دو جہاں آزادم

سادات کرام (جعلنا اللہ تعالیٰ فی الدنیا والاخرہ من موالیھم فان مولی القوم منھم) پر عدم طریان کفر (کہ اسی قدر کا فقیر مدعی) نہ عدم امکان جس سے جیسی آپ نے تعبیر کیا۔ اور رفض ونیچریت کی میں نے نفی کی تصریح کردی کہ اس سے وہی بد مذہبی مراد جس میں انکار بعض ضروریات دین ہو اس کا حاصل بھی وہی سلب کفر ہے نہ سلب بدعت غیر کفریہ جو آپ کی تعبیر میں عطف سے موہوم ہی خصوصاً وغیرہ کی زیادت کہ اور توسیع کی راہ دے کما عبرتم کہ "ان پر طریان کفر ناممکن نہ یہ رافضی نیچری وغیرہ ہوسکیں" فقیر بحمدہ تعالیٰ اس مسئلہ میں مبتدع نہیں متبع ہے۔ اس کا بیان جزاء اللہ عدوہ میں ضمناً آیا لہٰذا اختصار سے کام لیا ص۱۰۱ سے ص۱۱۶ تک جو کچھ کلمات مختصرہ معروض ہوئے ہیں ان پر دوبارہ نظر فرمائیں تو بعونہ تعالیٰ ان تمام شبہات کا جواب ان میں پائیں۔ آیت و احادیث کہ فقیر نے ذکر کیں اس میں شک نہیں کہ ضرور عام ومطلق ہیں۔ اور شک نہیں کہ عام ومطلق ضرور اپنے عموم واطلاق پر رہیں گے جب تک دلیل صحیح سے تخصیص وتقیید نہ ثابت ہو۔ اور شک نہیں کہ بلا دلیل محض اپنے خیال کے بنا پر ادعائے تخصیص وتقیید ہرگز تحقیق نہ قرار پاسکے گا۔ بلکہ تفسیق۔ اور شک نہیں کہ مسئلہ باب مناقب سے ہے نہ باب فقہ سے جو افعال مکلفین من حیث الحل والحرمۃ والصحۃ والسقام سے باحث ہو۔ اور جس میں بے معرفت دلیل اتباع لازم ہو۔ اور یہ بھی سہی تو اتباع ائمہ مذہب کا ہوگا نہ بعض متاخرین کا۔ بعض متاخرین کے کلام کو ان اکابر

؎ وفی الاصل "الصھام"

کے کلام پر کیا وجہ ترجیح ہے جن سے فقیر نے استناد کیا سوا اس کے کہ یہ اطلاق آیت و احادیث سے متمسک ہیں جو یقیناً دلیل شرعی ہے اور وہ بلا دلیل مدعی تخصیص و تقیید۔ یہ اور اس کے امثال بہت نکات اس تحاور میں زیر نظر آئے مگر فقیر دیکھ رہا ہے کہ جہاں تک میں نے دعویٰ کیا ہے ان تجاذبات کے لئے مساغ ہی نہیں۔ جزاء اللہ پر نظر تازہ فرمایئے ص۱۰۲ پر اشعار کر دیا ہے کہ آیت کریمہ و احادیث مذکورہ کے دو محمل ہیں۔ نفی خلود و نفی دخول۔ ثانی کو ظاہر لفظ سے متبادر اور اسی طرف کلمات اہل تحقیق کو ناظر بتایا ہے مگر اپنا دعویٰ یعنی نفی کفر دونوں تقدیر پر ثابت ٹھہرایا ہے کلمات بعض دیگر علماء میں تخصیص سبطین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی ظاہر متبادر اعنی نفی دخول کی نظر سے ہے وہ یہاں میرا دعویٰ نہ تھا بلکہ دونوں احتمال گذارش کر دئے تھے۔ اگرچہ ایک طرف تبادر و ظہور ہے اور اسی طرف میرا اور نہ صرف میرا بلکہ ان اکابر کا میلان قلوب اور اس میں ہمارا انشراح صدور ہے۔ رہی نفی خلود۔ کیا کہیں کلمات دیگر علماء میں اس کی تصریح کہیں ملاحظ فرمائی ہے کہ مخلد فی النار نہ ہونے کی نفی حضرات ریحانتین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خاص ہے باقی سادات کرام کے لئے نہیں تو میرے دعویٰ کا رد اس تخصیص و تحقیق دیگراں میں بھی نہیں۔ غایت یہ کہ عدم ذکر ہے نہ کہ ذکر عدم۔ رہا وہ دوسرا پہلو جس کی طرف ہمارے قلوب ارکن و امیل ہیں اور رہیں اپنے رب جل وعلا سے اس کی امید ہے اس میں حق ناصح یہ ہے کہ نظر علماء ایسے مواقع میں دو وجہ پر منشعب ہو جاتی ہے اور دونوں کیلئے شرع میں اصل اصیل ہے لکل وجھۃ ھو مولیھا ایک حفظ عامہ و سدا   کہ اتکال نہ کر بیٹھیں جس طرح سیدنا امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہوا اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی یہی توجیہ فرمائی یہ تخصیص کرتے ہیں۔ اور اس کا حاصل خصوص جزم ہے نہ جزم خصوص کہ معاذ اللہ بلا دلیل تخصیص عموم شرع لازم آئے۔ یہ نفیس تفرقہ محفوظ رکھنے کا ہے کہ اکثر مغلط سے محفوظ رہنے کا ہے۔ جزم خصوص یہ کہ دعویٰ کر دیا جائے کہ یہ حکم انھیں کے ساتھ خاص ہے ان کے ماورا کے لئے ہرگز ثابت نہیں۔ اور خصوص جزم یہ کہ بالجزم و الیقین اس کا حکم ماننا یہ انھیں کے ساتھ خاص ہے ان کے ماورا میں اس کے ثبوت پر قطع و یقین نہیں۔ اگرچہ ظن و رجا ہے۔

دوسرے بیان مفاد شرع و اظہار ما یعطی الدلیل و   کل ذی حق حقہ خصوصاً جہاں محل وسعت و رجا ہے کہ حدث عن البحر ولا حرج خصوصاً محل مناقب جہاں ضعاف بالاجماع مقبول خصوصاً اپنے سرکار میں محبت و بندگی و نیاز و غلامی کا تقاضا کہ یہ سب پر بالا ہے یہ ظاہر و متبادر کا افادہ فرماتے ہیں اور جزم و قطع کو اس کے محل اور ظن و رجا کو اس کے محل پر رکھتے ہیں۔ یہ مسلک تحقیق ہے اور وہ مسلک تثقیف اور دونوں صواب ہیں۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ لوگوں کو چھوڑ دیجئے کہ عمل کریں، فرمایا تو چھوڑ دو۔ امید کرتا ہوں کہ اس بیان سے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ اس طریق میں جو امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن حجر مکی و علامہ محمد زرقانی و حضرت امام الطریقۃ شیخ اکبر و غیرہم محققین رضی اللہ عنہم کا مختار ہے۔ اور اسے طریق تخصیص سے اصلاً تنافی نہیں۔ ہر ایک منشار صحیح سے ناشی اور اپنے محل پر حق ہے و باللہ التوفیق۔

مخالفت مشاہد کا جواب جزاء اللہ میں ص۱۰۵ پر بالقصد مذکور تھا۔ وہ سارا صفحہ اسی بیان میں ہے۔ کیا مشاہدہ یہ ہوا کہ جو سید کہا جاتا تھا اس سے صدور ہوا تو ہمارے دعویٰ کے کب منافی۔ یا یہ مشاہدہ ہوا تھا کہ فلاں کہ فی الواقع سید ہے نہ انتساب میں کبھی

سہ فی الاصل ھکذا

ادعانہ   اور پھر اس نے کفر کیا تو ایسا مشاہدہ روئے زمین پر نہ ملے گا پھر اس کے باعث جملہ سادات کی سیادت
سے ارتفاع یقین میری فہم قاصر میں نہ آیا۔ یقین سے مراد یقین کلامی ہو تو وہ تو یوں ہی حاصل ہوسکتا ہے کہ اللہ و رسول بالتعین کسی کا
نام لے کر فرمائیں کہ یہ فلاں نسب کا ہے ایسا یقین آج کل کیونکر ممکن۔ اور یقین فقہی مقصود ہو کہ نسب میں شہرت مانی جائے گی والناس
امناء علیٰ انسابھم تو جس خاص سے معاذاللہ صدور منافی ہو اس سے ارتفاع یقینی ہوگا کہ دلیل اس کے خلاف پر پائی گئی باقیوں
سے کیوں ارتفاع ہو جائے گا حالانکہ دلیل اعنی شہرت موجود اور منافی اعنی صدور کفر مفقود۔

تیسرا شبہ کہ سادات کرام قطعی جنتی ٹھہریں گے، حبیبی اس قضیئے کے موضوع و محمول دونوں میں دو احتمال ہیں سادات کرام
یعنی وہ جو عند اللہ سادات کرام یا وہ جو بنام سیادت مشہور ہیں عام ازیں کہ نفس الامر اور علم الٰہی میں کچھ ہو اور قطعی جنتی یعنی بلا سبقت
عذاب جس سے دخول نار کی نفی ہو یا قطعی جنتی بعاقبت و انجام جس سے خلود نار کی نفی ہو۔ اب یہ چار محمل ہیں اور فقیر کے دعوی سے
ایک کو بھی مس نہیں۔ پہلے عرض کر چکا کہ غیر حسنین میں نفی دخول بطور رجا نظر بظہور و تبادر ہے پھر قطعیت کہاں؟ بلکہ نفی خلود بھی مسئلہ
مسلمہ ظنیہ ہے اگرچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ظن غالب۔ اکثر رائے ملتحق بسر حد یقین ہے جسے فقہاء یقین ہی کے پلے میں رکھتے ہیں۔ مگر نہ یقین
کلامی کہ مسئلہ عقائد قطعیہ سے قرار پائے اور اس میں ادنیٰ شک کو راہ دینے والا گمراہ و خارج از اہلسنت ٹھہر جائے۔ جزاء اللہ ص۱۰۴
میں امام ابن حجر کے الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے انی اکاد اجزم ان حقیقۃ الکفر لا تقع الخ اور بالفرض نفی خلود بلکہ بفرض
غلط نفی دخول ہی قطعی مان لی جائے تو کس کیلئے، ان کے لئے جو عند اللہ سادات کرام ہیں۔ نہ ہر اس شخص کے لئے جو سید کہلاتا ہو اگرچہ
واقع میں نہ ہو اور اب کسی معین میں حصول وصف عنوانی پر قطع و یقین کی طرف راہ نہیں تو ثبوت وصف محمول کیونکر مقطوع بہ ہو جائے گا۔
اور کسی معین کو اندیشۂ آخرت کیوں اٹھ جائے گا کہ ہر ایک میں عدم علم نفس الامر کے سبب احتمال لگا ہوا ہے۔ جزاء اللہ ص۱۰۵ میں
عبارت اسعاف ملاحظہ ہو کہ من این تحقق ذلک لقیام احتمال الخ اور اندیشۂ آخرت تو انھیں بھی نہ اٹھ گیا جنھیں بتعیین نام
لے کر ارشاد ہو گیا کہ تم جنتی ہو۔ اعنی عشرۂ مبشرہ و نظرائہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ نہ انھیں اٹھ گیا جن سے بالتحقیق فرمایا گیا اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم اعنی اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ تسمیہ منیر الدین

حبیبی اکرم اللہ تعالیٰ۔ ہاں یہ مسئلہ فقہیہ ہے۔ اسمیں خواہی نخواہی وہی حکم ہے کہ
یجب اتباع المنقول وان لم یظہر للعقول کما فی رد المحتار وغیرہ من کتب الفحول اس
میں منقول کا اتباع واجب ہے اگرچہ عقل پر اس کی وجہ ظاہر نہ ہو۔ ایسے ہی رد المحتار وغیرہ فحول علماء کی کتابوں میں لکھا ہے۔ فقیر نے اپنی
رائے سے یہ حکم استنباط کیا ہوتا تو ضرور محل مواخذہ تھا۔ اب کہ علمائے کرام فقہائے اعلام تصریح فرما چکے اور ان کی عبارات فقیر نے فتویٰ
میں نقل کر دیں کہ اسی قدر عہدۂ مفتی تھا تو اب سوائے اتباع چارہ کیا ہے۔ تفاول ضرور حسن ہے جبتک مخالفت شرعیہ نہ ہو اور بعد
نہی عذر تفاول اصلاً مسموع نہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لا تزکوا انفسکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی شان کریم
تھی کان یحب الفال الحسن برّہ نام سے منع فرمایا اور اسے بدل کر جمیلہ کر دیا۔ اور اس میں معذور شرعی وہی تزکیہ نفس ارشاد کیا
کیا برّہ کو تفاول پر حمل نہیں کر سکتے تھے۔ ضرور محمول ہو سکتا تھا مگر اس کا ظاہر تزکیہ نفس تھا۔ اور وہ حرام ہے لہذا منع فرمایا اور بدل

دیا۔ پھر منیر الدین وامثالہ میں بڑہ سے کہیں زیادہ تزکیہ ہے نکوکاری ایک عام بات ہے کہ فساق کے سوا سب کو حاصل ہمگر اس مرتبہ عظیمہ پر پہنچنا کہ دین ان صاحب کے نور سے منور ہو جائے سخت مشکل۔ تو ایسا شدید تزکیہ نفس کیوں کر جائز ہوگا۔ بخلاف سعید وامثالہ کہ ان کا حاصل صرف مسلم ہے ہر مسلمان سعید ہے اور ہر سعید مسلمان ہے آیۂ کریمہ فمنھم شقی وسعید میں دو ہی قسمیں ارشاد ہوئیں اور ان سے کافر و مومن مراد ہوئے تو سعید نام رکھنا ایسا ہی ہے جیسے مسلم اور اس میں تزکیہ نہیں نظر بحال بیان واقع ہے اور نظر بمآل تفاول واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از جزیرہ کلمبو، مرسلہ حاجی محمود رئیس بوساطت سید حسین ابن سید عبد اللہ بغدادی قادری۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

فی حیاۃ الحیوان الکبری للعلامۃ الدمیری رحمہ اللہ تعالٰی۔ الجزء الثانی ص۱۳۱ باب العلق۔ اذا ذکر العبد ربہ اوحمدہ فما ذکر اللہ الا اللہ ولا حمد اللہ الا اللہ۔ جب بندہ اپنے رب کا ذکر یا حمد کرتا ہے تو اللہ ذکر نہیں کرتا مگر اللہ اور اس کی حمد نہیں کرتا مگر وہی۔

الجواب ۔ اللھم لک الحمد لا یحصی احد ثناء علیک انت کما اثنیت نفسک فان حق الثناء بحق المعرفۃ ولا یحیط بکنہ اللہ وصفات اللہ وکمال اللہ وجمال اللہ وجلال اللہ الا اللہ ولذلک لما امرنا ان نصلی علی نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رددنا الامر الیہ وکان امتثال امرہ بقولنا اللھم صل وسلم علیہ اذلا تفی بقدرۃ العظیم الاصلاۃ ربہ الکریم اعلم ان لکل فعل یصدر من العبد وجھتین وجھۃ الی خالقہ عزوجل اذلا وجود لہ الابہ ولیس للعبد من خلقہ شئ۔ و وجھتہ الی کاسبہ اذ منہ ظھر باظھار المولی سبحانہ وتعالٰی۔ وھذہ الاخری ھی مناط الاسناد العام لغۃ وعرفا وشرعا فلا یقال قام الا لمن قام بہ القیام لا لمن خلقہ لکن من الافعال ما یصح صدورہ من الخالق عزوجل فیسوغ اسنادھا الیہ لارتفاع الایھام والی العبد علی وجھہ العام۔ وذلک کحمد وشکر ووحد وذکر لا کصلی وسجد وصام وعبد وقام وقعد لما تقدم والاول الحقیقۃ والاخر الصورۃ فاذا صحت الحقیقۃ غلبت واضمحلت عندہ الصورۃ فصح نفیہ عن کاسبہ وقصر اسنادہ علی خالقہ وذلک قولہ تعالٰی فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی فاثبت ونفی صورۃ ومعنی وما توفیقی الا باللہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ بل اذا نظرت بعین الحقیقۃ فلا وجود الا لہ عزجلالہ کل شئ ھالک الا وجھہ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن۔ وھذا سیدنا سواد ابن قارب رضی اللہ تعالٰی عنہ قائلا فیما عرضہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فاشھد ان اللہ لا شئ غیرہ　　　　وانک مامون علی کل غائب

وصار کلمۃ التوحید لا وجود فلا الہ الا اللہ للناسکین لا معبود الا اللہ وللسالکین لا مقصود الا اللہ وللواصلین لا مشھود الا اللہ وللکاملین لا موجود الا اللہ والکل توحید والکل سدید والکل توحید من دون اتحاد فانہ الحاد نسئل اللہ سبیل الرشاد فافھم واللہ تعالٰی اعلم۔

اے اللہ تیرے لئے تعریف ہے کوئی تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے اپنی تعریف کی۔ تعریف کا حق معرفت کے بعد ادا ہوتا ہے اور اللہ تعالٰی کی ذات وصفات کی کنہ اور اس کے کمال، جمال، جلال کو سوائے خدا کے اور کون جان

سکتا ہے اسی لئے توجب اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو کہا تو ہم نے بات اسی کی طرف لوٹا دی اور حکم کی بجاآوری یوں کی کہ یا اللہ تو ہی اپنے رسول پر درود بھیج۔ اس لئے کہ ان کے شایان درود تو ان کا رب کریم ہی بھیج سکتا ہے۔ جان لو کہ جو کام بھی بندے سے صادر ہوتا ہے اس کی دو وجہیں ہیں ایک رب تبارک وتعالیٰ کی طرف کہ ہر شئی کا خالق وہی ہے بندے کو خلق سے کوئی حصہ نہیں۔ اور ایک رخ کاسب کی طرف کیونکہ وہ فعل خدا کی قدرت سے اسی بندہ سے ظاہر ہوا۔ عام طور پر افعال کی نسبت کی بنیاد شریعت، لغت اور عرف عام میں یہی آخری وجہ یعنی اکتساب کی ہے۔ تو قیام کے خالق کے لئے قام نہیں کہا جائے گا اس کے مباشر کے لئے کہا جائے گا۔ لیکن بعض افعال ایسے ہیں کہ ان کا صدور رب تبارک وتعالیٰ سے بھی ہوتا ہے تو اس کی نسبت رب اور بندے دونوں کی طرف ہو سکتی ہے جس کو ہم نے اسناد عام سے تعبیر کیا۔ کیونکہ یہاں کسی قسم کا ایہام پیدا نہیں ہوتا اس کی مثال حمد، شکر، توحید بیان کرنا، ذکر کرنا، ہدایت کرنا اور یاد دلانا۔ صلوٰۃ، سجدہ، روزہ، عبادت، قیام وقعود ان افعال سے نہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے۔ پہلی نسبت حقیقی اور دوسری صوری ہے۔ تو جب اسناد حقیقی صحیح ہو تو وہی غالب ہو جاتی ہے۔ اور اسناد صوری مغلوب مضمحل۔ ایسی صورت میں کاسب سے اس فعل کی نفی کر کے خالق کی طرف نسبت کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن عظیم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا "کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا ہم نے قتل کیا" "یا رسول اللہ آپ نے کنکری نہیں پھینکی ہم نے پھینکی" پس نفی از روئے صورت ہے اور اثبات از روئے حقیقت ہے۔ اسی طرح ما توفیقی الا باللہ و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ہے۔ بلکہ نگاہ حقیقت بیں سے دیکھو گے تو اللہ کے علاوہ کسی کا وجود ہی نہیں "اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے" "وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن" ہمارے سردار سواد ابن قارب رضی اللہ عنہ سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ اللہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور ہر غائب پر امون ہیں

غور کیجئے کلمہ کا نام کلمہ توحید ہے نہ کلمہ وجود تو اللہ کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں تو عبادت کرنے والے کہتے ہیں لا معبود الا اللہ اور سالکین کہتے ہیں لا مشہود الا اللہ اور کاملین کہتے ہیں لا موجود الا اللہ سب درست ہے اور سب توحید ہے اتحاد کے بغیر کیونکہ وہ تو الحاد ہے۔ ہم اللہ سے ہدایت کا راستہ چاہتے ہیں پس غور کرو۔

تشریحِ افلاک وعلم توقیت

مسئلہ :۔ از ملک بنگالہ، ضلع فریدپور، موضع ٹھورا کاندے۔ مرسلہ محمد شمس الدین صاحب

کواکب خود بالطبع آسمان میں گھومتے ہیں یا بحرکت قسری بالتبع چکر کھاتے ہیں۔

الجواب :۔ ہمارے نزدیک کواکب کی حرکت نہ طبعیہ ہے نہ تبعیہ۔ بلکہ خود کواکب بامرالٰہی وتحریک ملائکہ آسمانوں میں دریا میں مچھلی کی طرح تیرتے ہیں۔ قال اللّٰہ تعالٰی کل فی فلک یسبحون۔ وقال اللّٰہ تعالٰی والشمس تجری لمستقرلھا۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم وقال تعالٰی سخر لکم الشمس والقمر دائبین و قال تعالٰی کل یجری لاجل مسمی۔ اللّٰہ تعالٰی فرماتا ہے "ہر ستارہ ایک آسمان میں تیرتا ہے"، اور اللّٰہ عزوجل فرماتا ہے، "سورج اپنے مستقر کے لئے جاری ہے یہ غالب علم والے کا حساب ہے"، اور اللّٰہ تعالٰی فرماتا ہے، "سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر فرمایا جو مسلسل چل رہے ہیں"، اور فرمایا "ایک مقررہ وقت کے لئے سب حرکت میں ہیں"۔

ہمارے نزدیک نہ زمین متحرک ہے نہ آسمان۔ قال اللّٰہ تعالٰی ان اللّٰہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہٖ۔ "بے شک اللّٰہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمینوں کو کہ ہٹ نہ جائیں اور جو وہ ہٹیں تو خدا کے سوا انھیں کون روکے"۔

سعید بن منصور اپنی سنن اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اپنی تفاسیر میں شقیق سے راوی۔

قال قیل لابن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما ان کعبًا یقول ان السماء تدور فی قطبۃ مثل قطبۃ الرحا فی عمود علی منکب ملک قال کذب کعب ان اللّٰہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا۔ وکفی بھا زوالا ان تدور

حضرت عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت کعب کا کہنا ہے کہ آسمان چکی کے پاٹ کی طرح ایک کیل میں جو ایک فرشتہ کے کندھے پر ہے گھوم رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کعب غلط کہتے ہیں۔ اللّٰہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اس نے آسمان وزمین کے ٹلنے سے روک رکھا ہے اور حرکت کیلئے ٹلنا ضروری۔

عبد بن حمید قتادی سے راوی

ان کعبا کان یقول ان السماء تدور علی نصب مثل نصب الرحا فقال حذیفۃ بن الیمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کذب کعب ان اللّٰہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا۔

حضرت کعب احبار فرماتے تھے کہ آسمان چکی کیطرح کیلے پر گھوم رہا۔ حذیفہ ابن الیمان رضی اللّٰہ عنہما نے فرمایا۔ وہ کہتے ہیں اللّٰہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ ہم نے آسمان وزمین کو ٹلنے سے روک رکھا ہے۔

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ حضرت افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعۃ سیدنا عبداللہ بن مسعود حضرت صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے عرض کیگئی کعب کہتے ہیں آسمان گھومتا ہے۔ دونوں صاحبوں نے کہا کعب غلط کہتے ہیں۔ اور وہی آیت کریمہ اس کے رد میں تلاوت فرمائی۔

اقول وان کان الزاعم ان یزعم ان الزوال بمعنی الحرکۃ الابینۃ ولکن کبراء الصحابۃ رضی اللہ عنہم اعرف منا بتفسیر القرآن فلا یجوز الاستدراک علیھم عند من نور اللہ بصیرتہ جعلنا اللہ منھم بحرامتھم عندہ آمین۔

میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص یہ گمان کر سکتا ہے کہ زوال تو حرکت ابینیہ کو کہتے ہیں لیکن بزرگ ترین صحابہ ہم سے زیادہ قرآن کی تفسیر کے جاننے والے تھے تو انکے کہے ہوئے کو رضی اللہ عنہم وہ شخص رد نہیں کریگا جسے خدا نے نور بصیرت دیا۔ اللہ انکے صدقہ میں ہمیں بھی انھیں کے ساتھ کرے

مسئلہ ایضًا

سبع سیارہ کا بیان کس آیت میں ہے

الجواب :۔ قال اللہ تعالیٰ

والشمس والقمر والنجوم مسخرات بأمرہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورج، چاند اور ستارے سب اسی کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔

اور کل فی فلک سے بھی اُس طرف اشارہ ہے کہ اس میں سات حرف ہیں اپنے نفس پر دائر اور بعض کا بیان تو بکثرت فرمایا خاص متحیرات خمسہ کا ذکر فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس میں ہے۔ میں قسم یاد فرماتا ہوں دبک جانے والوں، چلنے والوں کی یہ انکے وقوف، استقامت و رجعت کا بیان ہے کہ سیدھے چلتے ہیں۔ پھر ٹھہر جاتے ہیں۔ پھر پیچھے ہٹتے ہیں پھر ٹھہرتے ہیں، پھر سیدھے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ انکو متحیرہ کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم تفسیر میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہ الکریم سے فلا اقسم بالخنس کی تفسیر میں راوی۔

قال خمسۃ انجم زحل وعطارد والمشتری وبہرام والزھرۃ لیس فی الکواکب شئ یقطع المجرۃ غیرھا۔

وہ پانچ ستارے ہیں۔ زحل عطارد، مشتری، مریخ زہرہ کوئی ستارہ انکے سوا کہکشاں کو قطع نہیں کرتا۔

یعنی ثوابت میں جو کہکشاں پر ہیں وہ وہیں ہیں جو اس کے ادھر اُدھر ہیں۔ وہ وہیں ہیں انکی حرکت طبیعۃ خفیفہ خفیہ ایسی نہیں کہ ابھی کہکشاں سے ادھر تھے چند ہی مدت میں اُس پار چلے گئے یہ شان انھیں پانچ نجوم کی ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ :۔ از میرٹھ لال کرتی بازار مرسلہ جناب حاجی شیخ علاؤ الدین صاحب ۲۸ ربیع الاخر شریف ۱۳۳۰ھ

قاعدہ استخراج تقویمات کواکب از المنیک

کوکب مطلوب کے صفحات میں سے ماہ مطلوبہ کے مقابل کے خانہ اپرینٹ رایٹ اسینشن یعنی مطالع استوار سے رقم گھنٹہ منٹ سیکنڈ لیکر اُس کی تحویل اجزائے محیط میں بموجب جدول پنجم کی دوسرے حصّہ کے کرلیں بعد تحویل کے جدول نمبر دوم یعنی جدول مطالع البروج بخط الاستوار المبتدا من اول الحمل میں دیکھ مطالع کی تحویل طوالع میں کرلیں جو حاصل ہوگا وہ درجہ تقویمی کوکب یعنی درجہ منطقۃ البروج ہوگا اب اگر اس تقویم بروج یونانیہ کو ہندی بروج کی تقویم میں تحویل کرنا ہو تو یونانی تقویم میں سے (۲۲) درجہ (۱۰) دقیقہ گھٹا دو حقیقی تقویم حاصل ہو جائیگی یعنی مشاہدہ جس برج پر اور جس درجہ میں وہ کوکب ہوگا وہ درجہ انکا آئیگا۔ اور یہ وہ فرق ہے۔ جو نقطہ حمل کے اپنے مرکز اصلی کے ہٹ جانے سے پیدا ہوگیا ہے۔

الجواب:- یہ قاعدہ محض باطل ہے واضع نے جزء عاشر کو جزء تقویمی سمجھ لیا۔ اس عمل سے فلک البروج کا وہ جزء حاصل ہوگا کہ ہنگام طلوع کوکب دائرہ نصف النہار پر ہو یہ عاشر ہے نہ کہ تقویم۔ فقیر غفرلہٗ نے المنک سے تقویمات کواکب نکالنے کے چار طریق رکھے ہیں۔ نیز اس سے استخراج طالع وقت کے چار طریق اور انکے بیان میں رسالہ مسفر المطالع للتقویم والطالع لکھا اس کے طریق سوم کا سب میں پہلا ابتدائی خفیف عمل یہ ہے جس کا نام واضع نے قاعدہ استخراج تقویم رکھا ہم اس مقام سے اپنے رسالہ کے چند سطور نقل کریں کہ حال واضح ہو۔

طریق سوم استعلام تقویم کوکب از مطالع ممر و میل اوا قول (۱) ساعات مطالع ممر را درجہ زدہ درجدول مطالع استوائیہ معکوس کنند تا عاشر بدست آید (واضع صاحب کا قاعدہ یہیں ختم ہوگیا، اس کے بعد ملاحظہ ہو کیا کیا درکار ہے کہ تقویم حاصل ہو۔ (۲) میلش برآرند (۳) پس اگر موافق الجہۃ باشد با میل کوکب آنگاہ میل عاشر را بر تمام میل کوکب افزائید ورنہ کاہند راگر درفزودن از صہ بیرون زدد تمامش تاقف گیرند ارتفاع عاشر باشد (۴) ظل تمامش گرفتہ منحط کردہ محفوظ دارند (۵) باز بر مطالع ممر معلوم ربع درفزودہ مجموع را درج سوا اعتبار کردہ جیب بعدش از اعتدال اقرب گیرند (۶) ایں جیب را در جیب میل کلی منحط زدہ حاصل را در محفوظ زنند ظل تعدیل طالع بدست آید (۷) درجدول ظل معکوس کنند کہ تعدیل است (۸) لیس ہماں درج سوا از مطالع استوائیہ گیرند (۹) باز نظر کنند کہ میل کوکب شمالی ست یا جنوبی بحال شمالیت اگر عاشر در نصف جدوی اعنی از اول جدی تا آخر جوزا باشد تعدیل را بریں مطالع استوائیہ افزائید۔ مگر آنکہ میل عاشر در ربع اول منطقہ ازید از میل کوکب باشد واگر در نصف سرطانی اعنی از اول سرطانی تا آخر قوس بود تعدیل را از مطالع مذکورہ کاہند مگر آنکہ عاشر زائد المیل در ربع دوم منطقہ بود بحال جنوبیت اگر عاشر در نصف سرطانی است تعدیل افزائید مگر آنکہ زائد المیل در ربع سوم باشد واگر در منطقہ بود بحال نصف جدوی ست۔ کاہند مگر آنکہ بازیادت میل در ربع باشد (۱۰) عمل معلوم حسب حاجت کنند کہ تقویم است جدول مطالع استوائی زیج بہادرخانی بعینہ نقل کر دی ہے۔ ہم نے اپنے محاسبہ خاصہ سے اسکی تجدید کی ہے۔ تاہم یہ بھی تقریب کو کافی ہے۔ بروج یونانیہ و ہندیہ میں ۲۲ ۱۰

کا فرق بندت غلط ہے بلکہ اسی سال کے آغاز یعنی یکم محرم ۱۳۳۰ھ کو مالت مم لومہ فرق تھا یعنی ۲٬ ۳٬ ۴٬ ۴۸٬ ۲٬ ۲ سے کچھ زائد اور روزانہ ترقی پر ہے یہانتک کہ دنیا باقی رہی تو رجب ۱۷۹۲ھ میں پورے ایک برج کا تفاوت ہو جائیگا اس الثور سے ہندی سیکھ کی تنکرانت ہو گی۔ اس ہندی حساب کو حقیقی تقویم کہنا ٹھیک نہیں حقیقی تقویم یہی ہے جو محل تقاطع سے ہے اسی سے حساب فصول ہے اسی سے حساب کی بیشی روز و شب ہے اسی سے حساب مطالع ہے اسی سے حساب طلوع غروب وسائر اوقات ہے ہندی تقویم تقویم صوری ہے کہ صورت پرستوں نے صورت کواکب پر اس کی بنا رکھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۱ر شوال مکرم ۱۳۳۰ھ

مسئلہ ۸۱: ۔ از میرٹھ بازار لال کرتی مرسلہ حاجی شیخ علاؤ الدین صاحب

حامی سنت ماحی بدعت مخدومی و معظمی حضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب مدظلکم العالی ۔ بعد تقدیم ہدیۂ سلام و مراسم نیازمندی عرض ہے کہ مولوی عبد اللہ صاحب جنہوں نے قاعدہ استخراج تقویم کواکب از مطالع استوائیہ مرقومہ المینک کمترین کو بتایا تھا ان سے جب کمترین نے انکے قاعدہ کی غلطی کا اظہار کیا اور جناب والد کی تحریر دکھائی اس سے ان کا اطمینان نہ ہوا اور جناب والد کی تحریر کا مفہوم انکی سمجھ میں نہیں آیا۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ بالکل ٹھیک ہے اور میں اپنی ولایتی ستارہ بین مشاہدۃً کواکب کو دکھا کر آپکا اطمینان کرا سکتا ہوں چنانچہ کمترین نے ان سے وعدہ لیا ہے کہ بعد رمضان المبارک چند روز کے واسطے مع ستارہ بین کے یہاں تشریف لاکر میرا اطمینان کر دیں۔ لہذا امید کہ اس وقت تک رسالہ مسفر المطالع کے طبع کرانے میں توقف کیا جائے۔ زیادہ حد ادب

الجواب: ۔ اُس قاعدہ تقویم کی نسبت گذارش ہے کہ (۱) ستارہ بیں کے آنے پر کیوں محمول فرمائیے خود المینک ایک اعلیٰ ستارہ بیں ہے۔ اس سے ملاحظہ کیجئے جس وقت اس نے دو کوکبوں کا قران لکھا ہو اگر ان میں ایک قمر ہے تو اس کی تقویم وقت قرآن کے لئے تعدیل ما بین السطرین سے لیجئے اور دوسرے کی اس قاعدہ سے ملاحظہ ہو کر دونوں میں کتنا فرق آتا ہے (۲) یہ بھی نہ سہی نہایت سہل امکان گذارش کروں قمر کی تقویم نصف النہار و نصف اللیل روزانہ مکتوب ہے اور ہر گھنٹے کے مطالع ممر بھی ان مطالع کو تحویل و تقویس کر کے دیکھ لیجئے کس قدر تفاوت پڑتا ہے مثلاً ایک مثال گذارش، اس سال سوم اکتوبر ۱۲ر بجے کے مطالع لکھے ہیں۔/ ۵ ر ۵ ۵ ۴۵ ۵ ۶۵ ث درجات ہیں اس کی تحویل ہوئی۔ قح نٹ بط جدول مطالع استوائی میں اس کے طوالع ہوئے ۴۸٬ ۲٬ ۱۰٬ ۵ حالانکہ اُس وقت تقویم قمر ہے ۸٬ ۲٬ ۱۰٬ ۵ نصف درجہ کا فرق ہوا کہ ہرگز مخفی نہیں اور کہیں اس سے بھی زائد آئیگا کہیں کم کہیں قریب مطابق ۔ یہ عقم قاعدہ کی دلیل روشن ہے یہی حال ہر کوکب میں ہوگا مگر شمس اسمیں حاجت نہیں کہ اسکی جس وقت کے مطالع ممر لکھے اُسی وقت کی تقویم ضو بھی مکتوب ہے (۳) اہل ہیأت جدیدہ سہولت کے کمال حریص ہیں حتیٰ کہ اس کے لئے مساہلت گوارا کرتے ہیں جیسا کہ انکے اعمال و حقائق اعدائی کے مطالع پر مخفی نہیں یہاں بھی جو قواعد برہانیہ کے فقیر نے استنباط کئے ایسے نہ تھے انکی فکر وہاں تک نہ پہونچتی مگر طول امل و کثرت عمل کے باعث اُن سہل انگاروں نے ان سے گریز کر کے یہ آسان قاعدہ رکھا جو میں نے آپ سے یہاں گذارش کیا تھا۔ اسی کی خاطر روزانہ ہر کواکب کا طول بفرض مرکزیت شمس اور عرض بفرض مذکور اور لوگارثم بُعد کے خانے دیئے اور اتنے اعمال گوارا کئے اگر وہ سہل سی بات کافی ہوتی تو انکو کیا ان کا سر پھرا تھا کہ تحقیق و تدقیق چھوڑ کر تطویل میں پڑتے (۴) صرف دو خط افق و نصف النہار تو کیا کام دے سکتے ہیں ہاں ایسے آلات میں ارتفاع بنانے کو

اور خطوط بھی ہوتے ہیں مگر مقنطرات دوائر عریضہ میں بون بعید ہے ہاں یہ کہ کوکب اول السمٰوت پر ہوا اور عرض اقلیم رویت منتفی وہ نادر ہے اور یہ بریلی و میرٹھ اور ان سے شمال میں آخر تک اور جنوب میں تقریباً ساڑھے تین سو میل تک عادۃً ناممکن ہے اگرچہ قدرت میں سب کچھ ہے (۵) ایک قول فیصل عرض کردوں۔ دو حال سے خالی نہیں ستارہ بیں سے جو تقویم نظر آئی تقویم محسوب بقاعدہ مولوی صاحب سے مطابق ہوگی یا مخالف، اگر مخالف ہو جب تو صحت قاعدہ کا ثبوت ہی نہ ہوا اور مطابق ہو تو اور الٹی غلطی قاعدہ کا ثبوت ہوگیا کہ انکسار کدھر جائیگا اختلاف منظر کدھر جائیگا۔ تقویم مرئی کبھی تقویم حقیقی کے مطابق نہیں ہوتی حتیٰ کہ اس وقت بھی اگر کوکب دائرہ نصف النہار پر ہو مگر صرف اس حالت نادرہ میں کہ عین سمت الراس پر ہو۔ جناب نے طبع رسالہ ابھی ملتوی رکھنے کو فرمایا ہے وہ خود ملتوی ہے۔ رد وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کے دس رسالہ زیر طبع ہیں۔ سلی الثبوت[۱]۔ ایجاب النکیر[۲] سبحٰن السبوح[۳]، مزق تلبیس[۴]، الہیبۃ الجباریہ[۵]، دامان باغ سبحٰن السبوح[۶]۔ پیکان جانگداز[۷]، القمع المبین[۸]۔ تعالی السبوح[۹] تازہ عطیہ[۱۰]۔ پھر ان کے بعد ان شاء اللہ الکریم الدولۃ المکیہ، الفیوض الملکیہ، حاسم المفتری۔ القمع الخاصم، الکاری فی العادی والغادی، الجمع الشاوی اشد الباس، ادخال السنان، اقام الموانۃ۔ نور الفرقان کی باری ہے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ وہابیہ کی خدمت گذاری سے فرصت ہو تو اور طرف توجہ ہو۔ لیکن اگر یہ فرمانا۔ اس بنا پر ہے کہ شاید ستارہ بیں قواعد رسالہ کی غلطی ثابت کرے تو کس سے اطمینان فرمائیں سوا اس قاعدہ کے جو میں نے جناب سے گذارش کیا اور معمول ہیئات جدیدہ ہے کہ تقرب قریب ہوتا ہے مگر تحقیق سے دقیقہ تک تفاوت لاتا ہے۔ قواعد کہ فقیر نے استنباط کئے مبرہن ببراہین ہندسیہ ہیں۔ اگر ان کے خلاف بتائے تو یقیناً آلہ غلط ہے نہ کہ براہین۔ بعض آلات خود ناقص ہوتے ہیں۔ بعض کو بنانے والا غلط بناتا ہے، بعض وقت صحیح آلہ غلط لگایا جاتا ہے بعض وقت مدول آلہ کو لگانے والا غلط ادراک کرتا ہے۔ آلہ اپنے منتہائے کار کے بعد بھی حساب کا محتاج ہے اور حساب اکثر محتاج آلہ نہیں آلہ کیسا ہی دقیق ہو تدقیق حساب تک نہیں پہونچ سکتا۔ حساب ثوانی ثوالث بتاتا ہے۔ اور عام آلات صرف درجات یا غایت درجہ انصاف درجہ اگر دقائق بتائے تو اعجوبہ دہر ہے مگر ثوانی ضرور نا منصور۔ آخر یہ تو قاعدہ کے متعلق سمع خراشی تھی اتنا فقیر کو مامول کہ اس ستارہ بیں کی قیمت اور جائے وجہ ان سے مطلع کیا جاؤں۔ جناب فرماتے ہیں بہت بیش قیمت ہے تو میں کہاں پاسکوں، مولوی صاحب نے کہاں سے حاصل فرمائی کس طرح ملی۔ جب ایسی بیش قیمت ہے تو زحل کے حلقے مشتری کے چاروں قمر جو نودسطا وغیرہما کواکب جدیدہ بھی دکھاتی ہوگی۔ والسلام مع الکرام

مسئلہ:۔ از میرٹھ محل مذکور ۱۲ شوال ۱۳۳۰ھ

حامی دین متین ناصر شرع مبین مدظلکم العالی۔ بعد تقدیم ہدیہ سلام و مراسم نیازمندی۔ مطالع استوائیہ کواکب جو المنک میں مرقوم ہیں وہ صحیح اور حقیقی مطالع ہیں یا نہیں۔ اور باعتبار مرکز زمین استخراج کئے گئے ہیں یا نہیں اُمید کہ جواب سے جلد سرفراز بخشی جائے نہایت مشکور امر باعث ہوگا۔ زیادہ نیاز۔ عریضہ کمترین علاؤ الدین۔

الجواب:۔ رئیس دین پرور دامت معالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ المنک میں جو مطالع مر شمس و قمر و ہر کوکب کے لئے ہیں سب بلحاظ مرکز زمین حقیقی اور بقدر کافی تحقیق و صحیح ہیں مگر ان سے طوالع حاصل کرنا شمس میں ہمیشہ تقویم سے

مطابقت لائیگا اور دیگر کواکب میں نادر۔ اکثر اختلاف دیگا۔ جس کی مقدار نصف درجہ سے بھی زائد تک ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ یہ مطالع حقیقۃً مطالع اجزاء منطقۃ البروج ہیں کہ انھیں کے میل وبعد عن الاعتدال الاقرب سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ شمس دائماً ملازم منطقہ ہے تو اس کی تقویم ہمیشہ نفس منطقہ پر ہوتی ہے اور وہی طوالع مطالع ہیں۔ بخلاف دیگر کواکب کے کہ اپنے تمام دورہ میں صرف دو بار منطقہ پر آتے ہیں۔ جب کہ اپنے راس وذنب پر ہوں یا متحیرات رجعت کے باعث دو چار بار اور۔ اسی وقت تقویسی مطالع انکی تقویم ٹھیک بتائیگی یا اس وقت کہ کوکب مارہ بالاقطاب الاربعہ پر ہو کہ اب میلیہ وعرضیہ متحد ہوجائیں گے باقی اوقات اختلاف دیگی۔ والسلام

مسئلہ:۔ از میرٹھ مرسلہ حاجی صاحب مذکور ۳۰ شوال ۱۳۳۰ھ

کمترین کو فی الحال بعد ملاقات مولوی عبد اللہ صاحب کے بیشک یہ خیال پیدا ہوگیا تھا۔ کہ اس ستارہ بین کے مشاہدے سے مولوی صاحب ممدوح کے قاعدہ کی تصدیق ہو جاویگی تو اس صورت میں رسالہ معلومہ کے قاعدہ میں کچھ سہو سمجھنا پڑے گا۔ مگر چونکہ حضور والا کی تحریر سے معلوم ہوگیا کہ رصدی آلہ کے مشاہدات سے براہین ہندسیہ کی تردید نہیں ہوسکتی لہذا ایسی صورت میں ستارہ بین کہ مشاہدات سے استدلال ہی فضول ہے۔ قبل ازیں کمترین کو یہ گمان تھا کہ آلہ وصدر کے مشاہدات سے جو بات ثابت ہوئی اس میں غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس وجہ سے کمترین نے رسالہ مسفر المطالع کے متعلق التوا کی درخواست کی تھی۔ مگر اب چونکہ حقیقت اس کے خلاف نکلی لہذا اس کے طبع کرانے میں التواء کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ صرف ایک بات دریافت طلب یہ رہ گئی ہے کہ تقویس مطالع کواکب سے جو تقدیم حاصل ہوتی ہے اُس کا فرق تقویم اصلی سے زیادہ سے زیادہ کس قدر ہوسکتا ہے یعنی آیا ایک درجہ سے زیادہ فرق ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اُمید کہ جواب سے سرفراز بخشی جائے۔ حضور کے دوسرے والا نامہ سے یہ بات بالکل تحقیق ہوگئی کہ تقویس مطالع مر سے دوسرے کواکب کی تقویم اصلی سوائے چند خاص نادر موقعوں کے نہیں نکل سکتی۔ اس قدر سمع خراشی اور تکلیف دہی کی جو ان تحریرات وغیرہ میں حضور والا کو ہوئی نہایت ادب سے معافی چاہتا ہوں۔ عریضہ کمترین علاؤ الدین عفی عنہ۔

الجواب:۔ ہاں ایک نہیں ڈیڑھ درجے سے بھی زائد غلطی دیگا۔ مثال حاضر، ۸ رمضان مبارک ۳۰ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۲ء کو عطارد کے مطالع استوائی یعنی مطالع مر تھی ط شہ نر ما قوس میں اسکی تحویل قمط مالہ بہ جدول مطالع استوائی میں اس کی تقویس ح ماں منہ یعنی برج اسد ۵۲ ۱۲ ۲۷ یہ تو وہ قاعدہ ہوا۔ اب اصل قاعدہ سے چلئے تقویم عطارد بمرکز شمس ۳۹ ۱۹ ۲۹ ۳ تقویم شمس ۴۲ ۵۹ ۸ ۱۴ نظیر ش ۴۲ ۵۹ = ۳۲۸ تقویم کب۔ نظیر تقویم شمس = ۵۷ ۱۹ زاویۃ الشمس نصفہا ۵ ۹ ۰:۰ ۹ - ۵۹ ۹ = ۱ ۵ ۹ ۸ محفوظ ظلہ ۲۷ ۶۵۳۶۲۷ ۱۲ عرض عطارد بمرکزیت شمس ۱ ۵ ۶ نمار ۹ ۳ ۸ جیبہ ۰۰ ۹۴۸۱۵ مفروق از بعد شمس ۹٫۵۹۲۰۶۴۴۳ = ۹٫۵۹۵۷۵۵۵ لو بعد عطارد ۹٫۹۹۶۸۸۸۸ + ۹٫۶۴۵۱۷۴۳ + ظل محفوظ ۱۰ = ۱۰٫۴۱۲۱۷۱۶ قوسہ فی جدول الظل ۵ ۸ ۶ - ۴۵ = ۵. ۲۳ ظلہا ۴۳ ۱۲٫۱۸۱۴۴۷۰ قوسہ فی الظل ۳۷ ۹ ۸ ∴ محفوظ - ۳۷ ۹ ۸ = ۱۳ زاویۃ الارض ∴ تقویم شمس ۱۳ = ۴۲ ۴۶

۸ ۱۴ یعنی یعنی اسد کے ۲۲ ۴۴ ۶ ۸ ۲۰ ملاحظہ ہو کہ واقع میں تقویم پونے انتیس درجہ میں بھی زائد تھی اور اس قاعدہ نے ستائیس درجے سے بھی کم بتائی والسلام مع الاکرام فقیر غفرلہ البریلی شوال المکرم ۱۳۳۶ ہجریہ

مسئلہ :- از شہر محلہ بہاری پور مرسلہ نواب سلطان احمد خاں صاحب ۷ شوال ۱۳۳۶ھ
آجکل تیسرے درجہ کا سنبلہ کس وقت طالع ہوتا ہے

الجواب :- آجکل درجہ سوم سنبلہ کا طلوع صبح کے آٹھ بجے بعد اس تفصیل سے ہے

یوم	تاریخ	تاریخ شمسی	وقت طلوع گھنٹہ	منٹ	سکنڈ	انتہائے طلوع گھنٹہ	منٹ	سکنڈ
پنجشنبہ	۸ شوال ۱۳۳۶ھ	۱۸ جولائی ۱۹۱۸ء	۸	۲۸	۴۷	۸	۳۳	۲۳
جمعہ	۹	۱۹	۸	۲۴	۵۱	۸	۲۹	۲۷
شنبہ	۱۰	۲۰	۸	۲۰	۵۵	۸	۲۵	۳۱

وقت ریلوے دیا ہے جو آجکل گھڑیوں میں رائج ہے واللہ تعالیٰ اعلم

"اقتصادیات"

رسالہ تدبیر فلاح و نجات و اصلاح

۱۳۳۱ھ

مسئلہ :- از کلکتہ کولوٹولہ اسٹریٹ نمبر ۶۰ مسئولہ جناب حاجی منشی لعل خانصاحب ۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ
قبلہ و کعبہ حضرت مرشدی و مولائی دام ظلکم العالی تمنائے قدم بوسی کے بعد مؤدبانہ گذارش المؤید کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں۔ ارشاد ہو کہ آجکل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے اور امداد ترک کا کیا طریقہ ہو۔

الجواب :- بملاحظہ مکرم ذی الکرم حامی سنت ماحی بدعت برادر طریقت حاجی منشی محمد لعل خانصاحب دام مجدہم و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المؤید کے ۶ پرچے آئے انھیں بالاستیعاب دیکھا گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہوگی مگر اس کے برعکس اس میں رنج و ملال کی خبریں تھیں۔ بے گناہ مسلمانوں پر جو مظالم گذر رہے ہیں اور سلطنت انکی حمایت نہیں کر سکتی صدمہ کے لئے کیا کم تھے کہ اُس سے بھی بڑھکر ترکوں کی اُس تازہ تبدیل روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کردی، ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم بے شک اللہ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ خود اپنی اگلی حالت بدل ڈالیں و تقریبًا پانچواں سال ہے کہ ایک حسیب جلیل سید کہ اجلہ سادات کرام و اولاد امجاد حضور پُر نور غوث الانام سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان عالی شان جیلانی سے تھے دمشق کے ساکن سید حبیب اللہ نام ایک سال سے زائد غریب خانہ پر تشریف فرما رہے تھے۔ اُنھوں نے ایک خواب دیکھا کہ ملک شام کے مناروں پر معاذ اللہ ناقوس بج رہے ہیں۔ عصر کے وقت مسجد میں مجھ سے

سے یہ خواب بیان کیا میں نے بقدر قدرت بعونہ تعالیٰ اُسے خیر کی طرف پھیر دیا۔ یہ تعبیر دی کہ انشاء اللہ العزیز اسلام کو غلبہ ہوگا اور کفار پر سخت مشکلیں پڑینگی اس لئے کہ قرآن عظیم فرماتا ہے فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکفرین غیر یسیر ہ۔ اس تعبیر پر وہ توخوش ہوگئے مگر میرے دل میں اندیشہ رہا کہ خدا خیر کرے دیکھئے کیا ہوتا ہے اُس کے تھوڑی مدت بعد لعد مدینہ طیبہ سے خطوط آئے جس میں اس ناشدنی حریت ومساوات کا تذکرہ تھا کہ ترکوں نے بتقلید نصاریٰ پارلیمنٹ قائم کرلی اور یہود ونصاریٰ ومسلمین سب کو برابر ٹھہرانے کا نام مساوات رکھا اور شریعت مطہرہ سے آزادی کا نام حریت۔ پھر مکہ معظمہ کے بعض اجلۂ علماء فقیر کے پاس تشریف لائے اور انھوں نے وہاں کا واقعہ اپنی آنکھ کا دیکھا بیان کیا کہ مسلمان حریت ماننے پر مجبور کئے جاتے تھے اور جنہوں نے نہ مانا فوج نے ان پر بندوقوں کے فیر کئے۔ جس سے زیادہ غرض تخویف تھی۔ مجمع کو بچاکر فیر اس طرح فیر کئے جاتے تھے کہ گولیاں خاص کر مکعبہ معظمہ پر لگتی تھیں وہ دن تھا کہ تنزل وتنزل ترکی کی بناپڑی۔ جب طرابلس وبلقان کی لڑائیاں ہوئیں اور ان میں ناکامی کے آثار پائے گئے، میں نے کہہ رہا تھا کہ یہ اسی حریت ومساوات کی سزا ہے،، اللہ اکرم الاکرمین اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے اصلاح قلوب واحوال فرمائے خطاؤں سے درگذر کرے غیب سے اپنی مدد اتارے۔ اسلام ومسلمین کو غلبہ قاہر دے کفر وکافرین کو اپنے قہر کی تلوار سے مارے آمین یا الٰہ الحق آمین۔

میرے اس خیال کی تائید المؤید میں تھی اس میں صفحے کے صفحے ان حریت والوں کے خیالات بیدینی کے تذکرہ میں ہیں ان مضامین کا لکھنے والا نامہ نگار کہ خود اگرچہ ایک شخص متکلم فی الدین ہے جس سے عجب نہیں کہ ان بیانات میں مبالغہ ہو مگر بعض کفارہ جرمن کا جو بیان اس میں درج ہے وہ نہایت دردانگیز ہے۔ کافروں تک کو اس کا احساس ہوا کہ ترک پر یہ بلا۔ ترک شریعت وابتداع حریت سے آئی اور ان مسلمانوں کو حس نہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔ مگر بے دلی نہ چاہیئے لاتیأسوا من روح اللہ انہ لاییأس من روح اللہ الا القوم الکفرون۔ اللہ واحد قہار غالب علی کل غالب اس دین متین کا حافظ ونا صر ہے وکان حقا علینا نصر المؤمنین وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لایضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذالک۔ غالبًا یہاں امر اللہ وہ وعدہ صادقہ ہے جس میں سلطان اسلام شہید ہونگے اور روئے زمین پر اسلامی سلطنت کا نام نہ رہے گا۔ تمام دنیا میں نصاریٰ کی سلطنت ہوگی اگر معاذ اللہ وہ وقت آگیا ہے جب تو کوئی چارۂ کار نہیں شدنی ہوکر رہے گی مگر وہ چندہی روز کے واسطے ہے اُس کے متصل ہی حضرت امام کا ظہور ہوگا۔ پھر سیدنا روح اللہ عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول اجلال فرمائیں گے۔ اور کفر تمام دنیا سے کافور ہوگا تمام روئے زمین پر ملّت ایک ملّت اسلام ہوگی اور مذہب ایک مذہب اہلسنت۔ غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مگر فقیر جہانتک نظر کرتا ہے ابھی انشاء اللہ وہ وقت نہیں آیا اگر ایسا ہے تو ضرور نصرت الٰہیہ نزول فرمائیگی اور کفار ملاعنہ اپنے کیفر کردار کو پہونچیں گے۔ بہرحال بندگی بے چارگی دعا کے سوا کیا چارہ ہے وہی جو ہمارا رب ہے۔ ہماری حالتِ زار پر رحم فرمائے اور اپنی نصرت اتارے یہی جھٹکے جو پہنچ رہے ہیں انھیں پر ذلزلوا

زلزالاشداید کوختم فرمادے اور الا ان نصر اللہ قریب کی بشارت سنادے ۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

آپ پوچھتے ہیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کی جان و مال جنت کے عوض خریدی ہیں ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ مگر ہم مسلمان ہیں کہ مبیع دینے سے انکار اور ثمن کے خواستگار۔ ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کوس جائیں اور میدان میں مسلمانوں کا ساتھ دیں مگر مال تو دے سکتے ہیں اسکی بھی حالت سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں ۔ وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گذر رہی ہے اور یہاں وہی جیسے ہیں وہی رنگ وہی تھیٹر وہی امنگ وہی تماشے وہی بازیاں وہی غفلتیں فضول خرچیاں ایک بات کی بھی کمی نہیں ۔ ابھی ایک شخص نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار دیئے ۔ ایک عورت نے ایک چنیں و چناں جرگہ کو پچاس ہزار دیئے ۔ ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ دیئے ۔ اور یونیورسٹی کے لئے تو تیس لاکھ سے زائد جمع ہوگیا ۔ ایک رات میں ہمارے اس مفلس شہر سے اس کے لئے چھبیس ہزار کا چندہ ہوا ۔ بمبئی میں ایک کم درجہ کے شخص نے صرف ایک کوٹھری چھبیس ہزار روپئے کو خریدی فقط اس کے لئے کہ اس کے وسیع مکان سکونت سے ملحق تھی ۔ جسے میں بھی دیکھ آیا ہوں ۔ اور مظلوم اسلام کی مدد کیلئے جو جو کچھ جوش دکھائے جا رہے ہیں آسمان سے بھی اونچے ہیں اور جو عملی کاروائی ہو رہی ہے زمین کی تہ میں ہے پھر کس بات کی امید کیجائے بڑی ہمدردی نکالی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو میں اسے پسند نہیں کرتا نہ ہرگز مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع پاتا ۔ اول تو یہ بھی کہنے ہی کے الفاظ ہیں نہ اس پر اتفاق کرینگے نہ ہرگز اس کو بنا ئیں گے ۔ اس عہد کے پہلے توڑنے والے جنٹلمین حضرات ہی ہونگے جنکی گذر بغیر ۔ یوروپین اشیاء کے نہیں ۔ یہ تو سارا یورپ ہے پہلے صرف اٹلی کا بائیکاٹ ہوا تھا اس پر کتنوں نے عمل کیا ۔ اور کے دن نباہا پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا ۔ اور ہو بھی تو کیا فائدہ کہ وہ سو ترکیبوں سے اس سے دہ گنا ضرر پہنچا سکتے ہیں لہذا ضرر رسانی کا ارادہ صرف وہی مثل ہے کہ کمزور اور پٹنے کی نشانی ۔ بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں ۔ ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہیئے تو ان لڑائیوں پر کیا موقوف تھا ۔ ویسے ہی چاہیئے تھا کہ اولاً باستثنا ان معدود باتوں کے جن میں حکومت دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے ۔ یہ کروڑوں روپیے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے اور گھر کے گھر تباہ ہوگئے اور ہوئے جاتے ہیں محفوظ رہتے ۔ ثانیًا اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا ۔ اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے تو یہ نہ ہوتا کہ یورپ و امریکہ والے چھٹانک بھر تانبا صناعی کی گھڑت کرکے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپکو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں ۔ ثالثًا بمبئی کلکتہ رنگون مدراس حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولتے ۔ سود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن بیان کتب فقہ میں مفصل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب کفل الفقیہ الفاھم میں چھپ چکا ہے ان جائز طریقوں پر نفع بھی لیتے کہ انھیں بھی فائدہ پہونچتا اور انکے بھائیوں کی بھی حاجت برآتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر ہوئی چلی جاتی ہیں ۔ ان سے بھی محفوظ رہتے اگر مدیون کی جائداد ہی لے جاتی تو

تو مسلمان ہی کے پاس رہتی یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنئے چنگے رابعا۔ سب سے زیادہ اہم سب کی جان سب کی اصل اعظم وہ دین متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہونچایا چار دانگ عالم میں انکی ہیبت کا سکہ بٹھایا نان شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک بنایا اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہ ذلت گرایا نانا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم دین متین علم دین کے دامن سے وابستہ ہے علم دین سیکھنا پھر اس پر عمل کرنا اپنی دونوں جہاں کی زندگی جانتے وہ انھیں بتا دیتا کہ اندھو جسے ترقی سمجھ رہے ہو سخت تنزل ہے جسے عزت جانتے ہو اشد ذلت ہے۔ مسلمان اگر یہ چار باتیں کر لیں تو انشاء العزیز آج انکی حالت سنبھلی جاتی ہے آپکے سوال کا جواب تو یہ ہے۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ سوال و جواب سے حاصل کیا جب اس پر عمل کرنیوالا نہ ہو۔ عمل کی حالت ملاحظ ہو اوّل سے پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلہ میں اپنے دعوی سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں اور کچہری جا کر اگرچہ گھر کی بھی جاتے ٹھنڈے دل سے پسند۔ گرہ گرہ بھر زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں۔ کیا آپ یہ حالتیں بدل سکتے ہیں۔ فھل انتم منتھون ہ دوم کی یہ کیفیت کہ اول تو خاندانی لوگ حرفت و تجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلت کی نوکریاں کرنے ٹھوکریں کھانے حرام کام کرنے حرام مال کھانے کو فخر و عزت، اور جو تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں اگرچہ ایک پیسہ زائد سہی کہ نفع ہے تو اپنے ہی بھائی کا ہے۔ اہل یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگر ولایتی کے مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو۔ ہرگز نہ لیں گے اور ولایتی گراں خریدینگے۔ اُدھر بیچنے والوں کی حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے تو مسلمان صاحب چونی سے کم پر راضی نہیں پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہلکا بلکہ خراب۔ ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اُتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کریں ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر ہندو سے خریدتے ہیں۔ کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو فھل انتم منتھون ہ سوم کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے ناچ رنگ وغیرہ بے حیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں لاکھوں اُڑا دیں۔ وہ ناموری ہے ریاست ہے اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار اور جنھوں نے بنیوں سے سیکھ کر لین دین شروع کیا وہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں۔ دین سے کیا کام اللہ و رسول کے احکام سے کیا غرض۔ ختنہ نے انھیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی اس سے زائد کیا ضرورت ہے نہ اُنھیں مرنا ہے نہ اللہ واحد قہار کے حضور جانا نہ اعمال کا حساب دینا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر سود بھی لیں تو بنیا اگر بارہ آنے مانگے یہ ڈیڑھ دو سے کم پر راضی نہ ہوں ناچار حاجت مند بنیوں کے ہتھے چڑھتے اور جائدادیں انکی نذر کر بیٹھتے ہیں۔ کیا تم ان خصلتوں سے باز آؤ گے فھل انتم منتھون ہ چہارم کا حال ناگفتہ بہ ہے انٹرانس پاس کو رزاق مطلق سمجھا ہے وہاں نوکری میں عمر کی شرط پاس کی شرط۔ پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے نہ اس نوکری میں اس کی حاجت پڑے۔ اپنی ابتدائی عمر کہ وہی تعلم کا زمانہ ہے یوں گنوائی اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے تین تین بار فیل ہوتے ہیں۔ اور پھر پلٹے چلے جاتے ہیں اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کئے جاتے ہیں پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تو اب نوکری کا پتہ نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلت کی۔ اور رفتہ رفتہ دینوی عزت کی بھی پائی تو وہ کہ عند الشرع ہزار ذلت۔ کہیے پھر علم دین سیکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک و بد میں تمیز آنے کا وقت کونسا آئیگا۔ لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے

ہیں اپنے باپ دادا کو جنگلی وحشی بے تمیز گنوار نالائق بیہودہ احمق وغیرہ جاننے لگتے ہیں بفرض غلط۔ اگر یہ ترقی بھی ہوئی تو نہ ہونے سے کروڑ درجہ بدتر ہوئی۔ کیا تم علم دین سے غفلتیں ترک کرو گے فھل انتم منتھون ہ یہ وجوہ ہیں یہ اسباب ہیں مرض کا علاج چاہنا۔ اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے۔ اس نے تمہیں ذلیل کر دیا۔ اس نے غیر قوموں کو تم پہ ہنسوایا اس نے اس نے اس نے جو کچھ کیا وہ اس نے۔ اور آنکھوں کے اندھے ابھی تک اسی اندہی و ترقی کا رونا روئے جاتے ہیں۔ ہائے قوم وائے قوم یعنی ہم تو اسلام کی رسی گردن سے نکالکر آزاد ہوگئے تم کیوں قلی بنے ہوئے ہو۔ حالانکہ حقیقۃً یہ آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے۔ جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا موجودہ واقعہ ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر و قصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کر دیں پھر آپکی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کئے کیا ہوتا ہے ہر ایک نے یوہیں سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا بلکہ ہر شخص یہ تصور کرتے کہ مجھی کو کرنا ہے۔ یوں ان شاء اللہ تعالیٰ سب کرینگے چند جگہ جاری تو کیجئے پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے خدا نے چاہا تو عام بھی ہو جائیگا۔ اس وقت آپکو اس کی برکات نظر آئیں گی۔ وہی آیۃ کریمہ کہ ابتدائے سخن میں تلاوت ہوئی۔ ان اللہ لا یغیر الآیہ۔ جس طرح بُرے رویّہ کی طرف اپنی جہالت بدلنے پر تازیانہ ہے یوہیں نیک روش کی طرف تبدیل کی بشارت ہے کہ اپنے یہ کوتک چھوڑ دگے تو ہم تمہاری اس ردی حالت کو بدل دینگے ذلت کے بدلے عزت دینگے۔ اے رب ہماری آنکھیں کھول اور اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا، صدقہ رسولوں کے سورج مدینہ کے چاند کا صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم۔ آمین

خیر یہ مرثیہ تو عمر بھر کا ہے مسلمان ان چار باتوں میں سے ایک کو بھی اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے مگر ضرورت امداد ترک کی نسبت کہئے مرثیے ہزاروں پڑھے گئے مگر سوا سے بعض غربا کے امرا و روسا بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں والیان ملک نے بھی کوئی قابلِ قدر حصہ لیا۔ وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے۔ وہ جو لاکھوں پونڈ بھیج سکتے تھے وہ ہیں اور بے پرواہی گویا انھوں نے کچھ سنا ہی نہیں اُنھیں جانے دیجئے وہ جانیں اور انکی مصلحت۔ آپ بیتی کہئے کتنا چندہ ہوا ہے جس پر ہمدردی اسلام کا دعویٰ ہے۔ مصارف جنگ کچھ ایسے ہلکے نہیں۔ جتنا چندہ جا چکا ہے ایک دن کی لڑائی میں اس سے زیادہ اُڑ جاتا ہے۔ اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان امیر فقیر غریب رئیس اپنے سچّے ایمان سے ہر شخص اپنی ایک مہینہ کی آمدنی دیدے تو گیارہ مہینے کی آمد میں بارہ مہینے گذر کر لینا کچھ دشوار نہ ہوا اور اللہ عز وجل چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہو جائیں۔ یونیورسٹی کے لئے غریبوں کے پیٹ کاٹ کر تیس لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا اور اس پر سود مل رہا ہے کہ اسکی مقدار بھی چالیس ہزار سے زائد ہو چکی ہے اور وہ بنی بھی نہیں یہ روپیہ تو گھر سے دنیا نہیں اس کو اللہ واحد قہار کی راہ میں بھیجدیجئے۔ اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی نہ بننا ضرر نہ دیگا اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا بخشوالیگی۔ بلکہ ہم کہے دیتے ہیں کہ وہ اس وقت ہرگز ہرگز بن بھی نہ سکے گی۔ اُس وقت جو گت ہوگی اس کا بیان پیش از وقت ہے اور بالفرض تنگ دل اور بخیل پرایا مال بھی یوں دینے کو نہ ہو تو یہ تمام و کمال روپیہ سلطنت اسلام کو بقائے اسلام کے لئے بطور قرض حسن ہی دیجئے۔ اللہ توفیق دے اور زیادہ کیا کہوں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ وعلمہ جل مجدہ واتم واحکم۔

عروض

مسئلہ: ازسہارن پور ضلع ایٹہ۔ مرسلہ جناب چودھری مولوی عبدالمجید خاں صاحب۔ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

اعلحضرت عظیم البرکت مجدد مأتہ حاضرہ موید ملت طاہرہ عالی جناب مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ تعالیٰ ظلال اشادہ علی رأس الطالبین۔ بس از آداب عجز و نیاز و سلام مسنون۔ مارہرہ سے ایک صاحب نے کنز الآخرہ پر مندرجہ پرچہ باضافہ اعتراض و ترمیم کرکے بھیجا ہے جس کے جوابات ذیل بغرض ملاحظہ اعلحضرت ارسال ہیں۔ بعد ملاحظہ اس امر کی تنقیح فرمائی جائے کہ اعتراض کس حد تک صحیح ہیں اور جوابات کس حد تک کافی تاکہ اسی کے مطابق عمل درآمد کیا جائے۔ معترض صاحب فن شاعری میں دستگاہ قادر رکھتے ہیں اور عروض و قوافی میں مہارت کامل۔

(۱) صفحہ ٹائیٹل محمد الرسول اللہ ﷺ اعتراض: مضاف پر الف لام نہیں آتا۔ جواب: ہم نے عنوان کتاب پر سوا نام کتاب کے کچھ تحریر نہ کیا۔ باقی سب عبارت تالیف کاتب ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔

(۲) ص ۴ — وہ یگانہ ہے صفات وذات میں ؛ نیز یکتا اس کے سب افعال ہیں

اعتراض: قافیہ صحیح نہیں۔ یوں ہو "نیز یکتا ہے وہ ہر اک بات میں"۔ جواب: اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سندیں حد تواتر پر ہیں۔ حضرت سعدی ؎ چو خواہد کہ ویراں کند عالمے ؛ نہد ملک در پنجۂ ظالمے

؎
برائے جہاندیدگان کارکن ! ؛ کہ صید آزمودست گرگ کہن
چو خدمت گذاریت گردد کہن ؛ حق سالیانش فرامش مکن
کنونت کہ دستست جاری بکن ؛ دگر کے بر آری تو دست از کفن
بخائیدش از کینہ دنداں بزہر ؛ کہ دون پرورست ایں خرد مایہ دہر

مثنوی شریف: گفت پیغمبر بکن اے رائے زن ؛ مشورت کالمستشار مؤتمن۔ مؤتمن بکسر میم ثانی بمعنی امین ہے

کا یخدا افغاں ازیں گرگ کہن ؛ گویدش نک وقت آمد صبر کن

کمال اسماعیل: اے زرایت ملک و دیں در نازش و در پرورش ؛ اے شہنشاہ فریدوں فر دا سکندر منش
سایۂ حق مست و یارب سایہ اش پایندہ دار ؛ زآنکہ فرض ست از میان بادعائے دولتش

منش اور دولتش کا اختلاف اظہر من الشمس ہے۔ مولوی حافظ عزیز الدین جلیسری مؤلف نادر الترتیب جواب بھی حیات ہیں اور بڑے استاد اور پرانے تجربہ کار شاعر ہیں نادر الترتیب میں لکھتے ہیں:

چھ سو بارہ شعر تیرہ فصل دو باب اس میں ہیں ؛ تھوڑے تھوڑے حاشیہ پر ہیں لغت ہر باب میں

مہربان من اختلاف رکن قافیہ بے تکلف درست ہے۔

(۳) صکا ہے وہی خلاق مخلوقات کا ؛ ہے وہی رزاق حیوانات کا

اعتراض :۔ مخلوقات وحیوانات میں ایکار ہے یوں چاہئے" ہے وہی رزاق مرزوقات کا۔ جواب جمع کے قوافی میں مفرد کا لحاظ نہ رکھا جائے گا۔ مستحسن ضرور ہے لازم نہیں۔

مولنا روم :۔ یاکریم العفو ستار العیوب ؛ انتقام از مامکش اندر ذنوب

پس پیمبر گفت استفت القلوب ؛ گرچہ مفتی شاں بروں گوید خطوب

عیوب وذنوب میں علامت جمع واو ہے اس کو علیحدہ کرکے دیکھا جائے گا تو عیب وذنب کا قافیہ نہ بنے گا۔ اسی طرح قلوب وخطوب

آتش گلزار نسیم :۔ حلوا اس دیو کو کھلاؤ ؛ گڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دو

یہاں بھی علامت جمع واو کے علیحدہ کرنے سے قافیہ مفرد کا صحیح نہیں رہتا۔ ایک استاد جن کا نام مجھ کو یاد نہیں فرماتے ہیں

تم درود اس نام پر پڑھتے رہو اے مومنیں چھوڑ دو سب ذکر جب ہو ذکر ختم المرسلیں

(۴) صھ وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہے ؛ اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے

اعتراض :۔ قافیہ غلط۔ یوں چاہئے" اس کی ہی محتاج ہے ہر ایک شے۔ جواب نمبر ۲ میں گزر چکا

(۵) صھ پاک ہے وہ جسم و جوہر عرض سے ؛ مادہ سے اور مکاں سے مرض سے

اعتراض :۔ جوہر کے مقابل عرض بفتحتین ہے اور نیز مرض۔ یوں چاہئے" ہے عرض اور جسم وجوہر سے وہ پاک مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک

جواب :۔ یہ بضرورت جائز ہے اس کا نام تفریس ہے اگرچہ یہ تفریس قبیح ہے لیکن جائز ہونے میں شک نہیں۔ اکثر اہل فارس نے لغات عربی میں بموجب شہرت عام کی ہے مثلاً حرکت بفتحات ثلثہ۔

ملا فوقی :۔ ع زبس خوش حرکت وشیریں ادا بود۔ کفن بفتحتین۔ لیکن شفائی کہتا ہے ع از لتۂ حیض خواہرش کفن کند۔ پس ایک زبان کے لغت کو دوسری میں تفریس کرکے لانا صحیح۔ ہاں عربی کو عربی، فارسی کو فارسی میں تفریس کرے تو ضرورتاً جائز۔ باایں ہمہ اس تفریس کو میں بھی پسند نہیں کرتا اور اب میں نے ان تمام متغیر الحرکات لغات کو اصلی حرکات سے ملبس کرکے درست کرلیا ہے۔ شعر کو جناب نے ترمیم فرماکر جو تحریر فرمایا ہے اس میں پاک ہر دو جگہ متحد المعنی ہے پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قافیہ کیونکر درست ہوگا۔ ہاں اس طرح ترمیم کیا جائے۔

؎ وہ عرض اور جسم وجوہر سے ہے پاک ؛ مادہ سے اور مرض گھر سے ہے پاک

یا یوں ؎ ہے عرض اور جسم اور جوہر سے پاک ؛ مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک

تب درست ہے۔ لیکن اس میں یہ قباحت ہے کہ ضمیر (وہ) کسی جگہ نہیں آتا۔ میں نے ترمیم اس طرح کی ہے

؎ وہ مکاں سے اور مرض سے پاک ہے ؛ جسم وجوہر سے عرض سے پاک ہے

اس میں اگرچہ کلمہ مادہ کا دور ہوا جاتا ہے لیکن بندش میں شگفتگی ہوتی ہے اور مادہ کی توضیح یوں بھی ہوسکتی ہے کہ جب مرض سے پاک ہے لامحالہ مادہ سے بھی پاک ہے کہ مادی شے کو مرض لازمی ہے۔

(۶) ص۵ حاضرو ناظر وہی ہے ہر جگہ ؎ کچھ نہیں پوشیدہ اس سے بے شبہ

اعتراض :۔ شبہ غلط ہے صحیح ؎ حاضرو ناظر وہ ہے ہر ایک جا ؎ اس سے پوشیدہ نہیں کوئی ذرا

جواب :۔ چونکہ اس تقریظ کو میں خود مقبوح کہہ چکا ہوں لہذا اس شعر سے مجھ کو اتفاق ہے

(۷) ص۶ وہ مجیب عرض اور دعوات ہے ؎ بیشبہ وہ قاضی الحاجات ہے

اعتراض :۔ ترمیم ۔ بالیقیں وہ قاضی الحاجات ہے ۔ جواب ترمیم تسلیم

(۸) ص۷ ہے وہ راضی طاعت وایمان سے ؎ شرک وکفر وفسق سے ناخوش وہ ہے

اعتراض :۔ قافیہ ۔ ترمیم ۔ شرک وکفر وفسق سے نفرت اسے ؎ جواب نمبر ۲ میں مفصل گذرا اس کو غلط سمجھنا معترض کی غلطی ہے ۔

(۹) ص۸ حق ہے معراج محمد دیں پناہ ؎ آسمانوں پر الی ماشاء اللہ

اعتراض :۔ بغیر اضافت محمد دیں پناہ کی ترکیب اجنب ہے

جواب :۔ جناب بغیر اضافت کیوں رکھتے ہیں اگر محمد کی دال کو خفیف اضافت دی جاوے تو کیا حرج ہے شعر وزن سے نہیں گریگا

حق ہے معراج محمدِ دیں پناہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

(۱۰) الی ماشاء اللہ غلط ہے ۔ ترمیم ۔ ؎ حق ہے معراج محمد بالیقیں ؎ آسمانوں پر گئے سلطانِ دیں ۔ وقس علی هذا البواقی ۔ جواب ۔ ماشاء کے ہمزہ کو آپ ظاہر کر کے کیوں پڑھتے ہیں ہمزہ کو ماشاء کے الف اور اللہ کے لام میں ادغام کر کے پڑھئے ۔ جناب نے جو ترمیمی شعر کہا ہے اس شعر اور اس کی خوبی میں زمین وآسمان کا فرق ہے ۔ "آسمانوں پر گئے سلطانِ دیں" اس میں انتہائے سیر معراج آسمانوں تک ثابت ہوتی ہے ۔ اور شعر کتاب میں الی ماشاء اللہ کا کلمہ ایسا پر معنی ہے جس میں انتہائے سیر کی کچھ حد ہی نہیں رہتی اور جس کی تفسیر فکان قاب قوسین او ادنیٰ سے مزین ہے کما لا یخفی علی اهل البصیرة ۔ تمت

الجواب

کامل النصاب چودھری صاحب زیدت محالیہ وبورکت ایام ولیالیہ ۔ بعد اہدائے ہدیہ سنت ملتمس ۔ نوازشنامہ اسیوقت تشریف لایا بکمال اختصار جواب حاضر ۔ جو کچھ حضرت معترض کے خلاف گذارش کروں گا اس پر نمبر حرفی ہوں گے ا ب ح ۶ اور خلاف جناب معروض ہوگا اس پر نمبر عددی ۱ ۔ ۲ ۔ ۳ ۔ ۴ اور مشترک پر مشترک

(اعتراض اول) (ا) بے محل ہے اور جواب کافی (ب) یہی زیر اعتراض لینے تھے تو اسم تاریخی الموسوم بہ کیوں ترک ہوا کون سی ترکیب ہے موسوم باسم تاریخی چاہئے تھا (ح) الموسوم بہ (ع) المعروف بہ یہ کائنتھا نہ الف لام ہیں کہ عِندُ الپرتال معلوم بھئو ان کی بھی تغیر چاہئے تھی (ھ) (۱) ہاں کنز الاخرة کے نام تاریخی ہونے پر ایک باریک مواخذہ برمحل ہوتا تائے مدورہ شکلاً ہا ہے اور لفظاً وقف میں ہا اور وصل میں تا اولاً عام اعتبار کتابت کا ہے اور تلفظ بھی لیجئے تو محل محل وقف ہے اور الف لام سے ترکیب ترکیب عربی تو بہرحال ۵ ہی عدد ہوئے نہ ۴۰۰ ہاں منطق عوام پر کنز الآخرت پڑھے تو باعتبار تلفظ

ع مطلب یہ ہے کہ الموسوم اور المعروف پر جو الف لام ہے ۔ یہ کایستھ لوگ بولتے اور کاغذات پٹواری میں لکھتے ہیں لا عِندُ الپرتال معلوم بھئو" یعنی جانچ پڑتال سے معلوم ہوا ۔ اس جملے میں ان لوگوں نے ایک خرابی تو یہ کی عِند کو عندُ کہا اور دوسری یہ کہ الف لام داخل کیا ۱۲ عبد المنان اعظمی

تاریخ صحیح ہوسکتی ہے مگر ایک علمی تصنیف اس سے محفوظ رہنا اولیٰ

(اعتراض دوم) (۲) میں اور ہیں کا قافیہ معیوب ضرور ہے (۳) عالمے ظالمے پر قیاس صحیح نہیں کہ رَوِی جب متحرک ہو تو قبل کی حرکت میں اختلاف بالا جماع جائز دبے عیب ہے جیسے دلش وگلشن بخلاف اختلافِ دل وگل کہ روی ساکن ہے جیسے یہاں۔

(۴) کہن بفتح ہا وبضمتین دونوں طرح ہے جس کی سندیں اشعار اور ان کی امثال بے شمار ہیں۔ حضرت مولوی قدس سرہ

؎ نفس فرعون ست اوراخوار کن ؛ تانیا ردیار ازکفر کہن

اکابر نے اس کثرت سے کن کا قافیہ من یا بزن یا حسن وغیرہا بھی کبھی باندھا (۵) جاری بکن غلطی کاتب ہے صحیح خارے بکُن ہے (۶) زہرو دہر دونوں بالفتح ہیں (۷) حدیث شریف میں مؤتمن بروزن معتمد بفتح میم دوم ہی ہے مؤتمن بالکسر امین دارندہ و بالفتح امین داشتہ شدہ یعنی جس سے مشورہ طلب کیا گیا اسے امین بنایا گیا تو خلاف مشورہ دینا خیانت ہے۔ لہذا فقیر کو ان گذارشوں پر جرأت ہے کہ یہی حکم شریعت ومقتضائے امانت ہے۔ (۸) منش اور دولتش میں ضرور اختلاف حرکت ہے اور عیب ہے۔ کوئی عیب لفظی خواہ معنوی ایسا نہیں جس کی مثال اساتذہ کے کلام سے نہ دی گئی ہو اس سے نہ وہ جائز ہوجاتا ہے نہ عیب ہونے سے باہر آتا ہے نہ اس میں ان کی تقلید روا ہو۔ ائمہ محققین مثل امام ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا باندھ جانا بے پرواہی پر محمول ہوگا کہ قادر سخن تھے دوسرا باندھے تو جہل وعجز پر محمول ہوگا۔ میں نے اس مصرعہ کو یوں بدلا ہے۔

؎ وہ یگانہ ہے صفات وذات میں ؛ حکم میں افعال میں ہر بات میں

(اعتراض سوم) کا (و) وہ جواب صحیح ہے جو جناب نے دیا کہ اس کا لحاظ مستحسن ہے ورنہ اکابر کے کلام میں بکثرت موجود

؎ قلوب العارفین لہا عیون ؛ تری مالا یراہ الناظرونا
واجنحۃ تطیر بغیر ریش ؛ الی ملکوت رب العالمینا
والسنۃ بسرّقد تناجی ؛ بغیب عن کرام کاتبینا

(۹) مگر عیوب وذنوب اور قلوب وخطوب کے قوافی سے استشہاد صحیح نہیں کہ کلام جمع سالم میں ہے۔ فقیر نے بھی یہ قافیہ نہ بدلا تھا کہ ضروری نہ تھا بعد اعتراض مرزوقات ہی بنادینا انسب معلوم ہوا۔

(اعتراض چہارم) وہی دوم ہے والکلام الکلام میں نے یہاں پہلا مصرعہ یوں بدلا ہے۔

؎ پاک ہے ہر حاجت وہر عیب سے ؛ اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے

اس میں ایک مسئلہ کلیہ زائد ہوگیا۔ (اعتراض پنجم) (۱۰) یہ بھی ضرور قابل اخذ وواجب الترک ہے اور ایسے تصرفات کا ہم کو اختیار نہ دیا گیا نہ وہ کوئی قاعدہ ہے کہ سماع بے سماع ہر جگہ جاری کرسکیں اور ضرورت کا جواب وہی ہے کہ شعر گفتن چہ ضرور۔ حرکت وبرکت اور ان کے امثال میں بوجہ توالی حرکات سکون ثانی بیشک عام طور پر مستعمل مگر مَرَض وعَرَض وغَرَض وحَرَج وفَرَج وفَرَس وامثالہا کو اس پر قیاس نہیں کرسکتے۔ میں نے یہاں دو شعروں کو تین سے یوں تبدیل کیا ہے

؎ ہے منزہ جسم سے وہ پاک ذات ؛ بے مکان وبے زمان وبے جہات
خالق ان کا ان سے پہلے جیسے تھا ؛ ان کے ہونے پر بھی ویسا ہی رہا

جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے ⁂ مادہ سے اور مرض سے پاک ہے

مکان سے تنزیہہ شعر اول میں آگئی۔ (۱۱) پاک صفت ہے اور اس میں ضمیر مستتر ہے ضمیر مظہر کی ضرورت نہیں جیسے اس شعر میں

ے جانتا ہے رازہائے سینہ کو ⁂ دیکھتا ہے دل میں حب و کینہ کو

(ز) حضرت معترض نے جو تبدیلی فرمائی اس پر جناب کا اعتراض بہت صحیح ہے

(اعتراض ششم) بے شبہ صحیح ہے جسے جناب نے بھی تسلیم فرمایا (ح) شُبہ صحیح بتانا خود غلط ہے صحیح شُبہہ ہے

(ط) (۱۲) حاضر و ناظر کا اطلاق بھی باری عزوجل پر نہ کیا جائے گا۔ علماء کرام کو اس کے اطلاق میں یہاں تک حاجت ہوئی کہ اس پر سے نفی تکفیر فرمائی۔ وہبانیہ و در مختار میں ہے "ویا حاضر یا ناظر لیس یکفر" یعنی اللہ عزوجل کو یا حاضر یا ناظر کہنے سے کافر نہ ہوگا۔ میں نے اس شعر کو یوں بدلا ہے

ے ہے وہی ہر چیز کا شاہد بصیر ⁂ کچھ نہیں پوشیدہ تجھ سے اے خبیر

مصرع ثانی میں التفات ہے کہ نفائس صنعت سے ہے۔

(اعتراض ہفتم) وہی ششم ہے مگر (ی) (۱۳) قاضی الحاجات بائبات یا برقرار رکھنا عجب ہے میں نے اسے یوں بدلا ہے

ع۔ بالیقیں وہ قاضی حاجات ہے۔ (یا) (۱۴) اس کے پہلے مصرعہ "وہ مجیب عرض اور دعوات ہے" میں مجیب عرض ترکیب فارسی ہے لفظ اور سے اس پر عطف ناجائز ہے۔ اس پر اعتراض کیوں نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں تبدیل کیا۔ ع وہ مجیب العرض والدعوات ہے (یب) (۱۵) اسی صفحہ ۱۸ کا ۱۱ شعر "بے دلیل و حجت و برہان لیک" میں بھی عطف بترکیب فارسی ہیں تو اظہار نون ناجائز اس پر بھی اعتراض نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں بدلا ع۔ حاجت حجت نہیں ایماں میں لیک (یج) (۱۶) صفحہ کے پہلے مصرعہ "خالق خیر اور شر اللہ ہے" میں وہی بات ہے کہ ترکیب فارسی اور عطف ہندی اور اب وہ سخت معنی فاسد کہ موہم کہ شر کا عطف معاذ اللہ خالق خیر پڑھو اور شر اللہ ہے یہ بھی اعتراض سے رہ گیا میں نے اسے یوں بدلا ع خالق ہر خیر و شر اللہ ہے

(اعتراض ہشتم) وہی دوم ہے والکلام الکلام (ید) اس میں یوں تبدیل "شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے" بہت سخت قبیح واقع ہوئی اگر کروڑوں قافیے تبدیل حرکات بلکہ تبدیل ردی رکھتے بلکہ ہر مصرعہ خارج از وزن ہوتا تو بھی ان کروڑوں کی شناعت اس تبدیلی کی کروڑویں حصہ کو نہ پہنچتی۔ نفرت بھاگنے اور بد کنے کو کہتے ہیں اللہ عزوجل کی طرف اس کی نسبت حلال نہیں (یہ) (۱۷) نیز اس مصرعہ "ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے" میں ترکیب فارسی کے بعد اظہار نون ممنوع تھا۔ اس پر اعتراض نہ ہوا۔ میں نے یہ شعر یوں بدلا ہے ے طاعت و ایماں سے راضی ہے وہ حی ⁂ شرک و کفر و فسق سے ناراض ہے

(یو) (۱۸) اسی صفحہ میں "بعض افضل بعض پر ہیں بالضرور" تھا لفظ ضرور ہے یا بالضرورۃ، بالضرور کوئی چیز نہیں۔ میں نے اسے یوں بدلا ہے۔ ع بعض افضل بعض سے ہیں پر ضرور

(اعتراض نہم) (یز) "حق ہے معراج محمد دیں پناہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فلک اضافت پر اعتراض بیجا ہے فک لک دو لک جگہ ملے گا۔ یہیں صف پر اول ان کے حضرت آدم ابو البشر میں بھی فک تھا وہ کیوں جائز رکھا گیا۔ (یح) اگر فک نامعقول ہو تو دیں پناہ کو صفت کیوں مانئے بلکہ بحذف مبتدا جملہ مستقلہ مدحیہ ہے یعنی وہ دیں پناہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس کے نظائر خود قرآن عظیم

میں ہیں (یط) یہ بھی نہ سہی کیوں نہ ٹھہرائیں کہ مخاطب سعید کو ندا ہے یعنی اے دیں پناہ (۱۹) یہ جواب کہ خفیف اضافت دی جائے صحیح نہیں اب وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن نہیں ہو سکتا فاعلن کی گنجائش تو پہلے ہی نہ تھی۔ دیِ پناہ فاعلات ہے اب کسرہ دال یہ تقطیع کر دے گا فاعلاتن فاعلات مفاعلن (اعتراض دہم) صحیح ہے (۲۰) ماشاء اللہ یعنی جو اس طرح پڑھا جائے ماشال لاہ کسی قاعدہ کا مقتضی نہیں حذف ہمزہ بے شک جائز و شائع ہے مگر اب الف ولام میں التقائے ساکنین ہو کر الف گر جائے گا اور یوں پڑھا جائے گا ماشلّٰہ۔ میں نے اسے دو طرح بدلا ہے "آسمانوں پر الی ماشا الاِلٰہ" یعنی ہمزہ محذوف اور الف شا بوجہ التقا ساقط ہو کر شین لام سے مل گیا۔ دوم "آسمانوں پر لما شاء الالٰہ" لام بمعنی الی بکثرت شائع اور خود قرآن عظیم میں واقع اور اصلا کسی تکلف کی حاجت نہیں (ک) اس تبدیلی پر جو اعتراض جناب نے کیا وہ صحیح ہے واقعی مفاد اصل و بدل میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ یہ ایک اربعین ہے مع الضاف تام یعنی بیس متعلق بحضرت معترض اور بیس متعلق بجناب والسلام فقیر کی رائے میں دوسری جگہ بھیجنے کی نہ حاجت نہ حصول منفعت کہ بہت تبدیلیں جو درکار ہیں رہ جائیں۔ بعض کہ درکار نہیں عمل میں آئیں۔ بعض کہ خود اشد اعظم تبدیل کے محتاج ہوں ظہور پائیں۔ امید ہے کہ یہاں کی ترمیم کے بعد کوئی غلطی نہ شرعی باقی رہی نہ شعری۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جناب کو فقیر نے لکھا تھا کہ اغلاط شعریہ سے قطع نظر کروں گا اس کے جواب میں فرمائش جناب پر وہ بھی زیر نظر رکھے گئے۔ میری عظیم بے فرصتی بیحد کثرت کار اور اس پر محض تنہائی۔ اور پھر علالت و نقاہت کا دس مہینے سے دورہ ضرور باعث دیر و تاخیر ہوں گے۔ اگر عجلت نہ فرمائیں اور منظور حضرت عزت عزجلالہ ہو تو کام پورا اور تمام نقائص سے مبرا ہو جائے گا۔ آئندہ جو رائے سامی ہو والتسلیم مع التکریم۔

زبان وبیان

مسئلہ:۔ ازملک بنگال ضلع فرید پور موضع پٹورا کاندے مرسلہ محمد شمس الدین صاحب

قرآن پاک میں لایموت فیھا ولا یحییٰ اہل نار کی حالت لکھی ہے حالانکہ انسان کو حیات یا ممات کا ہونا ضروری ہے پس لعد اثبات وجود کے ارتفاع نقیضین کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔

الجواب:۔ قرآن عظیم محاورہ عرب پر اترا ہے قال تعالیٰ فرب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون ہ اور عرب بلکہ تمام عرب وعجم کا محاورہ ہے کہ ایسی کرب شدید ومصیبت مدید کی زندگی کو یوں ہی کہتے ہیں کہ نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں نہ زندوں میں نہ مردوں میں لا حی فیرجی ولا میت فیرثی اس کا بیان دوسری آیت کریمہ میں ہے کہ یاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں یاتیہ الموت من کل مکان بہ لا یحییٰ ہوا اور ماھو بمیت یہ لایموت فیھا ہوا اور موت وحیات نقیضین نہیں کہ انسان نہ موت ہے نہ حیات۔ بلکہ ان میں تقابل تضاد ہے اگر موت وجودی ہے اور عدم وملکہ اگر عدمی والاول ھوالصحیح عندی لظاہر قولہ تعالیٰ خلق الموت و الحیٰوۃ ولحدیث ذبح الکبش یوم القیٰمۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ ازملک بنگال ضلع فرید پور مرسلہ شمس الدین صاحب

زنائے خلاف رضامندی و بلا رضامندی میں کیا فرق ہے

الجواب:۔ مہل وبے حاصل سوال ہے۔ خلاف رضا وعدم رضا میں عموم وخصوص مطلق ہے وہ بات جس کی طرف نہ رغبت نہ نفرت خلاف رضا نہیں بلا رضا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از میرٹھ چمار دروازہ لنگڑی مسجد مکان جناب قاری مولوی محمد اسحٰق صاحب مسئولہ محمد یعقوب صاحب ۳ رشعبان ۱۳۳۱ھ

آیت فلما اخذتھم الرجفۃ میں ایک شخص رجفہ کے معنی کڑکڑانے کے کہتا ہے اور ایک شخص کہتا ہے کڑکڑانے کے معنی نہیں ہیں بلکہ رجفہ کے معنی زلزلہ کے ہیں۔ جلالین شریف میں اور دیگر تفاسیر میں اور لغت کی کتابوں میں رجفہ کے معنی زلزلہ کے ہیں کڑکڑانے کے نہیں ہوسکتے۔ وہ شخص پہلا یہ کہتا ہے کہ درایت اسی کو چاہتی ہے کہ رجفہ کے معنی کڑکڑانے کے ہوں اور یہی ہیں کیونکہ ان کا کڑکڑانا عذاب کا سبب ہوا تھا اس واسطے رجفہ کے معنی کڑکڑانے کے ہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ پہلے کا قول صحیح ہے جو رجفہ کے معنی کڑکڑانے کے کرتا ہے یا ثانی کا جواب کے معنی زلزلہ کے کہتا ہے صحیح ہے اور پہلا شخص من فسر برائہ کا مصداق ہوسکتا ہے یا نہیں اور رجفہ کے معنی زلزلہ کے کہتا ہے صحیح ہے۔ اہلسنت والجماعت کے موافق جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ رجفہ کے معنی میں یہ کڑکڑانا محض باطل وبے اصل ہے جس پر نہ لغت شاہد نہ تفسیر، تو یہ ضرور تفسیر بالرائے ہے اور اس کا حصر کرنا کہ یہی ہیں حضرت عزت پر افترا۔ اور اس کا استدلال کہ وہ سبب استدلال آیت میں دوسری

تحویل اور لفظ کو حقیقت سے مجاز کی طرف تبدیل ہے کہ اخذ عذاب حقیقت ہے اور سبب کی طرف اسناد مجاز یا بحذف مضاف تقدیر وبال کی جائے۔ بہرحال محض بلاوجہ بلکہ بلا مجال دحی عدول بہ مجاز ہے کہ باطل ونا مجاز ہے۔ اسی قصہ میں دوسری جگہ فاخذتکم الصاعقة فرمایا ہے صاعقہ کے معنی میں بھی اسی دلیل سے یہی کڑکڑانا ہوگا بلکہ جہاں جہاں قرآن عظیم نے اقوال کفار پر نار یا حمیم یا غساق وغیرہا کا ذکر فرمایا ہے ان سب کے معنی میں یہی کڑکڑانا آئے گا کہ یہی اس عذاب کا سبب ہوا ایسی بات علم تو علم عقل سے بعید ہے۔ وہو سبحنہ وتعالیٰ اعلم

کتاب الوقف ۳۶۹/۵۶ **مسئلہ**:۔ اول :۔ یزول ملکه عن المسجد والمصلی بالفعل و بقوله جعلته مسجدا

یہ واؤ جس پر ۲ بنا ہوا ہے، یا کے معنی دے گا یا اور کے۔

دوم:۔ من بنی مسجدا لم یزل ملکه عنه حتی یفرزه عن ملکه بطریقة و یاذن للناس بالصلاۃ

یہ واو جس پر دوسری جگہ ہے اس کے معنی یا کے ہوں گے یا اور کے۔ اور وجہ کیا ہے۔

الجواب:۔ پہلی عبارت درمختار کی ہے اور اس میں واو بمعنی یا ہے۔ یعنی مسجد میں فعل نماز سے بھی ملک مالک زائل ہوجاتی ہے اور مالک کے اس قول سے بھی کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا۔ دونوں میں جو ہو کافی ہے۔ دونوں کا وجود ضروری نہیں۔ ردالمحتار میں اسی پر لکھا لمدیرد انه لایزول بدونه لما عرفت انه یزول بالفعل ایضاً بلاخلاف۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دوسری عبارت ہدایہ کی ہے اور اس میں واؤ بمعنی یا نہیں بلکہ امران ضرور ہے اور اس کے بعد طرفین کے نزدیک ایکبار نماز باذن ہونا لازم اور امام ابویوسف کے نزدیک صرف زبان سے کہہ دینا کافی کہ میں نے اسے مسجد کیا۔ اسی کو اس عبارت کے متصل ہدایہ میں بتایا۔ وقال ابویوسف یزول ملکه لقوله جعلته مسجدا اور قول امام ابویوسف پر ہی فتوی ہے کہ دونوں میں سے جو ہو کافی ہے۔ فعل وقول کا جمع ہونا ضرور نہیں۔ ردالمحتار میں ہے۔ فی الدرر المنتقی وقدم فی التنویر الدرر والوقایة قول ابی یوسف وعلمت ارجحیته فی الوقف والقضاء

مسئلہ:۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مرسلہ مولوی اکبر حسین صاحب رام پوری طالب علم ۲۸ ربیع الاول شریف ۲۶ھ

بعالی خدمت اعلیحضرت مدظلہ العالی عرض ہے کہ ایک شعر کے معنی میں نہایت فکر کرتا ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ امید کہ میں حضور کی ذات اقدس سے کامیاب ہوں گا۔ شعر یہ ہے

میری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ؛ ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

الجواب:۔ ہیولیٰ مادے کو کہتے ہیں جس میں شے کی قابلیت اور استعداد ہوتی ہے اور خون گرم سعی کا سبب کہ دہقان کی سعی سے کھیتی کی پیداوار ہے۔ اور اس کا محاصل خرمن، کہ برق گرے تو اسے بالکلیہ نیست ونابود کردے۔ تو کہتا ہے کہ وہ خون گرم دہقان کے سبب پیدا ہوا۔ وہی برق خرمن کا مادہ بنا کہ حرارت میں برق بننے کی استعداد تھی۔ اور وہی بالآخر اپنے پیدا کردہ خرمن پر بجلی ہو گرا۔ اور اسے فنا کر گیا تو اس تعمیر میں ویرانی کی صورت پنہاں تھی۔ کہ

؎ لدوا للموت وابنوا للخراب   جیو مرنے کے لئے اور عمارتیں بناؤ خراب وبرباد ہونے کے لئے

مسئلہ:۔ از پیلی بھیت محلہ احمد زئی مرسلہ مولوی سید محمد عمر الہ آبادی سہروردی ۱۸ رجب ۳۲ھ

من آں وقت بودم کہ آدم بود ؛ کہ حوا عدم بود آدم نبود

من آں وقت کردم خدارا سجود ؛ کہ ذات وصفات خدا ہم نبود

غور سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرحاں ؛ تین سو ساٹھ برس پایا خدا سے پہلے

ان تینوں شعروں کا مطلب تحریر فرمائیے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور کس کتاب میں ہیں۔ ایک شخص نے مجھ سے ان شعروں کا مطلب دریافت کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم میں کیسے بتلاؤں۔ لہٰذا آنجناب سے سوال ہے کہ مطلب تحریر فرمائیے فقط المستفتی محمد عمر

الجواب:۔ ایسے اشعار کا مطلب اس وقت پوچھا جاتا ہے جب معلوم ہو کہ قائل کوئی معتبر شخص تھا ورنہ بے معنی لوگوں کے ہذیان کیا قابل التفات۔ شعر اول کے مصرعہ اخیر میں آں دم نبود ہونا چاہیئے ورنہ قافیہ غلط ہے۔ بہرحال اس کا مطلب صحیح وصاف ہے وجود ارواحِ قبل اجسام کی طرف اشارہ ہے۔ شعر دوم صریح کفر ہے۔ شعر سوم میں دراصل تین سو تیرہ برس کا لفظ ہے۔ فرحان ہمارے بریلی کے شاعر تھے ان کی زندگی میں ان کی یہ غزل چھپی تھی۔ فقیر نے جبھی دیکھی تھی۔ اس میں تین سو تیرہ کا لفظ تھا۔ اس میں شاعر نے یہ مہمل وبیہودہ ولغو مطلب رکھا ہے کہ لفظ محمد کے عدد ۹۲ ہیں اور لفظ خدا کے عدد ۶۰۵ ظاہر ہے کہ ۶۰۵ سے ۹۲ بقدر ۵۱۳ کے مقدم ہے۔ بیہودہ معنی اور بے معنی بات۔ واستغفر اللّٰہ العظیم۔ یہ وہ ہے جو شاعر صاحب نے سمجھا تھا اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد سے مراد مرتبہ رسالت حضور سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ہو جس کا سر صرف ر ہے کہ رؤیت وروایت ورویت درائے سب کا مبدا ہے اور انہار رسالت کے یہی منابع ہیں۔ اس کے عدد ۲۰۰ ہیں اور رسول ۳۱۳ کہ حقیقۃً سب ظلال رسالت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہیں مجموع ۵۱۳ ہوا۔ رسل کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سیر من اللّٰہ الی الخلق ہے۔ اور امت کی سیر من الرسل الی اللّٰہ۔ جب تک رسولوں پر ایمان نہ لائے اللّٰہ عزوجل پر ایمان نہیں ل سکتا۔ پھر اُس تک رسائی تو بے وساطت رسل محال ہے اور تصدیق سب رسولوں کی جزء ایمان ہے لا نفرق بین احد من رسلہ برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے رسولوں کی بدلیاں بھی تحویل تھیں اور برس بمعنی بارش ہے ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے یعنی محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم سے خاتم تک رائے رسالت میں یہ تین سو تیرہ تطوّر فرمائے تین سو تیرہ ابر رحمت برسائے جب تک ان سب کی تصدیق سے بہرہ ورنہ ہو خدا تک رسائی ناممکن ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

طبعیات

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات

بجلی کیا شئے ہے؟

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کے چلانے پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جس کا نام رعد ہے اس کا قد بہت چھوٹا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا کوڑا ہے جب وہ کوڑا بادل کو مارتا ہے اُس کی تری سے آگ جھڑتی ہے اس آگ کا نام بجلی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ احمد شاہ مذکور

زلزلہ آنے کا کیا باعث ہے؟

الجواب:۔ اصلی باعث آدمیوں کے گناہ ہیں اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں جس زمین معاذاللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے، وہ پہاڑ اپنے اُس جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے زمین ہلنے لگتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ضلع کھیری ڈاک خانہ مونڈا کوٹھی مجیب نگر مرسلہ سردار مجیب رحمان خاں ۲۶ رصفر ۲۷ھ

جناب مولوی صاحب معظم مکرم منہل الطاف و کریم الاخلاق عمیم الاشفاق زاد مجدکم و فیوضکم۔ پس از تسلیم مسنون، نیاز مشحون و تمنائے لقائے شریف عرض خدمت والا ہے۔ نسبت زلزلہ مشہور ہے کہ زمین ایک شاخ گاؤ پر ہے کہ وہ ایک مچھلی پر کھڑی رہتی ہے جب اس کا سینگ تھک جاتا ہے تو دوسرے سینگ پر بدل کر رکھ لیتی ہے اس سے جو جنبش و حرکت زمین کو ہوتی ہے اس کو زلزلہ کہتے ہیں۔ اس میں استفسار یہ ہے کہ سطح زمین ایک ہی ہے اس حالت میں جنبش سب زمین کو ہونا چاہیئے زلزلہ سب جگہ یکساں آنا چاہیئے۔ گزارش یہ ہے کہ کسی جگہ کم کسی مقام پر زیادہ کہیں بالکل نہیں آتا۔ بہر حال جو کیفیت واقعی اور حالت صحیح ہو کی ہے اس سے معزز فرمایئے۔ بعید از کرم نہ ہوگا۔ زیادہ نیاز و ادب

راقم آثم سردار مجیب رحمان خاں عطیہ دار علاقہ مجیب نگر

الجواب:۔ جناب گرامی دام مجدکم السامی۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زلزلہ کا سبب مذکورہ نزد عوام محض بے اصل ہے اور اس پر وہ اعتراض نظر بظاہر صحیح وصواب۔ اگرچہ اس سے جواب ممکن تھا کہ ہمارے نزدیک ترکیب اجسام جواہر فردہ سے ہے اور ان کا اتصال محال۔ صدرا وغیرہ میں کا سرلیسان فلاسفہ نے جس قدر دلائل ابطال جزء لایتجزی پر لکھے ہیں ان میں کسی سے ابطال نفس جز نہیں ہوتا۔ ہاں دو جز کا اتصال محال نکلتا ہے یہ نہ ہمارے قول کے منافی نہ جسم کے اتصال حسی کا نافی۔ دیوار جسم وحدانی سمجھی جاتی ہے حالانکہ وہ اجسام متفرقہ ہے جسم انسان میں لاکھوں مسام مثبت افتراق ہیں اور ظاہر اتصال۔ خوردبین سے دیکھنا بتاتا ہے کہ نظر جسے متصل گمان کرتی ہے

کس قدر منفصل ہے۔ پھران شیشوں کی اختلاف قوت بتارہی ہے کہ مسام کی باریکی کسی حد پر محدود نہیں ٹھہرا سکتے جو شیشہ ہمارے پاس اقوی سے اقوی ہو اور اس سے بعض اجسام مثل آہن وغیرہ میں مسام اصل نظر نہ آئیں ممکن کہ اس سے زیادہ قوت والا شیشہ انہیں دکھادے۔ معہذا نظر آنے کے لئے دو خط شعاعی ہیں کہ بصر سے نکلے زاویہ ہونا ضرور۔ جب شے غایت صغر پر پہونچتی ہے دو نوں خط باہم منطبق مظنون ہو کر زاویہ رویت معدوم ہو جاتا اور شے نظر نہیں آتی ہے یہی سبب ہے کہ کواکب ثابتہ کے لئے اختلاف منظر نہیں کہ بوجہ کثرت بُعد وہاں نصف قطر زمین یعنی تقریباً چار ہزار میل کے طول وامتداد کی اصلاً قدر نہ رہی دونوں خط کہ مرکز ارض اور مقام ناظر سے نکلے باہم ایک دوسرے پر منطبق معلوم ہوتے ہیں زاویۂ نظر باقی نہیں رہتا تو مسام کا اس باریکی تک پہونچنا کچھ دشوار نہیں بلکہ ضرور ہے کہ کوئی قوی سی قوی خوردبین انہیں امتیاز نہ کر سکے اور سطح بظاہر متصل محسوس ہو۔ اور جب زمین اجزائے متفرقہ کا نام ہے تو اس حرکت کا اثر بعض اجزا کو پہونچنا بعض کو نہ پہونچنا مستبعد نہیں کہ اہل سنّت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادۃ اللہ عزوجل ہے۔ جتنے اجزا کے لئے ارادۂ تحریک ہوا انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے و بس — سواران دریا کے مشاہدہ کیا ہے کہ ایام طوفان میں جو بلاد شمالیہ میں حوالی تحویل

سرطان یعنی جون جولائی اور بلاد جنوبیہ میں حوالی تحویل جدی یعنی دسمبر جنوری ہے۔ ایک جہاز ادھر سے جاتا اور دوسرا ادھر سے آرہا ہے دونوں مقابل ہو کر گذرے اس جہاز پر سخت طوفان ہے اور اسے بالکل اعتدال واطمینان۔ حالانکہ باہم کچھ ایسا فصل نہیں۔ ایک وقت ایک پانی ایک ہوا اور اثر اس قدر مختلف۔ تو بات وہی ہے کہ ما شاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ مگر اس جواب کی حاجت ہم کو اس وقت ہے کہ وہ بیان عوام شرع سے ثابت ہو۔ اس کے قریب قریب ثبوت صرف ابتدائے آفرینش زمین کے وقت ہے جب تک پہاڑ پیدا نہ ہوئے تھے عبد الرزاق و فریابی وسعید بن منصور اپنی اپنی سنن اور عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ وابن ابی حاتم اپنی تفاسیر اور ابو الشیخ کتاب العظمہ اور حاکم بافادۂ تصحیح صحیح مستدرک اور بیہقی کتاب الاسماء اور خطیب تاریخ بغداد اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال ان اول شئ خلق اللہ القلم وکان عرشہ علی الماء فارتفع بخار الماء ففتقت منہ السموات ثم خلق النون فبسطت الارض علیہ والارض علی ظھر النون فاضطرب النون فمادامت الارض فاثبتت بالجبال

اللہ عزوجل نے ان مخلوقات میں سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے تمام مقادیر لکھوائے اور عرش الٰہی پانی پر تھا پانی کے بخارات اٹھے ان سے آسمان جدا جدا بنائے گئے پھر مولیٰ عزوجل نے مچھلی پیدا کی اس پر زمین بچھائی زمین پشت ماہی پر ہے مچھلی تڑپی زمین جھونکے لینے لگی۔ اس پر پہاڑ جما کر بوجھل کر دی گئی۔ کما قال تعالیٰ والجبال اوتادا وقال تعالیٰ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ مگر یہ زلزلہ ساری زمین کو تھا۔ خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا دوسری جگہ نہ ہونا اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت وخفت میں مختلف ہونا اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ ہے اور عالم اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم

ویعفوعن کثیر تمھیں جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔ اور وجہ وقوع کوہ قاف کے ریشہ کی حرکت ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں جس طرح پیڑ کی جڑ بالائے زمین تھوڑی سی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اس کے لئے وجہ قرار ہوں اور آندھیوں میں گرنے سے روکیں پھر پیڑ جس قدر بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ دور تک اس کے ریشے گھیریں گے جبل قاف جس کا دور تمام کرۂ زمین کو اپنے پیٹ میں لئے ہے اس کے ریشے ساری زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں کہیں اوپر ظاہر ہو کر پہاڑیاں ہو گئے کہیں سطح تک آ کر تھم رہے جسے زمین سنگلاخ کہتے ہیں کہیں زمین کے اندر ہے قریب یا بعید ایسے کہ پانی کی چوان سے بھی بہت نیچے۔ ان مقامات میں زمین کا بالائی حصہ دور تک نرم مٹی رہتا ہے جسے عربی میں سھل کہتے ہیں۔ ہمارے قرب کے عام بلاد ایسے ہی ہیں مگر اندر اندر قاف کے رگ و ریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں جس جگہ زلزلہ کیلئے ارادۂ الٰہی عزوجل ہوتا ہے والعیاذ برحمتہ ثم برحمۃ رسولہ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاف کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے۔ صرف وہیں زلزلہ آئیگا جہاں کے ریشے کو حرکت دی گئی پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے محاذی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت۔ یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہو جاتا ہے اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے در و دیوار جھونکے لیتے اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے یا عنف حرکت سے مادۂ کبریتی مشتعل ہو کر شعلے نکلتے ہیں چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ زمین کے نیچے رطوبتوں میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور بہت جگہ دخانی مادہ ہے جنبش کے سبب منافذ زمین متسع ہو کر وہ بخار و دخان نکلتے ہیں طبعیات میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے انھیں کے ارادۂ خروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے حالانکہ ان کا خروج بھی سبب زلزلہ کا مسبب ہے۔ امام ابوبکر ابن ابی الدنیا کتاب العقوبات اور ابوالشیخ کتاب العظمہ میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

قال خلق اللہ جبلا یقال لہ ق محیط بالعالم وعروقہ الی الصخرۃ التی علیھا الارض فاذا اراد اللہ ان یزلزل قریۃ امر ذلک الجبل فحرک العرق الذی یلی تلک القریۃ فیزلزلھا ویحرکھا فمن ثم تحرک القریۃ دون القریۃ اللہ عزوجل نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہیں جس پر زمین ہے جب اللہ عزوجل کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش و جنبش دیتا ہے یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔ ؎

رفت ذوالقرنین سوئے کوہ قاف — دید کُہ را کز زمرد بود صاف

گرد عالم حلقہ کردہ او محیط! — ماند حیراں اندراں خلق بسیط

گفت تو کوہی دگرہا چیستند — کہ بہ پیش عظم تو بازیستند

گفت رگہائے من اند آں کوہہا — مثل من نہ بوند در فروبہا

من بہر شہرے رگے دارم نہاں — بر عروقم بستہ اطراف جہاں
حق چو خواہد زلزلہ شہرے مرا — امر فرماید کہ جنباں عرق را
پس بجنبانم من آں رگ را بقہر — کہ بداں رگ متصل بودست شہر
چوں بگوید بس، شود ساکن رگم — ساکنم وز روئے فعل اندر تگم
گوید آنکس کہ نداند عقلش ایں — زلزلہ ہست از بخارات زمیں
ایں بخارات زمیں نہ بود بداں — ز امر حق است وازاں کوہ گراں
مورکے بر کاغذے دید او قلم — گفت با مور دگر ایں راز ہم
کہ عجائب نقشہا آں کلک کرد — ہمچو ریحان وچو سوسن زار ورد
گفت آں مور اصبع ست آں پیشہ ور — ویں قلم در فعل فرع ست و اثر
گفت آں مور سوم از بازوست — کاصبع لاغر ز زورش نقش بست
ہمچنیں میرفت بالا تا یکے — مہتر موراں فطن بود اندکے
گفت کز صورت نہ بیند ایں ہنر — کاں بخواب ومرگ گردد بے خبر
صورت آمد چوں لباس وچوں عصا — جز بعقل وجاں بجنبد نقشہا

بحر العلوم قدس سرہٗ فرماتے ہیں ایں ردست بر فلاسفہ کہ میگویند بخارات در زمین محسوس می شوند بالطبع میل خروج کنند واز مصادمت ایں ابخرہ تفرق اتصال اجزائے زمین میشود و زمین درحرکت می آید وایں ست زلزلہ۔ پس مولوی قدس سرہٗ رد ایں قول می فرمایند کہ قیام زمین از کوہہاست ورنہ درحرکت میماند ہمیشہ پس آں کوہ جنبش میدہد زمین را بامر اللہ تعالٰے۔ چیونٹیوں کی حکایت سے بھی ان سفہا کی تنگ نظری کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ جس طرح قلم کی حرکت انگلیوں سے انگلیوں کی قوت بازو سے بازو کی طاقت جان سے ہے تو نقش کہ قلم سے بنتے ہیں جان بناتی ہے مگر احمق چیونٹیاں اپنی اپنی رسائی کے موافق ان کا فاعل قلم انگلیوں بازو کو سمجھیں یوہیں ارادۃ اللہ سے کوہ قاف کی تحریک ہے اس کی تحریک سے بخارات کا نکلنا زمین کا ہلنا ہے۔ یہ احمق چیونٹیاں جنھیں فلسفی یا طبیعی والے کہئے صدمۂ بخارات کو سبب زلزلہ سمجھ لئے۔ بلکہ نظر کیجئے تو یہ ان چیونٹیوں سے زیادہ کودن و بدعقل ہیں۔ انھوں نے سبب ظاہری کو سبب سمجھا انھوں نے سبب کے دو مسببوں سے ایک کو دوسرے کا سبب ٹھہرالیا۔ و باللہ العصمۃ۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از سورنیاں ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ۱۲ رجب ۱۳۳۱ھ

بادل ہوا کی کیا بنیاد کس جگہ سے شروع ہوتے ہیں اور تمام جگہ یکساں ہوا چلتی ہے زمین میں مقام ہے یا آسمان پر۔

الجواب ۔ ہوا رب العزت تبارک وتعالٰی کی ایک پرانی مخلوق ہے کہ پانی سے بنائی گئی اور اس کے لئے علم الٰہی میں ایک خزانہ ہے جس پر دروازہ لگا ہوا ہے اور وہ بند ہے اور فرشتہ اس پر مؤکل ہے جتنی ہوا اس میں سے رب العزت بھیجنا چاہتا ہے فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس میں سے بمقدار حکم ایک بہت خفیف حصہ روانہ کرتا ہے۔ جب قوم عاد پر اللہ تعالٰی

نے ہوا کا طوفان بھیجنا چاہا جو سات راتیں اور آٹھ دن متواتر ان پر رہا ان سب کو ہلاک کر دیا اس وقت اس فرشتہ کو حکم ہوا تھا کہ عاد پر ہوا بھیج۔ اس نے عرض کی اتنا سوراخ کھولوں جتنا بیل کا نتھنا۔ فرمایا تو چاہتا ہے کہ ساری زمین کو الٹ دے بلکہ چھلے برابر کھول۔ اور یوں ہوا ہر وقت زمین اور آسمانوں سب میں بھری ہے اور انسان اور اکثر حیوانات کی اس پر زندگی ہے اور بادل بخارات سے بنتے ہیں۔ جب رطوبت میں حرارت عمل کرتی ہے بھاپ پیدا ہوتی ہے۔ حق سبحانہ ہوا بھیجتا ہے کہ وہ اس کو جمع کرتی ہے پھر تہہ بہ تہہ اس کے بادل بناتی ہے پھر جہاں حکم ہوتا ہے اسے لے جاتی ہے اور بحکم الٰہی حرارت کے عمل سے وہ پگھل کر پانی ہو کر گرتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی محمد اسماعیل صاحب محمود آبادی امام مسجد چھاؤنی بریلی ۷ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ

کیا یہ بات معتبر حدیث سے ثابت ہے کہ عورتوں کو نسبت مرد کے نو حصہ شہوت زیادہ دی گئی ہے۔ اگر ہے تو شریعت مطہرہ میں چار عورت تک نکاح جائز ہے ماسوائے اس کے لونڈیاں الگ۔ تو ایک خاوند باوجود ہونے ایک حصہ شہوت کے کیونکر چار عورتوں اور لونڈیوں کی خواہش پوری کر سکے گا یعنی اس میں کیا حکمت ہے براہ کرم بتفصیل جواب عنایت ہو تاکہ دشمنان اسلام کو اس شہوت کے بارے میں جواب دے سکیں۔ مکرر آنکہ چار عورتوں تک کے حکم میں بہت سی حکمتیں ہیں مگر اس سوال میں فقط شہوت کی نسبت جواب طلب ہے۔

جواب الملفوظ ۔ عورتوں کی فقط نو حصے نہیں بلکہ سو حصے زائد ہے۔ ولکن اللہ القی علیھن الحیاء لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر حیا ڈال دی ہے آدمی جب اپنے سے کسی ذرا زائد عقل والے کا کام دیکھتا ہے اور سمجھ میں نہیں آتا تو کہتا ہے کہ اس کی عقل زائد ہے اس نے کچھ سمجھ کر کیا ہے۔ پھر رب العزت حکیم و خبیر جل جلالہ کے افعال میں کیوں خدشات پیدا کرتا ہے اس میں ایک سہل سی حکمت یہ ہے کہ فعل جماع میں مرد کا تعلق صرف لذت کا ہے اور عورت کو صدہا مصائب کا سامنا ہے نو مہینے پیٹ میں رکھتی ہے کہ چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا دشوار ہوتا ہے پھر پیدا ہوتے وقت تو ہر جھٹکے پر موت کا پورا سامنا ہوتا ہے پھر اقسام اقسام کے درد ہیں نفاس کی نیند اڑ جاتی ہے اسی لئے فرماتا ہے حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا تو ہر بچہ کی پیدائش میں عورت کو کم از کم تین برس بامشقت جیل خانہ ہے تو اگر اس قدر کثیر و غالب نہ رکھی جاتی ایک بار کے بعد پھر کبھی پاس نہ آتی۔ انتظام دنیا تباہ ہو جاتا۔ مرد کے پیٹ سے اگر ایک دفعہ بھی چوہے کا بچہ پیدا ہوتا تو عمر بھر کو کان پکڑ لیتا۔ یہ حکمت ہے جس کے سبب وہ ان تمام مصائب کو بھول جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

علم الحیوان

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں۔
کتا اور کل جانور چرند و پرند کس کی اولاد میں ہیں۔

الجواب۔ ہر جانور کہ مادہ سے پیدا ہوتا ہے اپنی قسم کے اس پہلے جانور کی اولاد میں ہے جسے رب عزوجل نے ابتداءً بنایا تھا۔ مثلاً سب میں پہلا گھوڑا جو مٹی اور پانی سے رب عزوجل نے بنایا سب گھوڑے اس کی نسل ہیں یونہی کتے وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

"تشریح ابدان"

مسئلہ ۱۸ :۔ مرسلہ مولوی نواب محمد سلطان احمد خاں صاحب ۲۹ محرم الحرام سنہ ۲۵ھ

زید کہتا ہے حال میں دو شخص ایسے پائے گئے ہیں جن کے دو دو دل ہیں اور ڈاکٹروں نے بھی اس کو اپنے طور پر جانچ کیا ہے بکر کہتا ہے کہ ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ اس پر خالد کہتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء پس یہ امر عجائب صنع باری سے ہے جیسے کہ ایک شخص ایسا بھی موجود ہے جس کا دل داہنی طرف ہے اسی طرح عجیب الخلقت بچے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں کیا انسان کیا جانور۔ اور پہلی آیت تو اس شخص کے بارے میں اُتری ہے جو دعویٰ کرتا تھا۔ کہ اس شخص کے دو دل ہیں لہٰذا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم و فہم رکھتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میں لوگ طرح طرح سے آپکی مخالفت پر کمربستہ تھے اس لئے اس شخص نے کہدیا جس سے لوگ آپ سے برگشتہ ہو جائیں تو خدائے تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ظاہر کر دیا۔ پس علماء دین قویم سے بقلب استفسار ہے کہ منشا ہر دو آیت کا کیا ہے اور اس بارہ میں کیا اعتقاد رکھنا چاہئیے۔ القواکام نفیسکم فی قلبی توجروا ھن ربی

الجواب :۔ قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن و محل عقل و فہم و منشا قصد و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند۔ آیۂ کریمہ میں رجل نکرہ ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عموم و استغراق ہے یعنی اللہ عزوجل نے کسی کے دو دل نہ بنائے نہ کہ فقط اُس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب — سنتے ہو بدن میں ایک پارۂ گوشت ہے کہ وہ ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے سنتے ہو وُہ دل ہے۔

تو اگر کسی کے دو دل ہوں ان میں ایک ٹھیک رہے ایک بگڑ جائے تو چاہیے معاً ایک آن میں سارا بدن بگڑا اور سنبھلا دونوں ہوا اور یہ محال ہے۔ جب دو دل ہیں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجئے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجئے تو اب بدن ایک کی اطاعت کریگا یا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کریگا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کریگا۔ وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بدگوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا۔ جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں اُن میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے دوسرا بدگوشت ہے ڈاکٹروں کا بیان اگر سچّا ہو تو اس کی یہی

صورت ہوگی کہ بدن میں ایک بدگوشت بصورت دل زیادہ پیدا ہوگیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ ہو بھی سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کام دیں۔ مگر قلب میں یہ ناممکن ہے۔ آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متجزی نہیں کہ آدھی ایک دل میں رہے آدھی دوسری میں۔ تو جس سے وہ اصالۃً متعلق ہوگی وہی قلب ہے دوسرا سلب ہے۔ اور آیۂ کریمہ میں یصورکم فی الارحام کیف یشاء فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کیف تشاؤن وتخیلونکم تخترعون۔ جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گڑھو ویسی ہی تصویر بنادے۔ یہ محض باطل ہے اور اس نے اپنی مشیت بتادی کہ کسی کے جوف میں میں نے دو دل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔

"نجوم"

مسئلہ :۔ مسئولہ مولوی ظفر الدین صاحب

زائچہ نکالنے میں پہلا خانہ طالع وہ جزء فلک البروج کا ہوتا ہے جو وقت ولادت مولود طلوع کر رہا ہے یا وہ جزء فلک البروج جس میں کوئی ستارہ سیارہ ہو تو اُس وقت طلوع کر رہا ہے یا بعد کو طلوع کریگا۔ ولادت عزیزہ ولائینہ خاتون سلمہا تقریبًا ۷ بجے صبح کے وقت ہوئی تھی اور ولادت عزیزہ رئیسہ خاتون شب جمعہ ۳ بجے۔ کیا زائچہ ان دونوں کا یہی ہوگا یا دوسرا۔

اَلْجَوَابُ :۔ طالع وہ نقطہ فلک البروج ہے جو کسی وقت میں مطلوب میں جانب شرق افق حقیقی بعدی پر ہی زائچہ ولادت میں لیا جاتا ہے اور یہی زائچہ سال میں بھی جملہ اعمال میں۔ اور یہ معنی کہ وہ برج طالع فی الحال یا فی الاستقبال جس میں وقت مطلوب کوئی سیارہ ہو ہرگز سیاست رنج مجیم مکسر جفر وغیرہ کسی علم یا کسی ذی علم کی اصطلاح نہیں یوں ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی اصطلاح جو چاہے مقرر کرے مگر وہ اُسی حد تک محدود رہیگی کسی علم یا فن میں ملحوظ نہیں ہوسکتی طالع اگرچہ غیر متجزی ہے جیسا کہ اس کے موجب میں ظاہر ہوا مگر اہل تنجیم و فن تنجیم اُس سے وہ درجہ مراد لیتے ہیں جو وقت مطلوب افق شرقی پر بلدی پر ہو اور اس کا باعث یہ ہے کہ ان کے نزدیک احکام زائچہ متبدل نہیں ہوتے جبتک درجہ طالع نہ دیدے۔ اور اس میں تین چار منٹ تک کی غلطی کا تحمل بھی ہے کہ منٹ سکنڈ بالے صحیح وقت ولادت معلوم ہونا نادر ہے بہرحال اس تین چار منٹ کی تخمین کے اندر اندر ای محاسبہ جو نقطہ وقت ولادت خاص جائے ولادت کے افق شرقی پر ہو اُسے طالع کہتے ہیں پھر حسب قواعدہ مقررہ اُس سے وہاں دیگر بیوت معلوم کرتے ہیں پھر تسویۃ البیوت کے تین قاعدوں میں (جن میں بحسب مرکز طالع فلک البروج یا معدل النہار یا اول البیوت کے بارہ حصے مساوی کئے جاتے ہیں اور یہ فقیر کے نزدیک بحسب دلائل مختار تقسیم اوّل السموٰت ہے) بیوت دوازدگانہ کے مبادی ومقاطع معلوم کرکے زائچہ درست کرتے ہیں اب وقت مطلوب پر جو کچھ تقویم سیارات سبعہ وراس وذنب ہو استخراج کرکے ہر ایک کو اس کے جہت میں رکھتے ہیں۔ اور ہر کوکب کے ۴۵ ضعف ۶۶ نوموں اور اس کے مراتب سے نتیجہ حاصلہ قوت یا ضعف مع تعین مرتبہ نکالتے ہیں۔ اس کے بعد استخراج اسہام ہے جس میں سہم السعادۃ سہم الغیب ضروری سمجھے جاتے ہیں اس کے بعد احکام بکنے کا وقت ہے جو محض جہل وجزاف ہے۔ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ آپکی خوشی کے لئے استخراج طالع ومراکز بیوت وتسویۃ البیوت کرکے میں بھیج سکتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ مگر وقت ولادت کا دقیقہ ساعت اور موضع ولادت کے طول وعرض کا علم ضروری ہے

اس سے اصلاح دیجئے اور جبتک آپ تقویم کواکب سبعہ اسوقت حاضر کے لئے استخراج کر کے مجھے نہ بھیج دیجئے کہ اسکی جانچ کروں تقویمات نکالنے کے متعدد براہان وطریقہ میرے رسالہ مسفر المطالع فی التقویم الطالع میں ہیں۔ سہل تر طریقہ یہ ہے کہ (۱) المنک میں ہر مہینہ کے صفحہ چہارم خانہ اول سے اس تاریخ آفتاب کی تقویم اور خانہ سوم سے اُس کا لوگارثم بعد اُٹھائیے پھر ختم جدا اول سال النیریں کے بعد جو خمسہ متحیرہ کے جدول میں دیتا ہے المنک حال میں ص۱۴۶ سے جدول عطارد ہے ۱۵۴ سے جدول زہرہ وہکذا اس میں تاریخ مطلوب تین اخیر خانوں سے طول کوکب بمرکزیت شمس وعرض کوکب بمرکزیت شمس ولوہارثم بُعد کوکب اٹھائیے یہ اسی ترتیب پر لکھے ہیں پھر تقدیم شمس پر چھ برج اٹھاکر تقویم کوکب بمرکزیت شمس سے تفریق کیجئے باقی کا نام زاویۃ الشمس رکھئے مفروق منہ کم ہو تو اس پر دور بڑھا لیجئے زاویۃ الشمس کے نصف کا ربع دورصحہ سے تفاضل لیکر اس کا نام محفوظ رکھئے محفوظ کا ظل لوگارثمی لیجئے (۲) عرض کوکب بمرکزیت شمس حیث التمام لوگارثمی لیجئے پھر علویات یعنی زحل ومشتری ومریخ میں اس لوجم کو لوبعد کوکب میں جمع کرکے لو شمس اس سے تفریق کردیجئے اور سفلیات یعنی زہرہ وعطارد میں لوبعد شمس سے اُس مجموعہ لوجم ولوبعد کوکب کو تفریق کیجئے بہرحال جو بچے اُسے جدول ظل لوگارثمی میں معوس کرکے قوس حاصل سے ۴۵ درجے گھٹا کر باقی کا ظل لوگارثمی لیجئے (۳) اسی ظل محفوظ جمع کیجئے اور سفلیان میں محفوظ سے تفریق اس حاصل یا باقی کا نام زاویۃ الارض رکھئے۔ پس اگر زاویۃ الشمس نصف دور قف جہ سے کم ہے تقویم شمس سے زاویۃ الارض کم کر لیجئے ورنہ تقویم شمس وزاویۃ الارض کو جمع کریجئے۔ یہ باقی یا حاصل تقویم کوکب اس نصف النہار مرصدی کے لئے ہوگی۔ اسی طرح دوسرے نصف النہار مرصدی کی تقویم لیجئے جب دو نصف النہار مرصدی مکتنف بوقت مطلوب کی تقویم معلوم ہوگئی تعدیل بانی طرفین سے تقویم کوکب بوقت مطلوب معلوم ہوجائے گی۔

تنبیہ: یہ جو ہم نے دو نصف النہار مکتنف بوقت مطلوب کی تقویم نکالنے کو کہا اور ابتداءً وقت مطلوب کی تقویم لینا نہ کہا ان سے تطویل نہ سمجھا جائے بلکہ بہت تخفیف مونت اور تین فائدوں پر مشتمل ہے۔ (۱) یوں تقویم ولوبعد شمس وتقویم کوکب بمرکزیت شمس شمس وعرض کوکب کذلک ولوبعد کوکب بعینہا لکھے ملیں گے ورنہ پانچوں میں تعدیل مابین السطرین کرنی ہوگی (۲) دو نصف النہار مکتنف تقویض کے لینے سے کا راجع کوکب واقف مستقیم ہونا معلوم ہوجائیگا (۳) اس دن کے ہر منٹ کی تقویم اس سے معلوم ہوسکے گی اگر بعد کو تحقیق ہو کہ مثلاً وقت ولادت اتنے منٹ آگے یا پیچھے تھا تو ادراک تقویمات کے لئے تجدید اعمال کی حاجت نہ ہوگی۔

کتاب الشتّٰی

مسئلہ ۔ مسئولہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بہیڑی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب نیکی بدی میزان میں تولینگی تو نیکی کا پلہ بھاری ہوگا یا بدیوں کا کیونکہ قاعدے سے جب نیکی زیادہ ہوں نیکیوں کا پلہ بھاری اور نیچا ہوگا اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدی کا پلہ بھاری اور نیچا ہونا چاہئے اور کتابوں میں لکھا بھی ایسا ہی ہے کہ جب نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا اور جھکے گا تو کیا واقعی نیکیاں زیادہ ہونگی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا ۔ مفصل بیان ہو کیونکہ نیکیاں بمقابلہ گناہوں کے ہلکی ہونا چاہئے ۔

الجواب :۔ وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اٹھیگا اور بدی کا پلا نیچے بیٹھے گا قال اللہ عزوجل الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ جس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از گونڈل علاقہ کاٹھیاوار مسئولہ عبدالستار بن آسمٰعیل بروز سہ شنبہ تاریخ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ
بعض متصوفہ زنادقہ جو زید عمر بکر یہ وہ سب کا خدا ہی خدا کہتے ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ اس وجہ سے منصور نے دعوٰی انا الحق کا کیا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسی لئے سبحانی ما اعظم شانی فرمایا اور شمس تبریزی نے اسی وجہ سے قم باذنی کہکر مردہ کو زندہ کیا اب عرض یہ ہے کہ کیا واقعی یہ کلمات اوپر کے بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں اور کیا اس صوفی زندیق کا یہ کہنا صحیح ہے اور اگر ہے تو کیا یہ کلمات عندالشرع مردود ہیں یا نہیں اور اگر مردود ہیں تو اوپر کے تینوں بزرگوں کے ساتھ اہلسنت والجماعت کس طرح کا عقیدہ رکھیں ۔

الجواب الملفوظ ۔ ان زنادقہ کا یہ قول کفر صریح ہے اور انکے قول کی صحت کا شک واقع ہونا سائل کے ایمان کو مضر ہے تجدید اسلام چاہئے تینوں حضرات کرام اکابر اولیائے عظام سے ہیں قدسنا اللہ باسرارہم حضرت شمس تبریز قدس سرہ سے یہ کلمہ ثابت نہیں اور ثابت ہو تو معاذ اللہ اوسے ادعائے الوہیت سے کیا علاقہ ایسی اضافات مجازیہ شائع ہیں حضرت حسین منصور انا الحق نہیں کہتے تھے بلکہ انا الاحق ابتلائے الٰہی کے لئے سامعین کی فہم کی غلطی تھی اونکی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں ہر روز آخر شب میں جنگل کو تشریف لیجاتیں اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوتیں ۔ ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھلی اور بہن کو نہ پایا شیطان نے شبہہ ڈالا دوسری رات قصداً

جاگتے رہے جب وہ اپنے وقت معمول پر اٹھکر باہر چلیں یہ آہستہ اٹھکر پیچھے ہولئے وہ جنگل میں پہونچیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں یہ پیڑوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے قریب صبح انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اترا اور وہ انکی بہن کے دہن مبارک کے پاس آگیا اونھوں نے پینا شروع کیا یہ بے چین ہوئے اور چلا کر کہا بہن تمہیں خدا کی قسم تھوڑا میرے لئے بھی چھوڑدو اونھوں نے صرف ایک جرعہ انکے لئے چھوڑا جسکے پیتے ہی انکو ہر شجر و حجر و درو دیوار سے آواز آنے لگی کہ کون اسکا زیادہ احق ہے کہ ہمارے راہ میں قتل کیا جائے یہ اوسکا جواب دیتے انا الاحق بیشک میں احق ہوں لوگوں نے کچھ سنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔ حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوس سوال کا خود جواب ارشاد فرمادیا فرمایا میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے سائلوں نے اس پر دلیل چاہی فرمایا تم سب ایک ایک خنجر ہاتھ میں لیکر بیٹھ جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سنو بے تامل خنجر مارد کہ ایسے قائل کی سزا قتل ہے اونھوں نے ایسا ہی کیا جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا اون سب نے بے محابا خنجر مارے جس نے جس جگہ کے قصد پر خنجر مارا تھا خود اوس کے اوسی جگہ لگا جب حضرت کو افاقہ ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ سب گھائل پڑے ہیں فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے جس کا کہنا بجا ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم نے کوہ طور پر اوس درخت میں سے ندا سنی کہ یا موسیٰ انی انا اللہ رب العلمین کیا یہ درخت نے کہا تھا حاشا بلکہ رب العلمین نے درخت پر تجلی فرمائی اور حضرت کلیم کو اوس میں سے ندا مسموع ہوئی کیا وہ ایک درخت پر تجلی فرما سکتا ہے اور بایزید پر نہیں کیا محال ہے کہ بایزید پر تجلی کرے اور سبحٰنی ما اعظم شانی اور لوگوں کو ان میں سے ندا آئے حضرت مولوی معنوی قدس اللہ سرہ الشریف فرماتے ہیں ایک جن جسپر تسلط کرتا ہے اوس کی زبان سے کلام کرتا ہے اوس کے جوارح سے کام کرتا ہے کیا تمہارے نزدیک رب عزوجل ایسا نہیں کرسکتا کلام اوس کا ہے اور زبان بایزید کی بایزید شجرہ موسیٰ ہیں اور متکلم وہ جس نے فرمایا انی انا اللہ رب العلمین ہ فللہ الحجۃ البالغۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علمائے عظام و مشائخ کرام نے منصور کو کیوں سولی دی اگر بوجہ کفر سولی دی گئی ہے تو کیا منصور کو اب مسلمان اور کاملین میں سے شمار کریں یا اون کے نسبت کیا عقیدہ رکھیں۔

الجواب الملفوظ

ظاہر مسموع اونکے کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً تعزیر قتل ہے لہذا حکم شرع پورا کیا گیا ؎ بے حکم شرع آب خوردن خطاست + دگر خون بہ فتوے بریزی رواست

مسئلہ

از ریاست رامپور کونچہ قاضی مرزا صابر حسین بروز شنبہ تاریخ ۱۷ رجب ۱۳۳۴ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ومشائخ کرام اور اولیائے عظام اس مسئلہ میں کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کرامتیں جو کہ مولود شریف و وعظ وغیرہ میں بیان کی جاتی ہیں منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ ایک بڑھیا لب دریا بیٹھی روتی تھی اتفاقًا حضرت کا اس طرف سے گذر ہوا حضرت نے دریافت فرمایا کہ اسقدر کیوں روتی ہو بڑھیا نے عرض کیا حضرت میرے لڑکے کی بارہ برس ہوئے یہاں دریا میں مع سامان کے برات ڈوبی ہے میں یہاں آکر روزآنہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی آپکی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مع کل سامان کے صحیح وسالم نکل آئی اور بڑھیا خوش وخرم اپنے مکان کو چلی گئی۔ دوسرے یہ کہ حضرت کے ایک مرید کا انتقال ہوگیا موتے کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا۔

اس پر لڑکا زیادہ رویا بیٹا اور اڑگیا تو آپکو رحم آیا آپ نے وعدہ فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی بعدہٗ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہوکر روکا جب حضرت عزرائیل علیہ السلام رُکے آپ نے دریافت کیا کہ ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے جواب دیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بحکم رب العلمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا اس پر جھگڑا ہوا آپ نے تھپڑ مارا حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کی ایک آنکھ نکل پڑی اور آپ نے اون سے زنبیل چھین کر اوس روز کی تمام روحیں جو کہ قبض کی تھیں چھوڑ دیں اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی ہم کو انکی خاطر منظور ہے اگر انھوں نے تمام روحیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ شرعًا ان روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریف یا وعظ وغیرہ میں درست ہے یا نہیں تفصیل بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیے بینوا توجروا۔

الجواب الملفوظ۔

پہلی روایت اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گذری مگر زبان پر مشہور ہے اور اوس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں اوس کا انکار نہ کیا جائے اور دوسری روایت ابلیس کی گڑھی ہوئی ہے اور اوس کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام۔ احمق جاہل بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ

اوسے کفر کیطرف نسبت کیا جائے نہ کہ محبوبان الٰہی سیدنا عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملئکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہین رسول کے سبب معاذ اللہ اوس کے لئے باعث کفر ہے اللہ تعالیٰ جہالت وضلالت سے پناہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ عبدالستار بن اسمٰعیل شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ

ان دنوں اکثر احباب کو گمنام خطوط بدیں مضمون ملا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قل ہو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ ایاک نعبد۔ وایاک نستعین۔ انعمت علیہم۔ عرصہ تین روز میں نو خط میں نو جگہ بھیجے اس سے آپکو بہت فائدہ ہوگا ورنہ نقصان۔ اب عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا عند الشرع مطہرہ کیا اصل ہے اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں اگر واجب العمل ہے تو بلا نام ونشان کے گمنام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے۔

الجواب الملفوظ ۔

یہ بدعت شنیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ بے ادب کھلے ہوئے کارڈوں پر کلام الٰہی لکھکر بھیجا جاتا ہے کہ چھٹی رساں جو اکثر ہنود اور عموماً بے وضو ہوتے ہیں اوسے مس کرتے ہیں ڈاکخانوں میں مہریں لگانے والے بے وضو یا نجس ہاتھوں سے چھوتے ہیں۔ زمین پر رکھ کر مہر لگاتے ہیں اور خصوصاً زمین پر وہی رُخ ہوتا ہے جس پر آیات ہیں یہ سب ناپاکیاں اس بدعت خبیثہ کے سبب ہیں اور پھر یہ اللہ پر افترا ہے کہ ایسا کروگے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں مبتلا ہوگے۔ ام تقولون علی اللّٰہ ما لا تعلمون ہ اسپر ہرگز عمل جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ عبدالستار بن اسمعیل شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ

مرید ہونا واجب ہے یا سنت نیز مرید کیوں ہوا کرتے ہیں۔ مرشد کی کیوں ضرورت ہے اور اس سے کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

الجواب الملفوظ ۔

مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال مسلسل۔ تفسیر عزیزی دیکھو آیہ کریمہ صراط الذین انعمت علیہم میں اوس کی طرف ہدایت ہے یہاں تک فرمایا گیا من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطٰن۔ جس کا کوئی پیر نہیں اوس کا پیر شیطان ہے صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اوسکے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں قبر میں حشر میں اوس کے فوائد دیکھیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر بریلی محلہ لودی ٹولہ مسئولہ نظیر احمد شہر کہنہ شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۳۴ھ

کوئی شخص اگر کسی کی عورت کے ساتھ بدفعلی کرے اور اس عورت کے خاوند سے معافی چاہے تو کیا معاف

ہو جائیگا یا توبہ بھی اوس پر لازم ہوگا اگر فقط توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاوے تو اوس وقت میرا عرض یہ ہے
کہ حق العباد تو معاف نہیں ہوتا تاوقتیکہ صاحب حق سے معافی نہ لے کیا یہ حق العباد نہیں ہے مفصلاً تحریر فرمائیے۔

الجواب الملفوظ۔

عورت جس کا شوہر ہو یا باپ بھائی وغیرہم اولیا جنکو اس امر سے عار پہنچے فرض کیجئے وہ دس شخص ہیں تو اوس کے ساتھ معاذ اللہ بدکاری اگر بے اوسکی رضا کے ہے تو بارہ حقوق میں گرفتاری ہے ایک حق مولے عزوجل کا کہ اوس کی نافرمانی کی دوسرا اوس عورت کا کہ اوسکی عصمت خراب کی تیسرا اوسکے شوہر کا یونہیں باقی دس حقداروں کا جب تک یہ سب معاف نہ کریں معاف نہ ہوگا بحالیکہ اونکو اطلاع پہنچ جائے اور اگر برضائے زن ہے تو عورت اور یہ دونوں گیارہ سخت حقوق میں گرفتار ہوئے ایک حق مولی عزوجل کا دس اون دسوں کے اور اس صورت میں عورت کا حق نہو گا کہ وہ راضی ہے اور عورت زنا کے باعث نکاح سے خارج نہیں ہوتی مگر اوس حالت میں کہ شوہر کے باپ یا بیٹے سے یہ امر واقع ہو تو نکاح فاسد ہو جائیگا۔ شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیگی کہ کبھی حلال نہیں ہوتی۔ شوہر پر فرض ہوگا کہ اوسے چھوڑ دے مگر بے اوس کے چھوڑے نکاح سے نکلے گی اب بھی نہیں دوسری جگہ نکاح نہ کر سکے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ عبدالعزیز انصاری از اٹاوہ شنبہ ۲۹ شعبان ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و عرفائے اہل یقین اس مسئلہ میں کہ زید شیخ وقت نے اپنے بیٹے عمرو کو امور فقر میں اپنا خلیفہ نہیں کیا اور نہ اجازت مرید کرنے کی دی عمرو نے بعد وفات اپنے والد زید کے بوجہ نہ پانے خرقہ فقر و اجازت کے اون کے ایک خلیفہ نصیر سے اجازت خلافت حاصل کی تھی مگر جب کسی کو مرید کیا تو اپنے باپ زید کے نام سے کیا اپنے پیر اجازت کا نام شجرہ لکھنا نہیں معمول رکھا۔ یہ طریقہ عمرو کا مطابق کتب اہل طریقت و طریقہ مشائخ عظام جائز ہوا یا نہیں۔ پھر عمرو نے اپنے بیٹے خالد کو اپنے حین حیات خرقہ دیا جس کو خالد نے کچھ عرصہ کے بعد یہ کہکر واپس کیا کہ میں نہیں لوں گا اور نہ کبھی خالد نے عمرو کی زندگی بھر تجدید اجازت و خلافت کی بابت کچھ تذکرہ کیا البتہ عمرو نے اپنے مرض وصال میں قریب انتقال اپنی تسبیح و کتب و ظائف وغیرہ ایک دوسرے شخص بکر کو جو اوس کا اہل تھا مع اجازت و خلافت دیدی اور اپنے مریدین کو بھی اوسی کے سپرد کیا مگر اپنے بیٹے خالد کو بوجہ اوس کے نااہل ہونے و خرقہ واپس کرنیکے کچھ نہیں دیا۔ لیکن بعد وفات عمرو کے خالد نے خود بخود داوسکے خرقہ کو پہن کر اپنے والد کے نام سے مرید کرنا شروع کر دیا۔ اور اسی پر عامل رہے۔ یہ عمل خالد کا بلحاظ کتب معتبرہ اہل تصوف درست تھا یا نہیں جیسا کہ اوس کا معمول تھا موافق کتب مع اہل طریقت جواب ہونا چاہئے۔ خالد نے اپنے بیٹے نذیر کو اپنی زندگی میں اپنا خرقہ دیا (جو بلا دید تحریر بالا ناجائز ہونا چاہئے تھا) اب نذیر اپنے مریدین کو اپنے باپ خالد اور دادا عمرو کے نام سے مرید کرنے کا

معمول رکھتا ہے اور شجرہ میں بھی انہیں دونوں کا نام لکھا جاتا ہے حالانکہ دونوں غیر مجاز تھے آیا یہ طریقہ نذیر کا جائز ہے یا ناجائز جبکہ عمرو کو خلافت واجازت اپنے باپ زید سے نہ تھی تو عمرو وخالد ونذیر ان سب کا یہ فعل وعمل بروئے طریقت ناروا ہونا چاہئے یا نہیں۔ امید کہ کتب معتبرہ سے تحقیق فرماکر ان تینوں امور کا جواب مفصل عنایت ہووے۔ اللہ تعالٰی آپ کو جزائے خیر دیوے۔

الجواب المکتوب۔

صورت مستفسرہ میں خالد ونذیر دونوں محض باطل پر ہیں اور ان کے ہاتھ پر بیعت ناجائز اور نادانستہ کی ہو تو اس سے رجوع واجب۔ حضرت قدسی منزلت سید نا میر عبدالواحد صاحب بلگرامی قدس سرہ السامی کتاب مستطاب سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں۔ اے برادر پیری ومریدی رسمے واسمے بیش نماندہ است وآں اسم ورسم نیز مبنی بچند شرائط می داں کہ بے آں شرائط اصلا پیری ومریدی درست نیست۔ اما نخست از شرائط پیری یکے آنست کہ پیر مسلک صحیح داشتہ باشد دوم از شرائط پیری آنست کہ پیر ورادائے حق شریعت قاصر ومتہاون نباشد۔ سوم از شرائط پیری آنست کہ پیر را اعتقاد درست بود موافق مذہب سنت وجماعت پس ایں رسمے کہ از پیری ومریدی ماندہ است بے ایں سہ شرائط اصلا درست نیست وایں ہر سہ شرائط را بیان مختصر واضح کنم اما شرط اول کہ مسلک صحیح است مرید صادق را تفحص سلسلہ درست باید کرد در اکثر جاہا خلط وخبط گشتہ است نوعے ازاں آنست درویشے کہ درحالت حیات بسبب غفلت ویا بہ سبب دیگر فرزند خود را خلافت نمی دہد ومردماں را وصیت ہم نمی کند کہ بعد از من باید کہ خرقہ من فرزند مرا بپوشانید[۱] واز صحت وغیر صحت ایں کار نمی دانند خلقے بہ بیعت او اسیری گردد واد بے رخصت واجازت پدر پیری می شود وہمہ ضلالت درضلالت است چہ اگرچہ خرقہ متروکہ پدر بسبب ارث ملک پسر شد ولیکن شرط صحت بیعت رخصت واجازت پدر راست نہ مجرد خرقہ پدر مولف راست قطعہ ؎

اے پسر شرط صحت بیعت + درطریقت اجازتِ سلف است۔ بدغل سکہ بہرہ مزن + کاں رہ کاسداں ناخلف است۔ نوع دیگر آنست اولیا را اسلاف کہ قطب وغوث بودند فرزندان ایشاں بے صحت اسناد وبے رخصت واجازت بمجرد نسبت فرزندی خلقے را مریدمی کنند وخلق می دانند کہ ما بخانوادۂ فلاں قطب وغوث پیوند درست کردیم وانابت آوردیم سربسر گمراہی است۔ حضرت سیدنا سید شاہ حمزہ قدس سرہ الکریم نے فص الکلمات شریف میں خلافت کی سات قسمیں بعض مقبول بعض مردود بیان فرمائیں ازانجملہ اقسام مردودہ میں فرمایا شیخ ازیں عالم نقل کرد وکسے را خلیفہ نگرفت قوم وقبیلہ وارثے یا مریدے را بخلافت وے تجویز نمایند ایں خلافت نزدیک مشائخ روا نیست وایں نوع خلافت را خلافت افترائی گویند۔ رہا عمرو اگرچہ نصیر کی جانب سے مجاز وماذون

[۱] واورا بجائے من بنشانند فاما مردماں آن مقام روز سوم خرقہ پدر پسر رامی پوشانند واورا بجائے پدر می نشانند۔

ہوکر اوس کی خلافت ضرور صحیح اور اوس سے مرید کرنے کی اجازت ہوگی مگر محل نظر یہ ہے کہ اوس نے اپنے والد زید کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی یا مرید بھی نصیر ہی کا ہے صورت ثانیہ بہت سخت ہے اور اصل الزامات کا ورود اولٰے میں بھی نقد وقت ہے شجرہ کہ مریدین کو دیا جاتا ہے اوس میں اتصال سلسلہ اجازت ہی متعارف اور یہی اوس سے مفہوم ہے تو اس میں تولیس ہوئی تلبیس ہوئی پیر اجازت کے نعمت کا کفران ہوا مریدین کو فریب دینا ہوا بلا واسطے جانب پدر سے اپنے مجاز و ماذون ہونے کا اظہار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور نعمت نایافتہ کا اظہار کرنیوالا اوسی طرح ہے جو سر سے پاؤں تک جھوٹ کا جامہ پہنے ہوئے ہے۔ رواہ الشیخان عن اسماء ومسلم عن الصدیقہ بنتے الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ عزوجل فرماتا ہے ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب۔ وہ جو ایسی بات سے اپنی تعریف چاہتے ہیں جو اونھوں نے نہ کی ہرگز اونہیں عذاب سے چھٹکارے کی جگہ نہ خیال کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من غشنا فلیس منا۔ دھوکا دینے والا ہمارے گروہ سے نہیں نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ الف خاں مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ قصبہ سانگور ریاست کوٹہ راجپوتانہ۔ یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

ارواح مومنین یا کافر کا کسی وقت اپنے اپنے مکان میں آنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نہیں۔ فقط

الجواب الملفوظ۔

ارواح کفار کا آنا کیونکر ہوسکتا ہے وہ محبوس و مقید ہیں اور روح مومنین کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا یخلی سربھا تسرح حیث شاءت۔ اوس کی راہ کھول دیجاتی ہے، جاتی ہے جہاں چاہے، جہاں چاہے میں اپنا گھر بھی داخل ہے اور بارہا ارواح صالحین کا اپنے اور اپنے متعلقین کے گھر آنا اور مدد کرنا ثابت ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے ایک مریض کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ صاحب فراش تھے رات کو جب سب سو رہے تھے اونہیں پیاس لگی اور کپڑا اوڑھنے کی ضرورت ہوئی کوئی پاس نہ تھا اون کے ایک بزرگ کی روح ظاہر ہوئی اوس نے پانی پلایا اور کپڑا اوڑھایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از فرخ آباد شمس الدین احمد شنبہ ۱۸ / شوال ۱۳۳۴ھ

جس حالت میں کہ پیر کامل میسر نہ ہو تو طالب خدا کو کیا کرنا چاہئے فقط

الجواب ۔ درود شریف کی کثرت کرے یہاں تک کہ درود کے رنگ میں رنگا جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد عبدالواحد خاں مسلم مینٹی اسلام پورہ معرفت عبداللطیف ہیڈ ماسٹر میونسپل اردو اسکول ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

واجب الاحترام والتعظیم اعلیحضرت مدظلہم۔ قادیانی نے جس قدر تحریرات رسائل کتب اپنے دعوے کی تائید میں لکھے ہیں اگر آپ کے پاس ہوں اور ممکن ہو تو روانہ فرمادیجئے تاکہ اسکی تمام باتوں پر میں غور کرکے ایک رائے قائم کرلوں اور مباحثہ کے وقت سہولت پیدا ہوجائے کیونکہ مخالف کتابیں دینے سے انکار کرتا ہے اگر یہ نہیں ہوسکتا ہے تو کم از کم انکی کتابوں کے نام اور جگہ جہاں سے وہ دستیاب ہوسکتی ہیں تحریر فرمادیں یہ تکلیف آپکو دینا جائز نہیں مگر کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام کو انجام دے سکے اب دوسری بات تردید یعنی جس قدر رسائل اشتہارات وغیرہ اسکے رد میں لکھے گئے ہوں روانہ فرمائے جائیں۔ ورنہ آخر درجہ ان کی فہرست ہی سہی اور مندرجہ ذیل شکوک رفع کردیجئے (قرآن صحاح ستہ ہی کے دلائل ہوں تو خوب ہے)

ع۱ میں صحاح ستہ کو دیکھنا چاہتا ہوں مگر عربی نہیں جانتا کیا کوئی اردو ترجمہ تحت اللفظ اسکا فراہم ہوسکتا ہے اور کون سی کتاب زیادہ معتبر اور فائدہ رساں ہیں ع۲ مشکوۃ شریف میں کیا بیان ہے اس سے کیا مدد مل سکتی ہے ع۳ ہمارے یہاں سب سے زیادہ کون کون کتابیں معتبر ہیں ع۴ حضرت عائشہ کے مذہب پر آپکی کیا رائے ہے ع۵ حضرت مسیح کے زندہ ہونے کی کن کن حدیثوں سے دلیل مل سکتی ہے ع۶ سبحان الذی الخ میں سبحان کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے ع۷ اور آپکو رات کو کیوں معراج ہوا دن کو کیوں نہ ہوا۔ ادریس خضر عزیر الیاس ان کے قصص قدرے صراحت کیساتھ بیان کیجئے ع۹ حضرت مہدی اور عیسٰی دونوں جداجدا اشخاص ہونے کی کن کن حدیثوں میں خبر ہے۔

الجواب۔

ع۱ صحاح ستہ کے اردو میں ترجمے ہوئے ہیں مگر عموماً وہابیہ نے کئے ہیں اور ترجمہ دیکھ کر کوئی شخص قرآن وحدیث نہیں سمجھ سکتا ع۲ مشکوٰۃ شریف ایک جامع کتاب ہے بہت باتوں میں مدد دیتی ہے مگر تنہا کوئی کتاب سوا قرآن عظیم کے کافی نہیں ع۳ ہمارے یہاں قرآن عظیم کے بعد حدیث میں صحیحین اور سنن اربعہ مسانید امام اعظم موطا و کتاب الاثار۔ امام محمد کتاب الخراج امام ابویوسف کتاب الحج امام عیسٰی بن ابان شرح معانی الآثار امام طحاوی مشکلات الاثار امام طحاوی عقائد میں فقہ اکبر وصایائے امام اعظم عقائد امام مفتی الانس والجن نجم الدین عمر نسفی فقہ میں ہدایہ۔ بدائع۔ مبسوط، جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ خانیہ۔ خلاصہ۔ بزازیہ۔ غرر۔ درر۔ تنویر الابصار۔ درمختار۔ غنیہ۔ حلیہ اور ہزارہا کتب بے شمار ع۴ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا شب معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بہت صغیر السن بچہ تھیں وہ جو فرماتی ہیں حق فرماتی ہیں آن روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی

ہیں جو اون کے زمانے میں ہوئیں معراج جسمانی اون کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔ عـ۵ اس کے لئے درمنثور و ابن جریر و تفاسیر دیکھنی چاہیئے ابھی میں اوپر کہہ چکا ہوں کہ ان مسائل میں بحث یہ قادیانیوں کا دھوکا ہے بحث اوس کے اون کفریات میں چاہیئے جسکا نمونہ اوپر مذکور ہوا۔ عـ۶ حضرت عزت جل و علا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے اوس کی ابتدا کہیں ہوالذی سے ہوئی ہے جیسے هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم۔ هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق کہیں تبارك الذی سے تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعٰلمین نذیرا کہیں حمد سے جیسے الحمد لله الذی نزل علی عبده الکتب ولم یجعل له عوجا یہاں تسبیح سے ابتدا فرمائی ہے کہ سبحٰن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اوس پر تسبیح کی جاتی ہے سبحٰن الذی کیسی عمدہ چیز ہے سبحٰن کیسی عجیب بات ہے جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لیجانا کرہ زمہریر طے فرمانا کرہ نار طے فرمانا کروروں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا تمام ملک و ملکوت کی سیر فرمانا یہ تو انتہائی عجیب کی آیات بینات ہیں ہی اتنی بات کہ کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لئے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں کیا کم عجیب ہے اس لئے سبحٰن الذی ارشاد ہوا کفار نے آسمان کہاں دیکھے اون پر تشریف لے جانیکا اون کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اون کے دو پھیرے ہوتے رحلة الشتاء والصیف اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور اون پر حجت الٰہی پوری قائم ہو سکتی تھی چنانچہ بحمد اللہ تعالٰی یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لیجانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا ابوجہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے فرمایا ہاں کہا اور آج شب میں واپس آئے فرمایا ہاں کہا اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجئے گا فرمایا ہاں اب اوس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے اور حضور سے پھر اوس ارشاد کا اعادہ چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اعادہ فرمایا کافر بغلیں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سنکر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائینگے صدیق سے عرض کی آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں کہا ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں صدیق نے فرمایا اگر اونھوں نے یہ فرمایا تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر اون کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان

کی خبر اون کے پاس آتی ہے پھر کافروں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکر بتائینگے وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے کافروں نے کہا واللہ نشان تو پورے صحیح ہیں پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئیگا۔ حضور نے ارشاد فرمایا فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اوترکر ہم نے اوس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اوس میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لئے بھی کسی طرح کافی نہ تھی جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہدیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے اون میں سے ایک نے کہا وہ آفتاب چمکا کہ اُن میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرموفرق آنا محال ہے۔ قادیانی سے زیادہ تو اون کفار مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعوی نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے جھنکے اوڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے اور نہ اوسکے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ بکمال شوخ چشمی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چارسو انبیا کی بھی پیشینگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی بیچارے کا ذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اوس سے پہلے بھی چارسو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیا کی تصدیق شرط ایمان کیوں ہوئی اون کی تکذیب کفر کیوں ہوگی ولکن لعنۃ اللہ علی الظلمین الذین یکذبون المرسلین ان عظیم وقائع نے معراج مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کردیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اوس پر تعجب کیا زید و عمرو خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں رُویا کے لفظ سے استدلال کرنا اور الا فتنۃ للناس نہ دیکھنا صریح خطا ہے رُویا بمعنی رویت آتا ہے اور فتنہ وآزمائش بیداری ہی میں ہے نہ خواب میں ولہذا ارشاد ہوا سبحن الذی اسری بعبدہ واللہ تعالی اعلم۔ ع۸ رات تجلی لطفی ہے اور دن تجلی قہری اور معراج کمال لطف ہے جس سے مافوق متصور نہیں لہذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصل محب و محبوب ہے اور وصال کے لیے عادۃً شب ہی انسب مانی جاتی ہے۔ معراج ایک معجزہ عظیم قاہرہ ظاہرہ تھا اور سنت الہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دیجاتی ہے اون پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کئے جاتے ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہی شق رہی کہ اون پر عذاب عام اوترتا اور حضور بھیجے

گئے سارے جہان کے لئے رحمت جنھیں اُن کا رب فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اے رحمت عالم جب تک تم اُن میں تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں لہذا شب ہی مناسب ہوئی ۔ ۸ تصانیف علما میں قصص الانبیاء دیکھئے اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو پوچھئے ۔ حضرت عزیر کا قصہ قرآن عظیم ہی میں مذکور ہے اُن کی روح قبض فرمائی پھر سو برس بعد زندہ فرمایا کھانا پانی جو ساتھ تھا وہ اس سو برس میں نہ بگڑا اور سواری کے جانور کی ہڈیاں بھی گل چکی تھیں انکی نظر کے سامنے اوسکی ہڈیاں ابھاریں اون پر گوشت چڑھایا اوسے زندہ فرمایا ۔ حضرت خضر کا قصہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ بھی قرآن عظیم میں ہے ۔ حضرت ادریس علیہ الصلوۃ والسلام کو دنیا سے مع جسم بہشت بریں میں اوٹھا لیا واذکر فی الکتب ادریس انہ کان صدیقا نبیا ورفعنہ مکانا علیا ۔ الیاس علیہ الصلوۃ والسلام مرسلین کرام میں ہیں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام سب بحیات حقیقی روحانی جسمانی زندہ ہیں اونکی موت صرف ایک آن کو تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے جمہور علماء کے نزدیک چار نبی بے عروض موت ابتک زندہ ہیں دو آسمان پر سیدنا ادریس وسیدنا عیسیٰ اور دو زمین میں سیدنا الیاس وسیدنا خضر علیہم الصلوۃ والسلام اور یہ دونوں حضرات ہر سال حج کرتے ہیں اور ختم حج پر زمزم شریف کے پاس باہم ملتے ہیں اور آب زمزم شریف پیتے ہیں کہ آئندہ سال تک اون کے لئے کافی ہوتا ہے پھر کسی کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی ۔ ان کلمات پر باہم ملاقات ختم فرماتے ہیں ۔ بسم اللہ ماشاء اللہ لایسوق الخیر الا اللہ ماشاء اللہ لایصرف السوء الا اللہ ماشاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ الیاس علیہ الصلوۃ والسلام لشکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک غار میں یہ دعا کرتے ملے اللھم اجعلنی من امۃ احمد المرحومۃ المبارکۃ المستجاب لھا ۔ خضر علیہ الصلوۃ والسلام بعد وصال اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعزیت کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے اور اون پر تکیہ لگائے ہوئے راہ چلتے نظر آئے اکابر اولیاء کرام کے پاس اکثر تشریف لایا کئے ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس وعظ میں بکثرت کرم فرمایا اور ابتک اولیا سے ملتے ہیں جنگل میں بے بسی کے وقت مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں ۔ ع۹ ان احادیث کی تفصیل خصائص کبریٰ امام جلال الدین سیوطی وکتاب الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ سید علامہ محمد ابن عبدالرسول برزنجی وغیرہما میں ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ مرسلہ عبدالکریم شہر کانپور محلہ بنگام گنج ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان طریقہ معرفت میں کسی پیر کا مرید نہ ہو تو کیا حشر میں اوس کا پیر شیطان ہوگا ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب ۔ ایک حدیث روایت کی جاتی ہے من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطٰن جس کا کوئی

پیر ہیں شیطان اوس کا پیر ہے اس کے پورے مصداق وہ لوگ ہیں کہ مشائخ کرام کے قائل ہی نہیں جیسے روافض و وہابیہ وغیر مقلدین اور شرف و برکت اتصال بمحبوب ذوالجلال علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت سنت متوارثہ مسلمین ہے اور اوس میں بے شمار منافع و برکت دین و دنیا و آخرت ہیں بلکہ وہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کے طرق جلیلہ سے ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ حکیم عبدالجبار خاں دہام پور ضلع بجنور ۲۹ ربیع الاول شریف ۳۵ھ۔

عہ۱ کیا سید پر دوزخ کی آنچ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بداعمالی کی پاداش میں دوزخ میں جا ہی نہ سکے گا۔

عہ۲ آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتون جنت کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب سیدہ موصوفہ سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے۔ فقط

الجواب ۔ سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں اونکے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں اون کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا حدیث میں ہے انما سمیت فاطمۃ لان اللہ تعالیٰ حرمہا و ذریتہا علی النار ان کا فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ان اللہ غیر معذبك ولا احد من ولدك اوکما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے فاطمہ اللہ نہ تجھے عذاب کریگا نہ تیری اولاد میں کسی کو مگر حکم قطعی بے نص قطعی ناممکن ہے۔ عہ۲ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہونے سے اون کا دامان فضائل مالا مال ہے مگر یہ شرف اعظم کہ حضرات سادات کرام کو ہے اون کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا کی طرف سے ہے کہ فاطمۃ بضعۃ منی فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ کل بنی اب ینتمون الی عصبتھم وابیھم الا بنی فاطمۃ فانا ابوھم۔ سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں اون کا باپ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ حکیم عبدالشکور صاحب از ڈاکخانہ رتسڑ ضلع بلیا ۲ ربیع الآخر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین سوالات مندرجہ ذیل میں عہ۱ زید کہتا ہے کہ اس پر ائمہ مجتہدین و علمائے کاملین و حضرات محدثین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ ان صحاح ستہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک کے ارشاد فرمائے ہوئے کلمات بعینہ اوس حدیث میں موجود نہیں بلکہ صحابہ نے معنی مرادی ہی کو اختیار فرما کر اوس پر حدیث کا حکم دیدیا ہے۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط اور ایسے شخص پر آپ کیا فتویٰ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث لفظی کو رد کرتا ہے۔

۲ حدیث اول ماخلق اللہ نوری واول ماخلق اللہ العقل واول ماخلق اللہ القلم واول ما خلق اللہ العرش یہ چار حدیثیں ہیں ان میں سے کون صحیح ہے اور کون موضوع زید کہتا ہے کہ حدیث اول ماخلق اللہ نوری بالمعنی صحیح ہے اگرچہ اس کے الفاظ کتابوں میں مذکور نہیں۔ اب علما سے سوال یہ ہے کہ جس حدیث کے الفاظ کتب احادیث میں مذکور نہیں اوس کو موضوع کہیں گے یا نہیں اور اسکے مرادف کون حدیث ہے جس کے اعتبار سے کہا جائے کہ یہ حدیث بالمعنی صحیح ہے اور حدیث کے موضوع ہونے کے لئے کیا شرط ہے الفاظ اور معنی دونوں یا صرف الفاظ معنی نہیں۔ جواب مفصل تحریر فرمایئے مع حوالہ کتب بینوا توجروا۔

الجواب ۔ ۱ روایت حدیث کے دونوں طریقے ہیں روایت باللفظ و روایت بالمعنی خود حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے تحدیث بالمعنی کی اجازت فرمائی ہے قرآن عظیم کے نظم کریم وحکم عظیم دونوں کے ساتھ تعبد ہے اوس میں نقل بالمعنی جائز نہیں حدیث کے حکم کے ساتھ تعبد ہے جو الفاظ کریمہ جوامع الکلم سے ارشاد ہوئے ہیں وہ بعینہا منقول ہیں اور باقی میں لفظ پر اقتصار موجب ضیق و عسر تھا اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ماجعل علیکم فی الدین من حرج اور وہ یقینا حدیث ہے اوسے یہ کہنا کہ صحابہ نے اوس پر حدیث کا حکم دیا ہے ایک بہت برا پہلو رکھتا ہے بادشاہ فرمائے زید سے کہو کہ ابھی آئے اوس پر حکم پہنچانے والا زید سے جاکر کہے کہ ظل سبحانی نے فرمایا ہے فوراً حاضر ہو تو بلا شبہ اوس نے بادشاہ ہی کا حکم پہنچایا اور بادشاہ ہی کی بات نقل کی ۲ عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ۔ اے جابر بیشک اللہ تعالی نے تمام عالم سے پہلے تیری نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا یہ اوس معنی میں نص صریح ہے اور قلم و عقل کے بارے میں بھی احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن میں سے احادیث عقل غایت درجہ ضعف میں ہیں۔ حدیث کے جب معنی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ثابت اور صحیح ہیں تو اوسے موضوع نہیں کہہ سکتے ورنہ صحیحین کی صد ہا حدیثیں معاذ اللہ موضوع ہو جائیں گی ہاں اگر کوئی یہ دعوی کرے کہ یہی الفاظ بعینہا زبان اقدس سے صادر ہوئے ہیں اور اسکا ثبوت نہو تو وہ سخت خاطی ہے اور اگر دانستہ ایسا کہے تو من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار میں داخل واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از مطبع اہلسنت وجماعت بریلی مسئولہ منشی اعجاز احمد صاحب قیصر مرادآبادی کاتب مطبع مذکور۔ ۵ رجب ۱۳۳۵ھ

اس پر آپکو قیصر مسلمانی کا دعوی ہے + کبھی یاد خدا کریں کبھی ذکر بتاں کریں۔ یہ بحر ہزج سالم ہے یا مزاحف مسبع۔ کریں اور کریں میں کیا فرق ہے اور کریں کی کیا فارسی ہوگی۔

الجواب ـ مثمن سالم ہے تین کا نون تقطیع میں حسب قاعدہ نہ آئیگا لہذا مسبغ نہیں ہاں ایک مصرع مسبغ ہے ع اسیران قفس کا دم گھٹا جاتا ہے اے صیاد ـ فعل کا اثر اپنے لئے حاصل کرنا ہو خواہ دوسرے کے لئے اوسے مطلقاً کرنا کہیں گے اور کرلینا وہاں کہ اپنے لئے تحصیل اثر مقصود ہو اگرچہ اسیقدر کہ اوس سے فراغ حاصل ہوا میں نے بات کرلی یعنی کرچکا اور کردینا وہاں کہ دوسرے تک وصول اثر مقصود ہو نفع خواہ ضرر نکاح کرلیا یعنی اپنا اور کردیا یعنی دوسرے سے اور کیا دونوں کو شامل ہے سر اپنا چاک کرلیا اور دوسرے کا کردیا اور کیا عام ـ فارسی میں اس مختصر ترکیب کا ترجمہ نہیں اور یہ فقط کرنے ہی سے خاص نہیں بلکہ ہر فعل میں ہے جیسے کھالو بی لو مگر دو وہیں ہوگا جہاں دوسرے پر اثر پہنچے کھا دو نہ کہا جائے گا انار توڑ دو یعنی دوسرے کو اور توڑ لو یعنی اپنے لئے اور اگر دوسرے کے لئے توڑ رہا ہے اوس سے کہا انار توڑ لو تو ایک بات نہیں یہاں وہی معنی فراغ ہے کہ یہ اثر اپنے لئے ہے ـ فقط ـ

اجازت نامہ اوراد ووظائف واعمال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ○

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے جملہ نقوش وتعویذات خاندانی جو فقیر کو اپنے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا حضرت جناب سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ مارہروی قدس سرہ العزیز یا ارشادات ائمہ کرام واولیائے عظام وعلمائے اعلام سابقین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے پہنچے یا فقیر نے بفضلہ تعالیٰ مجاز وماذون ہوکر خود ایجاد کئے یا آئندہ ایجاد کرون اون سب کی اجازت عامہ تامہ صحیحہ نجیحہ اپنے خواہرزادہ برخوردار حکیم علی احمد خاں سلمہ کو دی مولی تعالیٰ اپنے کرم سے برکت فرمائے شرط یہ ہے کہ کسی کام خلاف شرع کیلئے نہ خود استعمال کریں نہ کسی ایسے کو دیں یا بتائیں جو کوئی کام خلاف شرع چاہتا ہو ـ

۱ـ جسطرح عورتیں اکثر تسخیر شوہر چاہتی آتی ہیں ہمارے کہنے میں ہو جائے جو ہم کہیں وہی کرے یہ حرام ہے ـ حدیث میں اسے شرک فرمایا اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا نہ کہ محکوم ـ یا یہ چاہتی ہیں کہ اپنی ماں بہن سے جدا ہو جائے یا اون کو کچھ نہ دے بہن کو دے یہ سب مردود خواہشیں ہیں ـ مقدمات فوجداری میں مسلمانوں کو نقوش حفاظت دیئے جائیں ـ دیوانی و مال کے مقدمات میں جبتک معلوم نہو کہ یہ حق پر ہے نہ دیں کہ ظالم کی اعانت حرام ہے حُب وتسخیر عورت کے لئے نقش وعمل کسی کو نہ دیا جائے اس میں اکثر مقاصد فاسد بھی ہوتے ہیں اگر فی الواقع نکاح ہی کا طالب ہو جب بھی ٹھہر تیج اندیشہ معصیت ہے کہ اجنبی کی محبت دل عورت میں پیدا ہونا سم قاتل ہے ممکن کہ نکاح میں تعویق ہو یا اولیائے زن نہ مانیں اور محبت طرفین سے پیدا ہو چکی تو اس کا نتیجہ برا ہو ـ یونہیں اگر تسخیر زن نہ چاہے بلکہ اولیائے زن کی تسخیر کہ وہ اس سے نکاح کردیں اور یہ اون کا کفو نہ ہو یعنی ایسا کم ہو کہ اس سے اوس کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعث مطعونی یا معصیت شرعی ہو جب بھی ہرگز نہ دیں کہ یہ مسلمانوں کو

مضرت رسانی ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے مطلقاً دیا ہی نہ جائے نکاح خصوصاً ہندوستان میں عمر بھر کا ساتھ ہوتا ہے اور انجام کا علم اللہ عزوجل کو۔ ممکن کہ یہ رشتہ طریقین میں کسی کے لئے شر ہو تو شر کا سبب بنانہ چاہیئے یہاں ایسوں کو ہمیشہ یہی ہدایت کی جاتی ہے کہ استخارہ شرعی کریں اور دعا کہ اللہ عزوجل وہ کرے جو بہتر ہو۔ نہ خود کسی مسلمان کی ضرر رسانی کا کوئی عمل کیا جائے نہ کسی کو بتایا جائے اگرچہ وہ اپنی کتنی ہی مظلومی اور اوس کا ظالم و موذی ہونا ظاہر کرے ہاں اگر ثبوت شرعی سے ثابت ہوجائے کہ وہ عام طور پر موذی و ظالم ہے تو اوس کے لئے اوسی قدر ضرر کی خواہش روا ہے جس قدر کا شرعاً اوسے استحقاق ہے اوس سے زیادہ حرام ہے اور اس کا صحیح معیار پر اندازہ خصوصاً اپنے معاملہ میں بہت دشوار ہوتا ہے لہذا ہمیشہ یہاں یہی ہاتھ میں رکھی تلوار کام میں نہ لائی گئی اسی پر عمل رہے مسلمانوں کو لوجہ اللہ تعویذات و اعمال دیئے جائیں دنیوی نفع کی طمع نہ ہو جیسا آجتک بحمد اللہ تعالٰی یہاں کا دستور ہے۔ کفار کو اگر نقوش دیئے جائیں تو مضر۔ اونہیں مظہر کی اجازت نہیں اور وہ بھی اون امر میں ہو جس سے کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو اور اون سے معاوضہ لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت ہے۔ جو کافر خصوصاً مرتد جیسے قادیانی نیچری وہابی رافضی چکڑالوی غیر مقلد مسلمان کو ایذا دیا کرتا ہو اگرچہ رسائل کی تحریر یا مذہبی تقریر سے اوس پر سے دفع بلا خواہ رفع مرض کا بھی نقش نہ دیا جائے اور ایسا نہ ہو اور اوس کام میں کسی مسلمان کا ذاتی نقصان بھی نہ ہو جب بھی مرتدوں کا مبتلائے بلا ہی رہنا بھلا۔ اور اگر دین تو ضرور بعاوضہ کہ اوس میں دینی نفع تو تھا ہی نہیں دنیوی بھی نہ ہو تو آخر کس لئے۔ یہ بارہ باتیں بطور نمونہ ہیں غرض ہر طرح مصلحت شرعیہ ملحوظ رہے اللہ عزوجل توفیق دے۔ آمین۔

سلخ رجب مرجب ۱۳۳۵ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا وآلہ افضل الصلوۃ والتحیۃ۔

حامی دین متین ماحی البدعۃ والشرک محی الدین جناب لنا زاد اللہ شرفہ۔ بعد ہدیہ سلام وسنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام معلوم فرمادیں ایک فتوی جس میں چند سوال ہیں آنجناب کی خدمت میں پیش کرنے کا قصد ہے اگرچہ دارس اسلامیہ و جائے افتا تو ہندوستان میں کثیر ہیں ولیکن بندہ کی خوشی یہ ہے کہ آنجناب کی لسان ترجمان فیض رسان وکلک سے جواب ظہور میں آئے اسوقت چونکہ رمضان شریف ہے روزہ کی وجہ سے شاید جواب میں دقت وکلفت ہو بدین خیال مقدم یہ جوابی خط ارسال کرکے آنجناب کی مرضی مبارک کی جاتی ہے کہ اگر فتوی اس وقت رمضان شریف میں بھیجا جائے تو کیا اسوقت جواب مل سکتا ہے یا کہ بعد رمضان شریف اگر بعد رمضان شریف فتوی بھیجا جائے تو شوال کے کتنی تاریخ تک بھیجا جائے آپ کے جواب کی انتظاری ہے جیسا آپ فرمائینگے ویسا کیا جاویگا۔ فقط زیادہ والسلام۔ جوابی خط ارسال ہے۔

جناب من سلّمکم علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رمضان مبارک میں بھی فتاوے بفضلہ تعالٰی

لکھے جارہے ہیں آپ نے استفتا نہ بتایا کس مضمون کا ہے بعض ضروری و فوری ہوتے ہیں بعض مہلت و فرصت کے بعض ایسے کہ جواب دینا ہی بیکار یا ضروریات کے آگے ناقابل اعتبار۔ غرض فتاوی کہ پوچھے جاتے ہیں اون کی حالتیں بہت مختلف ہیں لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہمارے ہر فتوی کا جواب ملنا شرعًا لازم ہے اور وہ بھی تحریری اور حضرت سیدنا ابن مسعود علیہ الرضوان فرماتے ہیں من افتی فی کل ما استفتی فھو مجنون جو ہر استفتا کا جواب دے مجنون ہے یہ اس لئے لکھدیا کہ اگر آپ نوعیت سوال سے مطلع فرماتے تو جواب لا و نعم و دیر و شتاب معین ہو سکتا۔ والسلام۔

مسئلہ۔ از شہسرام ضلع گیا محلہ پٹیان ٹولی عرف نیم کا لے خاں مرسلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب ۱۷ شوال سنہ ۳۵ھ

دیوبندی سہارنپوری، نانوتوی والہ آبادی وغیرہم واعظین مدارس و مساجد کی تعمیر و تحفظ میں بلا ترجیح یکدیگر جو کچھ اقوال مختلفہ بیان کرتے ہیں کہاں تک حق بجانب ہے تا وقتیکہ بدعت واجب مندوب مباح حرام مکروہ اور بدعت کی وجہ حسن و قبح اور فرق درمیان بدعت و مباح و تخصیص حدیثیں من سن سنۃ حسنۃ ۱ و من سن سنۃ سیئۃ ۲ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ ۳ من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا رضاھا اللہ کے مطابق ہر امور حسنہ کو سیئہ سے پاک رہنے کا حال مفصل نہ کہہ سنائیں کہ عوام غلط فہمی سے حق تلفی کرکے امور حسنہ کو آمیزش ممنوعات کے مذموم نہ کردیں اگر اسکا التزام مذکورین اپنے اپنے وعظ میں نہ کریں تو مورد الزام ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب واعظ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں۔ اون کا وعظ سننا حرام اور دانستہ اونہیں واعظ بنانا کفر علمائے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اسیطرح تمام وہابیہ غیر مقلدین فانھم جمیعا اخوان الشیاطین۔ دوسری شرط سنی ہونا غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ح اتخذ الناس رؤسا جھالا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا لوگوں نے جاہلوں کو سردار بنا لیا اونھوں نے بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کئے تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ چوتھی شرط فاسق نہ ہونا تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں سنی صحیح العقیدہ عالم دین متقی وعظ فرمائے تو عوام کو اوس کے وعظ میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شرعیہ کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصلحت ہو جس پر اوسے اطلاع نہیں تو پیش از وعظ مطلع کردیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ جناب قاضی ارشاد علی صاحب از بیسلپور ضلع پیلی بھیت ۱۵ ذلیقعدہ سنہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ استن حنانہ یعنی وہ چوب خشک جس سے حضور پر نور علیہ الصلوۃ والسلام

تکیہ لگاکر وعظ فرمایا کرتے تھے اور جس کا قصہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مثنوی شریف میں تحریر فرمایا ہے کیا اُس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دفن کیا اور اُسکی نماز جنازہ پڑھی۔

الجواب ۔ نماز جنازہ پڑھنا غلط ہے اور منبر شریف کے نیچے دفن کرنا ایک روایت میں آیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مقام گڈھوا ضلع پلامون مرسلہ حکیم محمد عبدالحق صاحب۔

(۱) جو شخص کسی پیر سے مرید ہوا ہو اور قبل اس کے کہ وہ طریقت کی تعلیم پورے طور سے پائے اوسکے پیر نے انتقال کیا تو بحکم جانے اول پیر کے وہ شخص کسی دوسرے عالم سے جو علم قرآن و حدیث و فقہ میں کامل و سند یافتہ ہو اور پیر کامل سے اوسکو اجازت مرید کرنیکی اور خلافت حاصل ہو مرید ہو سکتا ہے یا نہیں اور مرید ہونا اوس کا شرعاً از روئے طریقت جائز و درست ہوگا یا نہیں۔

(۲) پیر ہونے کے لئے سید اور آل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونا ضرور ہے دوسرے قوم کا عالم و طریقت سے واقف و پیر سے اجازت و خلافت پایا ہوا پیر ہونے اور مرید کرنیکے قابل نہیں ہو سکتا ہے یا کیا تحقیق اس مسئلہ کی ہے مع سند جواب درکار ہے۔ بینوا ایہا العلماء الکرام جزاکم اللہ یوم القیام

الجواب ۔ جائز ہے اس پر شرع سے کوئی ممانعت نہیں جبکہ وہ عالم چاروں شرائط پیری کا جامع ہو۔ اگر (ایک) شرط بھی کم ہے تو اوس سے بیعت جائز نہیں سب میں اہم و اعظم شرط مذہب کا سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین ہونا۔ دوسری شرط فقہ کا اتنا علم کہ اپنی حاجت کے سب مسائل جانتا ہو اور حاجت جدیدہ پیش آئے اوس کا حکم کتاب سے نکال سکے بغیر اس کے اور فنون کا کیسا ہی بڑا عالم ہو عالم نہیں تیسری شرط اوس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صحیح و متصل ہو۔ چوتھی شرط علانیہ کسی کبیرہ کا مرتکب یا کسی صغیرہ پر مصر نہ ہو ان شرائط کے ساتھ اوس سے ارادت کر سکتا ہے۔ مگر یہ ارادت ارادت استفاضہ ہوگی نہ ارادت استعاضہ یعنی پیر کو چھوڑ کر اوسکے عوض پیر بنانا کہ جو ایسا کریگا دونوں طرف سے محروم رہے گا۔ بشرطیکہ اوس کا پہلا پیر ان چاروں شرائط کا جامع تھا اور اگر اُس میں وہ شرطیں نہ تھیں تو وہ پیر بنانے کے قابل ہی نہ تھا آپ ہی کسی دوسرے جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت چاہئے۔

(۲) یہ محض باطل ہے پیر ہونے کے لئے وہی چار شرطیں درکار ہیں سادات کرام سے ہونا کچھ ضرور نہیں ہاں ان شرطوں کے ساتھ سید بھی ہو تو نور علی نور۔ باقی اسے شرط ضروری ٹھہرانا تمام سلاسل طریقت کا باطل کرنا ہے سلسلۂ عالیہ قادریہ سلسلۃ الذہب میں سیدنا امام علی رضا اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جتنے حضرات ہیں کوئی سادات کرام سے نہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تو امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بعد ہی سے امام حسن بصری ہیں کہ نہ سید نہ قریشی نہ

عربی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاص آغاز ہی حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اسی طرح دیگر سلاسل رضوان اللہ تعالیٰ علی مشائخہا اجمعین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ڈاکخانہ دا مون کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم صاحب قریشی مدرس مدرسہ مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

سوال رفع اشتباہ کے لئے مطلع فرمادیں کہ دن رات کی تبدیلی کا موجب گردش ارضی ہے یا سماوی جواب سے تفصیل مشکور فرمادیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر و توفیق نیک عطا فرماوے۔

الجواب۔ دن رات کی تبدیلی گردش ارضی سے ماننا قرآن عظیم کے خلاف اور نصاریٰ کا مذہب ہے اور گردش سماوی بھی ہمارے نزدیک باطل ہے حقیقۃً ادس کا سبب گردش آفتاب ہے قال اللہ تعالیٰ والشمس تجری لمستقرلها ذلك تقدیر العزیز العلیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از محلہ بارہ ریواڑی ضلع گوڑگانوہ ہزاری مرسلہ مرزا یوسف صاحب مورخہ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں جس کے متعلق حدیث شریف ذیل میں درج ہے عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش وفی روایة لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیهم اثنا عشر رجلا کلهم من قریش وفی روایة لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعة اویکون علیهم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش۔ اشارۃً یہ عبارت کتاب سے نقل کردی ہے مجھ کو عربی لکھنے پڑھنے کی مہارت نہیں ہے لہذا یہ کام اہل علم کا ہے کہ وہ ذرا سے اشارہ سے سمجھ لیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بموجب اس حدیث شریف کے وہ کون سے بارہ خلیفہ قریش میں سے آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جانشین یا ولیعہد یا نائب منجانب خدا و رسول امت محمدیہ میں قابل شمار ہیں چونکہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیں تو پوری تعداد ہوگی اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لیں تو اصحاب ثلثہ رہ جاتے ہیں غرض کون سی وہ صورت حق ہے جو اس حدیث شریف کا مصداق ہے یا یہ حدیث ہی نہیں ماننے کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت کرے۔ جواب سے ممنون فرمائیے۔

الجواب۔ حدیث ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی شمار لینا لازم کہ اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے یکون بعدی اثنا عشر خلیفة ابوبکر لا یلبث الا قلیلا میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکر تھوڑے ہی دن رہیں گے۔ اس میں مراد وہ خلفا ہیں کہ والیان امت ہوں اور عدل و شریعت کے مطابق حکم کریں ان کا متصل مسلسل ہونا ضرور نہیں نہ حدیث میں کوئی لفظ اس پر دال ہے ان میں سے خلفائے اربعہ و امام حسن مجتبیٰ و امیر معاویہ و حضرت عبداللہ بن زبیر و حضرت عمر بن عبدالعزیز معلوم ہیں اور آخر زمانہ

میں حضرت سیدنا امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین یہ نو ہوئے باقی تین کی تعین پر کوئی یقین نہیں
واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ایلٹا کاٹھیاوار مرسلہ سید قاسم علی قادری مؤرخہ ۴ ذی الحجہ ۳۵ھ

مخدومی و مطاعی بندہ قبلہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
میں قادریہ خاندان میں مرید ہوئے تھے مگر چونکہ اب حضرات نقشبند کے بزرگ سرہند شریف سے یہاں
آتے ہیں جس کے وجہ سے یہاں کے لوگ خاندان نقشبند میں اب بیعت ہوتے جاتے ہیں۔ اور سلسلہ
قادریہ عالیہ روز بروز گھٹتا چلا ہے۔ مجھے بھی لوگوں نے مجبور کیا ہے کہ ہم بھی بیعت اس خاندان میں کرو
مجھے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی اردو تینوں جلدیں دی گئی ہیں اس کو پڑھکر میں اس کا خلاصہ آپ سے
طلب کرتا ہوں کہ اس خاندان میں بیعت ہونا چاہیئے یا نہیں۔ اور مکتوبات اور دیگر کتب خاندان نقشبندیہ
پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ ہمارے نزدیک خاندان عالیشان قادریہ سب خاندانوں سے اعلٰی وافضل
ہے اور تبدیل شیخ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں حدیث میں ارشاد ہوا من رزق فی شیئ فلیلزمہ مکتوبات
شل اور کتب مشائخ کے ہے اور تفصیل عقائد اہلسنت و بیان مسائل نفیسہ فقہ وکلام کے سبب بہت
کتب پر مزیت ہے البتہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ وغیرہ ائمہ دین کا ارشاد کل ماخوذ من قولہ الخ
سوائے قرآن عظیم سب کتب کو شامل ہے نہ اوس سے ہدایہ درمختار مستثنٰی نہ فتوحات ومکتوبات وملفوظات
اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل فتاوی فقیر میں ہے۔

مسئلہ ۔ از جے پور مکان نواب واجد علی خانصاحب مرسلہ جناب مولوی محمد رکن الدین صاحب الوری
مورخہ ۱۴ صفر ۳۶ھ

تاج العلماء مایۂ ناز ماسیان مخزن علوم حضرت مولانا الحاج مولوی احمد رضا خانصاحب مد اللہ ظلالکم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک مدت سے گو ذریعہ مراسلت دریافت خیریت مزاج وہاج سے
قاصر ہوں مگر الحمد للہ کہ مردمان آیندگان کی زبانی خیریت معلوم ہونے سے مسرت ہوتی رہتی ہے ایک عرصہ
کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے دربار دُربار میں حاضری کا اتفاق ہوا ایسی میں جے پور
بھی نواب واحد علی خاں صاحب کے طلب کرنے پر قیام کرنا پڑا۔ ایک مولوی وہابی سے گفتگو ہوئی۔
شنائے گفتگو میں مولوی عبد السمیع صاحب مرحوم مغفور کی اوس عبارت پر کہ جو انہوں نے حدیث
نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد کے نسبت لکھا ہے
کہ شارحین نے مالیس منہ کی شرح میں یہ لکھا ہے فیہ اشارۃ الی ان احداث مالا ینازع الکتاب

والسنۃ لیس بمذموم یہ اعتراض کیا کہ یہ الفاظ کسی شرح میں نہیں ہیں اوس وقت صحیحین کو جو دیکھا گیا تو نہ مولوی احمد علی سہارنپوری کے شرح میں اور نہ نووی میں اس کا پتہ لگا۔ لہذا گذارش ہے کہ جناب اس عبارت کو تحریر فرمادیں کہ کونسی شرح میں ہے کیونکہ مولوی عبدالسمیع صاحب مرحوم نے بھی کسی شرح کا حوالہ نہیں دیا دوسرا شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق حق المسائل کے اندر ثبوت سوم و چہلم میں بحوالہ حاشیہ یہ عبارت نقل فرمائی ہے ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان یقرءون القرآن ویھدون ثوابہ لموتاھم وعلی ھذا اھل الصلاح والدیانۃ من کل مذھب من المالکیۃ والشافعیۃ وغیرھم ولا ینکر ذلک منکر فکان اجماعاً عند اھل السنۃ والجماعۃ خلافاً للمعتزلۃ۔ شاہ صاحب موصوف نے بھی کسی حاشیہ کا حوالہ نہیں دیا اس کے بارے میں بھی عرض ہے کہ جناب تحریر فرمادیں کہ یہ عبارت کون سی شرح میں موجود ہے۔ وہابی صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ سنی یونہیں جھوٹے حوالے دیتے ہیں۔ فقیر کے بھی نظر سے نہیں گزرا۔ جواب باصواب اور روانہ فرمایا جائے بفضل تعالیٰ یہاں سے تو اس وہابی کو نکلوا دیا ہے مگر ہمکو بھی تو ان عبارتوں کی اصلیت معلوم ہونا چاہئے زیادہ نیاز مسکین محمد رکن الدین نقشبندی قادری الوری

الجواب

مولینا المکرم ذی المجد الکرم اکرمکم الاکرم تعالیٰ وکرم علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پہلی عبارت مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علی قاری طبع مصر جلد اول ص ۱۷۱ سطر اخیر شروع باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے اور دوسری بنایہ شرح ہدایہ للامام محمود العینی طبع لکھنؤ جزء ثانی از جلد اول اوائل ص ۱۶۱۲ آغاز باب الحج عن الغیر میں۔ جناب مجھ لا انا اہلسنت آئینہ ہیں وہابی کو آئینے میں اپنا ہی مونھہ دکھا دیا۔ یہ شیوہ وہابیہ کا ہے کتابیں دل سے گڑھ لیں علماء دل سے تراش لیے۔ پھر عبارت گڑھنی کیا مشکل ہے۔ والسلام۔

سوال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ من جانب احقر العباد ملک محمد امین جالندھر شہر۔ مجموعہ فتاوی عبدالحیٔ صاحب اہلسنت والجماعت کے مطابق ہے یا کچھ گڑبڑ ہے اطلاع بخشی جاوے۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ اوس میں بہت مسائل میں فرق ہے خصوصاً پہلی اور دوسری جلد میں جس کی کچھ کچھ اصلاح خود اونھوں نے اپنی تیسری سوالات قائم کرکے کی ہے والسلام

مسئلہ

از امروہہ مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ مورخہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

مرشدی و مولائی مدفیوضکم العالی۔

بعد آداب و نیاز غلامانہ گذارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہیں کہ سادات بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا ہو نار دوزخ سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر و حدیث اکرموا اولادی الخ وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی فتوحات مکیہ کا باب سلمان فارسی پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو

اُس سے مطلع فرمائیے۔ زیادہ آرزوئے قدمبوسی فقط۔

الجواب۔ سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آجکل بہت مشرب صریح کفر وارتداد کے ہیں جیسے قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی، چکڑالوی۔ دیوبندی وغیرہم جو مشرب کفر رکھتا ہو ہرگز سید نہیں۔ انہ لیس من اھلک وانہ عمل غیر صالح ہاں سلامت ایمان کے ساتھ اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عزوجل کے کرم سے امید واثق یہی ہے کہ جو واقع کے علم میں سید ہیں اون سے اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرمھا اللہ وذریتھا علی النار۔ رواہ البزار وابو یعلی والطبرانی فی الکبیر والحاکم وصح وتمام فی فوائدہ کلھم عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا عذاب سے محفوظ ہے وزعم المناوی "اما ھی وابناھا فالمراد فی حقھم التحریم المطلق واما من عداھم فالمحرم علیھم نار الخلود" اھ و رأیتنی کتبت علیہ **اقول** قد علم المحفوظون من اھل السنۃ والجماعۃ ان نار الخلود محرمۃ علی کل من قال لا الہ الا اللہ فما خصوصیۃ ذریۃ زھراء بل المعنی بحول العزیز المقتدر ھو التعمیم واللہ ذو الفضل العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از پورسہ پوسٹ آفس نیت پور ضلع دیناج پور مرسلہ محمد حافظ علی صاحب امام مسجد ترار پورسہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

شخصے می گوید کہ سوائے قصہ ابن الصیاد رسول مقبول صلی علیہ وسلم با دجال ملاقات کردہ بودند دجال بر صورت خود کہ بوقت خروج باشدہ بود وحضرت عمر رضی اللہ عنہ ممانعت آنحضرت گوش نہ کردہ برآن دجال تلوار زدہ بودند اما بر دجال نہ افتادہ بر پیشانی مبارک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ او فتادہ بود بنا برآن از آں پیشانی مبارک بے انتہا خون جاری شدہ بود وہم برآں نشانے باقی ماندہ بود ایں روایتش صحیح است یا غلط۔

الجواب۔ ایں کذب وافترائے محض ست مانا کہ از مختلقات اہل رفض ست قاتلھم اللہ انی یؤفکون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ بعض اردو کتابوں میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیض ونفاس سے مبرا ومنزہ تھیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب۔ یہ حدیث میں آیا ہے ان ابنتی فاطمۃ اٰدمیۃ حوراء لم تحض ولم تطمث۔ بیشک میری صاحبزادی بتول زہرا انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونفاس سے پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر محلہ قلعہ مرسلہ حامد حسین خاں مؤرخہ ۱۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

مخدومی مکرمی محتشمی دامت برکاتہ سلام علیکم۔ جناب مہربانہ مبندہ نواز کر تحریر فرمائیں کہ مفتیان ذیل

کس مذہب وملت و اعتقاد کے لوگ ہیں اور اونکے افعال واقوال کس درجہ تک قابل تسلیم ہیں۔ خادم نوازی سے ممنو ہوگا اور یہ اون کی کتاب مندرجہ ذیل بطور استدلال ہیں کس پایہ کی سمجھی جاتی ہیں زیادہ والسلام۔ علامہ طبرانی۔ صاحب عقد الفرید۔ صاحب خلل ایام فی الخلفاء الاسلام ؟

الجواب ۔ وعلیکم السلام۔ محمد بن جریر طبرانی دوگذرے ہیں ایک مفسر محدث سنی شافعی المذہب اونکی تاریخ کبیر کمیاب وناد رالوجود ہے دوسرا رافضی مصنف مطاعن صحابہ و الیضاح المسترشد - اکثر لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے اِس کے اقوال کو اون کی طرف منسوب کرتے ہیں پھر تاریخ کسی کی تصنیف ہو مدار عقیدہ نہیں ہوسکتی مورخ رطب یابس مسند مرسل مقطوع معضل سب کچھ بھردیتے ہیں ایک عقد الفرید تو در بارہ تقلید علامہ ابوالاخلاص حسن شرنبلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تالیف ہے یہ گیارہویں صدی کے ایک متاخر سنی عالم فقیہہ حنفی ہیں فقہ حنفی میں نورالایضاح ومراقی الفلاح وامداد الفتاح وغیرہ بہت کتب ورسائل اون کی تصنیف ہیں عقد الفرید میں انکی رائے نہ محققین کو مقبول نہ خود اون کی معمول دوسرا رسالہ اس نام کا شیخ عطاء الدین علی سمہودی کا اس باب میں ہے تیسرا انساب چوتھا علم تجوید پانچواں کلام چھٹا اخلاق میں صاحب کشف الظنون نے اور ذکر کئے جن کے نام اس کتاب میں دیکھے جاتے ہیں وبس۔ خلل ایام کسی کتاب کا نام بھی سننے میں نہ آیا نہ کشف الظنون میں کوئی کتاب اس نام کی لکھی شاید حال کے کسی شخص کی ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کانپور محلہ موالگنج مرسلہ امام الدین صاحب امام مسجد شکر اللہ صاحب سوداگر ۱۳ ربیع الاخر شریف

سوال ۔ خواب کیا چیز ہے ؟

الجواب ۔ خواب چار قسم ہے ایک حدیث نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب جب سویا اور اس طرف سے حواس معطل ہوئے عالم مثال بقدر استعداد منکشف ہوا اونہیں تخیلات کی شکلیں سامنے آئیں یہ خواب مہمل و بے معنی ہے اور اسی میں داخل ہے وہ جو کسی خلط کے غلبہ اوسکے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفراوی آگ دیکھے بلغمی پانی دوسرا خواب القائے شیطان ہے اور وہ اکثر وحشتناک ہوتا ہے شیطان آدمی کو ڈراتا یا خواب میں اوس کے ساتھ کھیلتا ہے اسکو فرمایا کہ کسی سے ذکر نہ کرو کہ تمہیں ضرر نہ دیگا ایسا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اعوذ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کرکے دو رکعت نفل پڑھے تیسرا خواب القائے فرشتہ ہوتا ہے اس سے گزشتہ وموجودہ وآئندہ غیب ظاہر ہوتے ہیں مگر اکثر پردہ تاویل قریب یا بعید میں ولہذا محتاج تعبیر ہوتا ہے چوتھا خواب کہ رب العزۃ بلا واسطہ القا فرمائے وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاج تعبیر سے بری واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ نواب میر احمد خانصاحب ۱۵ ربیع الاخر شریف ۳۶ھ

حضور عالی۔ جدول تحویل تاریخ عیسوی بہجری میں میرے پاس مقابل چھ سو سال کے آیا ۹ لہ ہے حضور نے اب انب لی لکھا ہے کیا اس جدول میں تبدیلی کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو مجھکو از سرنو نقل لینی ہوگی۔

الجواب ۔ ابانبلی ہی ہے صحیح وبجا۔ یہ نب لہ کسی ابلہ نے لکھوادیا۔ اس جدول میں ترمیم کا صرف خیال ہے مگر ابھی ہوئی نہیں وہ ترمیم اسے بالکل کایا پلٹ کر دیگی حتی کہ مداخل شہور وسنین بھی بدل جائیں گے اور وہی صحیح واصح ہوں گے اوس وقت نہ یہ ابانبل ہوگا نہ نب لہ کچھ اور ہی ہوگا غالبًا ابانب الہ ہو۔ فقط۔

مسئلہ ۔ از کراچی میمن مسجد رام باغ گاڑی حاطہ ۱۹ ربیع الآخر ۳۶ھ

جو شخص جس کام کے لیے منتخب کیا گیا وہ اوس کو پوری طرح سے ادا نہ کرے یعنی قاصر رہے تو اسکو کیا سمجھنا چاہئے۔

الجواب ۔ اس میں ہزاروں صورتیں ہوسکتی ہیں ایسی گول بات قابل جواب نہیں ہوتی کیا کام کیسا انتخاب کیونکر نہ کرنا۔ ایک ایسے کام کیلئے منتخب کیا تھا جو اوس کے لئے مباح ہے نہ کیا تو کیا الزام۔ اور اگر اوس پر فرض تھا اور نہ کیا تو سخت گناہگار اور حرام تھا اور نہ کیا تو بہت اچھا کیا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر رجمنٹ اکاکور ۶۳ چھاؤنی مسئولہ محمد حسین سہارنپوری ۲۰ ربیع الآخر ۳۶ھ

بکر آقا کے کہنے سے ایک شخص کا مرید ہوگیا اور نہ بکر واقف تمام مرید ہونے کی شرطوں سے صرف آقا کے حکم سے مرید ہوگیا اب بکر لازم بھی نہیں رہا ہے اب بکر کا خیال ہے کہ میں مرید صادق ہوں یا مریدین سے خارج ہوں کیونکہ پیر کی طرف دل رجوع نہیں ہوتا میں چاہتا ہوں کوئی پیر اور کر دوں۔

الجواب ۔ اگر پیر سنی صحیح العقیدہ عالم ہے اور اوس کا سلسلہ متصل ہے اور فاسق نہیں تو اوس سے دل رجوع نہ ہونا شیطانی وسوسہ ہے توبہ کرے اور اوس کے ساتھ اپنا اعتقاد درست کرے اور اگر پیر میں ان چاروں باتوں سے کوئی بات کم ہے تو وہ پیر نہیں کوئی اور پیر کہ ان چاروں باتوں کا جامع ہو اوس کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ضلع سیتاپور محلہ تفیارہ مرسلہ الیاس حسین ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

بارہ امام جن کے نام عوام میں مشہور ہیں ان میں باستثنائے جناب امام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسن وحضرت امام حسین حضرت امام مہدی کے کسی اور امام کی نسبت صحیح حدیثوں میں اشارۃً یا صراحۃً کوئی خبر آئی ہے۔ امامت ان کی ولایت کے درجے پر ماننا چاہئے یا اس سے بڑھ کر ان کے عقائد واحکام واعمال وغیرہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک کے مشابہ تھے یا سب سے الگ۔ یہ خود مجتہد تھے یا مقلد بعض اعمال وجفر وغیرہ کی کتابوں میں ان کے اقوال ملتے ہیں یہ کہاں تک صحیح ہیں بعض کا یہ اعتراض ہے کہ صحاح کی کتابوں میں ان کی روایتیں بہت کم لی گئی ہیں حالانکہ انکا خاندانی علم تھا ان سے زیادہ دوسرے کو کہاں تک وقفیت ہوسکتی ہے اہلسنت کی کتابوں میں ان کے حالات کم لکھنے کی کیا وجہ ہے۔

الجواب ۔ امام باقر رضی اللہ تعالی عنہ کی بشارت بتصریح نام گرامی صحیح حدیث میں ہے۔

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انکا ذکر فرمایا
کہ اون سے ہمارا سلام کہنا سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ طلب علم کے لئے سیدنا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ
کے پاس آئے انھوں نے اونکی غایت تکریم کی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یسلم علیك
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ کو سلام فرماتے ہیں اور اخرج منکما کتیبا طیبا ہیں ان سب حضرات
کی بشارت ہے۔ امامت اگر بمعنی مقتدی فی الدین ہونے کے ہے تو بلاشبہہ ان کے غلام اور غلاموں کے غلام
مقتدی فی الدین ہیں اور اگر اصطلاح مقامات ولایت مقصود ہے کہ ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں عبد الملک
وعبدلرب انہیں امامین کہتے ہیں تو بلاشبہہ یہ سب حضرات خود غوث ہوئے اور اگر امامت بمعنی خلافت عامہ
مراد ہے تو وہ ان میں صرف امیر المومنین مولی علی وسیدنا امام حسن مجتبٰی کو ملی اور اب سیدنا امام مہدی کو ملے گی
وبس رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین باقی جو منصب امامت ولایت سے بڑھکر ہے وہ خاصہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
ہے جس کو فرمایا انی جاعلك فی الناس اماما وہ امامت کسی غیر نبی کے لئے نہیں مانی جاسکتی۔ اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہر غیر نبی کی امامت اولی الامر منکم تک ہے جیسے فرمایا وجعلنٰھم ائمۃ
یھدون بامرنا مگر اطیعوا الرسول کے مرتبہ تک نہیں ہوسکتی اس حد پر ماننا جیسے روافض مانتے ہیں صریح
ضلالت وبدینی ہے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ تک تو بلاشبہہ یہ حضرات مجتہدین وائمہ مجتہدین تھے۔
اور باقی حضرات بھی غالبًا مجتہد ہوں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم یہ نظر بظاہر ہے ورنہ باطنی طور پر کوئی شک کا۔۔۔ؔ
نہیں کہ یہ سب حضرات عین الشریعۃ الکبرٰی تک واصل تھے۔ جو بسند صحیح ثابت یا کسی فقہ معتمد کی نقل ہے
اوس کا ثبوت مانا جائیگا ورنہ مجاہیل یا عوام یا ایسی کتاب کی نقل جو رطب ویابس سکی جامع ہوتی ہے کوئی ثبوت
نہیں۔ صحاح میں صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کی روایات بھی بہت کم ہیں رحمت الٰہی نے حصے تقسیم
فرمادیئے ہیں کسی کو خدمت الفاظ کسی کو خدمت معانی کسی کو تحصیل مقاصد کسی کو ایصال الی المطلوب نہ ظاہری
روایت کی کثرت وجہ افضلیت ہے نہ اوسکی قلت وجہ مفضولیت۔ صحیحین میں امام احمد سے صدہا احادیث ہیں
اور امام اعظم وامام شافعی سے ایک بھی نہیں اور باقی صحاح میں اگر ان سے ہیں بھی تو بہت شاذ ونادر حالانکہ امام
احمد امام شافعی کے شاگرد ہیں اور امام شافعی امام اعظم کے شاگردوں کے شاگرد رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔
بلکہ امام احمد کا منصب بھی بہت ارفع واعلی ہے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں ربع اسلام کہا ہے
ہزاروں محدثین جو فقیہہ تک نہ تھے اون سے جتنی روایات صحاح میں ملیں گی صدیق وفاروق بلکہ خلفائے اربعہ
سے اوس کا دسواں حصہ بھی نہ ملے گا رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ یہ محض غلط وافترا ہے کہ ان کے احوال اہلسنت
کی کتابوں میں کم ہیں اہلسنت کی جتنی کتابیں بیان حالات اکابر میں ہیں سب ان پاک مبارک محبوبان خدا کے
ذکر سے گونج رہی ہیں اور خود ان کے ذکر میں مستقل کتابیں ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

ؔ (مقام) اصل میں جگہ چھوٹی ہے۔

مسئلہ ۔ از اسارا ڈاکخانہ کرتھل ضلع میرٹھ مدرسہ حفاظت الاسلام مرسلہ منشی محمود علی مدرس مدرسہ مذکور ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

(۱) اس زمانہ میں جبکہ عام جہالت کی گھٹا پھیلی ہوئی ہے تو اس وجہ سے قرآن پاک حدیث شریف فقہ حنفیہ کا بوجہ بعض مسائل شرمناک ہونیکے مثلاً حیض نفاس جماع طلاق ثبوت نسب وغیرہ وغیرہ کے کتب بالا کا ترجمہ کرکے عوام کے روبرو اظہار کرنا کیا منع ہے۔

(۲) کتب فقہ جو مذہب حنفی کی درسی وغیر درسی مثلاً کنز الدقائق ۔ شرح وقایہ ۔ ہدایہ ۔ درمختار ۔ عالمگیری شامی ۔ قاضیخاں ۔ وغیرہ ۔ اور اون کی شروح جو مشہور و مدارس عربیہ میں داخل درس ہیں آیا صحیح ہیں یا فرضی ۔

(۳) جو مسائل کتب مذکورہ بالا سے اخذ کرکے اردو میں کردیئے جائیں تاکہ عوام اوس سے فائدہ مند ہوں تو کیا وہ قابل یقین و عمل نہ ہوں گے جیسے کتب فارسی و اردو مالابد منہ مفتاح الجنتہ بہشتی زیور وغیرہ ۔

(۴) جو شخص باوجود دعوے حنفیت کرتے ہوئے کتب بالا سے انکار کرے اور کہے کہ ان کے مسائل فرضی ہیں حنفی مذہب کے نہیں جس کی وجہ سے ایک گروہ عظیم کا کتب بالا سے اعتقاد خراب ہو جاتا ہے یہ لوگ اپنے دعوے میں مقلد ہوں گے یا غیر مقلد ۔

(۵) اکثر لوگ بہشتی زیور کے بعض مسائل پر متفرق طور سے فصل نجاست اور ثبوت نسب وغیرہ میں ہیں اعتراض کرتے ہیں ہم نے اون کی تحقیق کتب فقہ میں کی تو شرح وقایہ درمختار کنز الدقائق میں پائے جاتے ہیں ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل فرضی ہیں اون کا کہنا کیونکر صحیح ہے ۔

الجواب ۔ ۱ ایسے سوال میں قرآن عظیم کا شامل کرنا سوءادب ہے اللہ و رسول جل و علا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمایا جس طرح ہمیں نماز روزہ سکھایا یونہیں جماع و استنجا تعلیم فرمایا مگر امور شرم کا ذکر طرز بیان مختلف ہونے سے مختلف ہو جاتا ہے ایک ہی مسئلہ اگر حیا کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو کواری لڑکی کو اوس کی تعلیم ہو سکتی ہے اور بے حیائی کے طور پر ہو تو کوئی مہذب آدمی مردوں کے سامنے بھی بیان نہیں کر سکتا خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا متکلم کی طرف سے اوس کی زبان کا بیان ہوتا ہے تو نہایت ضرور ہے کہ اوسکی عظمت و شان ملحوظ رہے وہ لفظ لکھے جائیں جو اوس کے کہنے کے ہوں بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآن مجید میں اس کا لحاظ نہ رکھا یہ سخت سوءادب ہے ۔ غرض ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم سے توہین تک بدل جاتی ہے جیسے اوش فرمائیے تناول فرمائیے نوش جان فرمائیے کھاؤ ۔ نگلو ۔ ٹھورو ۔ زہر مار کرو اور تعظیم و توہین میں کس قدر مختلف ہیں تو صرف اتنا عذر کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے کافی نہیں ہو سکتا جبکہ طرز بیان بے ہودہ ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

۲ ۔ صحیح مقابل فرضی کے لئے تو اسقدر بس ہے کہ وہ کتاب جس کی طرف نسبت کی جائے اوس کی ہو اگرچہ

کتنے ہی اغلاط پر مشتمل ہو جن کتابوں کے نام سائل نے لئے اون میں کوئی فرضی نہیں کنز سے قاضیخان تک جتنے نام مذکور ہوئے یہ سب صحیح معنی معتمد بھی ہیں مگر اعتماد کیا حاصل اسکی تفصیل ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ع۳ ۔ اگر کتب مذکورہ بالا سے صحیح ترجمہ کیا جائے اور طرز بیان بھی مقبول و محمود ہو اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ ہو تو وہ گویا اونہیں کتابوں کا وجود ثانی ہوگا یقین تو اعتقادیات میں درکار ہوتا ہے اور قابل عمل وہ مسئلہ جو مفتی بہ ہوتا لاابد میں بھی زیادات ہیں اور مفتاح الجنۃ تو وہابیہ کے ہاتھ میں رہی جس میں بہت کچھ "اصلاح" ہوئی اور بہشتی زیور اغلاط و ضلالت و جہالت و بطالت کا مجموعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۴ ۔ کنز سے قاضیخاں تک جتنی کتابوں کے نام لئے انکی نسبت کوئی حنفی نہیں کہتا کہ ان کے مسائل حنفیہ کے خلاف اور فرضی ہیں تو سوال ہی فرضی ہے مالابد و مفتاح الجنۃ کے بعض زیادات والحاقات کو اگر کسی نے ایسا کہا تو بیجا نہ کہا اور بہشتی زیور لا فی العیر و لا فی النفیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۵ ۔ بہشتی زیور کا حال بالاجمال اوپر گزرا بیشک اوس میں بہت مسائل باطل و ساختہ ہیں وہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اوسے دیکھے یا اپنے گھر میں رکھے مگر عالم جید بغرض ردو ابطال مفتی صاحب کا اوس پر اعتراض بجا ہے اور عوام اوس کے مسائل سے جتنی بھی نفرت کریں اون کے حق میں مصلحت دینیہ ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ اون سے دور بھاگو اور اونہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ (میں) نہ ڈالیں علمائے کرام نے وصیت فرمائی کہ جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ پر تصدیق نہ کرو اگرچہ مسئلہ فی نفسہا صحیح ہو کہ اوس کی تصدیق نگاہ عوام میں وقعت کاتب کی موجب ہوگی۔ وہ یہ سمجھ لیں گے کہ یہ بھی کوئی مفتی ہے پھر اور جو اپنی جہالت سے غلط فتویٰ لکھے گا اوس پر بھی اعتبار کریں گے جب جاہل کے لئے یہ حکم ہے تو چہ جائے مبتدع چہ جائے مرتد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از گونڈل کاٹھیاوار مرسلہ سیٹھ عبدالستار صاحب قادری برکاتی رضوی؛

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

حضرت مولائے مسلمین امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نجف اشرف میں قبر شریف کے اندر پردہ پوش ہیں یا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون نہیں ہوئے اور نجف اشرف میں آپ کی قبر شریف نہیں ہے بر تقدیر ثانی حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیت سے نجف اشرف جانا کیسا ہے۔ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں آرام فرماتے ہیں

الجواب روایات مختلف ہیں یہ بھی روایت آئی کہ نعش مبارک کو مدینہ طیبہ لیجانے کی غرض سے ایک بغلہ پر رکھکر لے چلے اور وہ چھوٹا اور غائب ہوگیا اور منع زیارت کے لئے عدم مزار کا یقین چاہیے اور جواز زیارت کے لئے ایک روایت و احتمال کافی ہے اور یہ لوگ اللہ کے نور ہیں۔

اونہیں جہاں سے پکارو گے فیض پہنچائیں گے۔ حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالٰی علٰی ابیہا الکریم وعلیہا وعلٰی بعلہا وابنیہا وبارک وسلم کے مزار اطہر میں بھی دو روایتیں ہیں بقیع شریف میں اور خاص جوار روضۂ اقدس میں۔ ایک صاحبدل نے مدینہ طیبہ کے ایک عالم سے کہا میں دونوں جگہ جہاں حاضر ہوکر سلام عرض کرتا ہوں انوار پاتا ہوں فرمایا یہ کریم ذاتیں جگہ کی پابند نہیں تمہاری توجہ چاہئے پھر نور باری اون کا کام ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از بنگلور جامع مسجد سید شاہ مرسلہ قاضی عبدالغفار صاحب مورخہ ۱۱ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جو قدمی ھذہ علٰی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنکی تفضیل قرآن واحادیث سے منصوص نہیں ایسے ما ورا متقدمین ومتاخرین سے ان کو فضیلت ہیں اور حضرت شیخ احمد سرہندی کے آخر مکتوبات میں ہے کہ مجدد نائب مناب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہیں اصل منبع فیوض حضرت غوث الثقلین ہیں پس اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث الاعظم ان سب اولیاء سے افضل ہیں اور اون کے بعد خواجہ خواجگان بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ وحضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ سب کے سب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نائب ہیں تو یہ عقیدہ بخیال صوفیہ جائز ہے یا جائز نہیں۔

الجواب۔ عقیدہ وہ چیز ہے جسکا اعتقاد مدار سنیت اور اوس کا انکار بلکہ اوس میں تردد گمراہی وضلالت اس قسم کے امور اون مسائل سے نہیں ہوتے ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور بشہادت اولیا وشہادت سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام مرویات اکابر ائمہ کرام ثابت ہے یہی ہے کہ باستثنا اون کے جنکی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام وبعض اکابر تابعین عظام کہ والذین اتبعوھم باحسان ہیں اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولہذا اولیا وصوفیہ ومشائخ ان الفاظ سے اونکے طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سرداران اولیا ہیں۔ وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانہ میں ہوں جیسے سائر اولیائے عشرہ کہ احیائے موتٰی فرماتے تھے خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی وبایزید بسطامی وسید الطائفہ جنید وابوبکر شبلی وابوسعید خراز اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند وحضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی وحضرت سیدنا بہاؤ الملۃ والدین نقشبند اور ان اکابر کے خلفا ومشائخ وغیرہم قدس اللہ اسرارھم وافاض علینا برکاتھم وانوارھم حضور سرکار غوثیت مدار بلا استثنا ان سب سے اعلٰی واکمل وافضل ہیں اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تا زمانہ سیدنا امام مہدی ہوں گے کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث قطب امامین اوتاد اربعہ بدلائے سبعہ ابدال سبعین نقبا نجبا ہر دورہ کے عظما کبرا سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل ومکمل ہیں ؎

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں + ہر کجا مینگری انجمنے ساختہ اند ۔ یہ چشتی نقشبندی سہروردی
ہر ایک تیری طرف آئل ہے یا غوث + تیری ضو مشتعل ہر انجمن ہے تیری لو شمع ہر محفل ہے یا غوث ۔ شجر سرد
سہی کس کے اوگائے تیرے + معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا ۔ تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا + نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوہ نور + نہیں کس آئینہ کے گھر میں
اوجالا تیرا + فرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر + کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا + کس گلستاں
کو نہیں فصل بہاری سے نیاز + کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا + راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا ۔ یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من و تو
زید و عمر کے چاہے کچھ نہیں ہوتا چاہنا اوس کا ہے جس کے ہاتھ میزان فضل ہے غلبۂ شوق اور چیز ہے
اور ثبوت دلائل اور ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے اجلہ اعاظم کا جس پر اعتماد ہے ایک
تو خود حضور والا کا وہ فرمان واجب الاذعان کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہ حضور والا سے متواتر ہوا
اور اکابر اولیا نے بحکم الٰہی اوسے قبول کیا اور قدم اقدس اپنی گردنوں پر لیا نیز ارشاد اقدس الانس لھم مشائخ
والجن لھم مشائخ والملئکۃ لھم مشائخ وانا شیخ الکل لاتقیسونی باحد ولاتقیسوا علی احدا ۔ آدمیوں
کے لئے شیخ ہیں اور جن کے لئے شیخ ہیں اور فرشتوں کے لئے شیخ ہیں اور میں اون سب کا شیخ ہوں مجھے کسی
پر قیاس کرو نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو رواہ الامام الاوحد ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی
نور الملۃ والدین ابوالحسن قدس سرہ فی بہجۃ الاسرار قال اخبرنا ابو علی الحسن بن نجم الدین الحمزانی
قال اخبرنا الشیخ العارف ابومحمد علی بن عیسٰی الیعقوبی قال سمعت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی
عنہ فذکرہ حضور کے زمانہ اقدس کے دو ولی جلیل حضرت سیدی ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی و حضرت
سیدی ابو عمرو عثمٰن حریفینی قدس اللہ سرہما فرماتے ہیں واللہ ما اظہر اللہ تعالٰی ولا یظہر الی الوجود مثل الشیخ
محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ خدا کی قسم اللہ تعالٰی نے نہ کوئی ولی ظاہر کیا نہ ظاہر کرے مثل
شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے رواہ ایضا فی بہجۃ الاسرار سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام
فرماتے ہیں ما اوصل اللہ تعالٰی ولیا الی مقام الا وکان الشیخ عبدالقادر اعلاہ ولا وھب اللہ المقرب
حالا الا وکان الشیخ عبدالقادر اجلہ وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متأدب معہ الی یوم القیمۃ ۔
اللہ سبحانہ و تعالٰی نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبدالقادر اوس سے اعلٰی رہے اور جس مقرب کو کوئی حال
عطا کیا شیخ عبدالقادر اوس سے بالا رہے اللہ کے جتنے اولیا ہوئے اور جتنے ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر
کا ادب کرتے ہیں ۔ رواہ ایضا فی بہجۃ الاسرار عن الشیخ القدوۃ جمال الدین بن ابی محمد بن عبد البصری
رضی اللہ تعالٰی عنہ عن سیدنا الخضر علیہ الصلاۃ والسلام مشافۃ بلا واسطۃ ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔

مسئلہ - از احمد آباد گجرات دکن محلہ جمالپور مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۱۵ رجب ۱۳۳۶ھ
اخرج محمد بن جریر الطبری عن محمد بن ابراھیم قال کان النبی یأتی قبور الشھداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمن یہ روایت تفسیر ابن جریر میں اور تفسیر درمنثور میں اور تفسیر کبیر میں کس آیت کی تفسیر میں ہے۔

الجواب - درمنثور ج ۴ ص ۵۸ اخرج ابن المنذر وابن مردویۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یأتی احد کل عام فاذا تفوہ الشعب سلم علی قبور الشھداء فقال سلٰم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمن رضی اللہ تعالٰی عنھم۔
ابن جریر ج ۱۳ ص ۸۳ حدثنی المثنی ثنا سوید قال اخبرنا ابن المبارک عن ابراھیم بن محمد عن سھیل بن ابی صالح عن محمد بن ابراھیم قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یأتی قبور الشھداء علی رأس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمن رضی اللہ تعالٰی عنھم۔
تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۹۵ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یأتی قبور الشھداء رأس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا کانوا یفعلون رضی اللہ تعالٰی عنھم۔
نیشاپوری ج ۱۳ ص ۹۳ وروی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یأتی قبور الشھداء علی راس کل حول فیقول سلٰم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ فقط

مسئلہ - از کانپور محلہ ناچ گھر قدیم مرسلہ مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب قادری رضوی برکاتی ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ۔
یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک۔ قبلۂ قبلہ پرستان وکعبۂ ارباب ایقان مدظلہم العالی۔ بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حضور شرف آستانہ۔ الفاظ شکیل وعقیل بمعنی دانا کی صحت وتغلیط سے مطلع فرمائیں۔ جناب جلال لکھنوی آنجہانی کو کمترین نے حسب ذیل تحریر بھیجی تھی ہر دو الفاظ مذکورہ اونکے نزدیک غلط ہیں (شکیل اور عقیل ذوق مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار میں پائے جاتے ہیں۔

نور معنی ہے بہر شکل نتیجہ اوس کا	اللہ اللہ اسے زیبے شکل شہنشاہ شکیل
دانش آموز ہو گر تربیت عام تری	بید مجنوں کو بنا دے ابھی انسان عقیل

غیاث میں ہے عقیل بفتح اول وکسر قاف مرد بزرگ وبسیار دانا وزانو بند شتر ونام برادر ابی طالب کہ دانا تر بود بہ نسبت قریش) اس تحریر کا جواب جناب جلال نے یہ تحریر فرمایا تھا (ذوق نے جو شکیل وعقیل بمعنی دانا باندھا ہے آپکے نزدیک وہ پایۂ اعتبار میں ہوگا میرے نزدیک نہیں اس لئے کہ شکیل وعقیل بمعنی دانا کسی لغت معتبر میں مثل صراح

وقاموس)، کے نہیں نکلتا نہ اساتذہ پارس کے اشعار میں ہے پھر کیونکر میں مان لوں اور صاحب غیاث بھی عقیل کو بمعنی دانا لکھا کریں مگر صاحب غیاث کا ماخذ جو لغت ہیں اون میں سے بھی کسی نے لکھا ہے) فافہم بجید ال جلال۔

الجواب۔ صدہا الفاظ عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی پر مستعمل ہیں اون معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہئے ذوق مرحوم اس زبان کے مسلم اساتذہ سے تھے۔ معترض صاحب کا تخلص جلال ہے لفظ تخلص اس معنی پر کون سے قاموس میں ہے اردو میں جلالی غصہ کو کہتے ہیں جلال آگیا۔ عربی میں اس معنی پر کب ہے بلکہ غصہ بھی عربی میں گلے کا اچھو ہے نہ کہ خشم اس قسم کے الفاظ کی فہرست لکھی جائے تو ایک رسالہ ہو انہیں میں شکیل وعقیل بھی ہیں شکیل بمعنی حسین اور عقیل بمعنی صاحب عقل۔ معترض کا کہنا کہ ذوق نے شکیل وعقیل بمعنی دانا باندھا محض نادانی ہے شکیل بمعنی دانا شعر ذوق میں کہاں سے سمجھا بلکہ عقیل ودانا میں بھی عقیل دانا کے نزدیک فرق ہے عقل وعلم شئے واحد نہیں علمہ اکبر من عقلہ مشہور ہے جہاں تک میرے کان کا سنا ہوا ہے معترض کا مذہب شیعی تھا ایسی حالت میں جناب اور قربانیہ چاہئے والسلام مع الکرام واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از فقیر محمد مہدی حسن قادری مبارکی ۱۹ رمضان ۱۳۳۶ھ

اس طرف دیوبندیوں کے امام در باطن بلکہ بعض مقام پر کھلے بند مولوی محمد علی کانپوری سابق ناظم ہیں جو خود بڑا صوفی کہلاتے ہیں ایک شخص ایک صاحب دل پیر طریقت کا مرید تھا دیوبندیوں یعنی ناظم صاحب کی ذریات نے ان کے پیر کو فاتحہ قیام کیوجہ سے بدعتی بناکر دوبارہ بیعت مولوی محمد علی سے کرادیا مگر جب آپ حضرات کے نام لیواؤں نے اوس مرید کو سمجھایا کہ دوبارہ مرید ہونا پیر طریقت سے پھر جانا گناہ ہے اس پر اوس نے اول پیر کے پاس جاکر توبہ کی تو دیوبندیوں اور ناظم صاحب کی ذریات نے یہ فساد مچایا کہ اب وہ مرید مسلمان نہ رہا۔ کیونکہ محمد علی کے ایسے شخص سے مرید ہو کر پھر اول کے پاس چلا گیا۔ تو درحقیقت کیا ہے۔ مکرر یہ کہ مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ کس عقیدہ کے بزرگ ہیں۔ حضور جواب جلد مرحمت فرمائیں۔ والسلام

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

پیر طریقت جامع الشرائط صحت بیعت سے بلا وجہ شرعی انحراف ارتداد طریقت ہے اور شرعاً معصیت کہ بلا وجہ ایذا واحتقار مسلم ہے اور وہ دونوں حرام۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ اور فرماتا ہے والذین یؤذون المومنین والمومنت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔ خصوصاً اس بنا پر پھرنا کہ پیر قیام وفاتحہ کرتے ہیں یہ نری معصیت ہی نہیں بلکہ یہ پھرنا بربنائے قبول شیطنت وہابیہ خبثا ہے تو اس پھرنے والے کے دین کی بھی خیر نہ تھی۔

اس پر فرض تھا کہ اس پھرنے سے پھرے اور وہ جدید بیعت جو بربنائے اثم وہابیت ہے فسخ کرے۔
وہ کہ تائب ہوا اور ارتداد طریقت ومعصیت وضلالت سے باز آیا بہت اچھا فعل مستحسن بوجہ اول اور فرض بوجہ
دوم بجالایا اس پر جو لوگ یہ دند مچاتے ہیں کہ وہ مسلمان نہ رہا جھوٹے کذاب ہیں اور بلاوجہ مسلمان کی تکفیر کرتے
ہیں وہ خود اپنے اسلام کی خیر منائیں اگر وہابی یا اونکے رفیق نہیں ورنہ وہابیہ اور اونکے رفقا وامثالہم خود ہی اسلام
سے خارج ہیں ہاں جو بہمہ وجوہ مسلمان ہو اوسے تکفیر مسلم سے خوف لازم ہے اور ایسی جگہ فقہ اوس پر تجدید اسلام
وتجدید نکاح کی حاکم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں فقد باء بھا احدھما اور اس بارے میں اقوال فقہاء
کرام کی تفصیل وتحقیق ہماری کتاب الکوکبۃ الشہابیہ اور النہی الاکید وفتاوی رضویہ میں ہے۔ رہا سوال دوم یعنی سابق
ناظم ندوہ کے عقیدے سے استفسار ایام نظامت میں ان صاحب کے اقوال ضلال اور حمایت کفار وتعظیم مرتدین
وبدخواہی اسلام ومسلمین واضح وآشکار اور حرمین شریفین کے مبارک فتاوی مسمی بہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین
سے طشت از بام ہوچکے تھے اب الحکم الذنب یجر الذنب والمرأ مع من احب دیوبندیوں سے اونکا اتحاد مسموع
ہوا بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ علمائے اہلسنت کے مقابلہ پر آنا اور حسب عادت ضعف الطالب والمطلوب مولی وشیر
سب کا فرار فرمانا یہ اگرہے تو چیز دیگر ہے اور اس کا امتحان بفضلہ تعالی علمائے کرام حرمین شریفین کے دوسرے
فتاوی مبارکہ مسمی بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین نے بہت آسان کردیا یہ فتوی پیش کیجیے جو صاحب
بکشادہ پیشانی ارشاد علمائے حرمین شریفین کو کہ عین اصل اصول ایمان کے بارے میں ہے اور جس کا خلاف
کفر ہے قبول کریں فبہا ورنہ خود ہی کھل جائے گا کہ منہم ہیں اور پھر وہی فتوائے مبارکہ حرمین طیبین بتادے گا کہ
من شك فی کفرہ فقد کفر یعنی گنگوہی وتھانوی وامثالہما واذنابہما کے اون کفروں پر مطلع ہوکر جو اون کے
کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ ہے وہ امر حق کہ بعد سوال
حفظ دین عوام اہل اسلام کے لئے جسکا اظہار ہم پر فرض تھا جسکا عہد ہم سے قرآن عظیم وحدیث نبی کریم علیہ و
علی آلہ الصلوۃ والتسلیم نے لیا ورنہ ناظم صاحب ہمارے قدیم عنایت فرما ہیں اور دین ومذہب سے جدا کرکے
ہم اونہیں ایک معقول آدمی جانتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ از محمد ابراہیم موضع گردھر پور ڈاکخانہ رچھا ضلع بریلی۔

ایک شخص نجابت خاں جاہل اور بدعقیدہ ہے اور سود خوار بھی ہے نماز روزہ خیرات وغیرہ کرنا بیکار محض سمجھتا ہے،
اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانان واہل ہنود میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح کو اسکی منحوس صورت
دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ دقت اور پریشانی اٹھانی پڑیگی
اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہوجانے کا وثوق ہو لیکن انکا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ اور
پریشانی ہوگی چنانچہ ان لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وے لوگ برابر

اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنے پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چندے توقف کر کے یہ معلوم کر کے کہ وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طرز عمل کیسا ہے کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں۔

الجواب۔ شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے شریعت میں حکم ہے اذا تطیرتم فامضوا جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے مسلمان کو ایسی جگہ چاہئے کہ اللّٰھم لا طیر الا طیرك ولا خیر الا خیرك ولا الٰہ غیرك پڑھ لے اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے ہرگز نہ رکے نہ واپس آئے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از ضلع خاندیش پچھم بھاگ تعلقہ ڈاکخانہ لگر مندا سوستان کاٹھی مقام علاکوا مرسلہ محمد اسمٰعیل ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ۔

حضرت پیران پیر دستگیر کے گیارہ نام کیا کیا ہیں۔

الجواب۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اسماء شریفہ یہ ہیں: سید محی الدین سلطان محی الدین قطب محی الدین خواجہ محی الدین مخدوم محی الدین ولی محی الدین بادشاہ محی الدین شیخ محی الدین مولٰنا محی الدین غوث محی الدین خلیل محی الدین۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از مقام کاٹھیاوار ترسالی احمد داد صاحب۔ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ

یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے خواب دیکھا کہ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب ضعیف ہوا جاتا ہے لہذا تم میرے مذہب میں آنے سے میرے مذہب کو تقویت ہو جائیگی اس لئے حضرت غوث پاک حنفی سے حنبلی ہو گئے۔

الجواب۔ یہ روایت صحیح نہیں حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبرٰی تک پہنچکر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اوس کے مطابق فتوی دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اوس کی تقویت فرمائی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ "طرد الافاعی عن حمی ہادٍ رفع الرفاعی"

۱۳۳۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ۔ از بڑودہ ملک گجرات محلہ راجپورہ متصل مانڈوی مرسلہ میاں محمد عثمان ولد عبدالقادر ۲۶ شوال ۱۳۳۶ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جناب قطب الاقطاب غوث الثقلین میران محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اپنے وقت میں غوث یا قطب الاقطاب نہیں تھے بلکہ سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب اور غوث الثقلین تھے اور جناب سید عبدالقادر جیلانی نے جناب سید احمد کبیر رفاعی سے مدینہ منورہ میں چند اولیاء کے ہمراہ بیعت کی ہے یہ بیعت اسوقت ہوئی کہ جب سید احمد کبیر رفاعی کے لئے مزار انور سے دست مبارک نکلا تھا اور اکثر عرب میں سید عبدالقادر جیلانی کو مرتومۂ بالا صفتوں سے کوئی نہیں مانتا ہاں سید احمد کبیر رفاعی کو مانتے ہیں۔ عمرو کہتا ہے کہ سیدنا احمد کبیر رفاعی کی ولایت اور قطبیت میں ہمیں بالکل کلام نہیں مگر ان کی تفضیل سیدنا جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ پر نہیں ہوسکتی اور مدینہ منورہ کی بیعت کا کسی جگہ ثبوت نہیں ملتا اور اکثر عرب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی بہت قدر و منزلت کرتے ہیں اور قطب الاقطاب غوث الثقلین کی صفتیں حضرت پیران پیر صاحب ہی پر برتی جاتی ہیں۔

اس مضمون پر بڑودہ میں خفیہ بحثیں ہوا کرتی ہیں زید کے پیر مرحوم بڑودہ کے رفاعی خاندان کے سجادہ نشین تھے چند روز ہوئے انتقال ہوگیا ہے یہ اونہیں کی تحریک و تحریص کا نتیجہ ہے۔ ہم مستفسر نیچے دستخط کرنے والے نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ سید احمد کبیر اور سید عبدالقادر میں قطب الاقطاب اور غوث اعظم کون ہے۔ اور علمائے باسلف و حال کس کو مانتے ہیں۔ دوسرے مدینہ منورہ کی بیعت کا اور غوث پاک کی نسبت عقائد اہل عرب کا دافی وکافی ثبوت کتب معتبرہ سے تحریر فرماکر مرہون منت فرمائیں آپ کے فتوے کے آنے کے بعد انشاء اللہ اندرونی نقیض کا بہت سہولت سے فیصلہ ہوجائیگا اور یہ ابتدائی مواد بڑھکر مرض مہلک تک نہ پہنچے گا۔ محمد عثمن ولد عبدالقادر بقلم خود۔ منشی سید قطب الدین۔ عظیم الدین بقلم خود۔ چھوٹے خاں۔ امام خاں بقلم خود۔ ننھے بھائی رسول بھائی دستخط خود۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

الجواب۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے قل ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء تم فرمادو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اس آیۂ کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہوئیں ایک یہ کہ مقبولانِ بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بنائے کہ فضل تو اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی افضلیت ثابت ہو تو اس میں اپنے نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہا کو اصلا دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباو اساتذہ ومشائخ کو اوروں سے افضل کرہی لیں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضول کیا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اوس سے ہوں۔ یہ اسلامی شان ہے مسلمانوں کو اسی پر عمل چاہئے۔ اکابر خود رضائے الٰہی میں فنا تھے جسے اللہ عزوجل نے اون سے افضل کیا کیا وہ اس پر خوش ہوں گے کہ ہمارے متوسل ہمیں اوس سے افضل بتائیں۔ حاش للہ وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضبناک ہونگے تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ عزوجل کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے حضرت عظیم البرکۃ سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدسنا اللہ بسرہ الکریم بیشک اکابر اولیا و اعاظم محبوبان خدا سے ہیں امام اجل اوحد سیدی ابوالحسن علی بن یوسف نور الملۃ والدین لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ من اعیان مشائخ العراق واجلاء العارفین وعظماء المحققین وصدار المقربین صاحب المقامات العلیۃ والجلالۃ العظیمۃ والکرامات الجلیلۃ والاحوال السنیۃ والافعال الخارقۃ والانفاس الصادقۃ صاحب الفتح الموتق والکشف المشرق والقلب الانور والسر الاطہر والقدر الاکبر یعنی حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سردارانِ مشائخ واکابر عارفین واعاظم محققین وافسران مقربین سے ہیں جنکے مقامات بلند اور عظمت رفیع اور کرامتیں جلیل اور احوال روشن اور افعال خارق عادات اور انفاس سچے عجیب فتح اور چمکا دینے والے کشف اور نہایت نورانی دل اور ظاہر تر سر اور بزرگ تر مرتبہ والے۔ یونہی دو ورق میں اوس جناب رفعت قباب کے مراتب عالیہ ومناقب سامیہ وکرامات بدیعہ وفضائل رفیعہ ذکر فرماتے ہیں۔ حضرت ممدوح قدس سرہ الشریف کا روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا ؎

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلہا تقبل الارض عنی وھی نائبتی

وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی

زمانہ دوری میں میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا۔ وہ میری طرف سے زمین بوسی کرتی۔ اب جسم کی نوبت ہے کہ حاضر بارگاہ ہے حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی

علیہ وسلم کا دست مبارک روضۂ انور سے باہر کرنا اور حضرت احمد رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے۔ تنویر الملک بر ویۃ النبی والملک للامام الجلیل السیوطی میں ہے لما وقف سیدی احمد الرفاعی تجاہ الحجرۃ الشریفۃ قال ؎ فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا + تقبل الارض عنی وھی نائبتی وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت + فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی ÷ فخرجت الیہ الید الشریفۃ فقبلھا۔ اور بعینہٖ یہی کرامت جلیلہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے بھی مذکور و مزبور ہے۔ کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر میں ہے ذکر وا ان الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جاء مرۃ الی المدینۃ المنورۃ وقرأ بقرب الحجرۃ الشریفۃ ھذین البیتین (فذکرھما کما مر وقال) فظھرت یدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصافحھا وقبلھا ووضعھا علی رأسہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ یعنی راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینہ نور بار ہوکر روضۂ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔ اور تعدد سے کوئی مانع نہیں حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج ۵۰۹ھ پانسو نو میں فرمایا ہے جب عمر شریف اڑتیس سال تھی حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سفر میں ہمرکاب تھے حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ اس وقت ام عبیدہ میں خورد سال تھے حضرت کو گیارھواں سال تھا[1]۔ ممکن کہ اسبار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش جاہ میں عرض کئے اور ظہور دست اقدس و بوسہ و مصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کئے اور سرکار کرم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔ بہرحال اس پر وہ فقرہ تراشیدہ کہ اس وقت حضور قطب العالمین غوث العارفین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی کذب محض و افتراء خالص و دروغ بےفروغ ہے اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین و آسمان ہل جائیں قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ٥ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ فان لم یاتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکذبون ٥ پھر جب وہ گواہان عادل نہ لاسکے تو جو ایسا دعوی کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں وقد خاب من افتری ٥ خائب و خاسر ہوا جس نے افترا باندھا۔ حضرت رفیع رفاعی کی

---

[1] ابن خلکان کی روایت میں چند مہینے ہی کے تھے زیادہ سے زیادہ۔ یا ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ حیث قال احمد بن ابی الحسن المعروف بابن الرفاعی توفی یوم الخمیس الثانی والعشرین من جمادی الاولی سنۃ ثمان وسبعین وخمسمائۃ بام عبیدۃ وھو فی عشر السبعین رحمہ اللہ تعالٰی۔ مگر روایت بہجۃ الاسرار شریف عنقریب آتی ہے اس پر ۵۰۹ھ میں سات آٹھ برس کے ہوں گے انتہا درجہ دس سال کے۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ

قطبیت سے کسے انکار ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وصال اقدس کے بعد حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ قطب ہوئے اور سرکار غوثیت کی عطا سے حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے مرتبہ قطبیت پر فائز ہوئے حضرت علی بن ہیتی کا وصال وصال اقدس سرکار غوثیت سے تین سال بعد ۵۶۴ھ میں ہے پھر حضرت سید رفاعی قطب ہوئے اور ۵۷۸ھ میں وصال ہوا۔ بہجۃ مبارکہ میں ہے الشیخ علی بن الهیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ احد من یذکر عنہ القطبیۃ سکن بلدۃ من اعمال نہر الملک الی ان مات بہا سنۃ اربع وستین وخمسمأۃ اوسی میں ہے الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی احد من تذکر عنہ القطبیۃ سکن بام عبیدۃ قریۃ بارض البطائح الی ان مات بہا فی سنۃ ثمان وسبعین وخمسمائۃ وقد ناھز الثمانین۔ اوسی میں ہے حضرت شیخ جاگیر مرید جلیل تاج العارفین ابو الوفا نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی رفعت شان و بے مثلی بیان کرکے فرمایا منہ انتقلت القطبیۃ الی سیدی علی بن الهیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ اوسی میں ہے اخبرنا الشیخ الشریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم العلوی الحسنی قال اخبرنا الشیخ العارف ابو الخیر محمد بن محفوظ قال کنت انا (وفلان وفلان عد عشرۃ انفس من طالبی الاخرۃ وثلثۃ من اہل الدنیا) حاضرین عند شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال لیطلب کل منکم حاجۃ اعطیہا لہ (فذکروا حوائجھم منہا قال الشیخ خلیل بن الصرصری اریدانی لا اموت حتی انال مقام القطبیۃ قال) فقال الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کلا نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا قال فواللہ لقد نالوا کلہم ما طلبوا۔ یعنی ایک روز عارف باللہ ابو الخیر محمد بن محفوظ اور دس حضرات اور طالبان آخرت اور تین شخص طالبان وزارت وغیرہا مناصب دنیا حاضر بارگاہ عالم پناہ سرکار غوثیت تھے حضور نے ارشاد فرمایا ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے میں اوسے عطا فرماؤں سب نے اپنی اپنی دینی و دنیوی مرادیں عرض کیں۔ ان میں شیخ خلیل صرصری کی غرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبہ قطبیت پاؤں حضور نے فرمایا ہم انکی اور انکی سبکی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں"۔ عارف موصوف فرماتے ہیں خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا۔ اوسی میں حضرت سیدی ابو عمرو عثمٰن بن یوسف و حضرت علی بن سلیمٰن خباز و حضرت ابو الغیث ابن جمیل یمنی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے کہ اون سب نے فرمایا قطب الشیخ خلیل الصرصری رحمہ اللہ تعالٰی قبل موتہ بسبعۃ ایام۔ حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کئے گئے۔ یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر و ہر لشکر میں ہیں شک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسر و سرور ہے کہ وہ تمام اولیائے دورہ کا سردار ہوتا ہے تو اس معنی پر ہر قطب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے بلکہ غوث کے نیچے جو عہدہ داران تمام اصحاب خدمت کا افسر ہو،

بایںمعنی قطب الاقطاب ہے مگر قطب الاقطاب بمعنی اول یعنی غوث الاغواث کہ دوروں کے غوثوں کا غوث ہو غوثوں کو غوثیت اوسکی عطا سے ملتی ہو اور غوث اپنے اپنے دورے میں اوسکی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضور پر نور محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والدین ابومحمد ولی الاولیاء امام الافراد غوث الاغواث غوث الثقلین غوث الکل غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور تاظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ یہ مرتبہ عظمی آپ ہی سرکار غوثیت بار کے لئے رہیگا۔ حضرت رفاعی اور اونکے امثال قبل وبعد کے قطبوں کو حضور پر تفضیل دینی ہوس باطل ونقصان دینی ہے والعیاذ باللہ تعالی۔ اسکے بیان کو ہم چند احادیث مرفوعۃ الاسانید امام اجل اوحد سیدی نور الملۃ والدین ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ الشریف کی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار معدن الانوار سے ذکر کرتے ہیں اور اس سے پہلے اتنا واضح کردیں کہ یہ امام جلیل صرف دو واسطہ سے حضور سرکار غوثیت کے مستفیضین بارگاہ میں ہیں ان کو محدث جلیل القدر ابوبکر محمد ابن امام حافظ تقی الدین انماطی سے تلمذ ہے اون کو امام اجل شہیر علامہ موفق الدین ابن قدامہ مقدسی سے انکو حضور قطب الاقطاب غوث الاغواث غوث الثقلین غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے نیز انکو امام قاضی القضاۃ محمد ابن امام ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی سے اونکو امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن منصور نقیب السادات سے اونکو حضور سید السادات سے نیز انکو شیخ جنید ابومحمد حسن بن علی لخمی سے انکو ابوالعباس احمد بن علی دمشقی سے اونکو سرکار غوثیت سے نیز انکو امام صفی الدین خلیل بن ابی بکر مراغی وامام عبدالواحد بن علی بن احمد قرشی سے ان دونوں کو امام اجل ابونصر موسی سے اونکو اپنے والد ماجد حضور سیدنا غوث اعظم سے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور ان کے سوا اور بہت طرق سے ان امام جلیل کی سند حضور تک ثنائی یعنی صرف دو واسطہ سے ہے۔ ۷۱۳ھ میں انکا وصال شریف ہے اکابر اجلاء نے انہیں امام مانا یہاں تک کہ امام فن رجال شمس ذہبی نے باآنکہ **اولاً** اونکی نگاہ دربارۂ رجال کس درجہ بلند و دشوار پسند واقع ہوئی ہے **ثانیاً** اونہیں حضرات صوفیہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور اون کے علوم الہیہ سے بہت کم عقیدت بلکہ تقریبًا بالکلیہ مجانبت ہے۔ **ثالثاً** اشاعرہ کے ساتھ اون کا برتاؤ معلوم ہے خود اونکے تلمیذ اجل امام تاج الدین سبکی ابن امام اجل برکۃ الانام تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی قدس سرہما نے تصریح فرمائی کہ شیخنا الذھبی اذا مر باشعری لایبقی ولایذر ہمارے استاد ذہبی جب کسی اشعری پر گذرتے ہیں تو لگی نہیں رکھتے کچھ باقی نہیں چھوڑتے اور امام اجل صاحب بہجہ اشعری ہی ہیں۔ **رابعاً** معاصرت دلیل منافرت ہے اور ذہبی ان امام جلیل کے زمانے میں تھے انکی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے ہیں بااینہمہ اونکے مداح ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں اونکو الامام الاوحد کے لفظ سے یاد فرمایا یعنی امام یکتا امام الشان ذہبی کے یہ دو لفظ تمام مدائح ومدارج توثیق وتعدیل واعتماد وتعویل کو جامع ہیں فرماتے ہیں علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد المقری نورالدین

شیخ القراء بالدیار المصریۃ ابوالحسن اصلہ من الشام ومولدہ بالقاھرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء والتدریس بالجامع الازھر وقد حضرت مجلس اقرائہ واستانست بسمتہ وسکوتہ۔ علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا صاحب تعلیم فرقان حمید تمام بلاد مصر میں شیخ القراء ابوالحسن کنیت اُنکی اصل شام سے اور ولادت قاہرہ میں ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں درس وتعلیم کی صدارت فرمائی میں اونکی مجلس درس میں حاضر ہوا اور اُنکی روش وخاموشی سے انس پایا۔ امام جلیل عبداللہ بن اسعد یافعی قدس سرہ الشریف مرأۃ الجنان میں فرماتے ہیں اما کراماتہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فخارجۃ عن الحصر وقد ذکرت شیئا منھا فی کتاب نشر المحاسن وقد اخبرنی من ادرکت من اعلام الائمۃ الاکابر ان کراماتہ تواترا وقرب من التواتر ومعلوم بالاتفاق انہ لم یظھر ظھور کراماتہ لغیرہ من شیوخ الآفاق وھا انا اقتص من ھذا الکتاب علی واحدۃ منھا وھی ماروی الشیخ الامام الفقیہ المقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافعی اللخمی فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندہ من خمس طرق عن جماعۃ من الشیوخ الجلۃ اعلام الھدی العارفین قالہ جاءت امرأۃ بولدھا الحدیث۔ یعنی حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں لاجرم ہیں سے کچھ ہم نے اپنی کتاب نشر المحاسن میں ذکر کیں اور جتنے مشاہیر اکابر اماموں کے وقت میں نے پائے سب نے مجھے یہی خبر دی کہ سرکار غوثیت کی کرامات متواتر یا قریب تواتر ہیں اور بالاتفاق ثابت ہے کہ تمام جہان کے اولیاء میں کسی سے ایسی کرامتیں ظاہر نہ ہوئیں جیسی حضور پرنور سے ظہور میں آئیں اس کتاب میں میں اون میں سے صرف ایک ذکر کرتا ہوں وہ جسے روایت کیا شیخ امام فقیہ مقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد شافعی لخمی نے مناقب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ (کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف) میں اپنی پانچ سندوں سے عظیم اولیاء ہدایت کے نشانوں عارفین باللہ کی ایک جماعت (یعنی سیدی عمر کیمانی وسیدی عمر بزار وسیدی ابوالسعود مدلل وسیدی ابوالعباس احمد صرصری وامام اجل سیدنا تاج الملۃ والدین ابوبکر عبدالرزاق وسیدی امام ابوعبداللہ محمد بن ابی المعالی بن قائد اوانی رضی اللہ تعالٰی عنہم) وقد خرجت عن حقی فیہ للہ عزوجل ولک سے کہ ایک بی بی اپنا بیٹا خدمت اقدس سرکار غوثیت میں چھوڑ گئیں کہ اسکا دل حضور سے گرویدہ ہے میں اللہ کے لئے اور حضور کے لئے اس پر اپنے حقوق سے درگزری حضور نے اوسے قبول فرماکر مجاہدے پر لگا دیا ایک روز اُنکی ماں آئیں دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت زار نزار زرد رنگ ہوگیا ہے اور اوسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں دیکھا حضور کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور نے تناول فرمایا ہے۔ عرض کی اے میرے مولٰی حضور تو مرغ کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی۔ یہ سنکر حضور پرنور نے اپنا دست اقدس اون ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام وھی رمیم جی اوٹھ اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو جلائیگا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً

زندہ صحیح سالم کھڑی ہوکر آواز کرنے لگی۔ حضور اقدس نے فرمایا جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تو جو چاہے کھائے۔ اور انہیں سب ائمہ عارفین نے فرمایا کہ ایک بار حضور کی مجلس وعظ پر ایک چیل چلاتی ہوئی گزری اوسکی آواز سے حاضرین کے دل مشوش ہوئے حضور نے ہوا کو حکم دیا اس چیل کا سر لے فوراً چیل ایک طرف گری اور اسکا سر دوسری طرف۔ پھر حضور نے کرسی وعظ سے اوتر کر اوس چیل کو اوٹھا کر اوس پر دست اقدس پھیرا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا فوراً وہ چیل زندہ ہوکر سب کے سامنے اوڑتی چلی گئی ؎ قادرا قدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی ٭ مردہ را جانے دہی وزندہ را بیجاں کنی۔ **امام محدث** شیخ القراء شمس الملۃ والدین ابوالخیر محمد محمد محمد ابن الجزری رحمہ اللہ تعالٰی کتاب نہایۃ الدرایات فی اسماء رجال القراءت میں فرماتے ہیں "علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نور الدین ابو الحسن اللخمی الشطنوفی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریۃ ولد بالقاھرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازھر وتکاثر علیہ الناس لاجل الفوائد والتحقیق وبلغنی انہ عمل علی الشاطبیۃ شرحا فلوکان ظھر لکان من اجود شروحھا ولہ تعالیق مفیدۃ قال الذھبی وکان ذا غرام بالشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ جمع اخبارہ ومناقبہ فی ثلاث مجلدات قلت وھذا الکتاب موجود بالقاھرۃ بوقف الخانقاہ الصلاحیۃ واخبرنی بہ واجازۃ شیخنا الحافظ محی الدین عبدالقادر الحنفی وغیرہ توفی یوم السبت اوان الظھر ودفن یوم الاحد العشرین من ذی الحجۃ سنۃ ثلاث عشرۃ وسبعمائۃ رحمہ اللہ تعالٰی" یعنی "علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نور الدین ابوالحسن لخمی شطنوفی شافعی **استاد محقق بارع** یعنی ایسے جلیل فضائل والے کہ اونہیں دیکھکر آدمی حیرت میں رہ جائے۔ تمام بلاد مصر کے شیخ ۶۴۴ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند درس پر جلوس فرمایا اور اونکے فوائد و تحقیق کے باعث لوگوں کا اونپر ہجوم ہوا اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ شاطبیہ مبارکہ پر اونکی شرح ہے اگر یہ شرح ملتی تو اوسکی سب شرحوں سے بہترین شروح میں ہوتی۔ اون کے حواشی فائدہ بخش ہیں۔ ذہبی نے کہا اونکو سرکار غوثیت سے عشق تھا حضور کے حالات و کمالات تین مجلد میں جمع کئے ہیں۔ میں شمس جزری فرماتا ہوں کہ یہ کتاب قاہرہ میں خانقاہ حضرت صلاح الدین انار اللہ برہانہ کے وقف میں موجود ہے۔ ہمارے استاذ حافظ الحدیث محی الدین عبدالقادر حنفی وغیرہ استاذوں نے ہمیں اس کتاب کی روایات کی خبر دی مضامین کی اجازت دی۔ حضرت مصنف کتاب ممدوح کا روز شنبہ وقت ظہر وصال ہوا اور روز یکشنبہ بستم ذالحجہ ۷۱۳ھ کو دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ"۔ امام عمر بن عبدالوہاب فرضی حلبی نے اپنے نسخہ کتاب مبارک بہجۃ الاسرار شریف پر لکھا "قد تتبعتہا فلم اجد فیہا نقلا الا ولہ فیہ متابعون وغالب ما اوردہ فیہا نقلہ الیافعی فی اسنی المفاخر وفی نشر المحاسن و روض[1] الریاحین وشمس الدین

---

[1] یرید تکملۃ ۱۲ منہ غفرلہ

الزکی الحلبی ایضا فی کتاب الاشراف واعظم شیئ نقل عنہ انہ احیی الموتی کاحیائہ الدجاجۃ ولعمری ان ہذہ القصۃ نقلھا تاج الدین السبکی ونقل ایضا عن ابن الرفاعی وغیرہ وانی لغبی جاھل حاسد ضیع عمرہ فی فہم ما فی السطور وقنع بذلک عن تزکیۃ النفس واقبالہما علی اللہ سبحنہ وتعالی ان یفہم ما یعطی اللہ سبحنہ وتعالی اولیاءہ من التصریف فی الدنیا والاٰخرۃ ولہذا قال الجنید التصدیق بطریقتنا ولایۃ۔ یعنی بیشک میں نے اس کتاب بہجۃ الاسرار شریف کو اول تا آخر جانچا تو اس میں کوئی روایت ایسی نہ پائی جسے اور متعدد اصحاب نے روایت نہ کیا ہو اور اس کی اکثر روایتیں امام یافعی نے اسنی المفاخر ونشر المحاسن وروض الریاحین میں نقل کیں۔ یونہی شمس الدین زکی حلبی نے کتاب الاشراف میں۔ اور سب سے بڑی چیز جو بہجہ شریفہ میں نقل کی حضور کا مردے جلانا ہے جیسے وہ مرغ زندہ فرمایا اور مجھے اپنی جان کی قسم یہ روایت امام تاج الدین سبکی نے بھی نقل کی اور یہ کرامت ابن الرفاعی وغیرہ اولیا سے بھی منقول ہوئی اور کہاں یہ منصب کسی غبی جاہل حاسد کو جس نے اپنی عمر تحریر سطور کے سمجھنے میں کھوئی اور تزکیہ نفس وتوجہ الی اللہ چھوڑ کر اسی پر بس کی کہ اسے سمجھ سکے جو کچھ تصرفوں کی قدرت اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کو دنیا وآخرت میں عطا فرماتا ہے اسی لئے سیدنا جنید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہمارے طریقے کا سچ ماننا ولایت ہے۔" **اقول** بحمد اللہ تعالٰی یہ تصدیق ہے امام مصنف قدس سرہ کے اس ارشاد کی کہ خطبہ بہجہ کریمہ میں فرمایا کہ لخصتہ کتابا مفردا مرفوع الاسانید معتمدا فیہا علی الصحۃ دون الشذوذ۔ یعنی میں نے اسے کتاب یکتا کرکے مہذب و منقح فرمایا اور اس کی سندیں منتہے تک پہنچائیں جن میں خاص اس صحت پر اعتماد کیا کہ شذوذ سے منزہ ہو یعنی خالص صحیح ومشہور روایات لیں جن میں نہ ضعیف ہے نہ غریب وشاذ والحمد للہ رب العالمین۔ امام **خاتم الحفاظ** جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں فرماتے ہیں علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد نور الدین ابو الحسن شیخ الاقراء بالدیار المصریۃ ولد بالقاہرۃ سنۃ اربع اربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازہر وتکاثر علیہ الطلبۃ مات فی ذی الحجۃ سنۃ ثلاث عشرۃ وسبعمائۃ۔" علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا نور الدین ابو الحسن دیار مصر میں شیخ القراء۔ قاہرہ میں ۶۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند تدریس پر جلوس فرمایا طلبہ کا اُن پر ہجوم ہوا ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں انتقال فرمایا۔"
شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی زبدۃ الاسرار میں فرماتے ہیں بھجۃ الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقری الاوحد البارع نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی بینہ وبین الشیخ واسطتان۔ بہجۃ الاسرار تصنیف شیخ امام اجل فقیہ عالم مقری یکتا بارع نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی لخمی اُن میں اور حضور سیدنا غوث اعظم

رضی اللہ تعالٰی عنہ میں دو واسطے ہیں"۔ نیز اپنے رسالہ صلاۃ الاسرار میں فرماتے ہیں "کتاب عزیز بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار معتبر ومقرر ومشہور ومذکور ست ومصنف آں کتاب از مشاہیر مشائخ وعلماست میان وے وحضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ دو واسطہ است ومقدم است بر امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہ ایشاں نیز از منتسبان سلسلہ ومحبان جناب غوث الاعظم اند"۔ اوسی میں ہے "ایں فقیر در مکہ معظمہ بود در خدمت شیخ اجل اکرم اعدل شیخ عبدالوہاب متقی کہ مرید امام ہمام حضرت شیخ علی متقی قدس اللہ سرہما بودند فرمودند بہجۃ الاسرار کتاب معتبر ست ما نزدیک ایں زمان مقابلہ کردہ ایم وعادت شریف چناں بود کہ اگر کتابے مفید ونافع باشد مقابلہ می کردند وتصحیح می نمودند دریں وقت کہ فقیر رسید بمقابلۂ بہجۃ الاسرار مشغول بودند" الحمدللہ ان عبارات ائمہ واکابر سے واضح ہوا کہ امام ابوالحسن علی نور الدین مصنف کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار **امام اجل امام یکتا محقق بارع فقیہ شیخ القراء منجملہ مشاہیر مشائخ وعلما** ہیں اور یہ کتاب مستطاب معتبر ومعتمد کہ اکابر ائمہ نے اوس سے استناد کیا اور کتب حدیث کی طرح اوسکی اجازتیں لیں دیں۔ کتب مناقب سرکار غوثیت میں باعتبار علوِ اسانید اسکا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں موطائے امام مالک کا۔ اور کتب مناقب اولیا میں باعتبار صحت اسانید اسکا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں صحیح بخاری کا بلکہ صحاح میں بعض شاذ بھی ہوتی ہیں اور اسمیں کوئی حدیث شاذ بھی نہیں امام بخاری نے صرف صحت کا التزام کیا اور ان امام جلیل نے صحت وعدم شذوذ دونوں کا اور بشہادت علامہ عمر حلبی وہ التزام تام ہوا کہ اوسکی ہر حدیث کے لئے متعدد متابع موجود ہیں۔ والحمدللہ رب العالمین ایسے امام اجل اوحد نے ایسی کتاب جلیل معتمد میں جو احادیث صحیحہ اس باب میں روایت فرمائی ہیں یہاں عدد مبارک قادریت سے تبرک کے لئے اون میں سے گیارہ حدیثیں ذکر کرکے باذنہ تعالٰی برکات دارین لیں۔ وباللہ التوفیق۔ **حدیث اول** قال رضی اللہ تعالٰی عنہ **حدثنا** ابومحمد سالم بن علی الدمیاطی قال اخبرنا الاشیاخ الصلحاء قدوۃ العراق الشیخ ابوطاھر بن احمد الصرصری والشیخ ابوالحسن الخفاف البغدادی والشیخ ابوحفص عمر البریدی والشیخ ابوالقاسم عمر البردانی والشیخ ابوالولید زید بن سعید والشیخ ابوعمرو عثمٰن بن سلیمن قالوا اخبرنا الشیخان ابوالفرج عبدالرحیم وابوالحسن علی ابنا اخت الشیخ القدوۃ احمد الرفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ قالا کنا عند شیخنا الشیخ احمد بن الرفاعی بزاویتہ بام عبیدۃ فمد عنقہ وقال علی رقبتی فسألناہ عن ذلك فقال قد قال الشیخ عبدالقادر الآن ببغداد قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ **ترجمہ**: ہم سے ابومحمد سالم بن علی دمیاطی نے حدیث بیان کی کہا ہم کو چھ مشائخ کرام پیشوایان عراق حضرت ابوطاہر صرصری وابوالحسن خفاف وابوحفص بریدی وابوالقاسم عمر وابوالولید زید وابوعمرو عثمان بن سلیمان نے خبر دی ان سب نے فرمایا کہ ہم کو حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دونوں بھانجوں حضرت ابوالفرج عبدالرحیم وابوالحسن علی نے خبر دی کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس اونکی خانقاہ مبارک میں کہ ام عبیدہ میں ہے

حاضر تھے حضرت رفاعی نے اپنی گردن مبارک بڑھائی اور فرمایا علٰی رقبتی میری گردن پر۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا فرمایا اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔ **حدیث دوم۔** قال قدس سرہ "حدثنا الشریف الجلیل ابوعبداللہ محمد بن الخضر

× × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × ×

ابن محمد بن علی بن احمد بن یوسف الرقی قال اخبرنا الشیخ الصالح ابواسحٰق ابرھیم الرقی قال اخبرنا منصور قال اخبرنا الشیخ القدوۃ ابوعبداللہ محمد بن ماجد الرقی ح و اخبرنا عالیا ابوالفتوح نصراللہ بن یوسف بن خلیل البغدادی المحدث قال اخبرنا الشیخ ابوالعباس احمد بن اسمعیل بن حمزۃ الازجی قال اخبرنا الشیخان ابوالمظفر منصور بن المبارک والامام ابومحمد عبداللہ بن ابی الحسن الاصبھانی قالوا سمعنا السید الشریف الشیخ القدوۃ اباسعید القیلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول لما قال الشیخ عبدالقادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تجلی الحق عزوجل علی قلبہ وجاء تہ خلعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی ید طائفۃ من الملئکۃ المقربین والبسھا بمحضر من جمیع الاولیاء من تقدم منھم ومن تاخر الاحیاء باجسادھم والاموات بارواحھم وکانت الملئکۃ ورجال الغیب حافین بمجلسہ واقفین فی الھوا صفوفا حتی استد الافق بھم ولم یبق ولی فی الارض الا حنا عنقہ۔ ترجمہ: ہم سے فقیہ جلیل القدر رزق اللہ بن محمد بن علی بن احمد بن یوسف رقّی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو شیخ صالح ابواسحٰق ابرہیم رقّی نے خبر دی کہ ہمکو منصور نے خبردی کہ ہمکو شیخ امام ابوعبداللہ محمد بن ماجد رقّی نے خبر دی۔ نیز ہمیں سند عالی سے ابوالفتوح نصراللہ بن یوسف بن خلیل بغدادی محدث نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل بن حمزہ ازجی نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک و امام ابومحمد عبداللہ بن ابی الحسن اصبہانی نے خبر دی ان سب حضرات نے فرمایا کہ ہم نے سید شریف شیخ امام ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اوسوقت اللہ عزوجل نے اون کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ اون کے لئے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین و آخرین کا مجمع ہوا جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرماگئے تھے اون کی

ارواح طیبہ آمین الخ سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا ملئکہ اور رجال الغیب
کا اوس وقت ہجوم تھا ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے تمام افق اون سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر
کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔ والحمدللہ رب العالمین ؎

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا	اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا	اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہئے	سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا
گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے	کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

حدیث ششم " قال اعلی اللہ تعالی مقاماتہ **اخبرنا** ابومحمد الحسن بن احمد بن محمد وخلف بن
احمد بن محمد الحریمی قال اخبرنا جدی محمد بن ولف قال اخبرنا الشیخ ابو القاسم بن ابی بکر بن محمد
قال سمعت الشیخ خلیفتہ رضی اللہ تعالی عنہ وکان کثیرا الرؤیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم یقول لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ قد قال الشیخ
عبد القادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فقال صدق الشیخ عبد القادر وکیف لا وھو القطب
وانا ارعاہ" ترجمہ "ہم کو ابو محمد حسن بن احمد بن محمد اور خلف بن احمد بن محمد حریمی نے خبر دی کہ ہم کو میرے
جد محمد بن ولف نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابو القاسم بن ابی بکر بن محمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی
اللہ تعالی عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا
کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یا رسول اللہ
شیخ عبد القادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے
فرمایا شیخ عبد القادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں اونکا نگہبان" کلب باب عالی عرض
کرتا ہے **الحمد للہ** اللہ نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا کہتے وقت اونکے قلب مبارک پر تجلی فرمائی
نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خلعت بھیجا تمام اولیاء اولین و آخرین جمع کئے گئے سب کے مواجہہ میں
پہنایا گیا۔ ملئکہ کا جمگھٹ ہوا رجال الغیب نے سلامی دی تمام جہان کے اولیا نے گردنیں جھکا دیں اب جو
چاہے راضی ہو جو چاہے ناراض۔ جو راضی ہوا اوس کے لئے رضا۔ جو ناراض ہوا اوسکے لئے ناراضی جس سے
جی جلے اوس سے کہو موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ہ مرجاؤ اپنی جلن میں بیشک اللہ دلوں
کی جانتا ہے۔ وللہ الحجۃ البالغہ **حدیث ہفتم** قال بیض اللہ تعالی وجہہ **حدثنا** الحسن بن
نجیم الحورانی قال اخبرنا الشیخ العارف علی بن ادریس الیعقوبی قال سمعت الشیخ عبد القادر
رضی اللہ تعالی عنہ یقول الانس لھم مشائخ والجن لھم مشائخ والملئکۃ لھم مشائخ وانا شیخ

الکل قال وسمعته فی مرض موته یقول لِاَوْلادہٖ بینی وبینکم وبین الخلق کلھم بعد ما بین السماء والارض لاتقیسونی باحد ولاتقیسوا علیّ احدًا۔ ہم سے حسن بن نجیم حورانی نے حدیث بیان کی کہا ہمکو ولی جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خبر دی کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے آدمیوں کے لئے پیر ہیں قوم جن کے لئے پیر ہیں فرشتوں کے لئے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں۔ اور میں نے حضور کو اوس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو صدقت یا سیدنا وانت واللہ الصادق المصدوق

حدیث ہشتم قال طیب اللہ تعالٰی ثراہ **اخبرنا** ابو المعالی صالح بن احمد المالکی قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن البغدادی المعروف بالخفاف والشیخ ابو محمد عبد اللطیف البغدادی المعروف بالمطرز قال ابو الحسن اخبرنا شیخنا الشیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر الحریمی سنۃ ثمانین وخمسمائۃ وقال ابو محمد اخبرنا شیخنا عبد الغنی بن نقطۃ قال اخبرنا شیخنا ابو عمرو عثمن الصریفینی قالا واللہ ما اظھر اللہ تعالٰی ولا یظھر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ **ترجمہ**۔ ہمکو ابو المعالی صالح بن احمد مالکی نے خبر دی کہ ہمکو دو مشائخ کرام نے خبر دی ایک شیخ ابو الحسن بغدادی معروف بہ خفاف دوسرے شیخ ابو محمد عبد اللطیف بغدادی معروف بہ مطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیر مرشد حضرت شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی قدس سرہ نے ہمارے سامنے ۵۸۰ھ میں فرمایا اور دوم نے کہا ہمکو ہمارے مرشد حضرت عبد الغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ اونکے سامنے اونکے مرشد حضرت شیخ ابو عمرو عثمن صریفینی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیا میں حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے ؎

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم ... کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حدیث نہم۔ قال رفع اللہ تعالٰی کتابہ فی علیین **اخبرنا** الشیخ ابو المحاسن یوسف بن احمد البصری قال سمعت الشیخ العالم ابا طالب عبد الرحمن بن محمد الہاشمی الواسطی قال سمعت الشیخ القدوۃ جمال الدین ابا محمد بن عبد البصری بہا یقول وقد سئل عن الخضر علیہ الصلاۃ والسلام أحی ھو ام میت قال اجتمعت بابی العباس الخضر علیہ الصلاۃ والسلام قلت اخبرنی عن حال الشیخ عبد القادر قال ھو فرد الاحباب وقطب الاولیاء فی ھذا الوقت ما اوصل اللہ تعالٰی بہا الٰی مقام الا وکان الشیخ عبد القادر اعلاہ ولا سقی اللہ حبیبًا کأسا من حبہ الا وکان للشیخ عبد القادر اھناہ ولا وھب اللہ لمقرب حالا الا وکان الشیخ عبد القادر اجلہ وقد اودعہ اللہ تعالٰی سرا من اسرارہ سبق بہ جمھور الاولیاء وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متأدب معہ الی یوم القیمۃ۔ **ترجمہ**۔ ہمکو شیخ ابو المحاسن یوسف بن احمد بصری نے

خبردی کہ میں نے شیخ عالم ابوطالب عبدالرحمٰن بن محمد ہاشمی واسطی سے سنا۔ کہتے تھے میں نے شیخ امام جمال الملۃ والدین حضرت ابومحمد بن عبد بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بصرہ میں سنا۔ اون سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا۔ فرمایا میں حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام سے ملا اور عرض کی مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجئے۔ حضرت خضر نے فرمایا وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا اور تمام اولیا کے قطب ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو نہ کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبدالقادر نے نہ پیا ہو نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اوس سے بزرگ تر نہ ہوں اللہ نے اون میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیا پر سبقت لے گئے اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دیگا سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں ؂

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے ۔۔۔ سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

حدیث دہم قال رفع اللہ تعالیٰ درجاتہ فی الفردوس **اخبرنا** الشریف ابوعبداللہ محمد بن الخضر الحسینی الموصلی قال سمعت ابی یقول کنت یوما جالسا بین یدی سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخطر فی قلبی زیارۃ الشیخ احمد الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لی الشیخ اتحب زیارۃ الشیخ احمد قلت نعم فاطرق یسیرا ثم قال لی یاخضرھا الشیخ احمد فاذا انا بجانبہ فرأیت شیخا مھابا فقمت الیہ وسلمت علیہ فقال لی یاخضر ومن یری مثل الشیخ عبدالقادر سید الاولیاء یتمنی رؤیۃ مثلی وھل انا الا من رعیتہ ثم غاب وبعد وفاۃ الشیخ انحدرت من بغداد الی ام عبیدۃ لازورہ فلما قدمت علیہ اذا ھو الشیخ الذی رأیتہ فی جانب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ذلک الوقت لم تجدد رؤیتہ عندی زیارۃ معرفۃ بہ فقال لی یاخضر الم تکفک الاولی۔ **ترجمہ**۔ ہمکو سید حسینی ابوعبداللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں حضور نے فرمایا کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کی ہاں۔ حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا اے خضر لو یہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپکو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اون کو دیکھا کہ رعب دار شیخ ہیں میں کھڑا ہوا اور اونہیں سلام کیا اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا اے خضر وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیا کے سردار ہیں وہ اور میرے دیکھنے کی تمنا۔ میں تو اونہیں کی رعیت میں سے ہوں یہ فرماکر میری نظر سے غائب ہوگئے۔ پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد میں بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا اونہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو

میں نے اوس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ اونکی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا اے خضر کیا پہلی نہیں کافی نہ تھی۔

حدیث یازدہم قال جمعنا اللہ تعالٰی وایاہ یوم الحشر تحت لواء الحضرۃ الغوثیۃ **اخبرنا** ابو القاسم محمد بن عُبادۃ الانصاری الحلبی قال سمعت الشیخ العارف ابا اسحٰق ابراھیم بن محمود البعلبکی المقری قال سمعت شیخنا الامام ابا عبداللہ محمد البطائحی قال انحدرت فی حیاۃ سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ الی ام عبیدۃ واقمت برواق الشیخ احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ ایاما فقال لی الشیخ احمد یوما اذکر لی شیئا من مناقب الشیخ عبدالقادر وصفاتہ فذکرتہ لہ شیئا منھا فجاء رجل فی اثناء حدیثی فقال لی مہ لاتذکر عندنا مناقب غیر مناقب ھذا واشار الی الشیخ احمد فنظر الیہ الشیخ احمد مغضبا فرفع الرجل من بین یدیہ میتا ثم قال امن یستطیع وصف مناقب الشیخ عبدالقادر ومن یبلغ مبلغ الشیخ عبدالقادر ذلک رجل بحر الشرعۃ عن یمینہ وبحر الحقیقۃ عن یسارہ من ایھما شاء اغترف الشیخ عبدالقادر لا ثانی لہ فی عصرنا ھذا۔ قال وسمعتہ یوما یوصی اولاد اختہ واکابر اصحابہ وقد جاء رجل یودعہ مسافرا الی بغداد قال لہ اذا دخلت الی بغداد فلا تقدم علی زیارۃ الشیخ عبدالقادر شیئا ان کان حیا ولا علی زیارۃ قبرہ ان کان میتا فقد اخذ لہ العھد ایما رجل من اصحاب الاحوال دخل بغداد ولم یزرہ سلب حالہ ولو قبیل الموت ثم قال والشیخ محی الدین عبدالقادر حسرۃ علی من لم یرہ۔ **ترجمہ** ہم کو ابو القاسم محمد بن عُبادہ انصاری حلبی نے خبر دی کہ میں نے شیخ عارف باللہ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمود بعلبکی مقری کو فرماتے سنا۔ کہا میں نے اپنے مرشد امام ابوعبداللہ بطائحی کو سنا کہ فرماتے تھے میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب واوصاف سناؤ میں نے کچھ مناقب شریفہ اون کے سامنے بیان کیں میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اوس نے مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کیطرف اشارہ کرکے کہا ہمارے سامنے انکے سوا کسی کے مناقب نہ ذکر کرو یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اوس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اوسکا دم نکل گیا لوگ اوسکی لاش اوٹھا کر لے گئے پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کرسکتا ہے۔ شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے شریعت کا دریا اون کے دہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا اونکے بائیں ہاتھ پر جس میں سے چاہیں پانی لیں ہمارے اسوقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابوعبداللہ

فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے اون سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو اونکی زیارت اور اگر پردہ فرما جائیں تو اونکے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ عزوجل نے اون سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحبِ حال بغداد آئے اور اونکی زیارت کو نہ حاضر ہو اوس کا حال سلب ہوجائے اگرچہ اوسکے مرتے وقت۔ پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہیں اوس پر جسے اون کا دیدار نہ ملا۔ یہ کمینہ بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے ؎

اے حسرت آنانکہ ندیدند جمالت محروم مدار ایں سگ خود راز نوالت

بحرمة جدك الكريم عليه ثم عليك الصلاة والتسليم۔ مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اوس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا والعیاذ باللہ رب العلمین۔ اے شخص ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو اون سے محبت نہ رکھے شرع اوسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیا علیہم الصلاۃ والثنا کے لئے ہے مگر واللہ کہ اونکے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے عبدالقادر کا انکار قادر مطلق عز جلالہ کے انکار کی طرف کیونکر نہ لیجائیگا ؎

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا توطا تیرا
شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

والعياذ بالله القادر رب الشيخ عبدالقادر وصلى الله تعالى وبارك وسلم على جد الشيخ عبد القادر ثم على الشيخ عبد القادر آمين۔

تذئیل۔ اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلۂ المشاہیر علماء کبار مکہ معظمہ کے کلمات ذکر کریں جنکی وفات کو تین تین سو برس سے زائد ہوئے اول امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالی دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوۃ وغیرہا کتب جلیلہ۔ دو غرض سے ایک یہ کہ اگر دو مطرود دل۔ مخذولوں گمناموں مجہولوں واسطی و قرمانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں بالاتفاق اجلۂ اکابر علما ہیں دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکہ معظمہ سے ہیں تو اوس افترا کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہل عرب پر کیا حالانکہ غالباً تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے اور حاضری حرمین طیبین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہل حرمین طیبین بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اوٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی گیارہ ہی عبارات نقل کریں۔

(۱) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی ۱۰۱۴ھ کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے

ہیں "لقد بلغنی عن الاکابران الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہما لما ترك الخلافۃ لما فیہا من الفتنۃ والآفۃ عوضہ اللہ سبحنہ وتعالٰی القطبیۃ الکبرٰی فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالٰی عنہ القطب الاکبر وسیدنا السید الشیخ عبد القادر ھو القطب الاوسط والمہدی خاتمۃ الاقطاب"

ترجمہ۔ بیشک مجھے اکابر سے پہنچا کہ سیدنا امام حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب بخیالِ فتنہ و بلایہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے اون میں اور اونکی اولاد امجاد میں غوثیت عظمٰی کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود حضور سیدنا امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید شیخ عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ اس عبارت میں لفظ حصر ملحوظ رہے (۲) اوسی میں ہے "من مشائخہ حماد الدباس رضی اللہ تعالٰی عنہ روی ان یوما کان سیدنا عبد القادر عندہ فی رباطہ ولما غاب من حضرتہ قال ان ھذا الشاب الشرف قدما یکون علی رقاب اولیاء اللہ یصیر مامورا من عند مولاہ بان یقول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ویتواضع لہ جمیع اولیاء اللہ فی زمانہ ویعظمونہ لظہور شانہ" ترجمہ۔ حضرت حماد دباس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ایک روز اونہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت میں فرمایا ان جوان سید کا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ عزوجل حکم دیگا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور اون کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ ان کے لئے سر جھکائیں گے اور اون کے ظہور مرتبہ کے سبب اُنکی تعظیم بجالائینگے۔ مامور من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیاء زمانہ میں بیشک حضرت سیدی رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی داخل (۳) اوسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمانا اور اولیاء حاضرین وغائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اوسکی ولایت سلب ہوجانا بیان کرکے فرماتے ہیں "وھذہ ابینۃ مبینۃ علی انہ قطب الاقطاب والغوث الاعظم"۔

ترجمہ۔ یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔

(۴) اوسی میں ہے "ومن کلامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ تحدثا بنعمۃ اللہ تعالٰی علیہ بینی وبینکم و بین الخلق کلہم بعد ما بین السماء والارض فلا تقیسونی باحد ولا تقیسوا علی احدا یعنی فلا یقاس الملوک بغیرھم وھذا کلہ من فتوح الغیب المبرء من کل عیب"۔ ترجمہ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کو جو کلام ارشاد فرمائے اون میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ علی قاری فرماتے ہیں اس لئے

کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر عیب سے پاک و صاف ہے۔"

(۵) اوسی میں ہے "وعن عبد اللہ بن علی بن عصرون التمیمی الشافعی قال دخلت وانا شاب الی بغداد فی طلب العلم وکان ابن السقا یومئذ رفیقی فی الاشتغال بالنظامیۃ وکنا نتعبد ونزور الصالحین وکان رجل ببغداد یقال لہ الغوث وکان یقال انہ یظھر اذا شاء ویختفی اذا شاء فقصدت انا وابن السقا والشیخ عبد القادر الجیلانی وھو شاب یومئذ الی زیارتہ فقال ابن السقا ونحن فی الطریق الیوم اسألہ مسألۃ لایدری لھا جوابا فقلت وانا اسألہ فی مسئلۃ وانظر ماذا یقول فیھا وقال سیدی الشیخ عبد القادر قدس سرہ الباھر معاذ اللہ ان اسألہ شیئا وانا بین یدیہ انتظر برکات رؤیتہ فلما دخلنا علیہ لم نرہ فی مکانہ فمکثنا ساعۃ فاذا ھو جالس فنظر الی ابن السقا مغضبا وقال لہ ویلک یا ابن السقا تسألنی عن مسألۃ لا ادری لھا جوابا ھی کذا وجوابھا کذا انی لاری نار الکفر تلھب فیک ثم نظر الیّ وقال یا عبد اللہ اتسألنی عن مسألۃ لتنظر ما اقول فیھا ھی کذا وجوابھا کذا لتخرأن علیک الدنیا الی شحمتی اذنک باساءۃ ادبک ثم نظر الی سیدی عبد القادر فادناہ منہ واکرمہ وقال لہ یا عبد القادر لقد ارضیت اللہ ورسولہ بادبک کأنی اراک ببغداد وقد صعدت علی الکرسی متکلما علی الملاء وقلت قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ وکأنی اری الاولیاء فی وقتک حنوا رقابھم اجلالا لک ثم غاب عنا لوقتہ فلم نرہ بعد قال فاما سیدی الشیخ عبد القادر فانہ ظھرت امارۃ قربہ من اللہ عزوجل واجتمع علیہ الخاص والعام وقال قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ واقر الاولیاء لہ فی وقتہ واما ابن السقا فرأی بنت الملک حسناء ففتن بھا وسأل ان یزوجہ بھا فابی الا ان یتنصر فاجابہ الی ذلک والعیاذ باللہ تعالی واما انا فجئت الی دمشق واحضرنی السلطان نور الدین الشھید وولانی علی الاوقاف نولیتھا واقبلت علیّ الدنیا اقبالا کثیرا قد صدق کلام الغوث فینا کلنا۔" ترجمہ: "امام عبد اللہ بن علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اوس زمانے میں ابن السقا مدرسۂ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ ہم عبادت اور صالحین کی زیارت کرتے تھے بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے اور اونکی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں ایک دن میں اور ابن السقا۔ اور اپنی نوعمری کی حالت میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اون غوث کی زیارت کو گئے راستہ میں ابن السقا نے کہا آج اون سے وہ مسئلہ پوچھونگا جس کا جواب اونہیں نہ آئیگا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ الاعلی نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں اون کے سامنے اون سے کچھ پوچھوں میں تو اونکے دیدار کی برکتوں کا منتظر رہونگا جب ہم اون غوث کے یہاں حاضر ہوئے اونکو اپنی جگہ نہ دیکھا تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں

ابن السقا کی طرف نگاہ غضب کی اور فرمایا تیری خرابی اے ابن السقا تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے تیرا مسئلہ یہ ہے اور اسکا جواب یہ۔ بیشک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبداللہ تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ دیکھوں میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اوسکا جواب یہ۔ ضرور تم پر دنیا اتنا گوبر کریگی کہ کان کی لو تک اوس میں غرق ہوگے بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا اے عبدالقادر بیشک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اسوقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرمارہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور تمام اولیائے وقت نے آپکی تعظیم کے لئے گردنیں جھکائی ہیں وہ غوث یہ فرماکر ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئے کہ پھر ہم نے اونہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں خاص وعام اون پر جمع ہوئے اور اونہوں نے فرمایا میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور اولیائے وقت نے اسکا اون کے لئے اقرار کیا اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اوس سے نکاح کی درخواست کی اوس نے نہ مانا مگر یہ کہ یہ نصرانی ہوجائے اس نے قبول کرلیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ رہا میں میرا دمشق جانا ہوا وہاں سلطان نورالدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا" اولیائے وقت میں حضرت رفاعی بھی ہیں۔ یہ مبارک روایت بہجۃ الاسرار شریف میں دو سندوں سے ہے اور ایک یہی کیا۔ علامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس روایات اور بہت کلمات کہ ذکر کئے سب بہجۃ الاسرار شریف سے ماخوذ ہیں یوہیں اکابر علیہم الرحمۃ اس کتاب مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے مگر محروم محروم ہے۔

(۶) اوسی میں ہے قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علیّ وان بؤبؤ عینی فی اللوح المحفوظ انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووارثہ فی الارض ویقول الانس لہم مشائخ والجن لہم مشائخ والملئکۃ لہم مشائخ وانا شیخ الکل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے عزت پروردگار کی قسم بیشک سعید وشقی سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں بیشک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں اون کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے آدمیوں کے پیر ہیں قوم جن کے پیر ہیں فرشتوں کے پیر ہیں اور میں اون سب کا پیر ہوں"۔ علی قاری اسے نقل کرکے عرض کرتے ہیں

اللہ عزوجل کی رضوان حضور پر ہو اور حضور کے برکات سے ہمکو نفع دے (۷) اوسی میں ہے روی عن السید الکبیر القطب الشهیر سیدی احمد الرفاعی رضی الله تعالی عنه انه قال الشیخ عبد القادر بحر الشریعة عن یمینه وبحر الحقیقة عن یساره من ایهما شاء اغترف السید عبد القادر لا ثانی له فی عصرنا هذا رضی الله تعالی عنه۔ ترجمہ "سید کبیر قطب شہیر سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اونھوں نے فرمایا شیخ عبد القادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر اون کے دہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر اونکے بائیں ہاتھ جس میں سے چاہیں پانی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبد القادر کا کوئی ثانی نہیں رضی اللہ تعالی عنہ" (۸) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ اپنے فتاوے حدیثیہ میں فرماتے ہیں انهم قد یؤمرون تعریفا لجاهل او شکرا وتحدثا بنعمة الله تعالی کما وقع للشیخ عبد القادر رضی الله تعالی عنه انه بینما هو بمجلس وعظه واذا هو یقول قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله تعالی فاجابه فی تلك الساعة اولیاء الدنیا قال جماعة بل واولیاء الجن جمیعهم وطأطأوا رؤسهم وخضعوا له واعترفوا بما قاله الا رجل باصبهان فابی فسلب حاله ترجمہ کبھی اولیا کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو اونکے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اوسے اطلاع ہو یا شکر الہی اور اوسکی نعمت کا اظہار کرنے کیلئے جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے ہوا کہ اونھوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعۃً فرمایا کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر فوراً تمام دنیا کے اولیا نے قبول کیا (اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی) اور سب نے اپنے سر جھکا دیئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور اونکے ارشاد کا اقرار کیا مگر اصفہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اوسکا حال سلب ہوگیا" (۹) پھر فرمایا وممن طأطأ راسه ابو النجیب السهروردی وقال علی راسی علی راسی واحمد الرفاعی فقال وحیدی منهم وسئل فقال الشیخ عبد القادر یقول کذا وکذا وابو مدین فی المغرب وانا منهم اللهم انی اشهدك واشهد ملئکتك انی سمعت واطعت وکذا الشیخ عبد الرحیم القناوی مد عنقه وقال صدق الصادق المصدوق۔ ترجمہ حضور کے ارشاد پر جنھوں نے اپنے سر جھکائے اون میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سید عبد القاہر ابو النجیب سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں انھوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا دگردن کیسی، میرے سر پر میرے سر پر اور اون میں سے حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں انھوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی اونہیں میں ہے جنکی گردن پر حضور کا پاؤں ہے اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسوقت حضرت شیخ عبد القادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر لہذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی اونہیں میں ہے اور اونہیں میں سے حضرت سیدی ابو مدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں انھوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی اونہیں میں ہوں الہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبد الرحیم قناوی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی گردن مبارک

بچھائی اور کہا سچ فرمایا سچے مانے ہوئے سچے نے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین (۱۰) پھر فرمایا ذکر کثیرون من العارفین الذین ذکرناهم وغیرهم انه لم یقل الایامن اعلانا بقطبیته فلم یسع احدًا التخلف بل جاء باسانید متعددة عن کثیرین انهم اخبروا قبل مولده بنحو مائة سنة انه سیولد بارض العجم مولود له مظهر عظیم یقول ذلک فتندرج الاولیاء فی وقته تحت قدمه۔ **ترجمہ** ۔ اولیاء کرام کہ ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی وحضرت سید احمد رفاعی وحضرت شعیب مغربی وحضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالٰی عنہم انھوں نے اور ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے اونکی قطبیت کبریٰ ظاہر فرمانے کے لئے اونہیں اس فرمانے کا حکم دیا ولہذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا او رقدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے بہت اولیاء کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ اونھوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریبًا سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہوں گے اور یہ فرمائیں گے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اس فرمانے پر اوس وقت کے تمام اولیاء اونکے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے"۔ اللھم لک الحمد صل علی محمد وابنه وذریه ۔ (۱۱) پھر فرمایا وحکی امام الشافعیة فی زمانه ابو سعید عبداللہ بن ابی عصرون قال دخلت بغداد فی طلب العلم فوافقت ابن السقا ورافقته فی طلب العلم بالنظامیة وکنا نزور الصالحین وکان ببغداد رجل یقال له الغوث الی آخر الحدیث المذکور **ترجمہ** "۔ امام ابوسعید عبداللہ بن ابی عصرون کہ اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے ذکر فرمایا کہ میں بغداد مقدس میں طلب علم کے لئے گیا ابن السقا اور میں مدرسۂ نظامیہ میں شریک درس تھے اور اوس وقت بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے تھے"۔ (وہی پوری حدیث کہ نمبر ۵ میں گزری۔ اون غوث کا ہمارے حضور رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بشارت دینا کہ آپ برسر منبر مجمع میں فرمائینگے میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور تمام اولیائے عصر آپکے قدم پاک کی تعظیم کے لئے اپنی گردنیں خم کریں گے اور پھر ایسا ہی واقع ہونا حضور کا یہ ارشاد فرمانا اور تمام اولیائے عالم کا اقرار کرنا کہ بیشک حضور کا قدم ہم سب کی گردن پر ہے)۔ آخر میں امام ابن حجر نے فرمایا وھٰذه الحکایة کادت ان تتواتر فی المعنی لکثرة ناقلیها وعدالتهم یعنی یہ حکایت قریب تواتر ہے کہ اس کے ناقلین بکثرت ثقہ عادل ہیں۔ فتاوی حدیثیہ نے ابن السقا کی بدانجامی میں یہ اور زائد کیا کہ جب وہ بدبخت کہ بہت بڑا عالم جید اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سربرآوردہ تھا جس سے علم میں مناظرہ کرتا اوسے بند کردیتا ایسا شخص جب شان غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ معاذاللہ نصرانی ہوگیا بادشاہ نصاریٰ نے اوسے بیٹی تو دیدی مگر جب بیمار پڑا اوسے بازار میں پھنکوا دیا بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا ایک شخص کہ اوسے پہچانتا تھا گزرا اوس سے پوچھا تو تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے

کچھ یاد ہے کہ سب محو ہو گیا صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین ٥ کتنی تمنائیں کریں گے وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔ امام ابن ابی عصرون فرماتے ہیں پھر ایکدن میں اوسے دیکھنے گیا اوسے پایا کہ گویا اوسکا سارا بدن آگ سے جلا ہوا ہے وہ نزع میں تھا میں نے اوسے قبلہ کی طرف کیا وہ پورب کو پھر گیا میں نے پھر قبلہ کو کیا وہ پھر پھر گیا اسی طرح میں جتنی بار اوسے قبلہ رخ کرتا وہ پورب کو پھر جاتا یہاں تک کہ پورب ہی کی طرف مونھ کئے اوس کا دم نکل گیا وہ اون غوث کا ارشاد یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اوسی گستاخی نے اس بلا میں ڈالا والعیاذ باللہ تعالیٰ انتہی"۔ اگر کہیے پھر اسلام کیوں نہیں لاتا تھا کلمہ پڑھ لینا کیا مشکل تھا **اقول** اس کا جواب قرآن عظیم دیگا وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العلمین ٥ تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مالک سارے جہان کا۔ اور فرماتا ہے کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون ٥ کوئی نہیں بلکہ اون کی بداعمالیوں نے اونکے دلوں پر زنگ چڑھا دی ہے۔ اور فرماتا ہے ذلک بانھم آمنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون ٥ یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو اونکے دلوں پر مہر لگا دی گئی کہ اب اونہیں کچھ سمجھ نہ رہی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں وفی ھذہ ابلغ زجرا و اکد ردع عن الانکار علی اولیاء اللہ تعالیٰ خوفا من ان یقع المنکر فیما وقع فیہ ابن السقا من تلک الفتنۃ المھلکۃ الابدیۃ التی لا اقبح منھا نعوذ باللہ من ذلک ونسألہ بوجہ الکریم وحبیبہ الرؤف الرحیم ان یؤمننا من ذلک ومن کل فتنۃ ومحنۃ بمنہ وکرمہ وفیھا ایضا اتم حث علی اعتقادھم والادب معھم وحسن الظن بھم مھما امکن **ترجمہ**"۔ اس واقعہ میں اولیاء کرام پر انکار سے کمال جھڑکنا اور سخت منع ہے اس خوف سے کہ منکر اس مہلک فتنے میں پڑ جائیگا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں جس میں ابن السقا پڑ گیا۔ اللہ عزوجل کی پناہ۔ ہم اللہ عزوجل سے اوسکے وجہ کریم اور اوسکے حبیب رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہم کو اپنے احسان وکرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ ومحنت سے امان بخشے۔ نیز اس واقعہ میں کمال ترغیب ہے اسکی کہ اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت وادب رکھیں اور جہاں تک ہو اون پر نیک گمان کریں"۔ فقیر کوئے قادری امید کرتا ہے کہ اتنے بیان میں اہل انصاف وسعادت کے لئے کفایت ہو۔ اللہ عزوجل مسلمان بھائیوں کو اتباع حق وادب اولیاء کی توفیق دے اور ابن السقا جیسے اوس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزعم خود حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ میں حق نیازمندی ادا کیا اور نتیجہ معاذ اللہ وہ ہوا کہ سید کبیر کے غضب اور حضور غوثیت کی سرکار میں اسائت ادب پر خاتمہ ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اے برادر مقتضائے محبت اتباع وتصدیق

ہے نہ کہ نزاع و تکذیب۔ سچا محب حضرت اسد کبیر کے ارشادات کو بالائے سر لے گا اور جس بارگاہ ارفع کو انہوں نے سب سے ارفع بتایا اور ان کا قدم اقدس اپنے سر مبارک پر لیا انہیں کو ارفع و اعظم مانے گا عبدالرزاق محدث شیعی تھا مگر حضرات عالیہ شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو حضرت امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے افضل کہتا اور اس سے پوچھا جاتا تو جواب دیتا کفی بی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ۔ یعنی امیرالمومنین نے خود حضرات شیخین کو اپنے نفس کریم سے افضل بتایا مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے محبت رکھوں پھر ان کا خلاف کروں۔ واقعی تکذیب ومخالفت اگرچہ بزعم عقیدت ومحبت ہو اعلٰی درجہ کی عداوت ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کا حسن ادب روزی کرے اور انہیں کی محبت پر خاتمہ فرمائے اور انہیں کے گروہ پاک میں اٹھائے۔ آمین آمین آمین بجاہہم عندک یاارحم الراحمین وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا والہٖ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین الی یوم الدین عدد کل ذرۃ ذرۃ الف الف مرۃ الف فی کل آن وحین الی ابد الابدین آمین والحمد للہ رب العلمین واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: موضع رجب پور ڈاکخانہ تحصیل امروہہ ضلع مرادآباد حاجی شبیر علی ۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ

سوال اول: کچھ پیروں نے آجکل پیرا مریدی جاری کی ہے کہ جس وقت بچہ پیدا ہو اوس کو گولیاں دیجاتی ہیں وہ گولیاں چھٹی کے دن گھول کر بچہ کے ہونٹوں سے لگا دینے سے بیعت ہو گیا۔ یہ پیرامریدی جائز ہے یا ناجائز جو کچھ حضور حکم صادر فرمائیں عمل کیا جاوے۔

الجواب: ایک دن کا بچہ بھی اپنے ولی کی اجازت سے مرید ہو سکتا ہے اور گولیاں بے اصل ہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم: مکنپور کے جو حضرت شاہ بدیع الدین شاہ صاحب جنکا نام دیہات میں مدار صاحب کہتے ہیں سنا جاتا ہے بزرگوں سے کہ ان کے گھرانے میں پیرامریدی نادرست ہے علاوہ اسکے سنا گیا ہے کہ کوئی خلیفہ آپ نے نہیں کیا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ دو خادم آپکی خدمت میں رہا کرتے تھے کہ جنکا نام یہ ہے ایک کا نام احسن دوسرے کا نام جمن جتی لہذا احسن ندی ہو کر بہہ گیا اور جمن جتی اور کسی سے بیعت ہو گئے لہذا یہ جو مکن پور کے پیرجی لوگ ہیں اور یہ پیرامریدی آپ کے نام سے کرتے ہیں یہ پیرامریدی جائز ہے یا ناجائز جو کچھ حکم صادر فرمائیں عمل کیا جاوے۔

الجواب: بہہ جانا وغیرہ بے اصل ہے مگر اس فرقہ کے لوگ بے شرع اکثر ہیں اور بے شرع کسی فرقہ کا ہو اوس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از حیدرآباد قریب ڈیوڑھی نواب نصرت جنگ بہادر مرسلہ سید غلام فضل بیابانی قاضی ورنگل یکم ذی الحجہ ۳۶ھ ۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ کے اولاد صلبی تھی یا نہیں مولانا کی تحقیقات میں جو بات ثابت ہو اس سے بھی بحوالہ کتب حسن ایما ہو ۔

الجواب ۔ حضرت سید احمد کبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے اولاد صلبی نہ تھی حضرت کے بھانجے تھے ۔ وفیات الاعیان میں ہے لم یکن له عقب قلائد الجواہر میں ہے قال العلامة شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی سیدی الشیخ الکبیر محی الدین سلطان العارفین ابو العباس احمد بن الرفاعی لم یبلغنا انه اعقب کما جزم به غیر واحد من الائمة المرضیة ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از کیلاسپور ضلع سہارنپور مرسلہ عبداللہ صاحب امام مسجد منہاران ۸ محرم الحرام ۳۶ھ

میں سورۂ واقعہ کی زکوۃ ادا کرنا چاہتا ہوں جس کا طریقہ یوں لکھا ہے کہ شروع چاند میں جو پہلی جمعرات کے دن بعد نماز مغرب اول آخر درود شریف کے بعد چھ مرتبہ سورہ مذکورہ کی تلاوت کرے اور پھر دوسرے روز پانچ بار پڑھے اسی طرح دوسری جمعرات آنے تک پانچ بار پڑھتا رہے دوسری جمعرات کو سورہ شریف پانچ بار پڑھ کر مع درود شریف کے اوس ہفتہ کی تلاوت خدا کی نذر کرے اسکے بعد فوراً پھر مع درود شریف چھ بار سورہ شریف کی تلاوت کرے اور بعدہ روزمرہ بدستور تیسری جمعرات آنے تک پانچ بار پڑھے اوس ہفتہ کا ثواب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بخشے ۔ اور پھر فوراً از سرنو شروع کرے اور ترکیب بالا جمعرات تک کرے اوس ہفتہ کا ثواب جمیع ارواح مومنین کو ہدیہ ۔ عمل تمام ہو ۔ لہذا حضور اجازت اس عمل کی مجھے دیں اس میں جو کچھ غلطی ہو تو اصلاح فرمادیں اور ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ سورہ یٰسین میں اللہ تعالی کے اسما میں سے ایک اسم رکھا گیا ہے اور وہ اسم سورہ یٰسین کے وسط میں ہے اوسکے پانچ کلمہ اور سولہ حرف ہیں چار حرف منقوط ہیں اور دو حرفوں پر اوپر نقطے ہیں اور دو حرفوں کے نیچے ہیں لہذا میں نے بہت تلاش کیا لیکن مجھے پتہ نہ چلا امید کہ آپ اس مشکل کو حل کریں

الجواب ۔ کسی عمل کا ثواب مولی تعالی کی نذر کرنا محض جہالت ہے وہ غنی مطلق ہے اور حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام خواہ اور نبی یا ولی کو ثواب بخشنا کہنا بے ادبی ہے بخشنا بڑے کی طرف سے چھوٹے کو ہوتا ہے بلکہ نذر کرنا یا ہدیہ کرنا کہے پہلے ہفتہ کی تلاوت کا ثواب نذر حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام کرے دوسرے کی تلاوت کا ثواب نذر باقی انبیا و اولیا تیسرے کا ثواب ہدیہ ارواح جملہ مومنین ومومنات کرے اس طرح کیجئے میں نے آپکو اجازت دی وہ سورۂ مبارکہ کی ایک پوری آیت ہے کارڈ میں آیت نہیں لکھی جاسکتی اوسکا اول س ل م اور آخر ر ح ی م ۔

اوس سائل نے ۱۶ حرف یوں بتائے کہ سلام میں چار حرف سمجھے یہ غلط ہے مصحف کریم میں یہ لفظ بے الف ہے تو پندرہ ہی حرف ہیں اور اوس میں چار حرف منقوط ہیں ق ن ب ی مگر نون کے اوپر نقطہ کہنا نہ چاہئے کہ وہ جوف میں ہے فقط۔

مسئلہ ۳۷ ۔ از جے پور راجپوتانہ بازار ہوا محل مرسلہ محمد یوسف مدرس مدرسۂ فیض محمدی ۲ ربیع الاول

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ درمختار و شرح وقایہ و ہدایہ و فتاوائے عالمگیری و کنز الدقائق و قدوری و منیۃ المصلی وغیرہ کتب فقہیہ میں وہ مسائل جو بلفظ قال ابوحنیفۃ و عند ابی حنیفۃ منقول ہیں کیا اونکے اسناد بقاعدۂ محدثین صاحب کتاب سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تک پہنچتی ہیں تو ایک دو مسئلہ کی سند بطور نظیر کے ارقام فرمادیں۔

الجواب ۔ تمام مذہب کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف بلفظ قال و عندہ نسبت کئے جاتے ہیں کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور اون تک اسانید متصلہ موجود ہر مسئلہ کے لئے جدا سند کی حاجت نہیں جس طرح صحیح بخاری تک ہم اسانید متصلہ رکھتے ہیں صحیح کی تمام حدیثیں ہمارے پاس اونہیں سندوں سے ہیں ہر حدیث میں جدید سند کی ضرورت نہیں۔ صاحب درمختار رضی اللہ تعالی عنہ درمختار میں فرماتے ہیں انی ارویہ عن شیخنا الشیخ عبد النبی الخلیلی عن المصنف (ای شیخ الاسلام ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الغزی التمرتاشی) عن ابن نجیم المصری (ای العلامۃ المحقق زین صاحب البحر الرائق) بسندہ الی صاحب المذہب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ (الی قولہ) کما ھو مبسوط فی اجازاتنا بطرق عدیدۃ عن المشائخ المتبحرین الکبار علامہ صاحب بحر کی سند یہ ہے المحقق زین عن العلامۃ ابن الشلبی صاحب الفتاوی عن ابن الشحنۃ شارح الوھبانیۃ عن الامام ابن الھمام صاحب فتح القدیر و زاد الفقیر عن العلامۃ قارئ الھدایۃ عن العلامۃ علاء الدین السیرامی عن السید جلال الدین صاحب الکفایۃ عن الامام عبد العزیز البخاری صاحب کشف بزدوی عن الامام حافظ الدین النسفی صاحب الکنز والوافی والکافی عن الامام شمس الائمۃ الکردری عن الامام برھان الدین صاحب الھدایۃ وکفایۃ المنتھی والتجنیس عن الامام فخر الاسلام علی البزدوی عن الامام شمس الائمۃ السرخسی صاحب المبسوط شرح کافی الامام الحاکم الشھید عن الامام شمس الائمۃ الحلوانی عن القاضی ابی علی النسفی عن الامام ابی الفضل عن ابی عبد اللہ السبذمونی عن ابی حفص الصغیر عن ابیہ الامام ابی حفص الکبیر عن الامام محمد عن سراج الامۃ الامام الاعظم وایضا عن محمد عن یعقوب عن الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنھم صاحب مذہب رضی اللہ تعالی عنہ تک فقیر کی سند صدر جلد اول فتاوئ فقیر اور بفضلہ تعالی کتب ظاہر الروایہ بلکہ کتب نوادر بلکہ بکثرت کتب علما و مشائخ تک اسانید متصلہ موجود۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از احمد آباد گجرات محلہ جمالپور مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب ۹ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ
مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری کی عبارت اگر آپکے زیر نظر ہو تو یہ بتا بتائیے کہ یہ مرقاۃ کی کون سی باب وفصل اور کون سے صحابی کی حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے یہ حدیث نقل کی ہے ۔ اس کی بندہ کو ضرورت ہے ممنون ومشکور ہوگا عبارت یہ ہے انہ بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ من قال لا الٰہ الا اللہ سبعین الفا غفر اللہ تعالٰی لہ ومن قیل لہ غفر لہ ۔

الجواب ۔ مولٰنا اکرمکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ یہ عبارت مرقاۃ کتاب الصلاۃ ۔ باب ما علی الماموم من المتابعۃ فصل ثانی حدیث علی ومعاذ بن جبل علیہما الرضوان کی شرح میں ہے مطبع مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۲ ۔

مسئلہ ۔ از بنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مرسلہ نعمت علی صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین ان مسائل میں کہ (۱) جناب باری عز اسمہ کے کتنے نام ہیں اور شہنشاہ جہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کتنے ۔ (۲) سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص میں صرف خدا ہی کی تعریف ہے یا رسول کی بھی (۳) جو بزرگ عالم حیات میں اپنے معتقدوں کو تعلیم فرماتے ہیں اگر بعد وصال کے خواب میں تعلیم کرے تو اس پر یعنی خواب کی باتوں پر شرع کی رو سے چلنا کیسا ہے (۴) سنا ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے آیا اسکی کوئی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا پھر ایمان لائے گا یا نہیں (۵) حنانہ لکڑی جو آپ کے فراق میں نالاں تھی قیامت کے دن اوس کا کیا حال ہوگا ۔

الجواب ۔ (۱) اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اوسکی شانیں غیر محدود ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسما شرف مسمی سے ناشی ہے آٹھ سو سے زائد مواہب وشرح مواہب میں ہیں اور فقیر نے تقریبًا چودہ سو پائے اور حصر ناممکن (۲) سورہ فاتحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح مدح ہے الصراط المستقیم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور اون کے اصحاب ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما انعمت علیہم کے چاروں فرقوں کے سردار انبیا ہیں انبیا کے سردار مصطفٰے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم ۔ شیخ محقق نے اخبار الاخیار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی جس میں اونھوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے اس میں سورہ اخلاص بھی داخل ہے (۳) اچھے خواب پر عمل خوب ہے اور اچھا وہ کہ موافق شرع ہو (۴) یہ بے اصل ہے (۵) وہ جنت کا ایک درخت کیا جائیگا کما فی حدیث ۔

واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از جوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

یکے ملامیگوید کہ در دعا گنج العرش و در دعا عکاشہ وغیرہ ادعیات عربی فارسی و در نور نامہ ہندی کہ در آن ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالتفصیل است ثواب چنداں نوشتہ است کہ چہل شہید و حج وغیرہ امورات ثواب حاصل آید ہر کہ بخواند آں ملا میگوید ہر چہ ثواب نوشتہ است آں حاصل نباشد و غلط نوشتند برائے فروختگی کتاب نوشتہ و ہیچ اصل نیست آیا گفتہ ملا بموجب شرع شریف است یا مخالف اگر ثواب ہمچناں ست کہ نوشتہ است براہ مہربانی سند و حوالہ کتاب کہ در ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چنداں ثواب ست تحریر فرمایند بلاحیثیت۔

الجواب ۔ رسالہ منظومہ ہندیہ کہ بنام نور نامہ مشہور ست روایتش بے اصل است خواندنش روا نیست چہ جائے ثواب و برادعیہ در مطابع انچہ روایتہائے اسنادی نویسند اکثر بے اصل است و ثواب بدست رب الارباب یکبار سبحٰن اللہ میزان را پر میکند و لا الٰہ الا اللہ پستر از عرش نمی ایستد یک کلمہ ازینہا اگر مقبول شود جزائے او جز جنت نیست و ثواب اللہ اطیب واکثر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی نور محمد صاحب طالب علم ۹ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے مرشد کے فتوے کے رد پر تصدیق کرے یہ بیعت سے خارج ہوا یا نہیں۔

الجواب ۔ بعض فتوؤں کا رد کفر ہوتا ہے بعض کا ضلالت بعض کا جہالت بعض کا حماقت بعض کا حق ایک حکم نہیں ہوسکتا کیا فتوی تھا اور کیا رد مسائل مفصل لکھے اور یہ بھی کہ تصدیق کرنے والے کو اوس کے خلاف اپنے مرشد کا فتویٰ معلوم تھا یا نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شاہجہانپور بازار سبزی منڈی مرسلہ محمد امین تاجر۔ ۹ جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تقسیم قرآن شریف برائے فیض پیرائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ تیس پارہ پر ہے کوئی پارہ سورت سے شروع ہوا اور کوئی رکوع سے اور کوئی درمیان رکوع سے اور کوئی پارہ بڑا ہے کوئی چھوٹا اسکے واسطے کوئی قاعدہ ہے جسکی رعایت ہر پارہ میں ہے یا بلا رعایت قاعدہ کلیہ مقرر کر دی ہے۔ الحمد کو پارہ اول سے علیحدہ رکھا ہے اور ربما سے ایک آیت چھوڑ دی شروع سورت سے اسکا سرا اور جو کچھ اور اوس میں مرعی ہے حضور ہی بیان فرماسکتے ہیں اور ہم جہلہ کی تسکین حضور پر نور ہی کی قلم سے ہوسکتی ہے۔

الجواب ۔ پاروں پر تقسیم امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نہ کی نہ کسی صحابی نہ کسی

تابعی نے۔ معلوم نہیں اس کی ابتدا کس نے کی یہ بہت حادث ہے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے اسکی ابتدا کی اوس نے اپنے پاس کے مصحف شریف کو تیس حصوں پر کہ باعتبار عدد اوراق مساوی تھے تقسیم کر لیا اور یہ تقسیم ان ان مواقع پر آکے واقع ہوئی اور یہی ان بلاد میں رائج ہو گئی سب جگہ اس پر اتفاق بھی نہیں بلکہ شام وغیرہ کی تقسیم اس سے کچھ مختلف ہے بہرحال یہ کچھ ضروری بات نہیں نہ اوس کے ماننے میں حرج واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از گلمائز ڈاکخانہ ماہی مار ضلع فرید پور مرسلہ عبدالرحمن صاحب ۲۱ جمادی الاولی ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) زید طریقہ نقشبندیہ متبرکہ میں بیعت ہوا اور اپنے شیخ سے مقامات پورا کیا مگر بعض مقام میں قدرے شبہہ رہتی ہے اور خلافت و اجازت نہ ملتی ہے شیخ صاحب کا انتقال ہو گیا اب زید کے لئے اس شبہہ دور کرنے اور اجازت و خلافت حاصل کرنے کی واسطے دوسرے مرشد پکڑنا جائز ہے یا اپنے شیخ سے جو حاصل ہوئی اسی پر اکتفا کرنا چاہئے اگر اسی پر اکتفا کر کوشش کری تو ترقی و فیض یاب ہو سکتا ہے اور شبہہ باقی ماندہ دور کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر دوسرے مرشد پکڑنا جائز ہے تو اسے نقشبندیہ طریقہ کا ہونا ضروری ہے یا دیگر چہار طریقہ میں سے جو ہوئے کافی و وافی ہوں گے پھر اسی نقشبندیہ طریقہ کی جو مشائخ زید کو فی الحال میسر ہوتے ہیں اگر وہ زید کے شیخ سے کمالیت و اشغال کم درجہ کے ہیں اوکو مرشد بنائے یا جو مشائخ زید کو مسافت بعیدہ وغیرہ وغیر ملکی ہونے کے میسر نہیں ہوتے ہیں حالانکہ وہ سب زید کے شیخ سے بڑھ کر ہے یا برابر ہے تو اب جو زید کو فی الحال میسر ہوتے ہیں ان سے پورا کرے یا جو غیر میسر ہیں اُنکی توقع و امید پر رہے (۲) قادری کوئی شخص دوسرے قادری سے یا نقشبندی دوسرے نقشبندی سے یا قادری نقشبندی سے یا نقشبندی قادری علی ہذا البواقی خواہ علی الوفاق ہوئے یا علی الخلاف بیعت ہونے کو چاہے تو از سر نو بیعت ہونا چاہئے یا نہیں اور یہ بیعت بیعت جدیدہ کہلائیگی یا کیا اور شیخ اول ہی بدستور رہیں گے یا دونوں اور مرید کن کا کہلائیگا بینوا توجروا

الجواب ۔ جو شخص کسی شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہو تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ چاہئے اکابر طریقت فرماتے ہیں۔ لا یفلح مرید بین شیخین خصوصاً جبکہ اوس سے کشود کار بھی ہو چکا ہو حدیث میں ارشاد ہوا من رزق فی شیئ فلیلزمہ دوسرے جامع شرائط سے طلب فیض میں حرج نہیں اگرچہ وہ کسی سلسلہ صحیحہ کا ہو اور اوس سے جو فیض حاصل ہو اوسے بھی اپنے شیخ ہی کا فیض جانے کما فی سبع سنابل مبارکۃ عن سلطان الاولیاء امام الحق و الدین رضی اللہ تعالی عنہ شیخ جب نہ رہا اور اوسکا سلوک ناقص ہوا اوسکی تکمیل بطور خود نہ کرے کہ یہ راہ تنہا چلنے کی نہیں کما افادہ الامام القشیری فی رسالتہ المبارکۃ والامام السہروردی

فی العوارف الشریفہ وبیناہ فی فتاوی افریقہ بلکہ کسی لائق تکمیل سے استمداد کرے اوس میں حتی الامکان لحاظ قرب رکھے اپنے شیخ کے خلفا میں سے کوئی اس قابل ہو تو وہ اولیٰ ہے ورنہ اپنے سلسلے سے اقرب فالاقرب اور نہ ملے تو جو ملے یہ اس لئے کہ اختلاف راہ اطالت عمل کرنے اور اپنے زمانے میں اپنے حق میں اپنے شیخ صحیح المشیخہ سے کسی کو افضل جاننا سوء ادب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از اکبر آباد محلہ گھٹا اعظم خاں مکان منشی مظفر حسین خاں مختار مرسلہ محمد رضی الدین چشتی نظامی ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) مشرک داخل سلسلہ کسی مشائخ سلسلہ سے کسی حیثیت سے اور کسطرح پر داخل سلسلہ ہوسکتا ہے مشرک کی آلودگی ظاہر اوس میں نمایاں ہو جیسے اہل ہنود میں سی (۲) ایسے شخص کی بیعت کسی مشائخ سلسلہ سے کب معتبر اور کیسی ہوگی۔ (۳) ایسا مشرک کسی مشائخ سلسلہ کا خلیفہ اور صاحب اجازت یا صاحب مجاز ہوسکتا ہے جس کی نسبت یقینا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا پابند نہیں نہ اوس نے احکام شریعت کی بظاہر پابندی کی دائرہ اسلام میں بظاہر شامل نہیں ہوا نہ اوس نے شرک و کفر و فسق و فجور سے کسی جلسہ عام مسلمانوں میں توبہ کی نہ توبہ کا شاہد بنایا (۴) عوام الناس اپنی اغراض نفسانی سے ایسے شخص کو جسکی نسبت عرض کیا جارہا ہے اوسکو رشد و ہدایت کا اپنی ہادی بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب۔ لا الٰہ الا اللہ کوئی کافر خواہ مشرک ہو یا موحد ہرگز نہ داخل سلسلہ ہوسکتا ہے نہ بے اسلام اوسکی بیعت معتبر ہوسکتی ہے نہ قبل اسلام اوسکی بیعت معتبر ہو اگرچہ بعد کو مسلمان ہو جائے کہ بیعت ہو یا کوئی عمل سب کے لئے پہلی شرط اسلام ہے قال تعالیٰ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ھباء منثورا جو اوسکے کفر پر قائم رہتے ہوئے اوسے مجاز و ماذون بیعت و خلیفۂ طریقت کرے اور جو اوسے پیر رشد و ہدایت سمجھے یہ سب خود کافر ہو جائیں گے بزازیہ مجمع الانہر در مختار وغیرہ میں ہے من شک فی کفرہ فقد کفر ہاں اگر وقت بیعت اوس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام کا مقر ہوا تو بیعت صحیح ہوئی اور اوس کے بعد قبل اظہار کفر ماذون کیا تو پیر پر الزام نہیں مگر جب بعد کو اوس نے کفر کیا مرتد ہوگیا بیعت فسخ ہوگئی اب جو اوسے ہادی بنائے یہ کافر ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بریلی مدرسہ منظر اسلام اہلسنت وجماعت مسؤلہ مولوی حشمت علی صاحب لکھنوی رضوی متعلم مدرسہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط ماقولکم یاحماۃ السنۃ السنیۃ البیضاء ویا محاۃ البدعۃ القبیحۃ الظلماء نصرکم اللہ تعالیٰ بالتائیدات الرحمانیۃ وایدکم بالنصر السبحانیۃ فی ھذہ المسألۃ ان اشرفعلی التھانوی

الذی تفوّہ بالکفر الجلی فی کتابہ حفظ الایمان وما ھو واللہ الاحیط الایمان قد کتب عملا للا مساک فی ص۱۰۹ من کتابہ المسمی باٰثار تبیانی الجزء الثالث من اعمال قرآنی المطبوع فی برقی پریس الواقع فی دھلی سنہ ۱۳۳۵ھ فقال ما ترجمتہ " عمل اخر ۔ للامساک ۔ یکتب علی ورقۃ الکرم ویعلق علی الفخذ الایسر ابجد ھوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ وقیل یاارض ابلعی ماءک ویٰسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر کلما اوقدوا نارا للحرب اطفأھا اللہ امسک ایھا الماء النازل من صلب فلان بن فلانۃ بلاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم" ھل فیہ تعریض القرآن العظیم للاھانۃ والانجاس والتوھین والتلویث بالارجاس وقولہ ھذا ھل فیہ کفر ام ضلال ام لیس فیہ شئی من ھذہ الاحوال ۔ بینوا بالتفصیل توجروا عند الملک الجلیل ۔

الجواب ۔ الامام الاجل سیدی محمد البوصیری قدس سرہ قال فی قصیدتہ الکریمۃ الھمزیۃ ام القری فی حق ابی جھل اللعین ع ما علی مثلہ یعد الخطاء ؕ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ بہاریپور نواب وزیراحمد خانصاحب قادری رضوی ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ

بعز عرض بندگان عالی متعالی خداوند نعمت میرساند ۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ بعد اداب فدویانہ معروض ۔ لاٰ = ۷۵ ، ۲لا + د = ۳۰ اگر یہ نمونہ صحیح ہوجاتا تو اسی نمونے پر یہ مساوات قائم ہوجاتی لاٰ/۷۵ = (۳۰ ـ لا)۲ لاٰ = ۷۵ (۳۰ ـ لا) ۲ یا لاٰ = ۷۵ (۹۰۰ ـ ۶۰ لا + لاٰ) یا لاٰ = ۶۷۵۰۰ ـ ۴۵۰۰ لا + ۷۵ لاٰ یا ـ ۷۴ لاٰ + ۴۵۰۰ لا = ۶۷۵۰۰ تقسیم کیا ـ ۲ سے ۳۷ لاٰ ـ ۲۲۵۰ لا = ـ ۳۳۷۵۰ مربع کامل کیا ۳۷ لاٰ ـ ۲۲۵۰ لا + ۱/۳۷ (۲۲۵۰/۲)۲ = ـ ۳۳۷۵۰ + ۱/۳۷ (۲۲۵۰/۲)۲ یا ۳۷ لاٰ ـ ۲۲۵۰ لا + ۱/۳۷ (۱۱۲۵)۲ = ـ ۳۳۷۵۰ + ۱/۳۷ (۱۱۲۵)۲ یا ۳۷ لا ـ √(۱/۳۷ (۱۱۲۵)۲) = √(ـ ۳۳۷۵۰ + ۱/۳۷ (۱۱۲۵)۲)

اس کو لاحظہ فرمالیا جائے یہاں تک اگر صحیح ہو تو آگے عمل کیا جائے ۔

الجواب ۔ مکرم کرمفرما چھوٹے نواب صاحب سلمہ، وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ ۔ تکمیل مجذور کا یہ نیا قاعدہ ہے کہ سرمجذور کی طرف ایک کو نسبت کرکے مجذور نصف سر لا کا سر کرکے شامل کریں مجذور کامل ہوجائے میرے نزدیک یہ صحیح نہ آئیگا مثلاً ۲ لاٰ + ۶ لا = ۲۰ طور مذکور پر ۲ لاٰ + ۱/۲ (۳)۲ = ۲۰ + ۹/۲ = ۴۹/۲ ہرگز مجذور کامل نہیں یا ۳ لاٰ ـ ۴ لا ۴ بطور مذکور ۳ لاٰ ـ ۴ لا + ۱/۳ (۲)۲ = ۴ + ۴/۳ = ۱۶/۳ ہرگز مربع نہیں ۔

(۲) مساوات دوجہ دوم سے یہ بہت سہل حل ہوسکتا یہاں تک آپ لے آئے کہ ـ ۷۴ لاٰ + ۴۵۰۰ لا = ـ ۶۷۵۰۰ یہاں نفی واثبات کا قلب کریجئے مساوات یہ ہوجائیگی ۷۴ لاٰ ـ ۴۵۰۰ لا = ۶۷۵۰۰ پھر خواہ یوں عمل کیجئے لاٰ ـ ۴۵۰۰ لا/۷۴ = ـ ۶۷۵۰۰/۷۴ طرفین میں ۲۲۵۰/۷۴ کا مجذور شامل کیجئے یا مساوات کو بحال رکھکر ۲۹۶ میں ضرب دیکر طرفین میں (۴۵۰۰)۲ شامل فرمائیے مدعا حاصل ہوگا ۔

(۳) ہاں لطیف تر یہ ہے کہ درجہ دوم کا نام نہ آنے پائے صرف مساوات درجہ اول سے حاصل ہو اوسے بتایئے وہ بہت آسان ہے۔ فقط

مسئلہ ۔ از سیتاپور تا مسنگنج کوٹھی حضرت سید شاہ محمد صادق صاحب مرسلہ حضرت مولنا سید شاہ محمد میاں صاحب قادری مدظلہ ۹ جمادی الاخری ۱۳۳۷ھ۔

حضرت مولنا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ۔ پس از آداب تسلیمات معروض کہ تحریر حامد علی کا جواب ابھی کچھ دینے کا ارادہ نہیں مگر اوس میں جو من مات الخ ولوکنت الخ ولو کان سالم الخ ومن اتاکم الخ مذکور ہیں اونکی نسبت اسی قدر دریافت طلب ہے کہ یہ احادیث ہیں اور ہیں تو کیسی جواب سے جلد معزز ہوں

الجواب ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ بو الالاحظہ حضرت بابرکت حامی سنت جناب مولانا مولوی حافظ سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم التسلیم مع التعظیم۔ نیاز مند بیلی بھیت گیا ہوا تھا کل جمعہ کو واپس آیا (۱) حدیث من مات ولم یعرف ان لفظوں سے نہیں۔ ہاں صحیح مسلم میں یوں ہے۔ من فارق الجماعۃ شبرا فمات فمیتۃ جاھلیۃ (۲) حدیث لوکنت مستخلفا ترمذی وابن ماجہ میں بسند ضعیف ہے۔ اور تورپشتی وطیبی وعلی قاری وشیخ محقق دہلوی وشارح جامع صغیر علامہ مناوی نے تصریح کی کہ المراد تامیرہ علی جیش بعینہ واستخلافہ فی امر من الامور حال حیاتہ لا الخلافۃ لان الائمۃ من قریش۔ امام تورپشتی وغیرہ نے فرمایا لا یجوز حملہ الا علی ذلک (۳) لو کان سالم مولی حذیفۃ بن الیمان حیا لاستخلفہ سائل معترض نے براہ خطا وضع کی ہے نہ سالم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالی عنہم کے مولی تھے۔ نہ حذیفہ کا کوئی مولی سالم۔ بفرض صحت قطعا اوسکی وہی مراد ہے جو حدیث ابن ام عبد رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے۔

(۴) من اتاکم وامرکم جمیع صحیح مسلم میں ہے مگر یوں سیکون ھنات وھنات فمن اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان یا یوں۔ من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ۔ لمعات میں ہے ای ادفعوا من خرج علی الامام بالسیف وانکان اشرف وافضل وترونہ احق وافضل تو کلام خروج علی الامام میں ہے ثبت العرش ثم النقش جہاں امام نہ ہو اسی صحیح مسلم میں حکم یہ ہے قلت فان لم یکن لھم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلھا حدیث اول اگر اوسی لفظ سے ہو جو سائل کے نقل کئے تو معرفت فرع وجود ہے یعنی جب امام موجود ہو تو اوسے امام نہ جاننا باعث موت جاہلیت ہے۔ یہ اوس سے کیونکر مفہوم ہوا کہ ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی امام ہوگا یہی معہذا حدیث متواتر کے مقابل آحاد سے استناد سخت جہالت اور اجماع کے رد میں بعضے اشارات سے اپنے استنباط پر اعتماد اشد ضلالت۔ یہ جہال حدیث ان امر علیکم عبد

مجدع یقودکم بکتاب اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا ۔ سے بھی استدلال کرتے ہیں ۔ اور قید قرشیت درکنار قید حریت بھی اٹھانا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ اوس سے مراد یہ کہ خلیفہ کسی شہر پر غلام کو والی کردے تو اطاعت واجب ہے نہ کہ خود غلام خلیفہ ہو مرقات وغیرہ میں ہے ۔ ای ان استعملہ الامام الاعظم علی القوم لا ان العبد الحبشی ھو الامام الاعظم فان الائمۃ من قریش ۔ **اقول** حدیث سے بہتر تفسیر حدیث کیا ہوگی خود حدیث نے اس معنی کی تصریح فرمائی حاکم صحیح مستدرک او ربیہقی سنن میں امیر المومنین مولی علی سے راوی الائمۃ من قریش وان امرت علیکم قریش عبدا حبشیا مجدعا فاسمعوا لہ واطیعوا ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از بانس بریلی محلہ قاضی ٹولہ مرسلہ حکیم حاجی سید محمد نور اللہ شاہ صاحب اشرفی جیلانی سجادہ نشین فتحپور ۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ ۔

ماقولکم ایہا العلماء الراسخون رحمکم اللہ تعالی فی ہذہ المسئلۃ کہ جس مرید کو اپنے شیخ سے تعلیم طرق صوفیہ مراتب اذکار و اشغال وغیرہ نہ معلوم ہوئے اور وہ شیخ انتقال فرماگئے یا بوجوہات معقولہ اون سے تعلیم محال ۔ پس اس مرید کو شیخ ثانی سے تجدید بیعت توبہ کرکے طالب ہونا اولی ہے یا کہ اوسی حال پر بے تعلیم رہنا مناسب اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی بیعت ہر خلافت کے وقت کس لئے صادر ہوئی ۔

الجواب ۔ دوسرے شیخ سے طالب ہو مگر اپنی ارادت شیخ اول ہی سے رکھے اور اس سے جو فیض حاصل ہو وہ اپنے پیر ہی کی عطا جانے اولیائے کرام فرماتے ہیں ایک شخص کے دو باپ نہیں ہوسکتے ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہوسکتے ایک مرید کے دو شیخ نہیں ہوسکتے ۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کے دست اقدس پر بیعتیں اون کو امام ماننے اور اون کی اطاعت کرنے کی تھیں جیسے ہر جدید بادشاہ کے ہاتھ پر کی جاتی ہیں ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از جھونا مارکیٹ کراچی بندر مرسلہ حضرت سید پیر ابراہیم صاحب مدظلہ الاقدس ۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر غیر منکوحہ عورت سے لڑکا تولد ہوا اور قضائے الہی سے فوت ہوا اسکی قبر پر خانقاہیں بنانا اور واسطے مرادوں کی دعا مانگنا اور صاحب القبر کو اولیا قبول کرنا شرعا درست ہے یا نہیں اگر ایسا شخص صفت بالا میں متصف ہے اور مسجد میں امام ہے تو ہزارول مقتدیوں کو تحقیق واقعات بالا کے نماز قبل از تحقیقات کا اعادہ کرنا افضل ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ جو شخص فاسق و فاجر ہے اوس کے پیچھے نماز مکروہ ہے پھر اگر فاسق معلن ہے تو کراہت تحریمی ہے اور اعادہ واجب ورنہ تنزیہی اور اعادہ بہتر ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از ریاست رامپور محلہ گھیر زبیر خاں مرسلہ مرزا محمد فاروق بیگ صاحب ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ حقوق پیر بغرض تصحیح و ترمیم۔ (۱) یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کریگا تو مرشد کے فیض و برکات سے محروم رہے گا۔ (۲) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اوسکی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔ (۳) مرشد جو کچھ کہے اوسکو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اوسکے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال و مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اوس کا کرنا زہر قاتل ہے (۴) جو ورد و وظیفہ مرشد تعلیم کرے اوس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اوس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔ (۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اوسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے یہاں تک کہ سوائے فرض و سنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ اوسکی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔ (۶) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اوس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اوسکے کپڑے پر پڑے (۷) اوس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔ (۸) اوسکی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔ (۹) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لاوے۔ (۱۰) اوسکے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔ (۱۱) اوسکے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہو۔ (۱۲) جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو اوس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔ (۱۳) اور اوس طرف تھوکے بھی نہیں (۱۴) جو کچھ مرشد کہے اور کرے اوس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔ (۱۵) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔ (۱۶) اگر کوئی شبہہ دل میں گذرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اوس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اوس کے جواب کے لائق نہ تھا۔ (۱۷) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اوس کی تعبیر ذہن میں آوے تو اوسے بھی عرض کر دے۔ (۱۸) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو (۱۹) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور با آواز اوس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔ (۲۰) اور مرشد کے کلام کو دوسرے سے اوس قدر بیان کرے جسقدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اوسے بیان نہ کرے (۲۱) اور مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔ (۲۲) اور کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔ (۲۳) جو کچھ اسکا حال ہو برا یا بھلا اوسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اوسکی اصلاح

کریگا مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نکرے۔ (۲۴) اوسکے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ہو تو اوسکی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔ (۲۵) جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اوسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اوس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے (کذا فی ارشاد رحمانی) قال العارف الرومی ؎

چوں گزیدی پیر ہن تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن در کار خضر اے بے نفاق تا نگوید خضر رو ہذا فراق

قال العطار ؎

گر ہوائے ایں سفر داری دلا دامن رہبر بگیر و پس بیا
در ارادت باش صادق اے مرید تا بیابی گنج عرفاں را کلید
دامن رہبر بگیر اے راہ جو ہر چہ داری کن نثار راہ او
گر روی صد سال در راہ طلب راہبر نبود چہ حاصل زاں تعب
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق
پیر خود را حکم مطلق شناس تا براہ فقر گردی حق شناس
ہر چہ فرماید مطیع امر باش طوطیاے دیدہ کن از خاک پاش
انچہ میگوید سخن تو گوش باش تا نگوید او بگو خاموش باش

الجواب ۔ یہ تمام حقوق صحیح ہیں ان میں بعض قرآن عظیم اور بعض احادیث شریفہ اور بعض کلمات علما بعض ارشادات اولیا سے ثابت ہیں اور اوس پر خود واضح ہیں جو معنی بیعت سمجھا ہوا ہے اکابر نے اس سے بھی زائد آداب لکھے ہیں انتوں ہی پر عمل نہ کرینگے مگر بڑی توفیق والے اور نمبر ۱۷ سے شیطانی خواب پریشان مہمل مستثنیٰ ہے کہ اوسے بیان کرنے کو حدیث میں منع فرمایا ہے۔ اور نمبر ۲۲ عوام مریدین کے لئے ہے جنکو بارگاہ شیخ میں ابھی منصب عرض معروض دیگران حاصل نہ ہو ایسوں سے اگر کوئی عرض سلام کے نئے کہے عذر کردے کہ میں حضور شیخ میں دوسرے کی بات عرض کرنے کے ابھی قابل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بارکپور محلہ مرغی محال متصل کنجڑا محال مرسلہ حافظ محمد جعفر پیش امام ۱۰ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کلام مجید با اعراب خداوند کریم کی طرف سے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہو کر آتا تھا یا اعراب بعد رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درست کیا گیا۔

الجواب ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم کی عبارت کریمہ نازل ہوئی عبارت میں اعراب نہیں لگائے جاتے حضور کے حکم سے صحابہ کرام مثل امیر المومنین عثمٰن غنی و حضرت زید بن ثابت و

امیر معاویہ وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم اد سے لکھتے اون کی تحریر میں بھی اعراب نہ تھے یہ تابعین کے زمانے سے رائج ہوئے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کلکتہ نمبر ۷ ۲۴ پوسٹ شملہ مانک تلہ مرسلہ منصور علی میاں بگاں قدم رسول ۱۱ شعبان ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) مومن اور ولی میں کونسی نسبت ہے۔ (۲) درود شریف کے اندر بجائے علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم کے علی داؤد وعلی آل داؤد یا علی آل زکریا وغیرہما نہ آنیکی کیا وجہ (۳) جو مضمون قرآن شریف کے ہے اوسکو مدلول قرآنی کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر کہہ سکتے ہیں تو طہرا بیتی وطہر اقلبی میں کیا فرق ہے اور اگر مدلول نص نہیں تو کیوں (۴) صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں اصحاب پر آل کو مقدم کیوں کیا (۵) درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت کے ختم ہوجانے کی کیا وجہ ہے۔

الجواب ۔ (۱) اگر ولایت عامہ مراد ہے تو تساوی اللہ ولی الذین اٰمنوا اور خاصہ تو عموم خصوص مطلق ان اولیاؤہ الا المتقون (۲) آل ابراہیم علیہ السلام میں آل داؤد و آل زکریا علیہما السلام سب داخل ہیں ولا عکس۔ (۳) جس مضمون پر قرآن عظیم دلالت فرمائے مدلول قرآنی ہے۔ بیتی اور قلبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور متشابہات میں قیاس جاری کرنا ضلالت امنا بہ کل من عند ربنا نہ کہ من عند نفسک (۴) آل اصحاب کو بھی شامل ہے ولا عکس یہ تخصیص بعد تعمیم ہے۔ (۵) اللہ عزوجل نے فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذلک۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از مقام گنڈارہ تحصیل قیصر گنج ضلع بہرائچ مرسلہ عبداللہ میاں جی صاحب معرفت سید سلطان احمد صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادت کی خبر جب ثویبہ جاریہ ابی لہب نے ابولہب کو سنائی اوس وقت ابولہب نے خوش ہوکر ثویبہ کو آزاد کردیا پھر کئی دن تک ثویبہ نے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دودھ پلایا پھر ابولہب کو اوسکے مرنے کے بعد خواہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے یا اور کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے تیرا۔ بولا آگ میں ہوں لیکن تخفیف ہوتی ہے ہر دوشنبہ کی رات اور چوستا ہوں دو انگلیوں سے پانی جن کے اشارے سے آزاد کیا تھا ثویبہ کو۔ یہ قصہ اکثر معتبرین سے سنا گیا ہے اور علامہ جزری علیہ الرحمہ نے بھی اپنے رسالہ میلاد شریف میں اسکو لکھا ہے اور اس کے بعد یہ لکھا ہے اذا کان ابولھب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحد من امتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الی اٰخرہ اس پر ایک شخص کہتا ہے کہ یہ کیونکر صحیح

ہوسکتا ہے جبکہ قرآن شریف میں اللہ جل شانہ خبر دیتا ہے ابولہب کی نسبت ما اغنی عنہ مالہ وما کسب کہ نہ نفع دیا اوس کو اوسکے مال اور اوسکے فعل نے پس مال لونڈی اور فعل اوسکا آزاد کرنا۔ اور نہ خواب خیال کی باتیں آیات قرآنیہ کے مقابل میں کیونکر صحیح ہونگی پس اس کی تطبیق کیونکر صحیح ہوگی۔ بیان فرمائیے۔

الجواب ۔ یہ روایت صحیح بخاری شریف میں ہے ائمہ نے اوسے مقبول رکھا اور اوس میں قرآن عظیم کی اصلا مخالفت نہیں۔ قطع نظر اس سے کہ یہ اغنا نہ ہوا اسکا سبب حضور پر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے علاقہ۔ حضور کی ولادت کریمہ پر خوشی کہ یہ نہ اوسکا مال ہے نہ اوس کا کسب و فعل اختیاری۔ یہ تو کیا ایسا فائدہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے علاقہ۔ ابوطالب کو ایسا کام آیا کہ سراپا آگ میں غرق تھے حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پایا اب آگ میں کھینچ لیا کہ اب صرف تلووں میں آگ ہے حالانکہ کفار کے حق میں اصل حکم یہ ہے کہ لا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون ٥ نہ اون سے عذاب ہلکا کیا جائے نہ کوئی انکی مدد کرے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار وفی روایۃ وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح اسی طرح صحیحین میں ابوسعید خدری اور مسند بزار و ابویعلی و ابن عدی و تمام میں حضرت جابر بن عبداللہ اور معجم کبیر طبرانی میں ام المومنین ام سلمہ سے ہے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین امام عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں فان قلت اعمال الکفرۃ ھباء منثور لا فائدۃ فیھا قلت ھذا النفع من برکۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وخصائصہ امام ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری میں ہے یوید الخصوصیۃ انہ بعد ان امتنع شفع لہ حتی خفف لہ العذاب بالنسبۃ لغیرہ۔ اسی طرح مجمع بحار الانوار وغیرہ میں ہے ان سب کا حاصل یہ ہے کہ یہ نفع کافر کے عمل سے نہ ہوا بلکہ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی برکت سے اور یہ خصائص علیہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بارکپور۔ مرغی محال۔ مسجد حافظ محمد جعفر صاحب مرسلہ بیتی امام ضامن ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قیام مولود شریف فرض ہے یا واجب ہے یا سنت۔ عمرو کہتا ہے کہ قیام مولود شریف ہاتھ باندھکر ہونا چاہئے اور زید کہتا ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر ہونا چاہئے تو بتلائیے کہ کس کی بات سچ ہے۔

الجواب ۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا بہتر ہے جیسا حاضری روضہ انور کے وقت حکم ہے فتاوی عالمگیری

میں ہے یقف کما یقف فی الصلاۃ اسی طرح لباب شرح لباب و اختیار شرح مختار وغیرہا کتب معتبرہ میں ہے۔ قیام مجلس مبارک مستحب ہے اور مجلس کھڑی ہو تو سنت اور ترک میں فتنہ یا الزام وہابیت ہو تو واجب کما فی ردالمحتار فی قیام الناس بعضہم لبعض۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ بریلی محلہ قاضی ٹولہ مرسلہ حکیم حاجی سید محمد نور اللہ شاہ اشرفی الجیلانی ۱۷ رمضان المبارک ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) بیعت ہونے میں والدین یا شوہر وغیرہ کی اجازت شرط ہے یا نہیں (۲) اپنا مرشد انتقال کرگیا ہو یا موجود ہو مگر بوجوہات معقولہ واقعی اوس سے تعلیم محال ہو تو بغرض تعلیم طریقہ کرام دوسرے شیخ سے طالب ہونا اولیٰ ہے یا بے علم رہنا بہتر۔

الجواب ۔ (۱) جو پیر سنی صحیح العقیدہ عالم غیر فاسق ہو اور اوسکا سلسلہ آخر تک متصل ہو اوسکے ہاتھ پر بیعت کے لئے والدین خواہ شوہر کسی کی اجازت کی حاجت نہیں (۲) جہل سے طلب اولیٰ ہے مگر پیر صحیح سے انحراف جائز نہیں جو فیض ملے اوسے شیخ ہی کی عطا جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از سیتاپور محلہ تامسن گنج کوٹھی حضرت سید محمد صادق صاحب وکیل علیہ الرحمہ مرسلہ حضرت مولنا مولوی سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔ ۱۷ رمضان المبارک ۳۷ھ

حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہ العالیہ بس از آداب و تسلیمات معروض۔ حدیث اول الرسل الخ کس کتاب احادیث میں مروی ہے اور حکیم ترمذی نے اوسے اپنی کس کتاب میں روایت کیا ہے۔

الجواب ۔ حضرت با برکت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ یہ حدیث سیدنا ابوذر علیہ الرضوان سے مسند امام احمد میں یوں ہے قلت یا رسول اللہ ای الانبیاء کان اول قال آدم قلت یا رسول اللہ ونبی کان قال نعم نبی مکلم۔ اور نوادر الاصول تصنیف امام حکیم الامۃ ترمذی کبیر میں اون سے مرفوعاً یوں ہے اول الرسل آدم واخرہم محمد علیہ وعلیہم افضل الصلٰوۃ والسلام والا نامہ کل یکشنبہ کو بعد روانگی ڈاک ملا ورنہ کل ہی جواب حاضر کرتا۔ والتسلیم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ غلام رسول۔ ۱۱ شوال محلہ بہاری پور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے واقع شہادت میں جتنی روایتیں ہیں سب کی سب ضعیف ہیں۔ کیونکہ اسوقت تمام مخالفین موجود تھے وہ ہی راوی ہوں گے لہذا کوئی ثقہ نہ پایا گیا اور نیز اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین موجود نہ تھے بالفرض مان لیا جائے کہ موجود تھے تو اپنی اپنی جگہ لہذا انکو خبر ملے گی تو اون مخالفین سے اسوجہ سے یہ بھی ضعیف ہوگی۔ اور بکر کہتا ہے کہ ایسے واقع میں خبر صحیح ہوسکتی ہے۔ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے اور حرم محترم بھی موجود تھے اور موافقین تھے لہذا روایتیں صحیح ہوسکتی ہیں ان دونوں سے کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا

الجواب - بکر حق پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ - از حسیب والہ ضلع بجنور تحصیل دہامپور مرسلہ منظور　　۱۱ رشوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آجکل جو میلاد مروج ہے مع زیب و زینت واہتمام اس کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے۔

الجواب - مسلمانوں کو جمع کرکے ذکر ولادت اقدس وفضائل علیہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنانا ولادت اقدس کی خوشی کرنی اوس میں حاضرین کو کھانا یا شیرینی تقسیم کرنی بلاشبہہ جائز ومستحب ہے اور جائز زینت فی نفسہ جائز اور بہ نیت فرحت ولادت شریفہ وتعظیم ذکر انور قطعًا مستحب اللہ عزوجل فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث ٥ اور فرماتا ہے وذکرھم بایم اللہ اور فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ٥ اور فرماتا ہے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - از شہر غازیپور مرسلہ علی بخش محرر رجسٹری　۱۴ رشوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) کسی بزرگ سے بذریعہ خط بیعت ہو سکتی ہے یا نہیں (۲) اگر کسی شخص کو کسی بزرگ سے عقیدت ہو اور بوجہ دوری وہ شخص اوس بزرگ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تو وہ شخص اوس بزرگ سے کیسے مرید ہو سکتا ہے یا ہو ہی نہیں سکتا (کس طرح پر) (۳) ایک وظیفہ ایسا ارشاد فرمایئے اور اجازت دیجئے جس میں صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنا ہو چاہے بطریق شغل قادریہ ہو یا چشتیہ وغیرہا یا کسی اور طریقہ پر ہو (۴) ایک مختصر درود شریف ایسا تحریر فرمایئے اور اوسکی اجازت دیجئے کہ جو غیر منقوط ہو یعنی جس میں کسی حرف پر نقطہ نہ ہو۔

الجواب - (۱) بذریعہ خط بیعت ہو سکتی ہے۔ (۲) بذریعہ قاصد یا خط مرید ہو سکتا ہے (۳) وظیفہ کے لئے پورا کلمہ طیبہ مناسب تر ہے مگر اوس کے ساتھ درود شریف لانا ضرور ہے یعنی یوں ورد کرے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صرف جزء ثانی مع درود کا بھی ورد کر سکتا ہے۔ مگر مبتدی یا طالب کہ محتاج تصفیہ ہے اوسے صرف جزء اول کا ذکر وشغل بتاتے ہیں کہ اوس میں حرارت ہے اور دوسرا جزء کریم ٹھنڈا لطیف اور تزکیہ گرمی پہنچانے کا محتاج ہاں جب جزء اول سے حرارت حد سے متجاوز ہو تو تعدیل کے لئے بتاتے ہیں کہ مثلاً ہر سو بار لا الٰہ الا اللہ کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ لے کہ تسکین پائے (۴) اسکی حاجت کیا ہے وہ صیغہ مثلاً یہ ہو سکتا ہے اللّٰھم صل وسلم لرسولک محمد والہ۔ اس میں لام بمعنی علے ہے آپ اسکا ورد کریں اجازت ہے۔

مسئلہ - از میونڈی ڈاکخانہ شاہی پرگنہ اجاؤں ضلع بریلی مرسلہ امیر عالم حسن صاحب　۱۶ رشوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) زید کہتا ہے کہ ہیں اولاد سید بدیع الدین صاحب عرف شاہ مدار کے ہوں اور اون ہی سے ہمیں خلافت بھی عمرو نے اس پر جواب دیا کہ سید بدیع الدین صاحب نے نہ شادی کی نہ اونکی اولاد ہوئی پھر تم کہاں سے پیدا ہوئے اور تمہیں خلافت کس نے دی زید نے اس پر جواب دیا کہ نہیں سید بدیع الدین صاحب نے دو خلیفہ کئے ہم اونہیں کی اولاد میں ہیں اور اونہیں سے خلافت چلی آرہی ہے (۲) زید کہتا ہے کہ ہم مدار صاحب کے بھتیجوں کی اولاد میں ہیں (۳) زید کہتا ہے کہ سید مدار صاحب نے ایک نقش لکھکر ایک عورت کو دکھایا کہ جس کے دیکھنے سے وہ حاملہ ہوگئی اور اوس سے جو اولاد پیدا ہوئی ہم اوسکی اولاد میں ہیں یہاں تک کہ ایک گاؤں اوس کی اولاد سے آباد ہے (۴) زید کا مرید مع زید یہ بات کہتا ہے کہ جب ہماری خلافت ثابت نہیں تو آج تک کسی عالم نے کیوں نہیں منع کیا (۵) یہ کہ اب علما فرمادیں کہ سید مدار صاحب نے کسی کو خلیفہ کیا یا نہیں یا شادی کی یا نہیں یا کوئی بھتیجہ ہمراہ آیا تھا یا نہیں اور اگر کسی کو خلیفہ کیا تو اوسکی اولاد ہوئی یا نہیں اور وہ خلیفہ کہاں گئے اور کیا ہوئے (۶) سید مدار صاحب کا وصال مکن پور ہوا یا اور کہیں اور وہ خلیفہ کہاں مدفون ہیں۔ (۷) یہ کہ وہ خلیفہ ہندوستان میں گئے یا عرب میں یا کہاں۔ (۸) یہ کہ وہ خلیفہ سید مدار صاحب سے پہلے رحلت کر گئے یا بعد کو

بینوا توجروا

الجواب ۔ بے اصل و بے سرو پا باتیں ہیں جنکا کہیں پتا نہیں۔ سبع سنابل شریف میں ہے حضرت مدار صاحب قدس سرہ نے فرمایا ہے خلافت نہ کسے دادہ ام نخواہم داد۔ میں نے خلافت نہ کسی کو دی ہے نہ آگے دوں۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی ۲۸ شوال ۳۷ھ

(۱) قول حماد رضی اللہ تعالی عنہ ترکت الحدیث الخ[1] مرا بفہمانید ۔

الجواب ۔ در مناقب خوارزمی و مناقب کردری ہر دو از حاکم صاحب مستدرک آوردہ اند کہ مرادش احادیث موضوعہ و مخالف کتاب ست اقول این بقول او علیک بالرای و قول حماد ترکت الحدیث نمی چسپد وانچہ بخاطرم ریختند کہ لام در حدیث برائے عہد ست حدیثے بودہ باشد کہ حماد روایتش میکرد و بواقع صحیح نبود امام حماد باعتمادش در مسئلہ خلاف قیاس صحیح میکرد تقدیما للحدیث علی الرای حضرت امام اور ا تنبیہ نمود کہ ایں حدیث صحیح نیست و اعتماد را نشاید دریں مسئلہ ہم برائے عمل کن عبد الحکم را از حماد ایں حدیث بواسطہ رسیدہ بود خواست حاضر و از حماد شنود پس او را سوال کرد حماد فرمود من آں حدیث را ترک کردہ ام و آں خواب بیان کرد و ترک حدیث نہ بربنائے مجرد خواب باشد بلکہ بہ تنبیہ امام متوجہ شدہ و علت قادحہ در آں بر و ظاہر گشتہ باشد ۔ واللہ تعالی اعلم

[1] تمام عبارت مذکورہ سوال این ست سمعت عبد الحکم بن میسرۃ یقول اتیت حماد بن ابی حنیفۃ وقد کان امسک عن الحدیث فقلت انک کنت تحدث فما لک ترکت الحدیث فقال انی رأیت فی المنام کأنی اقول لہما فعل بلغ حتی بلغ فیقول هیهات هیهات علیک بالرای ای تلک الثلث شدۃ واحدۃ ... حدیث ثلاث مرات اھ

سوال دوم ۔ دیگر در صفحہ ۲۰۵ بعد از ے خط قام علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامکن لہ وھاب منہ ویجلہ[1] چہ معنی دارد ۔

الجواب ۔ بسیارے از خواب ماول باشد نہ کہ ہمہ بر ظاہر معمول ۔ وتعظیم اکابر خوردان خود را برائے اظہار عظمت ایشاں دور نیست سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائے حضرت بتول زہرا قیام فرمودے و دست او را بوسہ دادہ بر جائے خود نشاندے وہیبت اینجا بمعنی احتشام ست یعنی او را محتشم داشت وعامل معہ معاملۃ الہائب ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سوال سوم ۔ حدیث[2] کہ در شان امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارد ست بسیار طرق وبسیار علماء الحفاظ او را قبول کردہ اند در فقہ شافعی نیز مذکور ست شراح ہدایہ چرا بوضع وے قول کردہ اند دریں جا می باید کہ قول از واضعین وی ثبوت رسانند واگر نہ قول ایشاں مقبول نیست ۔

الجواب ۔ در سندش کذابین وضاعین یافتہ اند ارجع الی اللآلی المصنوعۃ للحافظ السیوطی وشیخ قاسم حنفی نیز پیروی ایشاں کرد ۔ ردالمحتار باید دید واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از علی گڈھ محلہ دو دیکا پڑاؤ مرسلہ محمد نصیر الدین صاحب مورخہ ۲۲ ذالحجہ ۱۳۳۷ھ

ع۱ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ بیعت کرنا یعنی آجکل عرف میں پیری مریدی سے مشہور ہے سنت نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے اور عمرو کہتا ہے کہ سنت ہے ع۲ ۔ زید مذکور باوجود مسجد میں بروقت جماعت حاضر ہونے کے بلاوجہ شرعی جماعت سے علیحدہ نماز پڑھتا ہے ۔ محض اسی بنیاد پر کہ مسئلہ اول میں عمرو کے ساتھ اتفاق نہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ۔ ع۳ زید مذکور اپنے پیش امام سے جو کہ اوستاد بھی ہیں زید مذکور سلام وکلام سے پرہیز کرتا ہے اور بجائے احسان ماننے کے غیروں سے کہتے ہیں وہ کیا جانے ہم سے مقابلہ کرالو اسکی وجہ بھی وجہ مذکور ہے ان سب صورتوں میں شرعاً کیا حکم ہے ۔ بینوا بحوالہ الکتاب وتوجروا عند اللہ بجر الثواب ۔

الجواب ۔ بیعت بیشک سنت محبوبہ ہے امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عوارف شریف سے شاہ ولی اللہ دہلوی کے قول الجمیل تک اس کی تصریح اور ائمہ و اکابر کا اسی پر عمل ہے ۔ اور رب العزت عزوجل فرماتا ہے ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ اور فرماتا ہے ید اللہ فوق ایدیھم اور فرماتا ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ اور بیعت کو خاص بجہاد سمجھنا جہالت ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یاایھا النبی اذا جاءك المؤمنٰت یبایعنك علٰی ان لایشرکن باللہ شیئا ولایسرقن ولایزنین ولایقتلن اولادھن ولایاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولایعصینك فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم ۰ زید بوجہ ترک جماعت فاسق فاجر مردود الشہادۃ

عہ۲ لفظ ان حدیث ابن سنت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون فی امتی رجل یقال لہ ابوحنیفۃ النعمان وھو سراج امتی الی یوم القیامۃ ۔

[1] تمام عبارت ابن سنت قال صالح بن الخلیل رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیا معہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجاء ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فقام علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامکن لہ وھاب منہ ویجلہ ۱۲

مستوجب عذاب نار ہے۔ زید بلا وجہ شرعی اپنے باطل خیال کے باعث مسلمان سے ترک سلام وکلام کرکے دوسرے جرم کا مرتکب ہوا اور جبکہ امام اسکا استاذ بھی ہے تو عاق بھی ہوا اور اوسپر ان حکایات شنیعہ سے توبہ فرض ہے۔

واللہ تعالےٰ اعلم

مسئلہ ۔ از تھانہ فتح پور چوراسی ضلع اناؤ مرسلہ علی احمد خانصاحب ہیڈ محرر ۔ ۲۳ جمادی الاولی ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تینتری لڑکی ہوئی اس دن سے زید نہایت پریشان ہے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تینتری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تینترا لڑکا نصیب ور اور اچھا ہوتا ہے زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انھوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہل ہنود اور عورتوں کی بنائی ہوئی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کردو ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کردو اور توشہ شاہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردو حق تعالیٰ بتصدق سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر طرح کی بلا ونحوست سے محفوظ رکھے گا۔ توشہ دو ہیں ایک خشکہ گیلانی۔ برنج ۵ سیر۔ روغن زرد۔ شکر۔ میوہ شیر گاؤ۔ زعفران۔ گلاب۔ کیوڑا۔ الائچی خورد۔ لونگ۔ اسکو پکاکر نیاز شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرکے مسلمانوں کو تقسیم کردیا جائے۔ دوسرا حلوہ اس طرح کہ مائدہ گندم۔ روغن زرد۔ شکر۔ میوہ۔ حلوہ پکاکر کیوڑا گلاب ورق نقرہ لگاکر فاتحہ دیکر تقسیم کردیا جائے۔ پانچ سیر سے کم ہونا اچھا نہیں زیادہ کا اختیار ہے۔ چونکہ زید اور اوسکی اہلیہ متبع حضور کے ہیں اسوجہ سے حضور کو تکلیف دی جاتی ہے کہ یہ باتیں صحیح ہیں یا غلط آپ کچھ صدقات تحریر فرمادیجئے تاکہ ان کی تعمیل زید کرسکے کیونکہ ان صدقات میں مبلغ ایک سو روپے صرف ہوگا اور زید کی تنخواہ صرف عسہ روپے ہے یا ان صدقات میں کمی فرمادیں۔

الجواب ۔ یہ محض باطل اور زنانے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدق اور توشہ سرکار ابد قرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اچھی چیز ہے مگر اس نیت سے کہ اسکی نحوست دفع ہو جائز نہیں کہ اس میں اوسکی نحوست مان لینا ہوا اور یہ شیطان کا ڈالا ہوا وہم تسلیم کرلینا ہوا والعیاذ باللہ تعالیٰ اس قسم کے خطرے وسوسے جب کبھی پیدا ہوں اونکے واسطے قرآن کریم وحدیث شریف سے چند مختصر وبیشمار نافع دعائیں لکھتا ہوں انہیں ایک ایک بار خواہ زائد آپ اور آپ کے گھر میں پڑھ لیں اگر دل پختہ ہو جائے اور وہ وہم جاتا رہے بہتر ورنہ جب وہ وسوسہ پیدا ہو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے اور یقین کیجئے کہ اللہ ورسول کے وعدے سچے ہیں اور شیطان ملعون کا ڈرانا جھوٹا۔ چند بار میں بعونہ تعالےٰ وہ وہم بالکل زائل ہو جائیگا۔ اور اصلاً کبھی کسی طرح اوس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ دعائیں یہ ہیں۔

لن یصیبنا الا ماکتب اللہ لنا ھو مولینا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۵ ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لئے اللہ نے لکھدی وہ ہمارا مولی اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا لازم۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کام بنانے والا۔ اللّٰھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذھب

السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا بك الٰہی اچھی باتیں کوئی نہیں لاتا تیرے سوا اور بُری باتیں کوئی دور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی زور وطاقت نہیں مگر تیری طرف سے اللھم لا طیر الا طیرك ولا خیر الا خیرك ولا الٰہ غیرك الٰہی تیری ہی فال فال ہے اور تیری ہی خیر خیر۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔ یہ توشہ کہ انھوں نے بتایا نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں بر لانے کے لئے مجرب۔ ہمارے خاندان مشائخ کرام میں اسکی ترکیب یوں ہے میدہ گندم ۔ شکر ۔ گھی ۔ مغز بادام ۔ پستہ ۔ کشمش ۔ ناریل ۔ لونگ ۔ دارچینی ۔ چھوٹی الائچی ہر ایک سوا چھٹانک حضور کی نیاز دیگر صالحین کو کھلائے اور اپنے مطلب کی دعا کرائے اصل وزن یہ ہیں بقدر قدرت ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔ نصف چوتھائی آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کرے وہی اثر دیگا۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ کٹرہ چاند خاں مسئولہ منظور حسن صاحب قادری رضوی۔ ۱۳ رمضان ۱۳۳۸ھ

اسوقت حضور کا دیوان پیش نظر ہے اس میں اس شعر کا مطلب سمجھ میں نہ آیا۔

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں — اے مرتضیٰ عتیق وعمر کو خبر نہ ہو

الجواب ۔ یہ شعر ایک حدیث کا ترجمہ ہے ابوبکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اھل السموات واھل الارضین الا الانبیاء والمرسلین لا تخبرھما یا علی۔ ابوبکر وعمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور تمام آسمان والوں اور سب زمین والوں سے بہتر ہیں سوا انبیاء ومرسلین کے اے علی تم اون دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔ علامہ مناوی نے تیسیر میں اس کے یہ معنی بتائے ہیں کہ ارشاد ہوتا ہے اے علی تم اون سے نہ کہنا بلکہ ہم خود فرمائیں گے تاکہ اون کی مسرت زیادہ ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از نسواہ قادریہ جونیر مدرسہ ضلع چاٹگام مرسلہ مولوی جمال الدین صاحب ۱۷ رمضان ۱۳۳۸ھ

وقت نماز وصوم از گھڑی معین نمودن قطع نظر از آفتاب وماہتاب آیا جائز شود یا چنانچہ بعض دیوبندی قائل آنست بر تقدیر عدم جائز چہ دلیل عقلا ونقلا باید وموجد گھڑی کیست وکدام وقت ایجادش گردید وچرا ائمہ ازوے وقت صوم وصلاۃ مقرر نہ نمودند۔

الجواب ۔ موجد آلہ ساعت مردے از منجمان زمانہ ہارون رشید راگفتہ اند واللہ اعلم فاما تا زمانہ ائمہ بلکہ تا چند صد سال پیش از زمان ما رواجش نبود واعتماد بروآنکس راکہ علم توقیت نداند حرام ست ہمچناں بریک آلہ ساعت اعتماد نشاید کہ دفعۃً خود بخود پیش وپس می شود آرے ہر کہ علم توقیت داند وآلہ ساعت را محافظت تواند بروکار میتواں کرد کما افادہ فی الدر المختار دیوبندیان خود از توقیت ہمچناں بیگانہ اند کہ از دین واعتماد بر فتوائے آنہا حرام تر از آنست کہ بر ساعت بے تمکین واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از موہل تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غازی خاں مسئولہ عبد الغفور صاحب رضا ۱۴ محرم ۱۳۳۹ھ۔

سورۂ فاتحہ کا شان نزول کہیں نہیں ملتا۔ شان نزول بیان فرمائیں۔

الجواب۔ سورۂ فاتحہ رحمت الٰہی ہے دعا و ثنا ہے کہ رب عزوجل نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی کسی خاص واقع کے لئے اوس کا نزول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ضلع چاندہ ممالک متوسط نزدل سرور آفس مسئولہ رحیم بخش خاں محمد شہزاد خاں ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کمترین ایک مولوی وحید صاحب نامی کے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا دس بارہ برس تک برابر خدمت کرتا رہا جہاں تک ہوسکا اپنی برادری کے لوگوں کو بھی آپکی بیعت میں داخل کرایا جب مولوی صاحب کا رسوخ ہماری برادری میں اچھی (طرح) اثر پذیر ہوگیا تو مولوی صاحب لگے ہماری برائی کرنے جب مجھے اسکی خبر ہوئی تو حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ خاکسار خادم قدیم سے کچھ قصور ہوا ہے تو حضور مجھکو سزا دیتے عام لوگوں میں بلا سبب رسوا کرنا کیا مصلحت ہے اس پر جھوٹ قسم کھا گئے کہ ہم نے کچھ کسی سے نہ کہا اتفاق سے وہ لوگ بھی موجود تھے اوس وقت مولوی صاحب بہت نادم ہوئے میں خاموش ہوگیا وقت گذشت کیا کیونکہ ہر طرح سے اپنی برائی ہوتی تھی اگرچہ مولوی صاحب کی ہی غلطی کیوں نہ ہو دوسرے آپنے ایک شادی بھی اسی بستی کی ایک ایسی عورت سے کرلی جو مرید بھی نہیں اور جسکا شوہر مفقود الخبر ہوگیا ہے اس سے تمام بستی کے لوگ بدگمان و بدعقیدہ ہوگئے یہاں تک نماز بھی اونکے پیچھے نہ پڑھتے تھے تابعدار نے اپنا پیر بنالیا تھا اس لئے بہت ہی کوشش و بستی کے لوگوں کی خوشامد کرکے فساد کو رفع دفع کرایا مگر چند روز کے بعد آپ نے اپنی منکوحہ صاحبہ کو علانیہ مسجد میں بلا پردہ آنے جانے پر کچھ روک ٹوک نہ کیا یہاں تک کہ مسجد کے پابند نمازی لوگوں نے بھی کہا مگر جواب یہ ملا کہ لونڈی ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے لوگوں نے کہا ہماری پٹھان برادری کی لڑکی ہے لونڈی کیسے ہوسکتی ہے غرضکہ بہت شر پیدا ہوگیا نہ بی بی صاحبہ پردہ میں رہتی ہیں نہ مولوی صاحب تنبیہ کرسکتے ہیں ایسی حالت میں تین بچہ بھی ہوگئے مگر حالت ہنوز روز اول ہے اب یہ ہوگیا ہے کے نئے نئے بچے لفنگے روز مرید ہوتے ہیں۔ غریب پابند صوم وصلاۃ کے قدیم خدمت گذار مردود علانیہ بنائے جاتے ہیں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارا مردود کیا ہوا خدا و رسول اور پیروں کا مردود ہے ہماری بی بی امہات المومنین ہیں مریدوں کے لئے۔ ہر روز نئے نئے جھگڑے فساد برپا ہوتے رہتے ہیں آج ایک مرید کو مقبول بنایا کل دوسرے کو مردود کیا یہ سب باتیں تو ظاہر ہیں علاوہ اسکے ایسے حالات ہیں جنکا اظہار کرنا زبان گوارہ نہیں کرتی یہ خاکسار عجیب پریشانی میں ہے خدا کے واسطے رسول کے واسطے اور اپنے طریقت کے بزرگوں کے واسطے مجھے کوئی راہ نجات کی بتائیں اور ایسی حالت میں کسی دوسرے صاحب شریعت و طریقت کے ہاتھ پر بیعت کرسکتا ہوں یا نہیں اور ایسے شخص کی بیعت فسخ ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ پیر میں چار شرطیں لازم ہیں اول سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین ہو۔ دوسرا اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔ تیسرے فاسق معلن نہ ہو۔ چوتھے اوس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تک متصل ہو جس میں یہ چاروں شرطیں جمع ہیں اوسکے ہاتھ پر بیعت جائز ہے اور ایسے پیر کے افعال واقوال پر اعتراض سخت حرام اور موجب محرومی برکات دارین ہے اوسکی جو بات اپنے ذہن میں خلاف معلوم ہو واجب ہے کہ اچھی تاویل کرے اور تاویل سمجھ میں نہ آئے تو یہ سمجھے کہ اسکا کوئی عمدہ منشا ہوگا جو میری سمجھ میں نہ آیا اب آپ اپنے پیر کو دیکھئے اون چار شرطوں میں سے اگر کسی شرط کی کمی ہے تو بیعت ناجائز ہوئی آپکو چاہئے کہ کسی پیر جامع شرائط پر بیعت کریں کمی شرط کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ اوسکی منکوحہ باریک کپڑے پہنے جن سے بدن یا بال چمکتے ہوں یا بالوں یا گلے یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا کپڑے اتنے چست ہوں کہ بدن کی ہیئات بتاتے ہوں اور وہ یوں علانیہ مجمع مرداں میں آتی ہے اور شوہر جائز رکھے تو دیوث و فاسق معلن ہے قابل پیری نہیں اور اگر ایسا نہیں اور چاروں شرطیں جمع ہیں تو اوس پر اعتراض جائز نہیں اور اوسکی بیعت سے روگردانی منع ہے وہ قسم جو اوس نے کھائی اوس میں تاویل یہ سمجھے کہ ہم نے خود کسی سے کچھ نہ کہا بلکہ ہم سے کہلوایا گیا اس طرح حضرت سیدتنا ام کلثوم بنت حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہما اپنے شوہر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازہ پر جو فضائل اون کے بیان کئے اون کے والد امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے فرمایا واللہ ماقالت ولکن قولت خدا کی قسم یہ انھوں نے نہ کہے بلکہ ان سے کہلوائے گئے۔ اور اوس کا کہنا کہ مریدوں کے لئے امہات المومنین ہیں اگرچہ سخت معیوب و ناشائستہ ہے مگر نہ اس قابل کہ چاروں شرطیں ہوتے ہوئے اوسکی بیعت فسخ کی جائے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ سوداگراں مسئولہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۱۸ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں اگر بغیر اجازت ہوگئی تو کیا حکم ہے

الجواب ۔ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ قاضی فضل احمد صاحب لودیانوی۔ ۲۲ صفر مظفر ۳۹ھ

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے ایک رافضی نے کہا آیہ کریمہ انا من المجرمین منتقمون ۰ کے عدد بارہ سو دو ہیں۔ اور یہ ہی عدد ابوبکر عمر عثمان کے ہیں۔

الجواب ۔ روافض لعنہم اللہ تعالی کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا پادر ہوا پر ہے

اولاً ہر آیت عذاب کے عدد اسمار اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اسمار کفار سے کہ اسمار میں وسعت وسیعہ ہے ثانیاً امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو اودھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیر دیگا اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا اردونی ابنی ماذا سمیتموہ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اوس کا کیا نام رکھا۔ مولی علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اوسکا کیا نام رکھا مولی علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا مولی علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے پھر فرمایا میں نے اپنے ان بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شَبَّرْ۔ شُبَیْر۔ مُشَبِّرْ حسن حسین۔ محسن ان سے ہم وزن وہم معنی ہیں۔ اس سے مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنا چاہئے لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر عمر عثمان عباس وغیرہا رکھے۔ **ثالثاً** رافضی نے عدد غلط بتائے۔ امیر المؤمنین عثمن غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو ہاں اور رافضی (۱) بارہ سو دو عدد کا ہیکے ہیں۔ ابن سبا رافضنہ[۱۲۰۲] کے (۲) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ان کے ہیں۔ ابلیس۔ یزید۔ ابن زیاد۔ شیطان الطاق کلینی۔ ابن بابویہ قمی۔ طوسی حلی (۳) ہاں اور رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیئ بے شک جنھوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہوگئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں اس آیہ کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں رفاض اثنا عشریہ شیطنیہ اسمعیلیہ کے اور اگر اپنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہیے تو یہ ہی عدد ہیں روافض اثنا عشریہ ونصیریہ واسماعیلیہ کے۔ (۴) ہاں اور رافضی اللہ تعالی فرماتا ہے لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار اون کے لئے ہے لعنت اور اونکے لئے ہے برا گھر اس کے عدد چھ سو چوالیس ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے (۵) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم وہی اپنے رب کے یہاں صدیق وشہید ہیں اون کے لئے اونکا ثواب ہے اس کے عدد چودہ سو ینتالیس ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمان علی سعد کے (۶) نہیں اور رافضی بلکہ مولی تعالی فرماتا ہے اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم۔ وہی اپنے رب کے حضور صدیق وشہید ہیں۔ اون کے لئے ہے اونکا ثواب اور اونکا نور اس کے عدد ۱۷۵۲ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر و عمر و عثمن و علی و طلحہ و زبیر و سعد کے (۷) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم

الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اسکے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق وشہید ہیں اون کے لئے ہے اونکا ثواب اور اونکا نور۔ آیۂ کریمہ کے عدد ۳۰۱۶ اور یہی عدد ہیں صدیق فاروق ذوالنورین علی طلحہ زبیر سعد سعید ابوعبیدہ عبدالرحمن بن عوف کے۔ الحمدللہ آیۂ کریمہ کا تمام وکمال جملہ مدح بھی پورا ہوگیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف وتصنع کو دخل نہیں کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے یہ تمام آیات عذاب و اسمائے اشرار و آیت مدح و اسمائے اخیار محض خیال میں مطابق کئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہٖ تعالیٰ اسقدر بھی کافی ہے۔ وللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ حافظ نجم الدین صاحب نجم حرہائی نیب ۲۹ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیات انما اموالکم واولادکم فتنۃ ط ویاایھاالذین اٰمنوا لاتلھکم اموالکم ولااولادکم عن ذکراللہ ج کے مصداق کون لوگ ہیں اور انکا ترجمہ کیا ہے۔

الجواب ۔ یہ خطاب عام ہے خاص اشخاص اس سے مراد نہیں سب مسلمانوں سے فرمایا جاتا ہے کہ تمہارے مال واولاد آزمائش ہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کے سبب یادالٰہی سے غافل ہو جاؤ اور جو ایسا کرے گا وہ نقصان پائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از کھنڈیا ضلع ریاست رامپور مسئولہ عزیز احمد۔ ۲ جمادی الاولی ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند لوگ سنبھل لکھن پور کے اس طرح بیعت کرتے ہیں کہ پیالا پلاتے ہیں اور بندگان خدا کو کسی قسم کی تعلیم نہیں کرتے ہیں یہی لوگ موضع کھنڈ یا علاقہ ریاست رامپور میں جمع ہوئے اور بیان کیا کہ طریقہ بیعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی ہے۔ ایک صاحب خاندان قادریہ کے وہاں موجود تھے اونھوں نے کہا کہ چار طریق بیعت شرعًا جائز ہے ایک بذریعہ خواب کے دوسرے قبر سے تیسرے پیالا پاکر چوتھے اوس شخص سے جو صاحب اجازت نہ ہو۔ ان دونوں بیانوں میں کون سا صحیح ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ اوس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کیا کہ حضور کا طریقہ بیعت پیالا پلانا تھا حاش للہ بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور یہی طریقہ آج تک مشائخ میں ہے پیالا پلانا بھنگڑوں بیقیدوں کے یہاں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم۔ اے نبی یہ جو تم سے بیعت کر رہے ہیں یہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں یہ تمہارا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر نہیں اللہ کا دست قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے۔ معلوم ہوا کہ طریقہ بیعت ہاتھ پر ہاتھ رکھنا تھا نہ کہ پیالا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ

نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان

(۱۳۳۹ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

مسئلہ: ازموتی بازار لاہور مسئولہ مولوی حاکم علی صاحب۔ ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ

یاسیدی اعلیحضرت سلکم اللہ تعالٰی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد ھذا من تفسیر جلالین (ان اللہ یمسك السموات والارض ان تزولا) ای یمنعھا من الزوال **وایضا** (ولم تکونوا اقسمتم) حلفتم (من قبل) فی الدنیا (مالکم من) زائدۃ (زوال) عنھا الی الاخرۃ **وایضا** (وان) ما (کان مکرھم) وان عظم (لتزول منہ الجبال) المعنی لایعبأبہ ولایضرہ الانفسھم والمراد بالجبال ھنا قیل حقیقتھا وقیل شرائع الاسلام المشبھۃ بھا فی القرار والثبات وفی قرأۃ بفتح لام لتزول ورفع الفعل فان مخففۃ والمراد[1] تعظیم مکرھم وقیل المراد بالمکر کفرھم ویناسبہ علی الثانیۃ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا وعلی الاول ماقرئ وماکان۔ وسروارمن دامت برکاتکم واین است از تفسیر حسینی ان اللہ بدرستیکہ خدائے تعالٰی یمسك السمٰوٰت والارض نگاہ میدارد آسمانہا وزمین را ان تزولا برائے آنکہ زائل نہ شوند از اماکن خود چہ ممکن را درحال بقا ناچار است از نگاہ دارندہ آوردہ اند کہ چوں یہود ونصارٰی عزیر وعیسٰی رابفرزندی حق سبحٰنہ نسبت کردند آسمان وزمین نزدیک باں رسید کہ شگافتہ گردد حق تعالٰی فرمود کہ من بقدرت نگاہ می دارم ایشاں راتازوال نیابند یعنی ازجائے خود نرد وند وایضا اولم تکونوا درجواب ایشاں گویند فرشتگان آیانبودید شماکہ از روئے مبالغہ اقسمتم من قبل سوگند می خوردید پیش ازیں دردنیا کہ شما پایندہ وخوابیدہ بودید مالکم من زوال نباشد شمارا ہیچ زوالے مراد آنست کہ می گفتند کہ ما در دنیا خواہیم بود وبسرائے دیگر نقل نخواہیم نمود وایضا وان کان مکرھم بدرستیکہ بود مکر ایشاں درسختی وہول ساختہ وپرداختہ لتزول تاازجائے برود منہ الجبال ازاں مکر کوہہا محبوب محب فقیر امدکم اللہ تعالٰی فی کل حال جب کا فروں کے زوال کے معنی ان کا

---

[1] والمعنی ان کان مکرہم من الشدۃ بحیث تزول عنہ الجبال وتقطع عن اماکنہا ۱۲ کمالین

اس دنیا سے دارالآخرۃ میں جانا مسلم ہوا تو معاملہ صاف ہوگیا کیونکہ کافر زمین پر پھرتے چلتے ہیں اس پھرنے چلنے کا نام زوال نہوا کہ یہ اون کا چلنا پھرنا اپنے اماکن میں ہے کہ جہاں تک اللہ تعالٰی نے اون کو حرکت کرنے کا امکان دیا ہے وہاں تک اونکا حرکت کرنا اونکا زوال نہوا یہی حال پہاڑوں کا ہوا کہ ان کا اپنے اماکن سے زائل ہوجانا اون کا زوال ہوا جب یہ حال ہے تو زمین کا بھی اس کے اپنے اماکن سے زائل ہوجانا اس کا زوال ہوگا اور اپنے اماکن میں اس کا حرکت کرنا زوال نہیں ہوسکتا۔ شکر ہے اوس پروردگار کا کسی صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی مجھے گریز نہوا اور میری مشکل بھی از بارگاہ حل المشکلات حل ہوگئی ببرکت کلام کریم ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب اور میں اس طرح ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا یعنی آسمان کی تصریح کی طرح تصریح نہ فرمائی یعنی خاموشی فرمائی قربان جاؤں احسن الخالقین تبارک وتعالٰی کے اور باعث خلق عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اور حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کہ سائنس کی سرکوبی کے لئے زمین کے زوال اس کے اماکن سے کئے معنی آپ کے اس تابعدار مجاہد کبیر پر عیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جن اماکن میں اللہ تعالٰی نے اس کو امساک کیا ہے اوس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی مگر ان اماکن میں اس کو حرکت امر کردہ شدہ عطا فرمائی ہوئی ہے جیسے کہ اس پر کافر چلتے پھرتے ہیں اور یہ اون کا زوال نہیں ہے اسی طرح سے اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں امساک کردہ شدہ ہے اور جاذبہ اور رفتار کیا ہے صرف اللہ پاک کے امساک کا ایک ظہور ہے اور کچھ نہیں اب چاہیں تو جاذبہ اور رفتار دونوں کو معدوم کردیں اور ہر چیز کو اوس کے حیّز میں ساکن فرمادیں اوس سے زائل نہیں ہوسکتی جیسے کہ سورج والشمس تجری لمستقر لہا کے رو سے اپنے مجرے میں امساک کیا گیا ہوا ہے اور اپنے مجرے میں چل رہا ہے مگر اوس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں بلکہ جریان ہے تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں چلنا اوس کا جریان ہے نہ کہ زوال ذلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فالحمد للہ رب العالمین والشکر والمنۃ غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہوجاؤ تو پھر انشاء اللہ تعالٰی سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا ہاں الم نجعل الارض مہادا کے بجائے الذی جعل لکم الارض مہدا آخر ج ۲۵ ع ۷ آیہ ۱۰ درج فرمادیں دیباچہ میں سب کو سلام مسنون قبول ہووے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بامرہ قامت السماء والارض والصلوٰۃ والسلام علی شفیع یوم العرض واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین اٰمین۔

مجاہد کبیر مخلص فقیر حق طلب حق پذیر سلمہ اللہ القدیر۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دسواں دن ہے آپ کی

رجسٹری آئی میری ضروری کتاب کہ طبع ہو رہی ہے اوس کی اصل کے صفحہ ۸۸ تک کاتب لکھ چکے اور صفحہ ۱۰۹ کے بعد سے مجھے تقریبًا چالیس صفحہ کے قدر مضامین بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی یہ مباحث جلیلہ دقیقہ پر مشتمل تھی میں نے ان کی تکمیل مقدم جانی کہ طبع جاری رہے ادھر طبیعت کی حالت آپ خود ملاحظہ فرما گئے ہیں وہی کیفیت ابتک ہے اب بھی اوسی طرح چار آدمی کرسی پر بٹھاکر مسجد کو لیجاتے ہیں ان اوراق کی تحریر اور ان مباحث جلیلہ غامضہ کی تنقیح و تقریر سے بحمدہ تعالیٰ رات فارغ ہوا اور آپ کی محبت پر اطمینان تھا کہ اس ضروری دینی کام کی تقدیم کو ناگوار نہ رکھیں گے۔ آپ نے اپنا لقب مجاہد کبیر رکھا ہے مگر میں تو اپنے تجربے سے آپکو مجاہد اکبر کہہ سکتا ہوں۔ حضرت مولانا الاسد الاسد الاشد مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لہجہ جلد سے جلد حق قبول کرلینے والا میں نے آپ کی برابر نہ دیکھا اپنے جمے ہوئے خیال سے فوراً اُن کی طرف رجوع لے آنا جس کا میں بارہا آپ سے تجربہ کرچکا نفس سے جہاد ہے اور نفس سے جہاد جہاد اکبر ہے تو آپ اس میں مجاہد اکبر ہیں بارك الله تعالیٰ وتقبل آمین۔ امید ہے کہ بعونہ تعالیٰ اس مسئلہ میں بھی آپ ایسا ہی جلد از جلد قبول حق فرمائینگے کہ باطل پر ایک آن کے لئے بھی اصرار میں نے آپسے نہ دیکھا وللہ الحمد۔

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں کواکب چل رہے ہیں کل فی فلك یسبحون ہر ایک ایک فلک میں تیرتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔ اللہ عزوجل کا ارشاد آپ کے پیش نظر ہے ان الله یمسك السموٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا بیشک اللہ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا اونھیں کون روکے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔ میں یہاں اولًا اجمالًا چند حرف گزارش کردوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی حق پسندی کو وہی کافی ہوں پھر قدرے تفصیل۔ **اجمال**۔

یہ کہ افقہ الصحابۃ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس آیہ کریمہ سے مطلق حرکت کی نفی مانی یہاں تک کہ اپنی جگہ قائم رہکر محور پر گھومنے کو بھی زوال بتایا (دیکھئے نمبر ۲) حضرت امام ابو مالک تابعی ثقہ جلیل تلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زوال کو مطلق حرکت سے تفسیر کیا (دیکھئے آخر نمبر ۲) ان حضرات سے زائد عربی زبان و معانی قرآن سمجھنے والا کون۔ علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر رغائب الفرقان میں اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر فرمائی ان تزولا کراهة زوالهما عن مقرهما ومرکزهما یعنی اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقر و مرکز سے ہٹ نہ جائیں مقر ہی کافی تھا کہ جائے قرار و آرام ہے قرار سکون ہے منافی حرکت قاموس سے آتا ہے قر سکن مگر انھوں نے اس پر اکتفا نہ کی بلکہ اوس کا عطف تفسیری مرکز بمزید کیا مرکز جائے رکز۔ رکز گاڑنا جمانا یعنی آسمان

وزمین جہاں جمے ہوئے گڑے ہوئے ہیں وہاں سے نہ سرکیں نیز غرائب القرآن میں زیر قولہ تعالٰی الذی جعل
لکم الارض فراشا فرمایا لایتم الافتراش علیہا مالم تکن ساکنۃ ویکفی فی ذلک ما اعطاھا خالقہا ورکز فیہا من
المیل الطبیعی الی الوسط الحقیقی بقدرتہ واختیارہ ان اللّٰہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا اسی
آیت کے نیچے تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں ہے اعلم ان کون الارض فراشا مشروط بکونہا ساکنۃ
فالارض غیر متحرکۃ لا بالاستدارۃ ولا بالاستقامۃ وسکون الارض لیس الا من اللّٰہ تعالٰی بقدرتہ
واختیارہ ولہذا قال تعالٰی ان اللّٰہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا اھ ملتقطا۔ قرآن عظیم کے
وہی معنی لینے ہیں جو صحابہ وتابعین ومفسرین معتمدین نے لئے اون سب کے خلاف وہ معنی لینا جن کا پتا
نصرانی سائنس میں ملے مسلمان کو کیسے حلال ہوسکتا ہے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے اشد کبیرہ ہے جس پر
حکم ہے فلیتبوأ مقعدہ من النار وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے یہ تو اوس سے بھی بڑھکر ہوگا کہ قرآن
مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بھی نہیں بلکہ رائے نصارٰی کے موافق والعیاذ باللّٰہ تعالٰی یہ حذیفہ بن الیمان
رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما وہ صحابی جلیل القدر ہیں جنکو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے اسرار سکھائے اونکا
لقب ہی صاحب سر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ہے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اون سے
اسرار حضور کی باتیں پوچھتے اور عبداللّٰہ تو عبداللّٰہ ہیں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ یہ جو فرمائیں اوسے
مضبوط تھامو تمسکوا بعہد ابن مسعود اور ایک حدیث میں ارشاد ہے رضیت لامتی مارضی لہا
ابن ام عبد وکرھت لامتی ماکرہ لہا ابن ام عبد میں نے اپنی امت کے لئے پسند فرمایا جو اوس کے
لئے عبداللّٰہ ابن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند رکھا جو اوس کے لئے ابن مسعود
ناپسند رکھیں اور خود اون کے علم قرآن کو اس درجہ ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا استقرأوا القرآن من
اربعۃ من عبد اللّٰہ ابن مسعود الحدیث قرآن چار شخصوں سے پڑھو سب میں پہلے عبداللّٰہ ابن مسعود کا
نام لیا یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بروایت عبداللّٰہ ابن عمرو رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما حضرت اقدس صلی اللّٰہ
تعالٰی علیہ وسلم ہے۔ اور عجائب نعمائے الٰہیہ سے یہ کہ آیۂ کریمہ ان تزولا کی یہ تفسیر اور یہ کہ محور پر حرکت
بھی موجب زوال ہے چہ جائیکہ حرکت علی المدار۔ ہم نے دو صحابی جلیل القدر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے
روایت کی دونوں کی نسبت حضور انور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ جو بات تم سے بیان کریں اوسکی
تصدیق کرو دونوں حدیثیں جامع ترمذی شریف کی ہیں اول ماحدثکم ابن مسعود فصدقوہ دوم ما
حدثکم حذیفۃ فصدقوہ اب یہ تفسیر ان دونوں حضرات کی نہیں بلکہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم
کا ارشاد ہے کہ اسے مانو اس کی تصدیق کرو والحمد للّٰہ رب العالمین ہمارے معنی کی تو یہ عظمت شان
ہے کہ **مفسرین** سے ثابت **تابعین** سے ثابت اجلہ **صحابہ کرام** سے ثابت خود حضور **سید الانام علیہ افضل الصلاۃ**

والسلام سے اوس کی تصدیق کا حکم - اور عنقریب ہم بفضل اللہ تعالیٰ اور بہت آیات اور صدہا احادیث اور اجماع امت اور خود اقرار مجاہد کبیر سے اس معنی کی حقیقت اور زمین کا سکون مطلق ثابت کریں گے وباللہ التوفیق ۔ آپ نے جو معنی لئے کیا کسی صحابی کسی تابعی کسی امام کسی تفسیر یا جانے دیجئے چھوٹی سی چھوٹی کسی اسلامی عام کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ زمین گرد آفتاب دورہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ اوسے صرف اتنا روکے ہوئے ہے کہ اس مدار سے باہر نجائے لیکن اس پراوسے حرکت کرنے کا امر فرمایا ہے حاش للہ ہرگز کسی اسلامی رسالہ پرچے رقعہ سے اس کا پتا نہیں دے سکتے سوا سائنس نصاریٰ کے ۔ آگے آپ انصاف کرلیں گے کہ معنی قرآن وہ لئے جائیں یا یہ ۔ محبا مخلصا وہ کونسا نص ہے جس میں کوئی تاویل نہیں گڑھ سکتے یہاں تک کہ قادیانی کافر نے وخاتم النبیین میں تاویل گڑھ دی کہ رسالت کی افضلیت اون پر ختم ہوگئی اون جیسا کوئی رسول نہیں نانوتوی نے گڑھ دی کہ وہ نبی بالذات ہیں اور نبی بالعرض اور بالعرض کا قصہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اون کے بعد بھی اگر کوئی نبی ہو تو ختم نبوت کے خلاف نہیں حتی کہ یوہیں کوئی مشرک لا الٰہ الا اللہ میں تاویل کرسکتا ہے کہ اعلیٰ میں حصر ہے یعنی اللہ کے برابر کوئی خدا نہیں اگرچہ اوس سے چھوٹے بہت سے ہوں جیسے حدیث میں ہے لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار دوسری حدیث میں لا وجع الا وجع العین ولا ھم الا ھم الدّین درد نہیں مگر آنکھ کا درد اور پریشانی نہیں مگر قرض کی پریشانی ایسی تاویلوں پر خموش ہونا چاہیئے بلکہ جو تفسیر ماثور ہے اوس کے حضور سر رکھ دیا جائے اور جو مسئلہ تمام مسلمانوں میں مشہور و مقبول ہے مسلمان اوسی پر اعتقاد لائے ۔ محبی مخلصی اللہ عزوجل نے آپ کو پکا مستقل سنی کیا ہے آپ جانتے ہیں کہ اب سے پہلے رافضی جو مرتد نہ تھے کاہے سے رافضی ہوئے ۔ کیا اللہ یا قرآن یا رسول یا قیامت وغیرہا ضروریات دین سے کسی کے منکر تھے ہرگز نہیں اونھیں اسی نے رافضی کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت نہ کی ۔ محبا دل کو صحابہ کی عظمت سے مملو کرلینا فرض ہے اونھوں نے قرآن کریم صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھا حضور سے اوس کے معانی سیکھے اون کے ارشاد کے آگے اپنی فہم ناقص کی وہ نسبت سمجھنی بھی ظلم ہے جو ایک علامہ متبحر کے حضور کسی جاہل گنوار بے تمیز کو ۔ محبا صحابہ اور خصوصاً حذیفہ وعبداللہ ابن مسعود جیسے صحابہ کی یہ کیا عظمت ہوئی اگر ہم خیال کریں کہ جو معنی قرآن عظیم اونھوں نے سمجھے غلط ہیں ہم جو سمجھے وہ صحیح ہیں میں آپ کو اللہ عزوجل کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ آپ کے دل میں ایسا خطرہ بھی گزرے ۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الرحمین میں امید واثق رکھتا ہوں کہ اسی قدر اجمال جمیل آپ کے انصاف جزیل کو بس ہو ۔ اب قدرے **تفصیل** بھی عرض کردوں (۱) زوال کے اصل معنی سرکنا ۔ ہٹنا ۔ جانا ۔ حرکت کرنا بدلنا ہیں ۔ قاموس میں ہے الزوال الذھاب والاستحالۃ اوسی میں ہے کل ما تحول فقد حال واستحال

ایک نسخہ میں ہے کل ماتحرک اوتغیر یوہیں عُباب میں ہے تحول اوتحرک تاج العروس میں ہے ازال اللہ تعالی زوالہ ای اذھب اللہ حرکتہ و زال زوالہ ای ذھبت حرکتہ نہایہ ابن اثیر میں ہے فی حدیث جندب الجھنی واللہ لقد خالطہ سھمی ولو کان زائلۃ لتحرک الزائلۃ کل شیئ من الحیوان یزول عن مکانہ ولایستقر وقد کان ھذا المرمی قد سکن نفسہ لایتحرک لئلا یحس بہ فیجھز علیہ ۔ (۲) دیکھو زوال بمعنی حرکت ہے اور قرآن عظیم نے آسمان وزمین سے اوسکی نفی فرمائی تو حرکت زمین کو آسمان دونوں باطل ہوئیں (ب) زوال جاتا اور بدلنا ہے حرکت محوری میں بدلتا ہے اور مدار پر حرکت میں جاتا بھی تو دونوں کی نفی ہوئی (ج) نیز نہایہ و درنثیر امام جلال الدین سیوطی میں ہے الزویل الانزعاج بحیث لایستقر علی المکان وھو الزوال بمعنی واحد قاموس میں ہے زعجہ واقلقہ وقلعہ من مکانہ کازعجہ فانزعج لسان میں ہے الازعاج نقیض الاقرار تاج میں ہے قلق الشیئ قلقا ھو ان لایستقر فی مکان واحد مفردات امام راغب میں ہے قر فی مکانہ ثبت ثبوتا جامدا واصلہ من القر وھو البرد وھو یقتضی السکون والحر یقتضی الحرکۃ ۔ قاموس میں ہے قر بالمکان ثبت وسکن کاستقر دیکھو زوال انزعاج ہے اور انزعاج قلق اور قلق مقابل قرار اور قرار سکون تو زوال مقابل سکون ہے اور مقابل سکون نہیں مگر حرکت تو ہر حرکت زوال ہے قرآن عظیم آسمان وزمین کے زوال سے انکار فرماتا ہے لاجرم اُن کی ہر گونہ حرکت کی نفی فرماتا ہے (د) صراح میں ہے زائل جنبیدہ وروندہ و آئندہ زمین اگر محور پر حرکت کرتی جنبیدہ ہوتی اور مدار پر تو آئندہ وروندہ بھی بہر حال زائل ہوتی اور قرآن عظیم اوس کے زوال کو باطل فرماتا ہے لاجرم اوس سے ہر نوع حرکت زائل (۲) کریمہ وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال ۝ اون کا مکر اتنا نہیں جس سے پہاڑ جگہ سے ٹل جائیں یا اگرچہ اون کا مکر ایسا بڑا ہو کہ جس سے پہاڑ ٹل جائیں یہ قطعاً ہماری ہی مؤید اور ہر گونہ حرکت جبال کی نفی ہے (۱) ہر عاقل بلکہ غبی تک جانتا ہے کہ پہاڑ ثابت ساکن و مستقر ایک جگہ جمے ہوئے ہیں جن کو اصلا جنبش نہیں تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے ثبوت الجبل یعرفہ الغبی والذکی قرآن عظیم میں اون کو رواسی فرمایا راسی ایک جگہ جما ہوا پہاڑ اگر ایک انگل بھی سرک جائیگا قطعاً زال الجبل صادق آئیگا نہ یہ کہ تمام دنیا میں لڑھکتا پھرے ۔ اور زال الجبل نہ کہا جائے ثبات وقرار ثابت رہے کہ ابھی دنیا سے آخرت کی طرف گیا ہی نہیں زوال کیسے ہوگیا ۔ اپنی منقولہ عبارت جلالین دیکھئے پہاڑ کے اسی ثبات واستقرار بر شرائع اسلام کو اوس سے تشبیہ دی ہے جن کا ذرہ بھر ہلانا ممکن نہیں (ب) اسی عبارت جلالین کا آخر دیکھئے کہ تفسیر دوم پر یہ آیت آیت وتخر الجبال ھدا ۝ کے مناسب ہے یعنی اون کی ملعون بات ایسی سخت ہے جس سے قریب تھا کہ پہاڑ ڈھ کر گر پڑتے ۔ یوہیں معالم التنزیل میں ہے و ھو معنی قولہ تعالی وتخر الجبال ھدا ۝ یہ مضمون ابوعبیدہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ

تعالٰی عنہما سے روایت کیا نیز ابن جویر ضحاک سے راوی ہوئے کقولہ تعالٰی وتخر الجبال ھدا ۱؎ اسی طرح قتادہ شاگرد انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ظاہر ہے کہ ڈھ کر گرنا اوس جنگل سے بھی اوسے نہ نکالدیگا جس میں تھا نہ کہ دنیا سے ہاں جما ہوا ساکن مستقر نہ رہے گا تو اوسی کو زوال سے تعبیر فرمایا اور اسی کی نفی زمین سے فرمائی تو وہ ضرور جمی ہوئی ساکن مستقر ہے (۷) رب عزوجل نے سیدنا موسٰی علٰی نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والتسلیم سے فرمایا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے تو عنقریب تم مجھے دیکھ لوگے۔ پھر فرمایا فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسٰی صعقا جب اون کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی اوسے ٹکڑے کردیا اور موسٰی غش کھاکر گرے۔ کیا ٹکڑے ہوکر دنیا سے نکل گیا یا ایشیا یا اوس ملک سے۔ اس معنی پر تو ہرگز جگہ سے نہ ٹلا ہاں وہ خاص محل جس میں جما ہوا تھا وہاں جما نہ رہا تو معلوم ہوا اسی قدر عدم استقرار کو کافی ہے اور اوپر گزرا کہ عدم استقرار عین زوال ہے زمین بھی جہاں جمی ہوئی ہے وہاں سے سرکے تو بیشک زائل ہوگی اگرچہ دنیا یا مدار سے باہر نجائے۔ (۹) اس آیہ کریمہ کے نیچے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے وان کان مکرھم فی غایۃ المتانۃ والشدۃ معدا لازالۃ الجبال عن مقارھا نیشاپوری میں ہے ان الۃ الجبال عن اماکنھا خازن میں ہے زال عن اماکنھا کشاف میں ہے تنقلع عن اماکنھا مدارک میں ہے تنقطع عن اماکنھا اسی کے مثل آپ نے کمالین سے نقل کیا یہاں بھی مکان ومقر سے قطعًا وہی قرار ہے جو کریمہ فان استقر مکانہ میں تھا ارشاد کا ارشاد مقارھا جا ہائے قرار اور کشاف کا لفظ تنقلع خاص قابل لحاظ ہے کہ اُکھڑ جانے ہی کو زوال بتایا۔ (۸) سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن ابی حاتم تفسیر میں حضرت ابو مالک غزوان غفاری کوفی اوستاذ امام سدّی کبیر و تلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال قال تحرکت اونھوں نے صاف تصریح کردی کہ زوال جبال اون کا حرکت کرنا جنبش کھانا ہے۔ اسی کی زمین سے نفی ہے وللہ الحمد (۱۰) اوپر گزرا کہ زوال مقابل قرار و ثبات ہے اور قرار و ثبات حقیقی سکون مطلق ہے دربارہ قرار عبارت امام راغب گزری اور قاموس میں ہے المثبت کمکرم من لاحراك بہ من المرض وبکسر الماء الذی ثقل فلم یبرح الفراش وداء ثبات بالضم معجز عن الحرکۃ مگر توسعًا قرار و ثبات ایک حالت پر بقا کو کہتے ہیں اگرچہ اس میں سکون مطلق نہو تو اوس کا مقابل زوال اوسی حالت سے انفصال ہوگا یونہیں مقر و مستقر و مکان ہر جسم کے لئے حقیقۃ وہ سطح یا بُعد مجرد یا موہوم ہے جو جمیع جوانب سے اس جسم کو حاوی اور اس سے لاصق ہے یعنی علماء اسلام کے نزدیک وہ فضائے متصل جسے یہ جسم بھرے ہوئے ہے ظاہر ہے کہ وہ دبے سرکنے سے بدل گئی لہذا اس حرکت کو حرکت اینیہ کہتے ہیں یعنی جس سے دمبدم اَین کہ مکان دجائے کا نام ہے بدلتا ہے یہی جسم کا مکان خاص ہے اور اسی میں قرار و ثبات حقیقی ہے اس کے لئے یہ بھی ضرور کہ

وضع بھی نہ بدلے کرہ کہ اپنی جگہ قائم رہکر اپنے محور پر گھومے مکان نہیں بدلتا مگر اوسے قار وثابت و ساکن نہ کہیں گے بلکہ زائل و حائل و متحرک۔ پھر اسی توسع کے طور پر بیت بلکہ دار بلکہ محلے بلکہ شہر بلکہ ملک بلکہ کثیر ملکوں کے حاوی حصۂ زمین مثل ایشیا بلکہ ساری زمین بلکہ تمام دنیا کو مقر و مستقر و مکان کہتے ہیں قال تعالٰی ولکم فیھا مستقر و متاع الی حین۔ اور اس سے جب تک جدائی نہ ہو اوسے قرار و قیام بلکہ سکون سے تعبیر کرتے ہیں اگرچہ ہزاروں حرکات پر مشتمل ہو ولہذا کہیں گے کہ موتی بازار بلکہ لاہور بلکہ پنجاب بلکہ ہندوستان بلکہ ایشیا بلکہ زمین ہمارے مجاہد کبیر کا مسکن ہے وہ ان میں سکونت رکھتے ہیں وہ ان کے ساکن ہیں حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ سکون و حرکت متبائن مگر یہ معنی مجازی ہیں لہذا جائے اعتراض نہیں لاجرم محل نفی میں ان کا مقابل زوال بھی انھیں کی طرح مجازی و توسع ہے اور وہ نہ ہوگا جب تک ان سے انتقال نہو کفار کی وہ قسم کہ مالنا من زوال اسی معنی پر تھی یہ قسم نہ کھاتے تھے کہ ہم ساکن مطلق ہیں چلتے پھرتے نہیں نہ یہ کہ ہم ایک شہر یا ملک کے پابند ہیں اس سے منتقل نہیں ہو سکتے بلکہ دنیا کی نسبت قسم کھاتے تھے کہ ہمیں یہاں سے آخرت میں جانا نہیں ان ھی الا حیاتنا الدنیا و نحیی و نموت وما نحن بمبعوثین ○ مولٰی تعالٰی فرماتا ہے واقسموا باللہ جھد ایمانھم لا یبعث اللہ من یموت ○ لاجرم تیسری آیۂ کریمہ میں زوال سے مراد دنیا سے آخرت میں جانا ہو نہ یہ کہ دنیا میں اونکا چلنا پھرنا زوال نہیں قطعاً حقیقی زوال ہے جس کی سندیں اوپر سن چکے اور عظیم شافی بیان آگے آتا ہے مگر یہاں اوس کا ذکر ہی جس کی قسم کھاتے تھے اور وہ نہ تھا مگر دنیا سے انتقال معنی مجازی کے لئے قرینہ درکار ہوتا ہے یہاں قرینہ اون کے یہی اقوال بعینہ ہیں بلکہ خود اسی آیت صدر میں قرینہ صریحہ مقالیہ موجود کہ روز قیامت ہی کے سوال وجواب کا ذکر ہے فرماتا ہے وانذر الناس یوم یأتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الی اجل قریب نجب دعوتك ونتبع الرسل اولم تکونوا اقسمتم من قبل ما لکم من زوال ○ لیکن کریمۂ ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا ○ میں کوئی قرینہ نہیں تو معنی مجازی لینا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا بلکہ قطعاً زوال اپنے معنی حقیقی پر رہے گا یعنی قرار و ثبات و سکون حقیقی کا چھوڑنا اوس کی نفی ہے تو ضرور سکون کا اثبات ہے ایک جگہ معنی مجازی میں استعمال دیکھ کر دوسری جگہ بلا قرینہ مجاز مراد لینا ہرگز حلال نہیں (۴) نہیں نہیں بلا قرینہ نہیں بلکہ خلاف قرینہ۔ یہ اور سخت تر ہے کہ کلام اللہ میں پوری تحریف معنوی کا پہلو دیگا رب عزوجل نے یمسك فرمایا ہے امساك روکنا تھامنا بند کرنا ہے ولہذا جو زمین کے پانی کو بہنے نہ دے روک رکھے اوسے مسك اور مساك کہتے ہیں انہار و ابحار کو نہیں کہتے حالانکہ اونمیں بھی پانی کی حرکت وہیں تک ہوگی جہاں تک احسن الخالقین جل وعلا نے اوس کا امکان دیا ہے قاموس میں ہے امسکہ حبسہ المسك محرکۃ الموضع یمسك الماء کالمساك کسحاب یوں تو دنیا بھر میں کوئی حرکت کبھی بھی زوال نہو کہ جہاں تک احسن الخالقین تعالٰی نے امکان دیا ہے اوس سے آگے نہیں بڑھ سکتی (۵) اگر ان معنی کو مجازی نہ لیجئے بلکہ کہئے کہ زوال عام ہے

مکان و مستقر حقیقی خاص سے سرکنا اور موقع عام اور موطن اعم اور اعم از اعم سے جدا ہونا سب اوس کے فرد ہیں تو ہر ایک پر اوس کا اطلاق حقیقت ہے جیسے زید و عمرو و بکر وغیرہم کسی فرد کو انسان کہنا تو اب بھی قرآن کریم کا مفاد زمین کا وہی سکون مطلق ہوگا نہ کہ اپنے مدار سے باہر نجانا تزولا فعل ہے اور محل نفی میں وارد ہے اور علم اصول میں مصرح ہے کہ فعل قوۃ نکرہ میں ہے اور نکرہ حیز نفی میں عام ہوتا ہے۔ تو معنی آیت یہ ہوئے کہ آسمان و زمین کو کسی قسم کا زوال نہیں نہ موقع عام سے نہ مستقر حقیقی خاص سے اور یہی سکون حقیقی ہے وللہ الحمد۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجاہد کبیر کو اپنی عبارت میں ہر جگہ قید بڑھانی پڑی زمین کا اپنے اماکن سے زائل ہوجانا اوس کا زوال ہوگا زائل ہوجانا قطعًا مطلقًا زوال ہے زائل ہوجانا زوال کا ترجمہ ہی تو ہے مکان خاص سے ہو خواہ اماکن سے مگر اول کے اخراج کو اس قید کی حاجت ہوئی یونہیں فرمایا زمین کا زوال اس کے اماکن سے پھر فرمایا جن اماکن میں اللہ تعالٰی نے اوس کو امساک کیا ہے اوس سے باہر سرک نہیں سکتی پھر فرمایا اپنے مدار میں امساک کردہ شدہ ہے اوس سے زائل نہیں ہوسکتی اور نفی کی جگہ فرمایا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا یہاں جمع اماکن کا ظاہر کردیا مگر رب عزوجل نے تو اون میں سے کوئی قید نہ لگائی۔ مطلق یمسک فرمایا ہے اور مطلق ان تزولا۔ اللہ آسمان زمین ہر ایک کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائے یہ نہ فرمایا کہ اوس کے مدار میں روکے ہوئے ہے یہ نہ فرمایا کہ ہر ایک کے لئے اماکن عدیدہ ہیں ان اماکن سے باہر نہ جانے پائے تو اس کا بڑھانا کلام الٰہی میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہوگا از پیش خویش قرآن عظیم کے مطلق کو مقید عام کو مخصص بنانا ہوگا اور یہ ہرگز روا نہیں۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے جو اون کی کتب عقائد میں مصرح ہے کہ النصوص تحمل علٰی ظواھرھا بلکہ تمام ضلالتوں کا بڑا پھاٹک یہی ہے کہ بطور خود نصوص کو ظاہر سے پھیریں مطلق کو مقید عام کو مخصص کریں مالکم من زوال ۝ کی تخصیص واضح سے ان تزولا کو بھی مخصص کرلینا اس کی نظیر یہی ہے کہ ان اللہ علٰی کل شیئ قدیر ۝ کی تخصیص دیکھ کر ان اللہ بکل شیئ علیم ۝ کو بھی مخصص مان لیں کہ جس طرح وہاں ذات و صفات و محالات زیر قدرت نہیں یونہیں معاملہ صاف ہوگیا کہ ذات و صفات و محالات کا معاذاللہ علم بھی نہیں۔ زیادہ تشفی بحمدہ تعالٰی نمبر ۸ میں آتی ہے جس سے واضح ہوجائے گا کہ اللہ و رسول و صحابہ و مسلمین کے کلام میں یہاں یعنی خاص محل نزاع میں زوال سے مطلقًا ایک جگہ سے سرکنا مراد ہوا ہے اگرچہ اماکن معینہ سے باہر نہ جائے یا زوال کفار کی طرح دنیا خواہ مدار چھوڑ کر الگ بھاگ جانا۔ افانتظر (۶) لاجرم وہ جنھوں نے خود صاحب قرآن صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے قرآن کریم پڑھا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اوس کے معانی سیکھے اونھوں نے آیہ کریمہ کو ہر گونہ زوال کی نافی اور سکون مطلق حقیقی کی مثبت بتایا۔ سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر نے حضرت شقیق ابن سلمہ سے کہ زمانہ رسالت

پائے ہوئے تھے روایت کی اور یہ حدیث ابن جریر بسند صحیح برجال صحیحین بخاری ومسلم ہے **حدثنا** ابن بشار ثنا عبد الرحمن ثنا سفین عن الاعمش عن ابی وائل قال جاء رجل الی عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فقال من این جئت قال من الشام فقال من لقیت قال لقیت کعب فقال ماحدثك کعب قال حدثنی ان السمٰوات تدور علی منکب ملك فقال صدقته اوکذبته قال ماصدقته ولا کذبته قال لوددت انك افتدیت من رحلتك الیہ براحلتك ورحلہا کذب کعب ان اللّٰہ یقول ان اللّٰہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ زاد غیر ابن جریر وکفی بہا زوالا ان تدور۱۔ ایک صاحب حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور حاضر ہوئے فرمایا کہاں سے آئے عرض کی شام سے فرمایا وہاں کس سے ملے عرض کی کعب سے فرمایا کعب نے تم سے کیا بات کی عرض کی یہ کہا کہ آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں۔ فرمایا تم نے اس میں کعب کی تصدیق کی یا تکذیب عرض کی کچھ نہیں (یعنی جس طرح حکم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہو اہل کتاب کی باتوں کو نہ سچ جانو نہ جھوٹ) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کاش تم اپنا اونٹ اور اوس کا کجاوہ سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دیدیتے کعب نے جھوٹ کہا اللہ تعالٰی فرماتا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ ہٹیں تو اللہ کے سوا اونھیں کون تھامے گھومنا اون کے سرک جانے کو بہت ہے نیز محمد طبری نے بسند صحیح براصول حنفیہ برجال بخاری ومسلم حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے اُستاذ الاستاذ امام اجل ابراہیم نخعی سے روایت کی حدثنا جریر عن مغیرۃ عن ابراہیم قال ذھب جندب البجلی الی کعب الاحبار ثم رجع فقال لہ عبد اللّٰہ حدثنا ماحدثك فقال حدثنی ان السماء فی قطب کقطب الرحا قال عبد اللّٰہ لوددت انك افتدیت رحلتك بمثل راحلتك ثم قال ماتنکب الیہودیۃ فی قلب عبد فکادت ان تفارقہ ثم قال ان اللّٰہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا وکفی بہا زوالا ان تدور۱۔ جندب بجلی کعب احبار کے پاس جاکر واپس آئے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہو کعب نے تم سے کیا کہا عرض کی یہ کہا کہ آسمان چکی کی طرح ایک کیلی میں ہے حضرت عبد اللہ نے فرمایا مجھے تمنا ہوئی کہ تم اپنے ناقہ کے برابر مال دیکر اس سفر سے چھٹ گئے ہوتے یہودیت کی خراش جس دل میں لگتی ہے پھر مشکل ہی سے چھوٹتی ہے اللہ تو فرما رہا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ نہ سرکیں اون کے سرکنے کو گھومنا ہی کافی ہے عبد بن حمید نے قتادہ شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ان کعبا کان یقول ان السماء تدور علی نصب مثل نصب الرحا فقال حذیفۃ بن الیمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کذب کعب ان اللّٰہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا

کعب کہا کرتے کہ آسمان ایک کیلی پر دورہ کرتا ہے جیسے چکی کی کیلی اس پر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کعب نے جھوٹ کہا بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ جنبش نہ کریں۔ دیکھو ان اجلۂ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مطلق حرکت کو زوال مانا اور اوس پر انکار فرمایا اور قائل کی تکذیب کی اور اوسے بقایائے خیالات یہودیت سے بتایا کیا وہ اتنا نہ سمجھ سکتے تھے کہ ہم کعب کی ناحق تکذیب کیوں فرمائیں آیت میں تو زوال کی نفی فرمائی ہے اور اون کا یہ پھرنا چلنا اپنے اماکن میں ہے جہاں تک احسن الخالقین تعالیٰ نے اونکو حرکت کا امکان دیا ہے وہاں تک اون کا حرکت کرنا اون کا زوال نہوگا مگر اون کا ذہن مبارک اس معنی باطل کی طرف نہ گیا نہ جا سکتا تھا بلکہ اوس کے ابطال ہی کی طرف گیا اور جانا ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً زوال کی نفی فرمائی ہے نہ کہ خاص زوال عن المدار کی تو اونھوں نے روا نہ رکھا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے یہ پیوند لگائیں لاجرم اوس پر رد فرمایا اور اس قدر شدید واشد فرمایا وللہ الحمد **تنبیہ** کعب احبار تابعین اخیار سے ہیں خلافت فاروقی میں یہودی سے مسلمان ہوئے کتب سابقہ کے عالم تھے۔ اہل کتاب کی احادیث اکثر بیان کرتے اونھیں میں سے یہ خیال تھا جس کی تغلیط ان اکابر صحابہ نے قرآن عظیم سے فرمادی تو کذب کعب کے یہ معنی ہیں کہ کعب نے غلط کہا نہ یہ کہ معاذ اللہ قصداً جھوٹ کہا کذب بمعنی اَخطَاَ محاورہ حجاز ہے اور خراشِ یہودیت بمشکل چھوٹنے سے یہ مراد کہ اون کے دل میں علم یہود بھرا ہوا تھا وہ تین قسم ہے باطل صریح وحق صحیح اور مشکوک کہ جب تک اپنی شریعت سے اوس کا حال نہ معلوم ہو حکم ہے کہ اوس کی تصدیق نہ کرو ممکن کہ اون کی تحریفات یا خرافات سے ہو نہ تکذیب کرو ممکن کہ توریت یا تعلیمات سے ہو اسلام لاکر قسم اول کا حرف حرف قطعاً اون کے دل سے نکل گیا قسم دوم کا علم اور مستجل ہو گیا یہ مسئلہ قسم سوم بقایائے علم یہود سے تھا جس کے بطلان پر آگاہ نہو کر اونھوں نے بیان کیا اور صحابہ کرام نے قرآن عظیم سے اوس کا بطلان ظاہر فرمادیا یعنی یہ نہ توریت سے ہے نہ تعلیمات سے بلکہ اون خبیثوں کی خرافات سے۔ تابعین صحابہ کرام کے تابع وخادم ہیں مخدوم اپنے خدام کو ایسے الفاظ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور مطلب یہ ہے جو ہم نے واضح کیا وللہ الحمد (۷) اس ساری تحریر میں مجھے آپ سے اسی فقرے کا زیادہ تعجب ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی اسے آپ نے اپنی مشکل کا حل تصور کیا کعب احبار نے آسمان ہی کا گھومنا بیان کیا تھا اور یہود اسی قدر کے قائل تھے زمین کو وہ بھی ساکن مانتے تھے۔ بلکہ ۱۵۳۰ء سے پہلے (جس میں کوپرنیکس نے حرکت زمین کی بدعت ضالہ کو کہ دو ہزار برس سے مردہ پڑی تھی جلایا) نصاریٰ بھی سکون ارض ہی کے قائل تھے۔ اسی قدر یعنی صرف دورۂ آسمان کا ان حضرات عالیات کے حضور تذکرہ ہوا اس کی تکذیب فرمادی دورۂ زمین کہا کس نے تھا کہ اوس کا رد فرماتے اگر کوئی صرف

زمین کا دورہ کہتا صحابہ اسی آیہ کریمہ سے اوس کی تکذیب کرتے اور اگر کوئی آسمان وزمین دونوں کا دورہ بتاتا صحابہ اسی آیت سے دونوں کا ابطال فرماتے۔ جواب بقدر سوال دیکھ لیا یہ نہ دیکھا کہ جس آیت سے وہ سند لائے اوس میں آسمان وزمین دونوں کا ذکر ہے یا صرف آسمان کا آیۃ پڑھئے صراحۃً دونوں ایک حالت پر مذکور ہیں دونوں پر ایک ہی حکم ہے جب حسب ارشاد صحابہ آیہ کریمہ مطلق حرکت کا انکار فرماتی ہے اور وہ انکار آسمان وزمین دونوں کے لئے ایک نسق ایک لفظ ان تزولا میں ہے جس کی ضمیر دونوں کیطرف ہے تو قطعاً آیت نے زمین کی بھی ہر گونہ حرکت کو باطل فرمایا جس طرح آسمان کی۔ ایک شخص کہے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے آفتاب کو اپنے لئے سجدہ کرتے نہ دیکھا تھا اوس پر عالم فرمائے وہ جھوٹا ہے آیہ کریمہ میں ہے اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ○ کہ میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا اس کے بعد ایک دوسرا اوٹھے اور چاند کو ساجد دیکھنے سے منکر ہو اور کہے قربان جایئے عالم نے سورج کے سجدہ کی تصریح فرمائی مگر چاند کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی اوسے کیا کہا جائیگا اب تو آپ نے خیال فرما لیا ہوگا کہ قائل حرکت ارض کو اجلۂ صحابۂ کرام بلکہ خود صاف ظاہر نص قرآن عظیم سے گریز کے سوا کوئی چارہ نہیں اور یہ معاذ اللہ خسران مبین ہے جس سے اللہ تعالی ہمیں اور آپ اور سب اہل سنت کو بچائے آمین (۸)، عجب کہ آپ نے آفتاب کا زوال نہ سنا اسے تو میں نے آپ سے بالمشافہ کہہ دیا تھا (۹)، حدیثوں میں کتنی جگہ زالت الشمس ہے بلکہ قرآن عظیم میں ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ تفسیر ابن مردویہ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے لدلوک الشمس کی تفسیر میں فرمایا لزوال الشمس ابن جریر نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اتانی جبرئیل لدلوک الشمس حین زالت فصلی بی الظہر نیز ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یصلی الظہر اذا زالت الشمس ثم تلا اقم الصلوۃ لدلوک الشمس نیز مثل سعید ابن منصور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے دلوکہا زوالہا بزار وابو الشیخ و ابن مردویہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے دلوک الشمس زوالہا عبدالرزاق نے مصنف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے دلوک الشمس اذا زالت عن بطن السماء مجمع بحار الانوار میں ہے زاغت الشمس مالت وزالت عن اعلی درجات ارتفاعہا فقہ میں وقت زوال ہر کتاب میں مذکور اور عوام تک کی زبانوں پر مشہور۔ کیا اس وقت آفتاب اپنے مدار سے باہر نکل جاتا ہے اور احسن الخالقین جل وعلا نے جہاں تک کی حرکت کا اسے امکان دیا ہے اوس سے آگے پاؤں پھیلاتا ہے حاشا مدار ہی میں رہتا ہے اور پھر زوال ہوگیا یونہی زمین اگر دورہ کرتی ضرور اوسے زوال ہوتا اگرچہ مدار سے نہ نکلتی اس پر اگر یہ خیال جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ

سرکنا تو آفتاب کو ہر وقت ہے پھر ہر وقت کو زوال کیوں نہیں کہتے تو یہ محض جاہلانہ سوال ہوگا وجہ تسمیہ مطرد نہیں ہوتی کتب میں یہ مشہور حکایت ہے کہ مطرد ماننے والے سے پوچھا جرجیر یعنی چینے کو کہ ایک قسم کا ناج ہے جرجیر کیوں کہتے ہیں کہا لانہ یتجرجر علی الارض اس لئے کہ وہ زمین پر جنبش کرتا ہے کہا تمہاری داڑھی کو جرجیر کیوں نہیں کہتے یہ بھی تو جنبش کرتی ہے قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں کہا لان الماء یقر فیھا اس لئے کہ اوس میں پانی ٹھہرتا ہے کہا تمہارے پیٹ کو قارورہ کیوں نہیں کہتے اس میں بھی تو پانی ٹھہرتا ہے یہاں تین ہی موضع ممتاز تھے افق شرقی و غربی و دائرۂ نصف النہار اون سے سرکنے کا نام طلوع و غروب رکھا کہ یہی انسب و وجہ تمایز تھا اور اس سے تجاوز کو زوال کہا اگرچہ جگہ سے زوال آفتاب کو بلاشبہ ہر وقت ہے کریمۂ والشمس تجری لمستقر لہا میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قرأت ہے لامستقر لہا یعنی سورج چلتا ہے کسی وقت اوسے قرار نہیں۔ اوپر گزرا کہ قرار کا مقابل زوال ہے جب کسی وقت قرار نہیں تو ہر وقت زوال ہے اگرچہ تسمیہ میں ایک زوال معین کا نام زوال رکھا غرض کلام اس میں ہے کہ احادیث مرفوعہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و آثار صحابۂ کرام و اجماع اہل اسلام نے آفتاب کا اپنے مدار میں رہکر ایک جگہ سے سرکنے کو زوال کہا اگر زمین متحرک ہوتی تو یقینًا ایک جگہ سے اوس کا سرکنا ہی زوال ہوتا اگرچہ مدار سے باہر نہ جاتی لیکن قرآن عظیم صاف ارشادمیں اوس کے زوال کا انکار فرمارہا ہے تو قطعًا واجب کہ زمین اصلًا متحرک نہو (ب)، بلکہ خود یہی زوال کہ قرآن و حدیث و فقہ و زبان جملہ مسلمین سب میں مذکور قائلان دورۂ زمین اسے زمین ہی کا زوال کہیں گے کہ وہ حرکت یومیہ اوسی کی جانب منسوب کرتے ہیں یعنی آفتاب یہ حرکت نہیں کرتا بلکہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے جب وہ حصہ جس پر ہم ہیں گھوم کر آفتاب سے آڑ میں ہوگیا رات ہوئی جب گھوم کر آفتاب کے سامنے آیا کہتے ہیں آفتاب نے طلوع کیا حالانکہ زمین یعنی اوس حصۂ ارض نے جانب شمس رُخ کیا جب اتنا گھوما کہ آفتاب ہمارے سروں کے محاذی ہوا یعنی ہمارا دائرۂ نصف النہار مرکز شمس کے مقابل آیا دوپہر ہوگیا جب زمین یہاں سے آگے بڑھی دوپہر ڈھل گیا کہتے ہیں آفتاب کو زوال ہوا حالانکہ زمین کو ہوا یہ اون کا مذہب ہے اور صراحۃً قرآن عظیم کا مکذب و مکذب ہے مسلمین تو مسلمین۔ بیروت وغیرہ کے سفہاری قائلان حرکت ارض بھی جن کی زبان عربی ہے اس وقت کو وقت زوال اور دھوپ گھڑی کو مزولہ کہتے ہیں یعنی زوال پہچاننے کا آلہ اور اگر اون سے کہئے کیا شمس زوال کرتا ہے کہیں گے نہیں بلکہ زمین۔ حالانکہ وہ مدار سے باہر نہ گئی تو آگئی تاویل موافقین ومخالفین کسی کو بھی مقبول نہیں (ج)، اوروں سے کیا کام آپ تو بفضلہ تعالٰی مسلمان ہیں ابتدائے وقت ظہر زوال سے جانتے ہیں کیا ہزار بار نہ کہا ہوگا کہ زوال کا وقت ہے۔ زوال ہونے کو ہے۔ زوال ہوگیا۔ کا ہے سے زوال ہوا دائرۂ نصف النہار سے۔ کس کا زوال ہوا آپ کے نزدیک زمین

کا کہ اوسی کی حرکت محوری سے ہوا حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ زمین کو زوال نہیں اب خود مان کر کہ زمین متحرک ہو تو روزانہ اپنے مدار کے اندر ہی رہکر او سے زوال ہوتا ہے دنیا سے زوال کفار پیش کرنے کا کیا موقع رہا انصاف شرط ہے اور قرآن عظیم کے ارشاد پر ایمان لازم وباللہ التوفیق (د) یہاں سے بحمدہ تعالیٰ حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اوس ارشاد کی خوب توضیح ہوگئی کہ صرف حرکت محوری زوال کو بس ہے (۹) بحمد اللہ تعالیٰ تین آیتیں یہ گزریں آیت (۱) ان اللہ یمسک ۔ آیت (۲) ولئن زالتا آیت (۳) لدلوک الشمس آیت (۴) فلما افلت آیت (۵) و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ۵ آیت (۷) حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدها تطلع علی قوم لم نجعل لهم من دونها سترا ۵ اور ان سب سے زائد آیت (۸) وتری الشمس اذا طلعت تزٰور عن کهفهم ذات الیمین واذا غربت تقرضهم ذات الشمال وهم فی فجوۃ منه ذلك من اٰیت اللہ ۵ " تو آفتاب کو دیکھے گا جب طلوع کرتا ہے اون کے غار سے دہنی طرف مائل ہوتا ہے اور جب ڈوبتا ہے اون سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ وہ غار کے کھلے میدان میں ہیں یہ قدرت الٰہی کی نشانیوں سے ہیں"۔ یوہیں **صدہا احادیث** ارشاد **سید عالم** صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خصوصًا حدیث صحیح بخاری ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے قال النبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم لابی ذر حین غربت الشمس اتدری این تذهب قلت اللہ ورسوله اعلم قال فانها تذهب حتی تسجد تحت العرش فتستأذن فیؤذن لها ویوشك ان تسجد فلا یقبل منها وتستأذن فلا یؤذن لها یقال لها ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربها فذلك قوله تعالی والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدیر العزیز العلیم ۵ یوہیں **ہزارہا آثار صحابۂ عظام وتابعین کرام واجماع امت** جن سب میں ذکر ہے کہ آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے آفتاب کو وسط سما سے زوال ہوتا آفتاب کی طرح روشن دلائل ہیں کہ زمین ساکن محض ہے بدیہی ہے اور خود مخالفین کو تسلیم کہ طلوع و غروب و زوال نہیں مگر حرکت یومیہ سے تو جس کے یہ احوال ہیں حرکت یومیہ اوسی کی حرکت ہے تو قرآن عظیم واحادیث متواترہ و اجماع امت سے ثابت کہ حرکت یومیہ حرکت شمس ہے نہ کہ حرکت زمین لیکن اگر زمین حرکت محوری کرتی تو حرکت یومیہ اوسی کی حرکت ہوتی جیسا کہ مزعوم مخالفین ہے تو روشن ہوا کہ زعم سائنس باطل و مردود ہے پھر شمس کی حرکت یومیہ جس سے طلوع و غروب و زوال ہے نہ ہوگی مگر یوں کہ وہ گرد زمین دورہ کرتا ہے تو قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہوا کہ آفتاب حول ارض دائر ہے لاجرم زمین مدار شمس کے جوف میں ہے تو ناممکن ہے کہ زمین گرد شمس دورہ کرے اور آفتاب مدار زمین کے جوف میں ہو تو بحمد اللہ تعالیٰ آیات متکاثرہ واحادیث متواترہ و اجماع امت ظاہرہ سے واضح ہوا کہ زمین کی حرکت محوری و مداری دونوں باطل ہیں وللہ الحمد زیادہ سے زیادہ

ص ۹ سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ۵ آیت (۶) ص

مخالف یہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ غروب تو حقیقۃً شمس کے لئے ہے کہ وہ غیبت ہے اور آفتاب ہی اس حرکت زمین کے باعث نگاہ سے غائب ہوتا ہے اور زوال حقیقۃً زمین کے لئے ہے کہ یہ ہٹتی ہے نہ کہ آفتاب اور طلوع حقیقۃً کسی کے لئے نہیں کہ طلوع صعود اور اوپر چڑھنا ہے حدیث میں ہے لکل حد مطلع۔ نہایہ و در نثیر و مجمع البحار و قاموس میں ہے ای مصعد یصعد الیہ من معرفۃ علمہ نیز تاج اصول و تاج العروس میں ہے مطلع الجبل مصعدہ حدیث میں ہے طلع المنبر مجمع البحار میں ہے ای علاہ ظاہر ہے کہ زمین آفتاب پر نہیں چڑھتی اور مخالف کے نزدیک آفتاب بھی اس وقت زمین پر نہ چڑھا کہ طلوع اوس کی حرکت سے نہیں لاجرم طلوع شرعے سے باطل محض ہے مگر مکان زمین کو حرکت زمین محسوس نہیں ہوتی اونھیں وہم گزرتا ہے کہ آفتاب چلتا چڑھتا ڈھلتا ہے لہذا طلوع و زوال شمس کہتے ہیں یہ کوئی کافر کہہ سکے مسلمان کیونکر روا رکھ سکے کہ جاہلانہ وہم جو لوگوں کو گزرتا ہے قرآن عظیم بھی معاذ اللہ اوسی وہم پر چلا ہے اور واقع کے خلاف طلوع و زوال کو آفتاب کی طرف نسبت فرمادیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی لاجرم مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس و سکون زمین پر ایمان لائے واللہ الہادی

(۱۰) سورۂ طٰہٰ و سورۂ زخرف دو جگہ ارشاد ہوا ہے الذی جعل لکم الارض مھدا دونوں جگہ صرف کوفیوں مثل امام عاصم نے جن کی قرأت ہند میں رائج ہے مَہْد پڑھا باقی تمام ائمۂ قرأت نے مِھٰدًا بزیادت الف۔ دونوں کے معنی ہیں بچھونا جیسے فَرْش و فِرَاش یونہیں مَہْد و مِہاد (ا) بس قرأت عام ائمہ نے قرأت کوفی کی تفسیر فرمادی کہ مَہْد سے مراد فرش ہے مدارک شریف سورۂ طٰہٰ میں ہے (مھدا) کوفی وغیرہم مھادا و ھما لغتان لما یبسط ای الفرش اوسی کی سورۂ زخرف میں ہے (مھدا) کوفی و غیرھم مھادا ای موضع قرار معالم شریف میں ہے قرأ اھل الکوفۃ مَھْدًا ھھنا و فی الزخرف فیکون مصدرا ای فرشا و قرأ الآخرون مھادا ای فراشا و ھو اسم لما یفرش کالبساط تفسیر ابن عباس میں دونوں جگہ ہے (مھدا) فراشا نیز یہی مضمون قرآن عظیم کی بہت آیات میں ارشاد ہے فرماتا ہے الم نجعل الارض مھادا فرماتا ہے والارض فرشنھا فنعم الماھدون فرماتا ہے واللہ جعل لکم الارض بساطا فرماتا ہے الذی جعل لکم الارض فراشا اور قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے کہ خود قرآن کریم فرمائے (ب) بچے ہی کا مہد ہو تو وہ کیا اوس کے بچھونے کو نہیں کہتے جلالین سورۂ زخرف میں ہے (مھادا) فراشا کالمھد للصبی۔ لاجرم حضرت شیخ سعدی و شاہ ولی اللہ نے مھدا کا ترجمہ طٰہٰ میں فرش اور زخرف میں بساط ہی کیا اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے دونوں جگہ بچھونا (ج) گہوارہ ہی لو تو اوس سے تشبیہ آرام میں ہوگی نہ کہ حرکت میں ظاہر کہ زمین اگر بفرض باطل جنبش بھی کرتی تو اوس سے نہ ساکنوں کو نیند آتی ہے نہ گرمی کے وقت ہوا لاتی ہے تو گہوارہ سے اوسے بحیثیت جنبش مشابہت نہیں ہے تو بحیثیت آرام و راحت ہے۔ خود

گہوارہ سے اصل مقصد یہی ہے نہ کہ ہلانا تو وجہ شبہ وہی ہے نہ یہ۔ لاجرم اسی کو مفسرین نے اختیار کیا۔
(۵) لطف یہ کہ علماء نے اس تشبیہ مہد سے بھی زمین کا سکون ہی ثابت کیا بالکل نقیض اوس کا جو آپ چاہتے ہیں تفسیر کبیر میں ہے کون الارض مھدا انما حصل لاجل کونھا واقفۃ ساکنۃ ولما کان المھد موضع الراحۃ للصبی جعل الارض مھدا لکثرۃ مافیھا من الراحات خازن میں ہے (جعل لکم الارض مھدا) معناہ واقفۃ ساکنۃ یمکن الانتفاع بھا ولما کان المھد موضع راحۃ الصبی فلذلک سمی الارض مھادا لکثرۃ مافیھا من الراحۃ للخلق خطیب شربینی پھر فتوحات الٰہیہ میں زیر کریمہ زخرف ہے ای لوشاء جعلھا متحرکۃ فلا یمکن الانتفاع بھا فالانتفاع بھا ان یحصل لکونھا مسطحۃ قارۃ ساکنۃ اس ارشاد علماء پر کہ زمین متحرک ہوتی تو اوس سے انتفاع نہ ہوتا کاسہ لیسان فلسفہ جدیدہ کو اگر یہ شبہ لگے کہ "اوس کی حرکت محسوس نہیں" تو اون سے کہئے یہ تمھاری ہوس خام ہے فوز مبین دیکھئے ہم نے خود فلسفہ جدیدہ کے مسلمات عدیدہ سے ثابت کیا ہے کہ اگر زمین متحرک ہوتی جیسا وہ مانتے ہیں تو یقیناً اوس کی حرکت ہر وقت سخت زلزلہ اور شدید آندھیاں لاتی انسان حیوان کوئی اوس پر نہ بس سکتا زبان سے ایک بات ہانک دینا آسان ہے مگر اوس پر جو قاہر رد ہوں اون کا اوٹھانا ہزار ہا بانس پیراتا ہے۔ (۱۱) دیباچہ میں جو آپ نے دلائل حرکت زمین کتب انگریزی سے نقل فرمائے الحمدللہ اون میں کوئی نام کو تام نہیں سب یاد رہو ا ہیں زندگی بالخیر ہے تو آپ انشاء اللہ تعالٰی اون سب کا رد بلیغ فقیر کی کتاب فوز مبین کی فصل چہارم میں دیکھیں گے بلکہ وہ آٹھ سطریں جو میں نے اول میں لکھدی ہیں کہ یورپ والوں کو طریقہ استدلال اصلا نہیں آتا اونھیں اثبات دعوٰی کی تمیز نہیں اون کے اوہام جن کو بنام دلیل پیش کرتے ہیں یہ یہ علتیں رکھتے ہیں منصف ذی فہم مناظرہ دان کے لئے وہی ان کے رد میں بس ہیں کہ یہ دلائل بھی اونھیں علتوں کے پابند ہوس ہیں اور بفضلہ تعالٰی آپ جیسے دیندار سنی مسلمان کو تو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم و نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم و مسئلہ اسلامی و اجماع امت گرامی کے خلاف کیونکر کوئی دلیل قائم ہو سکتی اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اوس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً وہ مردود اور قرآن و حدیث و اجماع سچے۔ یہ ہے بحمداللہ شان اسلام محب فقیر سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کار کرکے سائنس کے مطابق کرلیا جائے۔ یوں تو معاذاللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اوسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے دلائل سائنس کو مردود و پامال کردیا جائے جابجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال و اسکات ہو یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس دان کو باذنہ تعالٰی دشوار نہیں آپ اوسے

بچشم پسند دیکھتے ہیں ع وعین الرضاء عن کل عیب کلیلۃ۔ اوس کے معائب مخفی رہتے ہیں مولیٰ عزوجل کی عنایت اور حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کرکے اوس کے دعاوی باطلہ مخالفہ اسلام کو بنظر تحقیر ومخالفت دیکھئے اوس وقت ان شاء اللہ العزیز بزالقدر اسکی لمع کاریاں آپ پر کھلتی جائیں گی اور آپ جس طرح اب دیوبندیہ مخذولین پر مجاہد ہیں یونہیں سائنس کے مقابل آپ نصرت اسلام کے لئے تیار ہوجائیں گے کہ ع ولکن عین السخط تبدی المساویا۔ حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں ؎

دشمن راہِ خدا را خوار دار دزد را منبر منہ بردار دار

رب کریم بجاہ نبی رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ہمیں اور آپ اور ہمارے بھائیوں اہل سنت خادمان ملت کو نصرت دین حق کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے آمین الٰہ الحق آمین واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین ۞ والحمد للہ رب العالمین ۞ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین ۞ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر گیا محلہ نذر گنج مسئولہ شمس الدین احمد اللہ خاں ۸ رشوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خضر علیہ السلام مالک بری ہیں یا بحری اور ادریس علیہ السلام اب کہاں ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ ادریس علیہ السلام آسمان پر ہیں ورفعنٰہ مکانا علیا ۞ مالک بحروبر وہر خشک وتر اللہ عزوجل ہے اور اوسکی عطا سے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضور کی نیابت سے خضر علیہ السلام کے تصرفات خشکی ودریا دونوں میں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از گورکھپور محلہ دھمال مسئولہ سعید الدین ۹ رشوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ (۱) امیر محلہ کا لفظ جو بعض کتب فقہ میں آیا ہے اور میر محلہ ان دونوں لفظوں میں کچھ شرعاً وعرفاً فرق ہے یا نہیں (۲) ہندوستان میں عام طور پر سید کو میر صاحب کہتے ہیں تو کیا اس کہنے سے فی الواقع وہ امیر محلہ بن سکتے ہیں یا امیر محلہ کے احکام اوس پر عائد ہوسکتے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ (۱) امیر میر میں کچھ فرق نہیں میر اوسی کا مخفف ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۲) فقط میر صاحب ہونے سے میر محلہ نہیں ہوتا میر محلہ وہ ہے جو علم دینی میں سب اہل محلہ سے زائد ہو یا جسے سلطان یا مسلمانوں نے میر محلہ بنایا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ ازموضع چاندپور ڈاکخانہ بمنوئی تحصیل سکندرہ راؤ ضلع علیگڑھ مسئولہ مرزا احسان بیگ صاحب زمیندار ۔ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

بعد سلام مسنون معروض خدمت ہوں کہ نماز غفیرا کی بابت میں ذکرالشہادتین دیکھا ہے کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو واسطے مغفرت کے بتائی تھی۔ مجھے اس نماز کی تلاش ہے میں پڑھنا چاہتا ہوں براہ مہربانی اس مسئلہ پر التفات مبذول فرماکر ترتیب نماز سے اطلاع دیجئے۔

الجواب ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ ۔ یہ روایت محض بے اصل ہے حضرت نے کوئی نماز اوس پلید کی مغفرت کے لئے اوس کو تعلیم نہ فرمائی۔

مسئلہ ۔ ازمدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ محمد ثناء اللہ طالب علم ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید علم دین حاصل کررہا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ جب میں فارغ التحصیل ہوجاؤں گا تو میں جہاں جہاں بزرگ لوگ ہیں وہاں جاکر ان سے ملاقات اور جس سے دل گواہی دیگا اوس ہی سے مرید ہوجاؤں گا۔ علم کے حاصل کرنے کے زمانہ میں چند لوگ اہل وطن اور غیر وطن ایک بزرگ کے مرید ہوئے اور زید سے بھی اصرار کیا کہ تم بھی مرید ہوجاؤ بعد اصرار کے زید بھی مرید ہوگیا۔ آیا شرعًا مرید ہوا یا نہیں۔ فقط

الجواب ۔ اگر اون کے اصرار کے بعد اسکے دل میں عقیدت آگئی اور بالقصد مرید ہوا مرید ہوگیا اور صرف اونکے اصرار کے سبب بے دلی سے بیعت کی مرید نہ ہوا کہ ارادت قلب سے ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ازلاہور مسجد بیگم شاہی ٹولہ مولوی احمد دین صاحب ۹ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے شجرہ خوانی دام تزویر ہے اور اس پر بہارستان مولانا جامی سے یہ عبارت نقل کرتا ہے از حضرت سید بہاؤالدین صاحب نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ حضرت شجرہ شما چیست فرمودند کہ کسے از شجرہ خوانی بجائے نرسد بس خدائے عزوجل را بیگانگی می شناسیم وبہمہ انبیاء واولیا ایمان آریم ومقید سلسلہ نیستیم یہ قول صحیح ہے یا غلط۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ یہ قول محض باطل ہے اور اس میں ہزارہا اولیائے کرام پر حملہ ہے اور بہارستان سے جو عبارت نقل کی ساختہ ہے اوس میں شجرہ خوانی یا شجرہ کا لفظ کہیں نہیں اور بس خدائے عزوجل سے اخیر تک ساری عبارت اپنی طرف سے بڑھائی ہوئی ہے بہارستان میں نہیں۔ شجرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بندے کے اتصال کی سند ہے جس طرح حدیث کی اسناد دین امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اولیاء وعلماء محدثین وفقہا سب کے امام ہیں فرماتے ہیں لولا الاسناد لقال فی الدین من شاء ماشاء شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں۔ **اولا** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ دوم صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے سوم نام بنام اپنے آقایان نعمت کو ایصال ثواب کہ اونکی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے چہارم جب یہ اوقاتِ سلامت میں اون کا نام لیوا رہے گا وہ اوقاتِ مصیبت میں اسکے دستگیر ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفك فی الشدۃ رواہ ابو القاسم بن بشران فی امالیہ عن ابی ہریرۃ وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از اسپتال دھام نگر ضلع بالیسر اوڑیسہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ایک شاہ صاحب نے اپنے ایک مرید کو خلیفہ بنایا ہے وہ مرید بظاہر پابند شریعت ہے ذکر و اذکار کا پابند ہے آپ کے عقیدہ ہے اور آپ کا مداح ہے علم انگریزی میں اچھی دخل ہے مسائل شریعت سے بھی واقفیت ہے سب باتیں صحیح ہیں لیکن وہ ولد الزنا ہے اب حضور والا سے عرض ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ اور بیعت جو ہو گا وہ عند الطریقت صحیح ہے یا نہ اور جو ولد الزنا کو خلیفہ بنادے وہ شاہ صاحب کیسے ہیں اب خلیفہ سے جو مرید ہوا یا شاہ صاحب سے دونوں مرید صحیح ہیں یا نہ۔ بینوا توجروا

الجواب۔ ولد الزنا کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے جبکہ وہ حاضرین میں علم میں زائد نہ ہو ورنہ اوسی کی امامت اولیٰ ہے رد المحتار میں ہے فی الاختیار وفی الحموی ای علۃ الکراھۃ بان الاعرابی والعبد من الحر افضل من الحضری وولد الزنا من ولد الرشدۃ الاعمی من البصیر فالحکم بالضد ونحوہ فی شرح الملتقی للبھنسی وشرح درر البحار یونہیں اگر وہ لائق خلافت ہے اوسے خلافت دینی اور عقیدت کے ساتھ اوس کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں کوئی حرج نہیں نہ اوس پر نہ اوسکے شیخ پر اس میں کچھ الزام قال اللہ تعالیٰ لاتزر وازرۃ وزر اخری۔

مسئلہ۔ از مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ محلہ فراشخانہ دہلی مسئولہ محمد ابراہیم احمد آبادی ۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ عبادت جس کے غیر خدا عزوجل کو کرنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے اس کی کیا تعریف ہے جو جامع اور مانع ہو اور اپنی جنس و فصل یا عرض عام اور خاصہ پر مشتمل ہو۔

الجواب۔ امام لامشی پھر سید ابو السعود ازہری پھر سید احمد طحطاوی پھر سید محمد شامی فرماتے ہیں۔ العبادۃ عبارۃ عن الخضوع والتذلل وحدھا فعل لایراد بہ الاتعظیم اللہ تعالیٰ بامرہ۔ امام شیخ الاسلام زکریا انصاری پھر علامہ سید احمد حموی غمز العیون نیز علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں العبادۃ مایثاب علی فعلہ ویتوقف علی نیتہ نیز شرح الاشباہ والنظائر میں ہے۔ العبادۃ ماتُعُبِّدَ بہ بشرط النیۃ ومعرفۃ المعبود تعریفات علامہ سید شریف میں ہے العبادۃ ھو فعل المکلف علی خلاف

ھوی نفسہ تعظیما لربہ **مفردات امام راغب** میں ہے العبودیۃ اظہار التذلل والعبادۃ ابلغ منہا ولایستحقہا الامن لہ غایۃ الافضال وھو اللہ تعالٰی ولہذا قال لاتعبدوا الا ایاہ **تاج العروس** میں نقل کیا العبادۃ فعل مایرضی بہ الرب یہ **تعریفیں بجائے خود قابل تعریف ہیں** وانا اقول باللہ التوفیق عبادت کسی کو اقصٰی غایات تعظیم کا مستحق جان کر اوسکی تعظیم بجالانا ہے اور اسی سے ہے باعتقاد مذکور اوسکے لئے تذلل نیز اوس کے امر کا امتثال اس حیثیت سے کہ اوسکا امر ہے اس تعریف کی تسجیل اور اون تعریفات کے مالہا وماعلیہا کی تفصیل موجب تطویل یہاں بعض نکتے کے طرف ایما کریں فاقول وبہ استعین (۱) عبادت حقہ کہ مستحق عبادت عزجلالہ کے لئے ہو اسمیں اوس فعل کا واقعی تعظیم ہونا ضرور مجرد زعم فاعل کافی نہیں اور عبادت باطلہ میں اسکا زعم بس۔ مکاء وتصدیہ مشرکین عبادت الٰہی نہ تھا اور بتوں کے سامنے اون کا سنکھ اور گھنٹی بجانا عبادت اگرچہ یہ بیہودہ افعال حقیقۃً تعظیم نہ ہوں۔ یوہیں امتثال امر میں عبادت حقہ جب ہی ہے کہ واقعی وہ اوسکا امر ہو کفار کا امرنا اللہ بہذا کہنا اگر واقعی اون کے زعم میں بھی ہو مراد وہی اور عبادت باطلہ میں صرف زعم کافی۔ (۲) عبادت کے لئے نیت شرط ہے اور معرفت معبود لازم جیسا کہ اوسکی تعریف سے ظاہر ہے اور کوئی کافر اصلا رب عزوجل کو نہیں جانتا جس کی تحقیق ہمارے رسالہ باب العقائد والکلام میں ہے اور امام رستغفنی نے تصریح فرمائی کہ الکفر ھو الجہل باللہ تعالٰی ولہذا کافر نہ اہل نیت ہے نہ اہل عبادت حقہ کما نصوا علیہ قاطبۃ اور مشرک عبادت باطلہ کرتا ہے کہ اپنے معبود باطل کا تصور کرکے اوسکی تعظیم کا قصد رکھتا ہے۔ (۳) عبادت باطلہ میں التزام عبادت وقول بہ الوہیت غیر ہی اوسے اقصٰی غایات تعظیم کا مستحق جاننے پر دلیل واضح ہے اگرچہ مرتکب عناداً منکر ہو کر مانعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی کہے رب عزوجل اونکی تکذیب فرماتا ہے کہ ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ۵ خود مشرکین روز قیامت اعتراف کرینگے اذ نسویکم برب العلمین ۵ (۴) بعض افعال کی وضع ہی عبادت کے لئے ہے تو اون سے تعظیم غیر کا قصد اور اس قصد باطل سے اونہیں کرنا ہی مطلقاً حکم شرک لائیگا جیسے صلاۃ وصوم ورنہ قصد عبادت پر موقوف رہے گا جیسے سجدہ کہ فی نفسہ عبادت نہیں ولہذا سجدات اربعہ صلاۃ وسہو وتلاوت وشکر کے سوا سجدہ بے سبب حنفیہ کے نزدیک صرف مباح ہے کمافی الدرالمختار اور شافعیہ کے نزدیک حرام کمافی الجوہر المنظم للامام ابن حجر المکی ولہذا غیر خدا کے لئے سجدۂ عبادت کفر ہوا اور سجدۂ تحیت حرام وکبیرہ ہے کفر نہیں کما فی الہدایۃ والدر وغیرہما من الاسفار الغر وقد حققناہ فی رسالۃ لنا مستقلۃ فی الرد علی بعض المضلۃ۔ (۵) عبادت کہ لغۃً خضوع ہے عبادت شرعیہ کو لازم ہے وہ تذلل سے خالی نہیں اگرچہ بظاہر صورۃ تذلل نہ ہو جیسے زکوۃ وجہاد۔ کہ اوسے حاکم وآمر وقاہر اور اپنے آپکو محکوم ومامور ومقہور جان کے امتثال امر

عین تذلل ہے مگر اقصٰی غایات تذلل ہو ناضرور نہیں کہ نماز زکوۃ سے زائد تذلل ہے بلکہ نماز کا سجدہ اوسکے رکوع، رکوع قیام قیام قعود سے اگرچہ اجزائے نماز سب عبادت ہیں ہاں اوسے اقصٰی غایات تعظیم کا مستحق جاننا ضرور ہے دوم، فقہا کبھی نفس فعل پر نظر کرتے ہیں اگروہ وضعًا عبادت نہیں اوسے عبادت نہیں کہتے جیسے عتق و وقف اور کبھی نیت مخصوصہ کے ساتھ دیکھتے اور عبادت کہتے ہیں جیسے قضا۔ عنایہ میں اوسے منجملہ اشرف عبادات بتایا ہے حتی کہ درمختار وغیرہ میں نکاح کو بھی عبادت فرمایا علامہ حموی نے اوس سے مراد جماع حلیلہ ٹھہرایا۔ اشباہ میں ہے اما العتق فعندنا لیس بعبادۃ وضعا بدلیل صحۃ من الکافر ولا عبادۃ لہ فان نوی وجہ اللہ تعالی کان عبادۃ مثابا علیہ وان اعتق بلا نیۃ صح ولا ثواب لہ وان کان صریحا واما الکنایات فلا بد لھا من النیۃ فان اعتق للصنم او للشیطان صح واثم وان اعتق لاجل مخلوق صح وکان مباحا لا ثواب ولا اثم وینبغی ان یخصص الاعتاق للصنم بما اذا کان المعتق کافرا اما المسلم اذا اعتق قاصدا تعظیمہ کفر کما ینبغی ان یکون الاعتاق لمخلوق مکروھا والتدبیر والکتابۃ کالعتق واما الجھاد فمن اعظم العبادات فلا بد لہ من خلوص النیۃ واما الوصیۃ فکالعتق ان قصد التقرب فلہ الثواب والا فھی صحیحۃ فقط واما الوقف فلیس بعبادۃ وضعا بدلیل صحتہ من الکافر فان نوی القربۃ فلہ الثواب والا فلا۔ واما النکاح فقالوا انہ اقرب الی العبادات حتی ان الاشتغال بہ افضل من التخلی للعبادۃ فیحتاج الی النیۃ لتحصیل الثواب لما لم تکن النیۃ شرط صحتہ وعلی ھذا اسائر القرب لا بد فیھا من النیۃ بمعنی توقف حصول الثواب علی قصد التقرب بھا الی اللہ تعالی من نشر العلم تعلیما وافتاء وتصنیفا واما القضاء فقالوا انہ من العبادات فالثواب علیہ متوقف علیھا وکذلک اقامۃ الحدود والتعازیر وکل ما یتعاطاہ الحکام والولاۃ وکذا تحمل الشہادۃ واداؤھا۔ شرح التنویر للعلائی بلکہ خود اشباہ والنظائر فن ثانی میں ہے لیس لنا عبادۃ شرعت من عہد اٰدم الی الاٰن ثم تستمر فی الجنۃ الا النکاح والایمان حموی میں ہے الظاھر ان المراد بالنکاح ھنا الوطی لا العقد وان کان حقیقۃ فی العقد عندنا بلکہ اسکے فن اول میں ہے المراد بالنکاح ھنا الوطی المترتب علی العقد الصحیح بقرینۃ قولہ حتی ان الاشتغال بہ افضل من التخلی المحض للعبادۃ اھ اقول لا دلالۃ فربما یکون الاشتغال بتدبیر العقد اطول مکثا من الوطی بل القرینۃ قولہ ثم تستمر فی الجنۃ فلم یثبت وقوع العقد فیھا کما نقلہ الحموی فی النکاح عن العلامۃ محمد بن ابی شریف اقول وای حاجۃ الیہ بعد قولہ تعالی وزوجنٰھم بحور عین ۵ کما لم تحتج الیہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ تعالی عنھا بعد قولہ عزوجل زوجنٰکھا اقول تحقیق یہ کہ یہ اختلاف حیثیت ہے ورنہ وضعًا ان میں سے کچھ عبادت نہیں ولہذا قضا بھی کافر سے صحیح ہے جبکہ امام نے اوسے ذمیوں کا قاضی بنایا ہو اور عتق بھی عبادت ہے جبکہ نیت مذکورہ کے ساتھ ہو اور ثواب نیت پر مطلقا موقوف اگرچہ فعل عبادت نہ ہو اور یہیں سے ظاہر کہ اخیر میں

جو افعال ذکر کئے یعنی اقامت حدود وتعزیرات وافعال حکام وولاۃ واداوتحمل شہادت سب کی تشبیہ قضا کے ساتھ بشرط عبادت ہو جانے میں بھی ممکن نہ صرف توقف ثواب علی النیۃ میں کہ مطلقاً ہر فعل کو حاصل

× × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × ×

(جواب نامکمل دستیاب ہوا)

مسئلہ ۔ از کانپور فیلخانہ قدیم مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل مسئولہ مولوی سید محمد آصف صاحب ۔ ۴ رمضان ۳۹ھ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۰ یاحبیب محبوب اللہ روحی فداک قبلۂ کونین وکعبۂ دارین محی الملۃ والدین دامت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ وتمنا حصول سعادت آستانہ بوسی اینکہ بفضلہ تعالٰی فدوی بخیریت ہے ملازمان سامی کی صحتوری مدام بارگاہ احدیت مطلوب ۔ حدائق بخشش کے صفحہ ۸۰ مصرع عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے کی شرح مطلب میں تحریر ہے کہ "کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنادیا تو حقیقت کعبہ وہ جلوۂ محمدیہ ہے جو اوس میں تجلی فرما ہے وہی روح قبلہ اور اوسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے اتنا یاد رہے کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے" اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت کعبہ جلوۂ محمدیہ ہے جسکی طرف حقیقۃً سجدہ ہے ۔ آخر عبارت کے الفاظ کہ (حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے) ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوۂ محمدیہ ہی کو حقیقت محمدیہ کہا گیا ہے اور جب حقیقت کعبہ جلوۂ محمدیہ بتائی گئی اور اوسی کی طرف حقیقت سجدہ کہا گیا اور حقیقت محمدیہ کو مسجود الیہا کہا تو حقیقت کعبہ کا حقیقت محمدیہ ہونا لازم آتا ہے ۔ والسلام مع الاکرام ۔

الجواب ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

بملاحظۂ مولانا المکرم ذوالمجد والکرم مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب دامت فضائلہم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اگر آپ آفتاب اور دھوپ کو دیکھیں تو فرق حقیقت وتجلی کی ایک ناقص مثال پیش نظر ہو ۔ آفتاب گویا حقیقت شمس ہے اور دھوپ اوس کا جلوہ ۔ حقیقت صفات کثیرہ رکھتی ہے اور اپنے مجالی میں متفرق صفات سے تجلی کرتی ہے اون صفات کے لحاظ سے جو آثار اون مجالی کے ہیں وہ حقیقۃً حقیقت کے اور معاملات اون مجالی سے بحیثیت مجالی ہیں وہ حقیقۃً حقیقت سے جیسا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی نسبت فرمایا من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم حقیقت کعبہ مثل حقائق جملہ اکوان حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کی ایک تجلی ہے کعبہ کی حقیقت وہ جلوہ ہے مگر وہ جلوہ

عین حقیقت محمدیہ نہیں صلے اللہ تعالی علیہ وسلم بلکہ اوس کے غیر متناہی ظلال سے ایک ظل جیسا کہ اوسی قصیدہ میں ہے ؎ کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل۔ روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے۔ حقیقت کریمہ نے اپنی صفت مسجودیت الیہا سے اس ظل میں تجلی فرمائی ہے لہذا کعبہ جس کی حقیقت یہی ظل و تجلی ہے مسجود الیہا ہوا اور حقیقت وہ حقیقت مُلیہ مسجود الیہا ہے کہ ادسی کی اس صفت کے ساتھ اس پر تجلی نے اسے مسجود الیہا کیا۔ والسلام

مسئلہ ۔ از شفاخانہ فریدپور ڈاکخانہ خاص اسٹیشن بتمبر پور مسئولہ عظیم اللہ کمپونڈر ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جنید ایک بزرگ کامل تھے اونھوں نے سفر کیا راستے میں ایک دریا پڑا اوس کو پار کرتے وقت ایک آدمی نے کہا کہ مجھ کو بھی دریا کے پار کردیجئے تب اون بزرگ کامل نے کہا تم میرے پیچھے یاجنید یاجنید کہتے چلے آؤ اور میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا درمیان میں وہ آدمی بھی اللہ اللہ کہنے لگا تب وہ ڈوبنے لگا اسوقت اون بزرگ نے کہا کہ تو اللہ اللہ مت کہو یاجنید یاجنید کہو تب اوس آدمی نے یاجنید یاجنید کہا جب وہ نہیں ڈوبا یہ درست ہے یا نہیں اور بزرگ کامل کے لئے کیا حکم ہے اور آدمی کے لئے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب ۔ یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملا بلکہ دجلہ ہی کے پار جانا تھا اور یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا اور یہ محض افترا ہے کہ اونھوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ۔ یاجنید کہنا خصوصاً حیات دنیاوی میں خصوصاً جبکہ پیش نظر موجود ہیں اسے کون منع کرسکتا ہے کہ آدمی کا حکم پوچھا جائے اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے حکم پوچھنا کمال بے ادبی و گستاخی و دریدہ دہنی ہے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از فیروزپور محلہ پیران والہ مسئولہ غیاث اللہ شاہ دبیر انجمن تعلیم الدین والقرآن علی مذہب النعمان ۔ ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ ۔

مشہور ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بارہویں ربیع الاول کو ہوئی ہے چنانچہ تواریخ حبیب الہ اور مولود برزنجی میں یہ ہی لکھا ہے اور اذاقۃ الآثام کے صلہ۱ پر لکھا ہے کہ "مولینا رفیع الدین خاں مرادآبادی اپنے سفر کے حالات میں تحریر کرتے ہیں کہ بارہویں تاریخ ربیع الاول کو حرمین شریفین میں یہ مجلس منعقد ہوتی ہے" مگر زید کہتا ہے کہ دراصل پیدائش کی تاریخ ۹ ربیع الاول ہے اور سال فیل کے حساب کرنے سے ۹ر تاریخ ربیع الاول کی آتی ہے اس لئے ۱۲ ربیع الاول جو روز وفات ہے عید میلاد کرنی ممنوع ہے اور ایک کتاب رحمۃ اللہ للعالمین ایک شخص نے پٹیالہ میں حال میں لکھی ہے اس میں بھی ۹ر تاریخ ولادت بحساب سال فیل تحریر کیا ہے اور شبلی نعمانی نے بھی اپنی سوانح عمری میں ایسا درج کیا ہے تو اب ان میں صحیح اور معتبر کون سی تاریخ ہے اور اگر دراصل ۹ر تاریخ ولادت تو کیا عید میلاد ۹ر کو کی جایا

کرے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ شرع مطہر میں مشہور بین الجمہور ہونے کے لئے وقعت عظیم ہے اور مشہور عند الجمہور ہی ۱۲ ربیع الاول ہے اور علم ہیئات و زیجات کے حساب سے روز ولادت شریف ۸ ربیع الاول ہے کما حققناہ فی فتاوٰنا یہ جو شبلی وغیرہ نے ۹ ربیع الاول لکھی کسی حساب سے صحیح نہیں۔ تعامل مسلمین حرمین شریفین و مصر و شام بلاد اسلام و ہندوستان میں ۱۲ ہی پر ہے اس پر عمل کیا جائے اور روز ولادت شریف اگر آٹھ یا بالفرض غلط تو یا کوئی تاریخ ہو جب بھی بارہ کو عید میلاد کرنے سے کون سی ممانعت ہے وہ وجہ کہ اوس شخص نے بیان کی خود جہالت ہے اگر مشہور کا اعتبار کرتا ہے تو ولادت شریف اور وفات شریف دونوں کی تاریخ بارہ ہے ہمیں شریعت نے نعمت الٰہی کی چرچا کرنے اور غم پر صبر کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا اس تاریخ کو روز ماتم وفات نہ کیا روز سرور ولادت شریفہ کیا کمافی مجمع البحار الانوار اور اگر ہیئات و زیج کا حساب لیتا ہے تو تاریخ وفات شریف بھی بارہ نہیں بلکہ تیرہ ربیع الاول کما حققناہ فی فتاوٰنا بہرحال معترض کا اعتراض بے معنی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از موضع پاکڑی ضلع گونڈہ گانوہ ڈاکخانہ ڈھنیہ مسئولہ محمد یٰسین خاں۔ ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ تفسیر قادری معتبر ہے یا غیر معتبر۔

الجواب۔ یہ اردو کتاب ہے میں نے نہیں دیکھی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از آنولہ محلہ کٹرہ پختہ کوچہ بنگلہ ضلع بریلی مسئولہ عبدالصمد۔ ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

علمائے شریعت و ہادیان طریقت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید کی مختلف حالتیں ہوئیں کبھی فسق و فجور کی طرف مائل رہتا تھا اور کبھی عبادت الٰہی میں مستغرق ہو جاتا تھا آخر میں وہ کئی پیروں سے بیعت ہو کر مختلف قسم کی ریاضتیں اور بہت سی عبادتیں کیں اور چلّے کئے اب وہ ولایت کا مدعی ہے اور کہتا ہے میں قطب ارشاد ہوں اب وہ فسق و فجور کیطرف مائل ہونے کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ پہلے میں اس لئے ایسا کرتا تھا کہ لوگ مجھ پر بدگمان رہیں اور میری ولایت ظاہر نہ ہو اور اب چونکہ خدائے تعالٰی نے حکم دیا ہے اس لئے اپنی ولایت ظاہر کرتا ہوں اور لوگوں سے بیعت بھی لیتا ہے حالانکہ اوس کو کسی ظاہری پیر سے اجازت نہیں ملی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے بذریعہ الہام مجھے اجازت ملی ہے اور اب کسی بندہ کی طرف رجوع کرنا میرے لئے ناجائز ہے اوس کے آثار یہ ہیں کہ اوسکی توجہ میں بڑا زبردست اثر ہے اس سے بیعت کرنے کے تھوڑے دنوں بعد لطیفۂ قلب روشن ہو کر ذکر جاری ہو جاتا ہے اوسکا مجلس پر بھی اثر ہو جاتا ہے اور اوس سے بیعت کرنے پر بہت سے گمراہ آدمی پابند صوم و صلاۃ ہو جاتے ہیں اور اون کے دل میں عشق الٰہی بھر جاتا ہے اور دیوانہ وار پھرتے ہیں اسکی سرّی نماز میں بہت شور و غل ہوتا ہے اور کبھی جذبہ آتا ہے رقص بھی کرتے

ہیں کیا مذکورہ بالا صفات کے ساتھ موصوف شخص سے جو کسی ظاہری پیر سے اجازت یافتہ نہ ہو بیعت کرنا اور اوس سے بیعت لینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ ایسے شخص کو بیعت لینا جائز نہیں اور اوسکے ہاتھ پر بیعت ناجائز۔ اے پسر شرط صحتِ بیعت۔ در طریقت اجازت سلف ست۔ اے پسر سکۂ نہ بہرہ مزن۔ کان کاسد ان ناخلف ست۔ حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر اکابر کرام قدست اسرارہم فرماتے ہیں من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان بے پیری کا پیر شیطان ہوتا ہے یہ جو ظاہری ذوق و شوق لوگوں میں دیکھا جاتا ہے قابل اعتبار نہیں۔ شیطان کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور اوس پر واضح دلیل نماز میں شور و غل مچانا اور رقص کرنا یہ نہیں مگر شیطان کی طرف سے کہ نماز فاسد کرے صحابۂ کرام و اکابر اولیاء عظام سے ایسا کبھی منقول ہوا اون سے زیادہ تاثیر و برکت کسکی ہو سکتی ہے مگر صادقین سے برکت ہوتی ہے اور کاذبین سے حرکت قال اللہ تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم ۝ اپنے عمل باطل نہ کرو وقال تعالیٰ وقوموا للہ قٰنتین ۝ اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔ اوسکا اقرار کرنا کہ فسق و فجور کرتا تھا اور اوسکا عذر بیان کرنا کہ اخفاء ولایت کے لئے تھا عذر بدتر از گناہ ہے۔ حضرات ملامتیہ قدست اسرارہم کی ریس کرتا ہے۔ وہ کبھی مستحب بھی ترک نہیں کرتے معاذ اللہ فسق و فجور کیا معنی ہے اوگمان بردہ کہ من کردم چو او فرق را کے بیند آں استیزہ جو۔ شیطان کے دھوکے اس سے بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں حضرت سیدی ابو الحسن جوسقی خلیفہ حضرت سیدی علی بن ہیتی فیض یافتہ بارگاہ سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مرید کو اعتکاف میں بٹھایا ایک شب حجرہ سے زار زار رونے کی آواز آئی دروازہ پر تشریف لے گئے حال پوچھا عرض کی شب قدر میرے پیش نظر ہے آفاق نور سے روشن ہیں در و دیوار حجر و شجر سجدے میں گرے ہیں میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں سینے میں ایک لوہے کی سلاخ ہے کہ جھکنے نہیں دیتی، اسپر روتا ہوں فرمایا اے فرزند یہ لوہے کی سلاخ وہ پیر ہے جو میں نے تیرے سینے میں القا کیا ہے وہ تجھے جھکنے نہیں دیتا یہ شب قدر نہیں شیطان کا شعبدہ ہے یہ فرماکر دونوں دست مبارک پھیلائے اور آہستہ آہستہ اونہیں قریب لاتے گئے جتنا ہاتھ سمٹتے وہ نور تاریکی سے مبدل ہوتا تھا جب دونوں ہاتھ مل گئے واویلا اور فریاد کی آواز آئی۔ فرمایا اب تو میرے مریدوں کو اغوانہ کریگا یہ فرماکر چھوڑ دیا وہ جھوٹا کرشمہ سب باطل ہوگیا اوسکے دھوکے اس سے بھی سخت تر ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اوسکا وہ کلمہ کہ اب کسی بندہ کی طرف رجوع میرے لئے ناجائز ہے اگر اپنے ظاہر عموم پر رکھا جائے تو صریح کلمۂ کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بندے ہیں اور اون سے کسی وقت بے نیازی کسی نبی مرسل کو بھی نہیں ہو سکتی نہ کہ این و آں۔ والعیاذ باللہ من وساوس الشیطان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۝ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ ۱۶ رجب ۱۳۳۵ھ بارہ دری مسئولہ مصطفیٰ علی خاں

۱ ۔ کسی شخص کا غصّہ بڑھ جائے تو اوس کے لئے آپ کوئی تعویذ دیں اور کچھ پڑھنے کو بتائیں۔

۲ ۔ ماں باپ میں یا بہن بھائی ہو یا میاں بیوی ہو محبت اور اتفاق پیدا ہو پڑھنے کو بتائیں یا کوئی تعویذ دیجئے

الجواب :۔ دفع غضب کے لئے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جس وقت غصّہ آئے دل کیطرف متوجہ ہو کر تین بار لاحول پڑھے تین گھونٹ ٹھنڈا پانی پی لے کھڑا ہے تو بیٹھ جائے بیٹھا ہے تو لیٹ جائے لیٹا ہے تو اوٹھے نہیں ۔ ۲ سب گھر والوں میں اتفاق کے لئے بعد نماز جمعہ لاہوری نمک پر ایک ہزار ایکبار **یاودود** پڑھیں اول آخر دس دس بار درود شریف اور اوس وقت سے اوس نمک کا برتن زمین پر نہ رکھیں وہ نمک سات دن گھر کی ہانڈی میں ڈالیں سب کھائیں مولےٰ تعالیٰ سب میں اتفاق پیدا کرے گا ہر جمعہ کو سات دن کے لئے پڑھ لیا کریں۔

مسئلہ از سہسوان ضلع بدایون مسئولہ سید پرورش علی صاحب ۔ ۲۸ شوال ۱۳۳۹ھ

بخدمت فیض درجت خدام ذوی الاحتشام حضرت نعمان الزماں مولانا و بالفضل اولینا مولوی احمد رضا خانصاحب دامت شموسہم افاداتہ بازغۃ معروض باد ۔ معراج میں ایک قطار اونٹوں کی کہ ہر ایک پر دو صندوق ہر صندوق میں انڈے بھرے ہر انڈے میں ایک عالم مثل اس عالم کے اوس قطار کو حضرت جبریئل علیہ السلام نے رواں ہی دیکھا ابتدا انتہا نہیں دیکھی حضرت کی درخواست پر منظور ہو کر اجازت دی اور انڈا کھولا گیا حضرت ایک شہر کی ایک مسجد میں تشریف لے گئے وہاں ایک واعظ حضرت خاتم النبیین کا ذکر فرماتے تھے واعظ نے یہ بھی کہا کہ حضرت اس جہاں میں ایک بار تشریف لائیں گے سر اوٹھا کر دیکھا اور قدمبوسی کی اس سے معلوم ہوا کہ عالم تو بیشمار مگر خاتم ایک ہی ہے ۔ یہ روایت کس کتاب میں ہے ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ یہ روایت بعض کتب تصوف میں ہے حدیث میں اسکی کچھ اصل نہیں اور ہو تو وہ عالم مثال کی تصویریں ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وان من شیئ الاعندنا خزائنہ وماننزلہ الابقدر معلوم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ مولوی عبداللہ بہاری ۔ ۳ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید خاندان قادریہ میں ایک بزرگ سے بیعت ہوا لیکن اون بزرگ صاحب نے کچھ نصیحت احکام شرعیہ کی نہ کی اور چند ہی روز کے بعد اون کا انتقال ہو گیا اب زید خاندان قادریہ میں کسی دوسرے بزرگ سے بیعت حاصل کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا ۔

الجواب ۔ اگر وہ پیر جامع شرائط بیعت تھے یعنی عالم سنی صحیح العقیدہ متصل السلسلہ غیر فاسق تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے فیض لے سکتا ہے اور ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط کم تھی تو اوسکے ہاتھ پر بیعت جائز ہی نہ تھی دوسرے سے بیعت کرے جو ان شرائط کا جامع ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ مولوی عبداللہ بہاری ۔ ۳ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کو دینی و دنیوی بات یاد نہ رہتی ہے وہ کیا پڑھے بینوا توجروا

الجواب ۔ سپید چینی کی تشتری پر لکھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اھط م ف ش ذ اور اسے ذرا سے پانی سے دھو کر اوس پر ۹۹۸ بار اور نہ ہو سکے تو ۱۰۰ یا ۱۰۰۰ ہی بار یاحفیظ پڑھکر دم کرے اور وہ پانی پی لے روز ایسا ہی کرے اور سوتے وقت ۷ بار سورۂ الم نشرح شریف پڑھکر سینے پر دم کر لیا کرے اور کلنگ ذبح کر کے ذبح کی گرمی میں اوسکا مغز نکال کر ۱۴ بار اوس پر یاحفیظ دم کر کے کھالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از وزیر آباد محلہ لکڑ منڈی ۔ ضلع گوجرانوالہ مسئولہ نظام الدین عثمانی ۱۲ شوال ۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید نہیں اور نہ حسن مثنی کی اولاد میں ہیں مہربانی فرما کر کتب معتبرہ شیعہ و سنی سے نقل عبارت مع صفحہ و نام کتاب تحریر فرمائیں ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً قطعاً اجل سادات کرام سے ہیں حضور کی سیادت متواتر ہے حضرت سیدی امام اوحد ابوالحسن لخمی قدس سرہ کی بہجۃ الاسرار شریف اور امام جلیل عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی کی اسنی المفاخر و علامہ علی قاری کی نزہۃ النواظر اور مولینا نور الدین جامی کی نفحات الانس اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی زبدۃ الاسرار وغیرہم اجلۂ اکابر کی معتمدات اسفار ملاحظہ ہوں ۔ فقیر بوجہ علالت تبدیل ہوا کے لئے پہاڑ پر آیا ہوا ہے ورنہ کتابوں کے حوالے اور صفحات کے نشان لکھتا رافضیوں کی کتابیں میرے کتب خانہ میں نہیں نہ مسلمانوں کو اونکی بات پر کان رکھنا جائز ۔ میں رسالہ رد الرفضہ میں کتب معتمدۂ کثیرہ و دلائل قاطعۂ منیرہ سے ثابت کر چکا ہوں کہ روافض زمانہ سب کفار مرتدین ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور رہو اور اونہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالدیں رافضیوں کے یہاں تو معیار سیادت رفض ہے سنی کیسا ہی جلیل القدر سید ہو اوسے ہرگز سید نہ مانیں گے اور کوئی کیسا ہی رذیل ذلیل قوم کا آج رافضی ہو جائے کل سے میر صاحب ہے ۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از بمبئی کلابا کافی شاپ سید وزیر علی صاحب مسئولہ محمد ابراہیم صاحب ۔ ۵ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ
بحضور فیض گنجور پیر روشن ضمیر جناب مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی بعد آداب خادمانہ کے عرض پرداز ہوں کہ یہاں پر عیسائیوں کا (عیسائی) بہت زور شور ہے اور ہر وقت یہ لوگ پریشان کرتے ہیں فی الحال اون کے دو سوال جنکے حل کرنے کے واسطے عرض کی جاتی ہے ہم لوگ حضور کے خادم اور نام لینے والے حضور کو ہی ہماری لاج ہے کلمہ شریف (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یہ قرآن میں کس جگہ لکھا ہے اگر نہیں تو وہ اسکی تشریح مانگتے ہیں ۔ (۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ وہ شافع محشر کس طرح سے اسکا ثبوت دو کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے حضور اسکو نہایت ضروری تصور فرما کر جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں ۔

الجواب ۔ (۱) قرآن مجید سورہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لا الہ الا اللہ ہے اور اسکے متصل سورہ فتح میں محمد رسول اللہ (۲) سورہ بنی اسرائیل میں ہے عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا ۔ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے ۔ سورہ نسا پارہ ۵ رکوع ۶ میں ہے ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ہ رسول کا گناہگاروں کے لئے استغفار کرنا شفاعت ہی ہے ۔ بے علم آدمی کو کافروں یا بد مذہبوں سے اولجھنا بحث کرنا سخت حرام ہے اونہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے ایاکم وایاهم لایضلونکم ولایفتنونکم اون سے دور رہو اونہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم ۔